

TIGHT BINDING BOOK

**TEXT PROBLEM
WITHIN THE
BOOK ONLY**

UNIVERSAL
LIBRARY

OU₁ 188819

UNIVERSAL
LIBRARY

OUP—552—7-7-66—10,000

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY P. G.

Call No. 91350C Accession No. 521

Author T. S. S. S. S. P. G.

Title P. G.

This book should be returned on or before the date last marked below.



بسم الله الرحمن الرحيم

از نقش و نگار و رو و یو ار شکست
آفتاب پدید است صنادید عجم را

حمد اوس خالق الکائنات کی جسے اٹھارہ ہزار عالم کو دوحرف کن سے پیدا کیا اور بعد ہزاران ہزار
جاوہ ہرے رنگارنگ کے پھر پردہ عدم میں لیجائے گا پھر اور نعمت اوس رسول الفلقین کی جسے جن
وانس کو دایۃ منالک سے نکالا اور بعد جزائے اعمال کے اور منزائے کردار کے پھر دارالسلام میں
پیونچائے گا نیز تحریر سے افزون ہے ابراہیم علیہ السلام سے بیرون پھر بت پرستی کے فکر الٰہی و نشان ہدایت
محال سے ہاتھ اڑھٹھا کر اپنے اندازہ سے پاؤں یا ہر نہ نکالے اور اس امر معین میں ہمت نہ ڈالے اس لئے
خاک پای اہل ہنر و شہ جہین معنی طرازان سخورامید و ارجمت صمد سید احمد رضا علیہ السلام جو اول الدلو
عارف جنگ بینا سید محمد متقی خان بہادر مرحوم اور پوتہ جواد الدلو جواد علی خان بہادر مرحوم اور
نواسہ نواب دیر الدلو امین الملک خواجہ فرید الدین احمد خان بہادر مصلح جنگ کا دامیان ولی الکیا
اور صاحب طبیان روزگار کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ مدت دراز سے یہ اندیشہ دامن گیر تھا
کہ اگر خلیفہ گری زمانہ پر ہمارے اندکے نجات حاصل ہو جاوے اور فلک ناتوان میں کے پیچھے سے
کچھ مہلت ہمت آوے تو ایک ایسا نسخہ عجیب اور مجموعہ غریب خامہ چابک رقم کی مدد اور نوا آسمان
پیر کی امانت سے لکھا جائے کہ عمارات سواد حضرت شاہ جہان حبیب اللہ علیہ السلام اور حکامات

دارا کو اگر او سکی اعانت پیونختی سکندر سی شکست نه کلمات او را قریب اسباب کو اگر او سکی تو جسد و کرتی تو رستم سی الوام
 هم سکندر شکو پی که در جلد سازد شکو پی سکندر بدو گشت بازه طرف از پیچ بر و انکی به قدر زمان مشرق افروز دانی اولو الجا
 قنار و ربان صاحب دولت و اقبال خدا و تعباد و بیال سند آرای کشور فرما ندی و کشورستانی حاکم محکم عدل سخی و جهانگیر
 مویه بتا میر آسانی بانی سبانی عدل نوشیه وانی نصرت لود دولت پیر احسان کشا ساجت روا کامروای غلامت و سپیدی
 عزت غایت عدل پروانه صاف گستر آسمان پاییز رفعت سرایه معظم الدوله امین الملک
 اختصاصی رخا من زباجی بجان پیوند سلطانی سرطاس شیا فاس مشکت صاحب
 یار و نشت بهادر صاحب کلان بهادر و دار الخلافت شایه جان آبا و دام اقبال
 ششوی لمولفه

صبح زمان رستایم	مرد و فتر و صفت او کشایم	بندم کل بهادر اوصاف	مکده سته بهشت طبع و صفا
آرم به جند و بارگاهش	ریزیم گل مشتاق به پیش	او سحر سخن گریه آرام	بر فرق سرش گریه سلام
هر لوبوی شاه و پادشاه	هر گوهر آبدار و نمش	در ملک کشم جبین قریب	ترتیب دهم جبین تهذیب
سفر بزم تبارگشتار	صد نغمه بر آورم ازین آ	وزیرین مودتانه گویم	صد رنگ بهر تان جویم
در جام سخن شمعانی	ریزیم بهر کار کامرانی	هر عقد که افتد مهر کار	بکشایم ازین شکر گلزار
از باغ تنها گلی به پیغم	و گلشن بی گل به پیغم	آن محیط رحمت آبی	کینا گریه محیط شایه
افتاده و فریوان گشت	در و اس آرزو و وصل گنج	گرا ز لبخند و فتنه به آرد	کنج گریه از دهن بر آرد
بر به و امید شنه کمان	از کج کفش زلال اسنان	به تر و قیاس قدر و تلاش	آنسوی خیال صد بابا کش
و نینده و تخت قیاح انیک	شاهانه ملک خوش و نریک	ایون تلج و دان کتا به لایک	بر درگاه و جبین گذارند
ایون گنبد آسمان که بالا	نشستش از ستان و کلا	هم عقل از و نقل منون	هم عدل از و عدل مرین
افروخت و تیغ شمع کا نور	تاریکی ظلم بر دازین نور	میزنش بهمان چو کرد آهنگ	بجوخت ستم بهر از رنگ
نعل لیل دست هر جا وید	حکس رخ او مستیج امید	هم فتح نصیب و هم غفر مند	هم قلعه کشا و هم مدد بند
اقبال و عطر معین کاش	تا نیکد و ازین و یارش	زمین که افسر سکندر	همی ده ملک بهفت کش
از تاده و پیشش ستم	ظلم است زمان غرضش	هر آینه راسه روشن او	هم راسه منیر عرش او
خورشید کلان عالی و	هم بانه چرخ گری او	مدتش جهان صلا و اقبال	رایش بدو کون محیط اقبال

آورد و ز راهی دشمن خویش	آینه راز یک جهان پیش	افلاک ز هیبتش گریزان	گردید ز کوب اشک ریزان
در کوشش تنم کشان عالم	آوازه کوس ادب پی هم	در کرده صدک انتقامش	آورد و سلامی لطفش
از دوا گری بر روزگار ان	چون باد صبا به نو مبارک	هم داده پشوده و هم سخن	داده بهمان جهان جان نیم
عاشق لب انتقام کیشا و	پاداش جفا هر کس دوا و	بلبل بچمن کشد چو ناله	گل را بخوان کن جواله
پروان ز شمع جان خود خست	آتش دل و دینش از دخت	چون سنگ بشیبه باغش	سوزی بد روشن از شر دوا
بخشد بعباس جاد وانی	صد بخش ز خوان کامرانی	منمون عطا کند فلک را	مرهون صلا کند ملک را
بر رسته فلک اگر دیده	صد تیغ بروی او کشیده	از غوط ملو آستانش	در بارگاه جلال شانش
هم چرخ جبین بخاک نهد	هم خاک بر پیش سر سنان	گردان زده ظلم پروان	خون کرده دل ستم گران
این نیست شفقت که از حسا	در عرصه زرم انتقامش	خون کشش دل سازد	بر چهره خود طرازی دید
آزینخت چو تیغ بر سر چرخ	کرده بدو نیم چرخ چرخ	بر کس که ز لطف او بر دهر	بر دی نرسد ز آسمان مهر
انگنده ز زور بازوی خنجر	خصمی که بدو خصومت اندیش	بکینیت زینش را چایش	شیر فلک بهر سه گاهش
انداخت خوان لطف و احسان	افروخت شمع عدل قیال	کرده بدو کون حکم جاری	بسپرد و بچشم زخم کاری
تا تیغ جهان ستان عظم کرد	ز ان تیغ ستم تلک کرد	افروخت قبل عرش پیا	شد قبل غور بهفت غبار
بود ست بر آسمان اجمال	خورشیدی لم شمس و آل	عالم به زیر دست او بیند	محکوم دو فنا پرست او بیند
یک حکم از دین مطلق سلیم	یک جلوه از دین چرخ تکویم	انگنده ز پا درخت بیدار	از دست نشانده سنبه دار
فرمان بر دست دم تاشان	اجری خورا و قباد و بهرام	عدش چو بر آسمان نذر کرد	صد توبه نیک جفا دار کرد
سیدش چو نمود یک سیات	بر هر دو جهان شدش سیات	آن لب که در حرف عدل گفت	چون کرد ستم یک نفس رفت
مهر تیغ از دست چشم تبال	فرمان بر دست ملک اجمال	تا ملک کیوس عدل بنفست	بچ ستم از جهان برفت
کار و جهان با لطف خود کرد	عالم بکینا عدل پرورد	در پرده پرست ویر نیاید	هرگز نشود بکسند فریاد
بر کس بنده بطل عشق گام	در پیش چرخ یار ارام	از هیبت او فلک ناگویند	از عدل دی آسمان برون
گویی ستم از کوش سر زینش	بگریخته ظلم بادل ریش	سرخش ز می میج بودم	بیخود شدم و زبان کشودم
از پای خویش میش رفتم	رفتم ز مقام خویش رفتم	تعلل کرد و گفت کای سخن	از دوزخن بدامنت گنج
از بدوش بره و دست ازین بخت	بش دار و مقام خویش بخت	از بهر دمای او سخن گو	اسرار نمان این سخن جو

تاریخ تارپود انفاس + از بہر قماش تن کند پس + ذائقہ بجمال جاودان باد + دان ذات غلامہ جہان باد
اگر یہ نسخہ غریب اس قدر شناس کی نظر قبول سے مزین ہو جاوے زہے دولت اور جو یہ مجموعہ عجیب
اس ثنائی حقل خیال کے زیور اتفاقات سے بجلی ہو جاوے زہے سعادت سے گھر قبول افتد زہی عز و شرف
ہر چند یہ کتاب نظر تماشا نیان دقیقہ باب میں رشک گلزار اور غیرت بہار ہے لیکن حقیقت میں بہار جب
ہے کہ اس دریا دل کےحاب الطاف سے سرانہ خرمی حاصل کرے اور گلزار جب ہے کہ اس بحر کف
کے ابر عنایت سے سرسبزی پاوے شبنومی گر اتفاقات خداوندیش بیا آید + نگار خاہ چینی و نقش
ارزنگی است + امید بہت کہ روئے مال در کشد + ازین سبب کہ گلستان جاسے و لتنگی است + علی التقریب
کہ دیباچہ ہمایونش + ز نام تاس شکت نگار تنگی است + بہر حال جو کہ امید خومی ہے کہ ایسے آقائے
قدردان کی نظر عنایت سے مزین زیور قبول اور یہ آرزو عملی بجلیہ حصول ہوگی اس نسخہ دلکش کو زیور
اتمام سے آراستہ کر کر اس مناسبت سے کہ صنایع و دیگر کار کی آثار اور اعیان مملکت ہند کے احوال و اطوار
پر مشتمل ہے آثار الصنادید نام رکھا اور جارب لب پر مرتب کیا +

باب پہلا شہ کے اہل کی عمارتوں کی حال میں -

باب دوسرا قلعہ معلے کی عمارتوں کے حال میں -

باب تیسرا خاص شہر شاہجہان آباد کے حال میں -

باب چوتھا دلی اور دلی کے لوگوں کے حال میں -

مخلد جہان اور چین آراے کن نکان سے امید ہے کہ اس گلشن جنت نظیر کو آبیاری ابر رحمت
سے ایسا سرسبز کرے کہ ہر ورق اس کا برگ طوبی کا ہمسر ہو اور ہر سطر اس کی سنبل فردوس کو برابر شقائق
اس کے صفائیں رنگین کا مقابلہ کر سکے اور نہ فرسین اس کی شکستگی عبارت کے برابر ہو سکے مطالعہ اس کا زبان
شوق کو مغنیہ ہو اور سیر اس کی بہتر از ہنگامہ نور و زوہد غائباد حاسے نیم شبے اور نالہ سحر کی کارگر ہو اگر جب
نظر تامل سے اس مجموعہ لغزیب کو دیکھا تو جیسا دل چاہتا تھا اس سے زیادہ پایا اور جب قدر تمنا تھی
بہتر اس سے نظر میں آیا لیکن ناظرین انصاف دوست سے توقع ہے کہ کجی اور اعتصاف کو بالائی طاق طکر
نبطل انصاف ملاحظہ کریں کہ مولف نے اس کی تالیف میں کیا نو و چراغ کھایا اور کس قدر غون جگ پایا ہو اگر اس
نظر پر ملاحظہ تحسین سے شاد کریں کہ بیحد نہیں شعر رسی انگہ بدرد من کہ چون + غامہ گیری و مضمون بنگاری



باب پہلا

ہو اور اس کے باہر کی عمارتوں کے خاکہ

بیاد نقش عمارات شہر یاران مین | کہ امین سپہر خاں پیشہ چون بہرست گشت

واضح ہو کہ سابق مین آبادی اس شہر کی جانب جنوب بھی اور بٹنے قدیم مکان ہریجہ اسی جانب واقع ہیں جس بادشاہ نے اپنے عہد سلطنت میں قلعہ بنایا اور شہر بسایا اور شمال کی طرف بٹنٹا آیا اس سبب سے اس شہر کے اور طرف مسکانات قدیم بہت کم ہیں مگر قلعہ شاہ اور عادل شاہ نے قدیم آبادی کے جنوب کی طرف قلعہ بنایا تھا اس جہت سے گویا انہما سے عمارات قدیم جانب جنوب کو قلعہ آباد کا قلعہ ہو گیا ہے اب کہ بٹنٹہ شہر کے باہر کی عمارتوں کا مال لکھنا شروع کیا مناسب معلوم ہوا کہ انہما سے عمارت سے نیچے قلعہ قلعہ آباد سے بلو عمارات قدیم کا مال لکھیں تاکہ اس سے اس دنیا سے ناپایداری پر عبرت ہو اور اس قلعہ روزگار پر بصیرت اہل بصیرت کے لیے یہ ایک آئینہ ہے کہ اس سے عبرت ٹیپتی ہے اور بے بصیرتوں کو بصیرت ہوتی ہے نظم

<p>چنین بہت پر مین گز گاہ را کہ دار و باد شہرین اورا</p>	<p>کے لڑا و باد شہرین اورا کہ دار و باد شہرین اورا</p>	<p>کے لڑا و باد شہرین اورا کہ دار و باد شہرین اورا</p>
<p>کہ داند کہ امین خلک و چہیزہ نو سیر غاری اندر چہار روز غور</p>	<p>کہ داند کہ امین خلک و چہیزہ نو سیر غاری اندر چہار روز غور</p>	<p>کہ داند کہ امین خلک و چہیزہ نو سیر غاری اندر چہار روز غور</p>
<p>چہیزہ رنگ باخیزہ دامن ساقست چہیزہ رنگ باخیزہ دامن ساقست</p>	<p>چہیزہ رنگ باخیزہ دامن ساقست چہیزہ رنگ باخیزہ دامن ساقست</p>	<p>چہیزہ رنگ باخیزہ دامن ساقست چہیزہ رنگ باخیزہ دامن ساقست</p>

قلعہ تغلق آباد

یہ قلعہ غیاث الدین تغلق شاہ پٹیلے لک تغلق نے جو غیاث الدین لہری کے غلاموں میں سے تھا بنایا ہے اس قلعہ کی تیاری سنہ ۷۸۵ ہجری میں شروع ہوئی اور بہت جلد تیار ہو گیا کسی زمانہ میں یہ قلعہ بہت فیس و لطیف ہو گا لیکن اب بالکل خراب اور ویران ہے۔ اکثر جگہ سے فصیل قلعہ کی قائم ہے مگر اوہ کے مکان بالکل ٹوٹ گئے ہیں کہ نام و نشان تک نہیں رہا۔ سب سے بڑا کھنڈ اور پتھروں کے ڈھیر ہے اور کچھ نہیں معلوم ہوتا۔ قلعہ کے چوں پنج میں ایک بہت بلند مکان بنا ہوا تھا اور وہ بادشاہ کی ٹھیکہ تھی اور سکواں بنا کر رکھتے تھے۔ لوگوں کے ذہن میں یہ سارا ہے کہ اس سے بڑا اور کوئی قلعہ نہیں ہے۔ اور کہتے ہیں کہ اس قلعہ کے چھین کوٹ اور باون دروازے ہیں۔ مینے جو اس قلعہ کو مغربی دیکھا تو یہ خیال غلط معلوم ہوا اور یہ بات تحقیق ہوئی کہ یہ قلعہ بہت بڑا نہیں ہے۔ بادشاہ نے مغرب کی طرف قلعہ بنایا تھا۔ اور تین طرف یعنی مشرق اور شمال اور جنوب کی طرف تغلق آباد کا شہر آباد کیا تھا۔ اور شہر کی فصیل اور قلعہ کی فصیل اس خوبصورتی سے ملا کر بنائی ہے کہ یہ سارا شہر اور قلعہ ایک قلعہ معلوم ہوتا ہے۔ مینے اس نقشہ میں جس قدر کہ اصل قلعہ کی عمارت ہے وہاں قلعہ کا لکھ دیا ہے۔ یہ قلعہ شاہجہان آباد سے چھ کوس کے فاصلے پر جنوب کی طرف واقع ہے۔ اس قلعہ میں راجہ ناہر سنگ لکھنؤ کے والد کی عمارتیں ہیں۔ اور سپاس ساٹھ برس سے اس قلعہ میں گوجر آباد ہیں اور انکو افعال شریفہ کرنے کو بہت اچھا مانا جاتا تھا۔ اس لیے اس ایک چھوٹی سی پھاڑی پر یہ قلعہ بنایا گیا ہے۔ عمارت اس قلعہ کی تمام چوڑ اور غار کے چتر سے ہے۔ دروازے بہت چھوٹے اور در بہت پست ہیں۔ اگلی عمارتوں کے ہونے سے وہیں ہی ہیں۔ لیکن اس زمانہ کی عمارتوں میں بہت خوبصورت عمارت ہے اور شاہی مستحکم۔ اس عمارت کو سنہ ۱۸۵۷ء کے پانسو پالیٹش برس کے قریب عرصہ ہوا اسی قلعہ کی اس مغرب کی طرف تغلق شاہ کا مقبرہ ہے

مقبرہ غیاث الدین تغلق شاہ

یہ مقبرہ بہت فیس بنا ہوا ہے۔ میرے ذہن میں اس زمانہ کی عمارتوں میں اس سے سوا خوبصورت کوئی عمارت نہ ہوگی۔ اگرچہ حرام میں یہ مشہور ہے کہ اس مقبرہ کو بھی غیاث الدین تغلق شاہ نے بنایا ہے

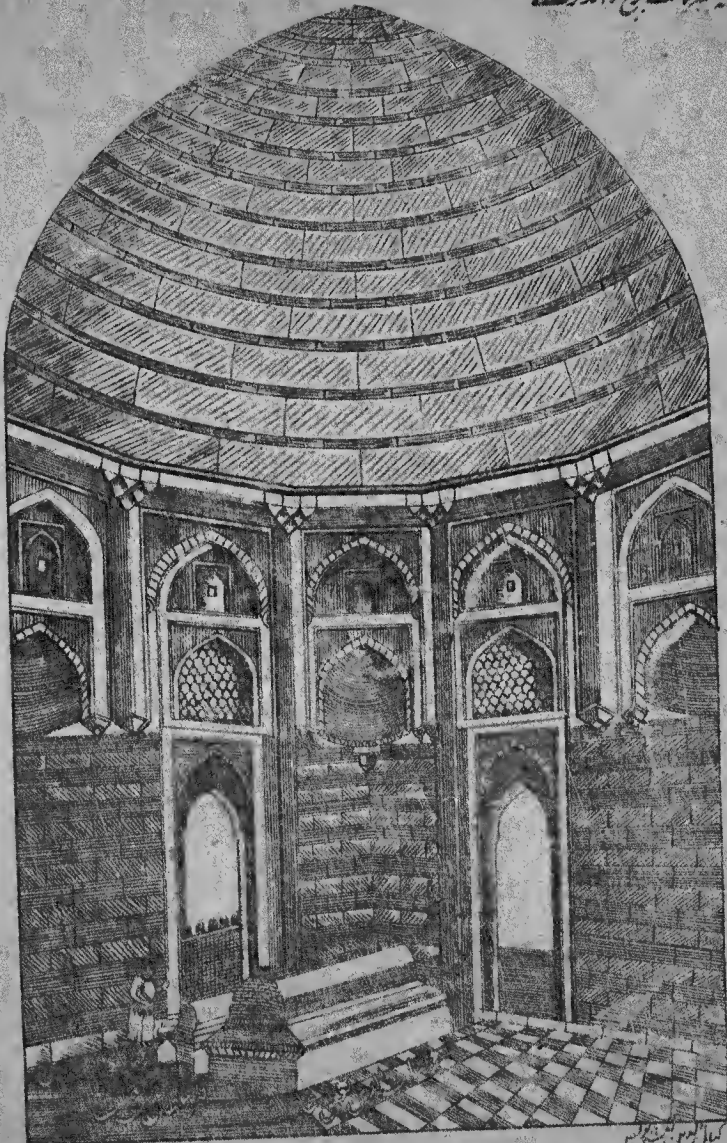
لیکن یہ بات غلط ہے بلکہ یہ مقبرہ ملک نواز الدین جو سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کے بیٹے کا بنایا
 ہو اسے جسکو سلطان نے اپنی یاد شاہت میں انعام خطاب دیکر اپنا ولی عہد کیا تھا اور سلطان
 کے مرنے کے بعد اس نے اپنا لقب سلطان محمد تغلق شاہ رکھا تھا اس سبب سے کہ باپ بیٹے دونو
 تغلق شاہ کے لقب سے مشہور تھے لوگوں کو شبہ پڑا ہے یہ عمارت عسکری جہری کے بعد بنی ہے
 کہ اسکو پانسیسینتیس برس کے قریب عرصہ گزرا اس مقبرہ کی فصیل تو سنگ خارا اور چوندہ سے بنی
 ہوئی ہے اور مقبرہ کے برج کی چار دیواری اندر باہر سے سنگ مرمر کی بہت خوبصورت ہے اور تمام
 برج سنگ مرمر کا ہے اور باجہ سنگ مرمر میں سنگ مرمر کی دھاریاں اور گل بوٹے منبت کاری
 کے نہایت نفاست سے لگی ہوئی ہیں اور مرمر سفید لکڑی عجیب عالم دکھائی دیتی ہیں، برج کے اوپر
 ایک گلی سنگ مرمر کی لگی ہے مگر تھوڑی سی ٹوٹ گئی ہے، یہ مقبرہ بھی راجہ نادر سنگ لکڑی کے والد
 کی عمارت ہے اور اس نے نادر دانی سے اس نہیں مقبرہ کو ایسا خواب کر رکھا ہے کہ ابھین
 گائے میل بند رہتے ہیں اور زمیندار بستے ہیں، اس قبر کے رستے والے زمیندار اپنے زمین شیخ
 بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ چارے بزرگ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کے وقت سے تغلق آباد
 میں ہوئے تھے جب سے کہ اس قلعہ میں گوجا بسے ہم اس مقبرہ میں آ رہے +

قبور مقبرہ

اس مقبرہ کا برج اندر سے بھی بہت نفیس ہے کہ اسکی نفاست نقشہ سے ظاہر ہے + اس برج میں تین
 قبریں ہیں، پہلی قبر جو گنبد کے چمن بیچ میں ہے وہ قبر تو سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کی ہے اور
 دوسری قبر کا حال میری تین کسی تاریخ کی کناب سے تحقیق نہیں ہوا + لوگ کہتے ہیں کہ دوسری
 قبر اس کے بیٹے کی ہے + مگر غلطی یہ ہے کہ اسکا نام محمد عادل شاہ بیان کرتے ہیں + محمد
 عادل شاہ غیاث الدین تغلق شاہ کا کوئی بیٹا نہ تھا + سلطان محمد تغلق شاہ جسے اس مقبرہ کو بنایا
 اللہ تعالیٰ کا بیٹا تھا اور اگرچہ سلطان محمد تغلق شاہ دریاے سندھ کے کنارے پر عسکری جہری میں مرا ہے
 لیکن کچھ عجیب نہیں کہ اسکی لاش کو لا کر بیان دفن کر دیا ہو + اور تیسری قبر سلطان غیاث الدین
 تغلق شاہ کی ہوگی کہ ہے کہ محمد و جہان اسکا خطاب تھا ان تینوں قبروں کے تعویذ معلوم نہیں

نقشہ نذرہ متعلق سفر ۱۲ جلد اول

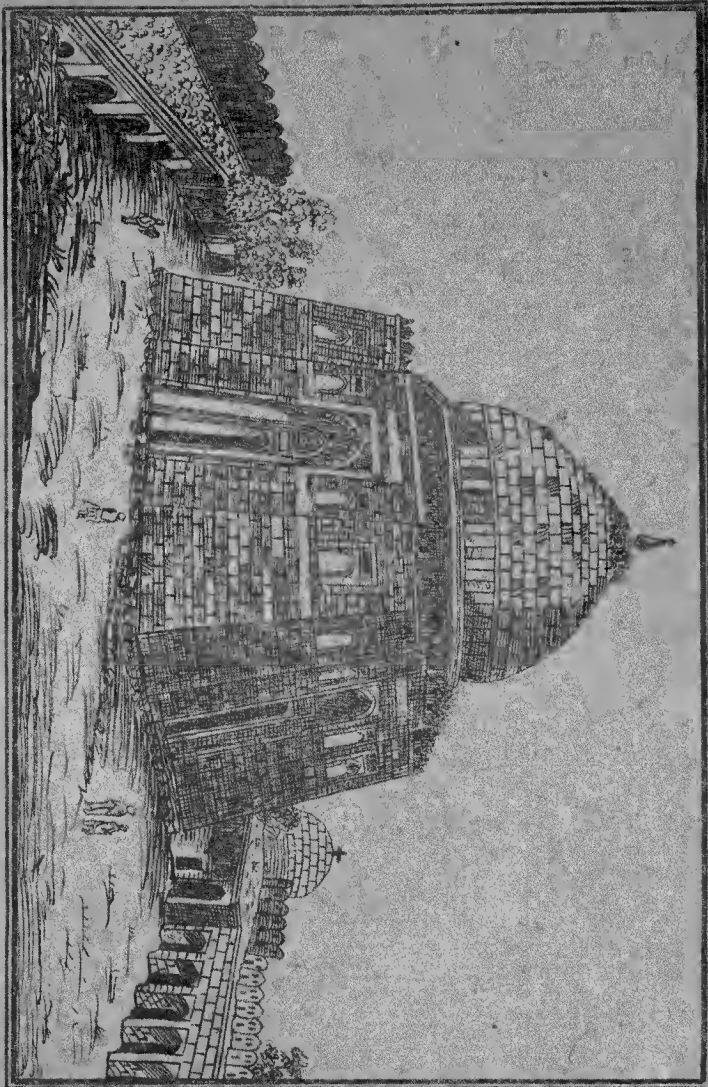
نقشہ مقبرہ کے بنی کا اندر سے



کمال الدین شاہ

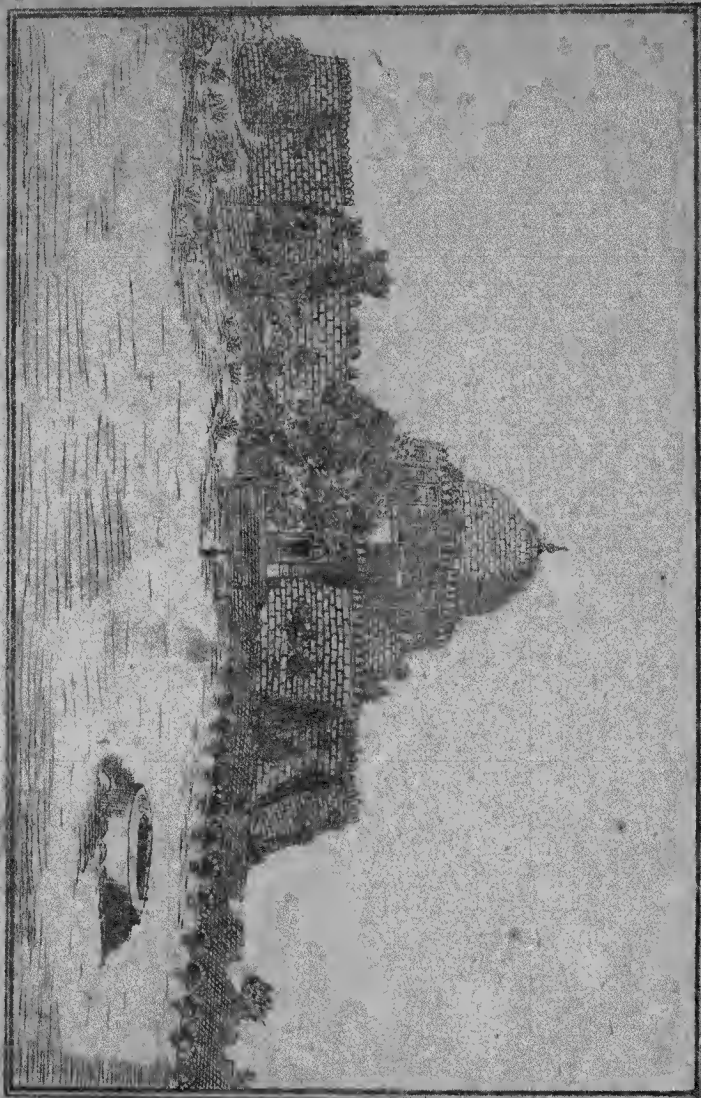
نقشه نمبر ۳ متعلقہ صفحہ ۱۳ باب اول

نقشه برج بھرویاں شاہ الہی علی شاہ



نقشه نمبر ۱۴ متعلقہ صفحہ ۱۳ باب اول

نقشه صہرہ غیاث الدین قلن شاہ صہرہ رازہ و فضیل و غیرہ



کہ کون لیکھا اور کیا ہوئے اب اور ان قومیزوں کی بلکہ کسی سنہ اینٹ اور چوڑے سی قبرین بنا دی ہیں

پنج مقبرہ

اس مقبرہ کا برج بھی بہت خوب اور اوہ کی وضع نہایت مرغوب ہے قابل سیر و تماشا ہے اوہ کی بلندی نقشہ سے ظاہر ہے کہ لےنے قدر کا آدمی اوہ کے امبارہ تک پہنچتا ہے آدمی کی طاقت نہیں کہ اوہ کی خوبی بیان کر سکے اس گنبد کے مشرق اور شمال اور جنوب کی طرف حراب وار دروازے ہیں اور مغرب کی طرف کے دروازے کا نشان بنا ہوا ہے گرد و واڑہ نہیں ہے سماروں نے اس خوبی اور استحکام سے اس کے پتھر و مل کیے ہیں کہ دیکھنے سے قطع ہے اس کی مضبوطی و استحکام دیکھ کر خیال میں نہیں آتا کہ یہ کبھی فنا بھی ہو گا اس کی یہ نفیس صحن میں جس پر جوتی میت پاؤں رکھتا اور فرش بھی کر پٹھنا بہت بے سلیکی تھی گلے بھینس میل بند سے ہیں اور گوبر کر ڈھیر ٹیڑھ

فصیل مقبرہ

اور اس مقبرہ کی فصیل اور دروازہ بھی نہایت شان دار اور نہایت خوبصورت ہے دروازہ تمام تنگ سرخ کا ہے اور اس میں ایک والاں ہے تیسری سیڑھیاں چڑھ کر مقبرہ کے صحن پہنچتے ہیں فصیل اس کی نہایت عجیب ہے صحن میں نہیں آتا کہ بنائے والے نے اس کی فصیل ایسی ٹھیری مٹھی کیوں بنائی ہے شاید جسطرح کا پھاڑ ہو گا اسی طرح کی فصیل بنا دی ہوگی اگر یہ یہ مقبرہ مکونہ کوٹ کر کے مشہور ہے یعنی مثلث پر یہ بھی غلط انسی واسطے کہ دو نو ساقین اس کی مستقیم نہیں ہیں اور کچھ صحن میں بھی ایک ایک زاویہ منفرجہ پیدا ہو گیا ہے اس کی فصیل میں قلعہ کے طور پر برج و بارہ بنے ہوئے ہیں ایک برج تو اس مثلث پر جانب جنوب ہے اور دوسرا برج ضلع شرقی مثلث پر اور تیسرا اور چوتھا برج قاعدہ مثلث پر جانب شمال اور غرب بنا ہوا ہے تیسرے برج پر ایک ادھر برج سے اور اوس میں بھی کچھ نامعلوم قبرین ہیں اور ضلع غربی میں مقابل برج ضلع شرقی کے پکا کھوان ہے کہ اوہ کا پانی مقبرہ کے رہنے والوں کے فحش میں آتا تھا اس فصیل کے اندر کے رخ حجرے فقرا اور مساکین کے رہنے کو بنے ہوئے ہیں گرد اس مقبرہ کے سلطان فیروز شاہ نے پانی کا بند بنایا تھا اور مقبرہ اور قلعہ کے دروازے میں پل یا ڈھانچا کہ اس سبب سے اس مقبرہ اور قلعہ کو عجیب رونق ہو گئی تھی

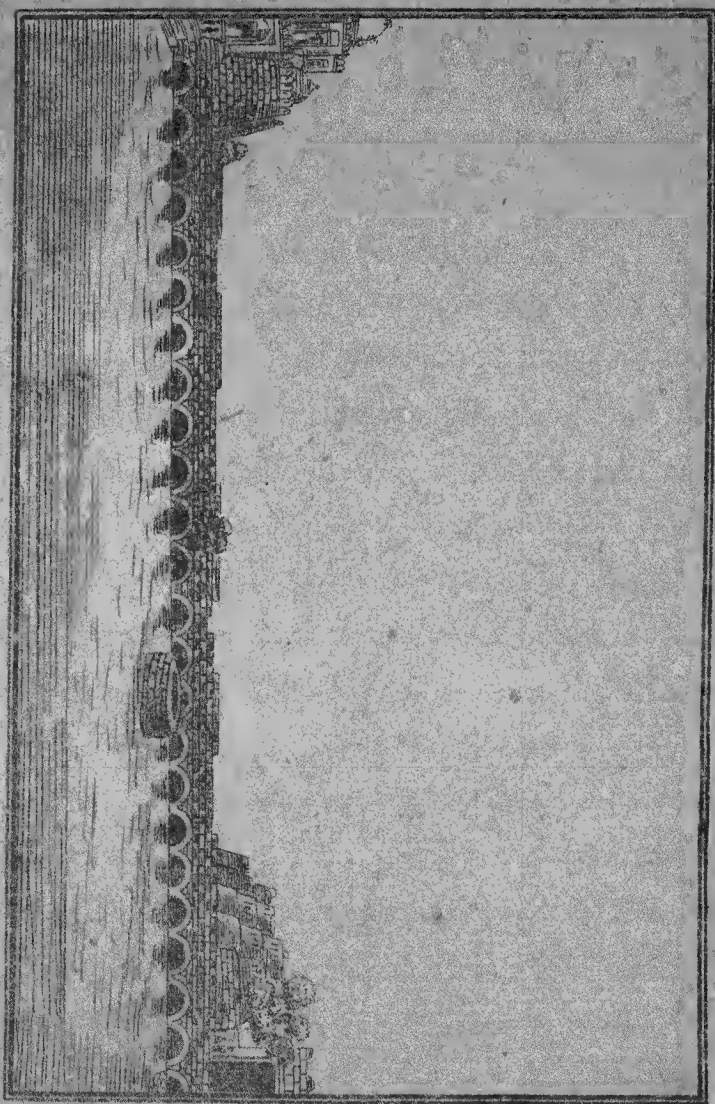
پہلے مقبرہ

اگر یہ پیرین یعنی قبرین کہہ سکتا کہ یہ کسی نے بنایا ہے مگر تاریخ کی کتابوں کے متبع سے ایسا یقین پڑتا ہے کہ یہ پیر سلطان فیروز شاہ بن سالار حبیب کا بنایا ہوا ہے جو سلطان محمد تغلق شاہ کے بعد تخت پر بیٹھا تھا۔ اس آباد نے اپنی سلطنت میں بہت سے پل اور پانی کے بند بنائے ہیں کیا مجب ہے جو یہ بھی اسی نے بنایا ہو اگر میری بات درست تصور کی جاوے تو سہی، جہی کے بعد یہ پل بنایا ہو گا کہ اسکو پانسو دس برس کے قریب عرصہ گزرا اس پل اور پانی کے بند بندھنے کے سبب حقیقت میں اس قلعہ اور مقبرہ میں جان پڑ گئی ہے مشرق کی طرف تو قلعہ آباد کا قلعہ ہے اور مغرب کی طرف پہاڑ ہے اور جنوب کی طرف عمارت ہزار ستون ہے اور شمال کی طرف سے پانی آکر قلعہ آباد کے قلعے کے نیچے کو سون تک بھرا رہتا تھا اور اس مقبرہ کے گرد پانی پھر کر مجب عالم دکھاتا تھا اور یہ مقبرہ کٹورہ سا معلوم ہوتا تھا پانی کی لہریں کھانا اور ٹھنڈی جوا کا چلنا اور پہاڑوں پر سے سبزے کا دکھائی دینا جنت یا دولتنامہ مقبرہ کے چاروں طرف ہتھ پانی بھرا رہتا کہ مقبرہ کے مابین کو رستہ نہوتا۔ اسما سے یہ پل مقبرہ کے دروازے سے قلعہ کے دروازہ تک بنا لایا گیا ہے جب کہ میں اس مقام کا نقشہ کھینچنے گیا ہوں اور وقت میں بھی بہت پانی بھرا ہوا تھا اگرچہ اگلے زمانہ کی سی کیفیت کمان تھی مگر یہ نکلنے پانی کا لہرانا اور ٹھنڈی جوا کا چلنا اور ٹوٹی چوٹی غلغلہ قون کا دکھائی دینا محکمہ بیت پسند آیا اور بہت حسرت تھی کہ اگر یہ بند تیار ہو جاوے تو کیا اچھی سیر گاہ ہے افسوس کہ راجہ ناہر سنگہ لکھ گڑھ والے کو جسکی حکمرانی میں یہ بند واقع ہے اسکی آراستگی کا کچھ خیال نہیں۔ باد مینے کہ اس سے افزونی زراعت بھی تصور ہے یہ پل زمین جگہ سے ٹوٹ بھی گیا ہے اور ریت آجائے کے سبب اسکے در بند ہو گئے ہیں داکے وقتوں میں بڑے بڑے نسلے جو اس فوج میں جاری تھے اس بند میں کاٹ کر ڈالے گئے تھے اور تاباں شمس جو قطب صاحب میں واقع ہے اور اسکا پانی بارہ مہینے جاری رہتا تھا اور اسکا پانی بھی اسی جگہ پڑا لایا ہے اور جس جگہ کہ اب جہر نہ ہے وہاں بند ہو جو دیکھ کہ اسکا حال وہاں کی عمارتوں میں لکھا جاوے گا

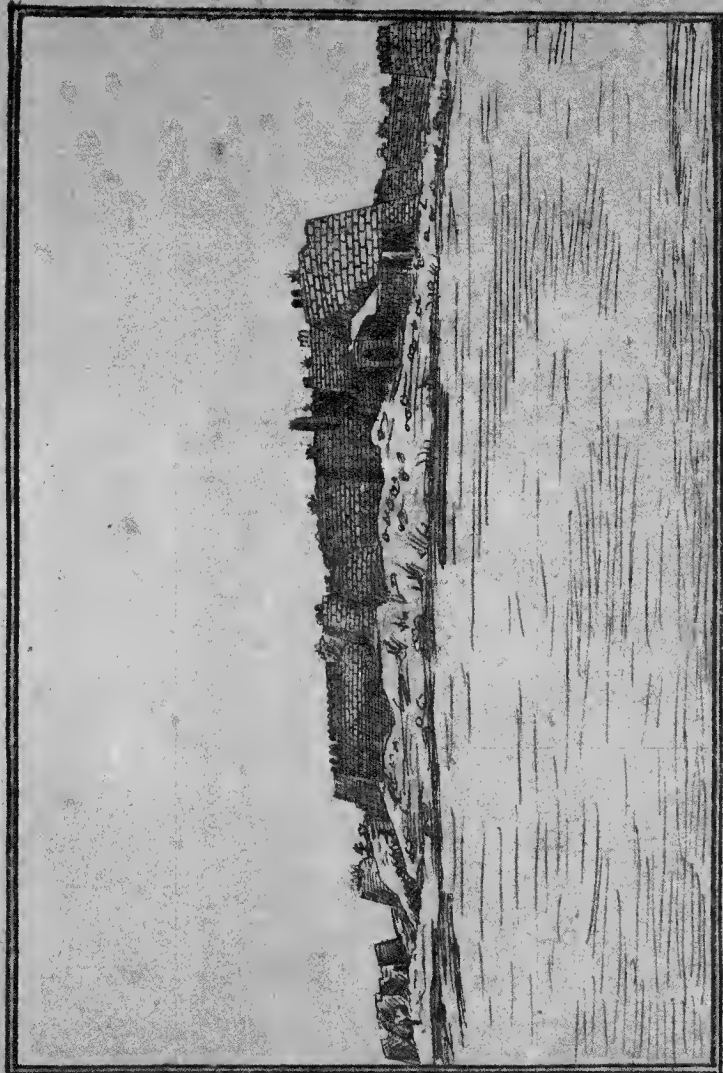
عمارت ہزار ستون

یہ عمارت بھی قلعہ آباد کے قلعے کے پاس واقع ہے اس عمارت کو ملک نور الدین جو سلطان خیاث الدین قلیق تھا

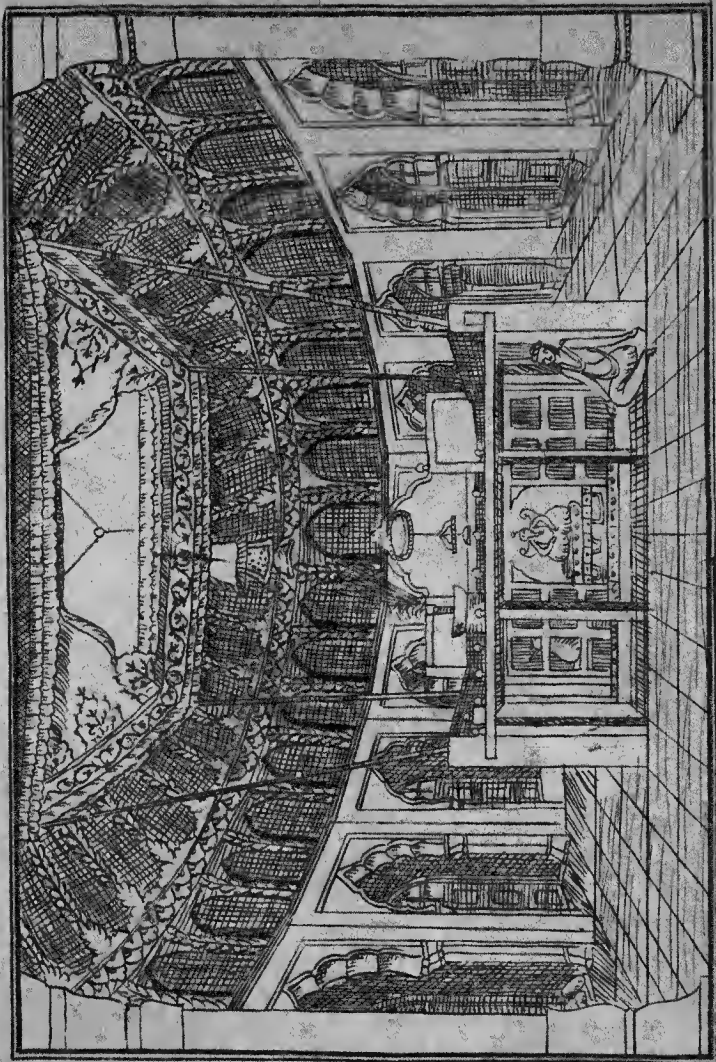
نقشه نهره متعلقه منقوشه سال اول



نقشه لیل



نقشه عمارت ہزارستون سی بر محمد آباد و عادل آباد



کے پیشے نے بنایا ہے، جو حکو بادشاہ نے جس کے بعد سلطان محمد تغلق شاہ کو کما کرتے تھے، اسی بادشاہ کی قبر سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کے مقبرہ میں ہے اس عمارت کو بیٹھنے تو محمد آباد اور بیٹھنے عادل آباد دیکھتے ہیں۔ محمد آباد دیکھنے کا تو یہ سبب ہے کہ سلطان محمد تغلق شاہ نے اس عمارت کو بنایا ہے، اور عادل آباد اس سبب سے کہتے ہیں کہ ملک فخر الدین جو ناسے بادشاہ ہو کر اپنا لقب سلطان محمد عادل تغلق شاہ رکھا تھا، پھر ابو علی علیہ السلام کرنا شروع کیا اور چاروں بیگناہوں کا ہون کیا کہ اس کے نام سے عادل کا لقب جانا رہا اور اس کی جگہ سلطان خونی کہنے لگے تھے اور اسی سبب سے کہ اس بادشاہ کے نام میں سے عادل کے لفظ کو بالکل محالہ لایا تھا اور عادل کے لقب سے مشہور بنا تھا جس نے قبور مقبرہ غیاث الدین تغلق شاہ کے سال میں لکھا ہے کہ سلطان غیاث الدین تغلق شاہ کا کوئی بیٹا سلطان عادل شاہ کے لقب سے مشہور نہ تھا، غرض کہ اس کے پہلے لقب کی مناسبت سے اس کو عادل آباد بھی کہتے ہیں اس عمارت کی تیاری شاہ جہری کے بعد شروع ہوئی اور شاہ جہری میں پہلی تھی کہ اس کو پانچ سو چھتیس برس کے قریب عرصہ گزارا اس بادشاہ کے مہرین پر ساشی بہت بڑا شاعر تھا وہ نے اس عمارت کے تمام ہونے کی تاریخ و حادثہ قلمبند کیا ہے، کہتے ہیں کسی زمانہ میں یہ عمارت بہت نفیس تھی اور ہزار ہوں سنگ خارا کے اسمیں لگے تھے اور اسی سبب سے اس کو عمارت ہزار ہوں کہتے تھے لیکن اب یہ عمارت بالکل خراب ہو گئی ہے تو ملی پھونپی چار دیواری اور ایک آدھ دروازہ قائم ہے باقی سب کچھ گر پڑا ہے یہ عمارت بھی راجہ ناہر سنگ لیم کڈھ والے کی حاکماری میں واقع ہے اور نہایت خراب اور ویران ہو رہی ہے اس عمارت کو دیکھ کر نہایت حیرت ہوتی ہے کہ کیسے بادشاہ جبار و تہار و خوار کے رہنے کا مکان تھا جس میں اب کاغذ چھینٹیں بکریاں چرتی ہیں وہاں اعتبار اولی الابدعار +

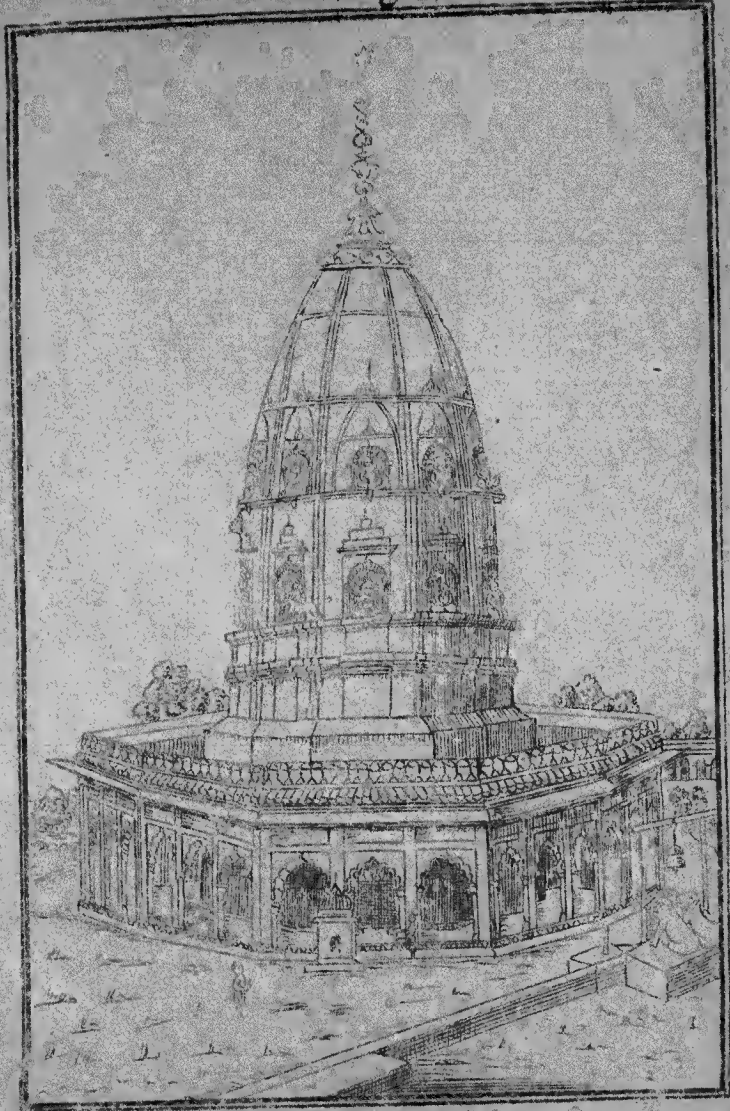
مندر کا لکا

یہ مندر موقع سہا پور کی سید میں شاہ جہان آباد سے چند کوس کے فاصلہ پر جنوب کی طرف واقع ہے۔ اور یہ مقام ہندوؤں کی تہی پرستش گاہ ہے، اگرچہ ہندوؤں کے عقائد آدمی کے مخالف ہیں لیکن اس مندر پر محال ہو کہ ہندوؤں کے مذہب کے موافق عقیدتیں ہو اسے لکھتے ہیں کہ اگلے زمانہ میں جب کوئی گروہ برس کو ہون کے دستہ میں آئے ہندوؤں کے اوتھوں نے اس زمانہ کے پوٹاؤں کو بہت شایا تھا + آخر دیوتا لاچار ہو کر نہایت کم فریادی گئے، ہر جہان سے اوتھوں کے کہہ کر مجھے تمہاری رحمت یا عین ہو سکے گی +

حرم مسلمان مینی پارتی کا است کو وہ تمہاری سہائیا کر لی جب اون و دو تاون نے مسلمانوں کا است کیا +
 آخر کو مسلمانوں نے کہا کہ تم کسا است کرتے ہو راتے میں مسلمانوں کے منہ سے ایک بی پیدا ہوئی کہ کو شکلی +
 او سکھام تھا او نے کہا کہ نہ سیر می است کرتے ہیں + او سو قش کو شکلی + اون و دو تاون چسوں کہ
 لہا + اون کے لہو کی جو بونہ زمین پر گرتے تھے اوس سے ہزاروں راجپس پیدا ہوتے چلتے تھے + کو شکلی + اون کو
 مارتے مارتے حیران ہو گئی + ہون ہون مارتی تھی و دن و دن ہزاروں پیدا ہوتے تھے اس سبب کو شکلی +
 دیوی جہت خفا ہوئی + اوس غلی بین کو شکلی + دیوی کی ہون میں سے + کالی + دیوی پیدا ہوئی کہ او سکھ ایک ہونٹ
 تو پر بت پر تھا + او دو سر لاکا سٹن اور شاٹاٹ اسٹن چھاڑے پٹی رہتی تھی اور کو شکلی + دیوی جسکو مارتی تھی او سکھا
 لہو زمین پر گرتے زمین دیوی تھی اور غریب سانی لنگ خانی تھی کہ اس سبب سوان اون راجپسوں کا شرو دنیا سے
 موقوف ہوا + وہا پر ملک کے اخیر اور کل ملک کی ایتھامیں جسکو آنکھ قریب چار ہزار فرسہ پینتالیس برس کا
 گزرا اس کالی دیوی نے اس پہاڑ پر جان اب سند رہے اپنا استمان کیا + جب پانڈون کو خبر ہوئی او سو قش سے
 او سکھ پرستش کرتے ہیں اور نہایت اعتقاد رکھتے ہیں کہ کوئی جاتا ہے + وہ پوٹ کر کے پر کھا دیتا ہے اور نہایت
 چڑھتا ہے اور سند رہے او سکھ پرستاد لٹا ہے + جب میں اس سند کا نقشہ کھینچنے گیا ہون تو مجھ کو بھی + ان کے پانڈون
 نے بناے اور کشش اور بادام لاکر بنا دیا تھا او سینے لاپار اس خیال سے کہ مبادا وہاں کے پانڈے مجھ کو
 سند کے اندر جھانے دیں اور سند رکے اندر کا نقشہ نہ کھینچنے دیں + اوس پر شاہ کو لے لیا اور ہر طرح سے پانڈون
 کی غلط داری کی مشعر بہ تقلید کا فر شدم روز چند + برہمن شدم در مقامات ترند + اگلے زمانہ میں اس مقام کی
 پرستش بہت کم ہوتی تھی لیکن اب بہت ہونے لگی ہے اور لوگ نہایت اعتقاد رکھتے ہیں + وہاں کے پوجاری
 لوگوں کو یہ راہ بتاتے ہیں کہ اگر یانری اس دیوی پر اپنا ہاتھ پاؤں زبان سہکات کر پڑھا دیوے تو تیسے
 دن دیوی ہی پھر دے دیں + میں بیان کے پانڈون نے ایک یہ بھی عہد کر رکھا ہے کہ دن رات بارہ مینے + کو شکلی
 اس سند میں گئی کا چٹا چٹا رہے کسی وقت نہ رہے + اور او سکھ دیوی جی کی بوت کہتے ہیں + ہمارا ج سہا
 نے موضع بھا پور کو اس سند کے لیے معاف کر دیا تھا یہ ہر سو روپہ سال لاکھ اب جب کہ پانڈے + میان
 کے پوجاری کی گھمبیتی سے او کو پوجا کے چڑا دے سے اپنی اوقات بسر کرتے ہیں + اس مقام پر ہر ہفتہ شکر
 کے دن اور ہر مینے کی اسٹھی کو بہت سے پاتری جاتے ہیں اور اپنے مذہب کے موافق پوجا پتری کرتے ہیں
 بہت کی اسٹھی اور اسٹھی کی اسٹھی کو بیان پڑا سہا ہوتا ہے اور ہزاروں آدمی جمع ہوتے ہیں اور یہ سہا پوجا

نقشه نمبره شصت و نه - باب اول

اکس مندر کالکا



میلہ کہلاتا ہے اس مقام پر پانی کی کوکو کو بہت ملکیت ہوتی ہے ایک کنواں ہے کہ اس میں گھٹنے گھٹنے پانی سے سواتین ہوتا اور پچاس فٹے ہا ترسی جاتی ہے کسی شخص نے دو تالاب بنائے تھے کہ وہ بے مرست ہوتے اور میں پانی نہیں ٹھہرتا۔

مورت مندر

اس مندر میں سیکی مورت عین ہے ایک کول کول پتھر پیسے سادہ کی پندی ہوتی ہے رکھا ہوا ہے اور حسب اسکایہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندوؤں کی اعتقاد کے موافق یہ کالی کا استھان ہے سیکی مورت عین بنائی گئی اور اور مل میں اسکا نام کالی کا استھان تھا کثرت احتمال سے کالاکاشیور ہو گئی ہے پہلے اس مقام پر کہ مندر روز تھا کالی کے استھان ہو چکے تھے ہر روز برہمن بعد کی شخص نے کہ اسکا نام خوبئی تھیں عین ہوا اس مقام پر بارہ کثرت لکھا ہوا تھا۔ سن ۱۸۲۱ میں کہ اسکو آج تک بیاسی برس کے قریب عرصہ گذرا اور کاشیور نامی نے اسکو از سنگ و مر مر اور سنگ مسخ کا شہر بنایا ہے اور اس کو ٹھو کے بائیں طرف فارسی اور شاستری خط میں یہ تھا لکھی ہے مری در کاشیور پر سوار سمت ۱۸۲۱ فصلی ۱۱ اس مندر کے پتھر جو جاری ہیں دونو وقت آکر پوجا کرتے ہیں اور گیارہ بجے ہر روز دیوی جی کو بھوک لگاتے ہیں اس پتھر کو الال کپڑے کوٹے کناری لگے ہوئے بہت بھاری پتھر لگے ہیں اور ایک پلنگھی بہت خوبصورت بنا رکھی ہے درات کے وقت اس پلنگھی کو کس کسٹا نکلیے گا و گا کہ ٹھو کے اندر دیوی جی کے آگے لگا دیتے ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ رات کی وقت دیوی جی اس پر سکھ فرماتی ہیں جس کی سیکی مراد آتی ہے وہ شمایانہ اور پنکھا اور چتر چڑھتا ہے اور پانچا ب بھی چاندی کے چھوٹے چھوٹے تین چتر اور شمایانہ اور پنکھا چڑھا ہوا ہے اور اس پتھر کو طرح طرح کا گنا بنھا رکھا ہے بہر حال نقشہ کے دیکھنے سے وہی جی کے استھان اور ٹھو کی ساخت اور لدا کی طرح خوبئی معلوم ہو سکتی ہے۔

اکاس مندر

اس مندر کی رونق اور شان فلکانے کو یہاں کے پوجاریوں نے چاہا کہ کوئی شخص اس لدا پر سرج بنوادے کوئی شخص مانی نہیں جہر تا تھا آخر کار پانڈوں نے فریاد کیا کہ دیوی جی سے حکم لیا جاوے جسکے نام کا حکم نکلے وہ مندر کا برج بنوادے اس لدا سے پر شہر کے پتھر ہندو اس پر سے نام کی چٹیاں دیوی جی کے آگے ڈالیں۔ اتفاق سے ہندو ماجا کمار ناتھ کے نام کی چٹیا لگی یہ راجہ قوم سکے بنے تھے اور کیر شاہ کے عہد میں نظارت کی پیشکاری

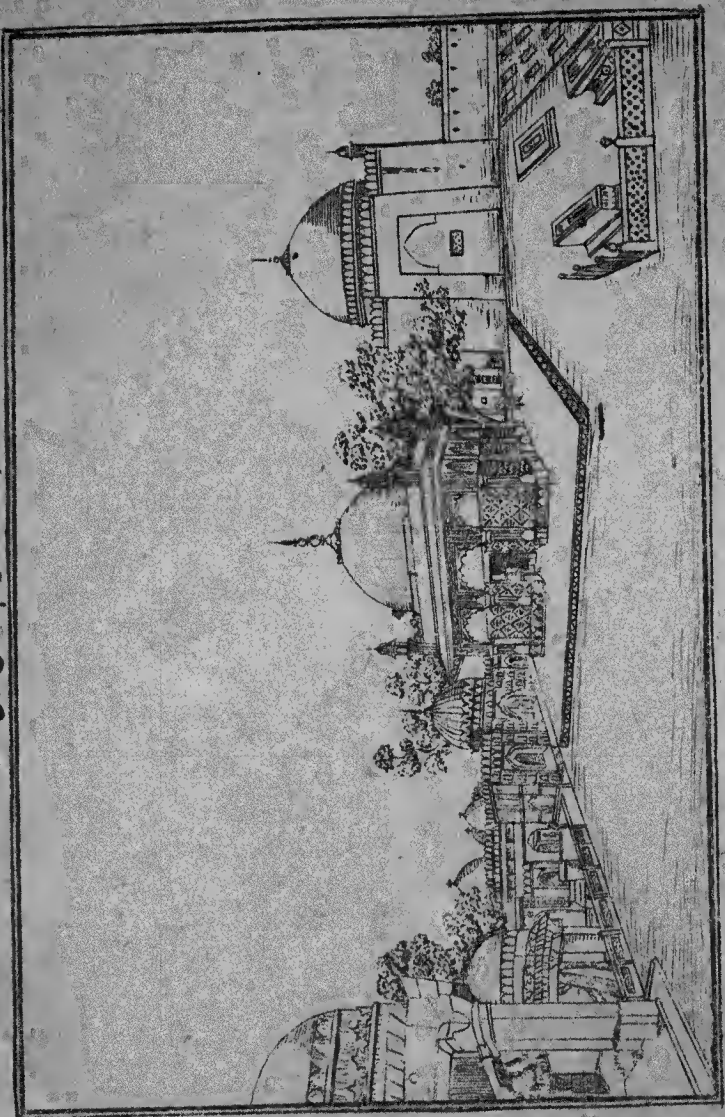
محمد در کتب تھے ہمارے مزار پر کلاؤ کو خطاب ملا تھا جبکہ راجہ جی نے سنگ لائی ہوئی تھی نے میرے نام علم دیا ہے
 اچاراؤں علم کی لطافت و عجب جانی اور سندر کے اکاس کے بنو ایچا اسراؤ کیا اور فنی کھار کی سہرت
 یہ اکاس بنایا اس لداؤ کو گرد غلام گردش شگین متوفون کی بنی ہو اندر کے لداؤ میں باہر دروازہ ہیں اور باہر کی
 غلام گردش ہیں چتیس درہن اور بارہ ضلع کا یہ مندر بنایا ہوا اندر تو ہر ضلع میں ایک دروازہ ہے اور باہر کے ہر ضلع میں
 تین تین درہن اس مندر کے اکاس کو چھوٹے تیس برس کو قریب عرصہ گذرا ہے اور تینوں کے ساتھ آٹھ چار روپے اس پر
 خرچ ہوئے ہیں اور اب بہت سی مہا جنوں اور بیوں نے اس مندر کے اس پاس بیٹے ہیں جانے اور اترنے
 کے لیے مکان بنوائے ہیں ہندوؤں کے نہرہن یہ بات ہے کہ یہ جی سنگ پر نور ہو کر یہاں آئی ہیں اس کے
 مندر کے آگے دو موڑیں شہر کی سنگ مرخت سے بنا کر تھار لگی ہیں ہمارا دلی بھی پوجا جاتی ہے۔ ان شہر
 کے سر پر ایک بہت بڑا گنبد لٹکا رکھا ہے اور پوجا کے وقت اس کو سجایا کرتے ہیں ہمارا دلی مانی کی ہے کہ
 پلاتے ہیں ہمارا درانہیں شہر دن کے پاس سنگ رخ کا ایک ترسول بنایا ہے اور سنگ در پر چرون
 نشان کھو دیا ہے ہر قوم بہت ماہی دینی و قبلہ گاہی

روشن چراغ دہلی

یہ ایک درگاہ ہے شاہجہان آباد سے چار کوس کے فاصلے پر جنوب کی طرف ہمارا حسین شیخ نصیر الدین محمد
 کا مزار ہے ہمارے والی اقدس ہیں اور حضرت سلطان الشانخ کے غلیظ اعظم تھے ہمارا روشن چراغ دہلی
 انھما لقب ہے کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ پانچویں نے حضرت محمد جہانیاں سے طواف کعبہ میں پوچھا تھا کہ دلی
 میں اب کون بزرگ ہے محمد صاحب فی جواب دیا کہ اس زمانہ میں شیخ نصیر الدین محمد سے دلی کا چراغ
 روشن ہے جب سچا پکا لقب روشن چراغ دلی ہو گیا ہے آپ کی صفات اور کمالات سے کتابیں بھری پڑی ہیں
 غایت شہرت سے حاجت بیان کی نہیں سلطان فیروز شاہ کو آپ سے بہت اعتقاد تھا ہمارا درمیت لکھی حدیث
 کیا کرتا تھا اس درگاہ کا گنبد آپ کے جیسے ہی سلطان فیروز شاہ نے ملک بھجوری میں بنوایا تھا اور غشت
 بھجوری میں رمضان کی اٹھارہویں تاریخ جمعہ کے دن آپ کا انتقال ہوا اور اسی گنبد میں رکھے گئے اس گنبد
 کے بارہ درہن اور سنگ نما کے ستون لگے ہوئے ہیں سب دروں میں سنگ رخ کی جالیان لگا کر چھوڑ
 جنوب کی طرف کے ایک در میں گنبد کے اندر جانے کا دروازہ ہے گنبد چوڑا اور پتھر سے بنا ہوا ہے اور اوپر چھوڑا

نقشه نمبر و متعلقه صفحہ ۱۸ - باب اول

نقشہ درگاہ حضرت روشن چیراں دہلی



فصل در اوزار و روش معنفاکتبه

بسم الله تعالی که در
عنوان این کتاب می شود در مقدمه
آقای این کتاب را که از خط و قلم استاد
خواجه علامه صاحب فضل و پیرایه
و رسم الخط است این کتاب می شود

س جوہ اور عقیدے اندر ایک ستم نور انکشاف ہے، اب قریب زما مین البرشاہ کے مہدین مرزا غلام حیدر
 بادشاہ زادہ نے اس گنبد کے گرد بارہ درمی سنگ سرخ کی بنوائی تھی اور حضرت غلام الدین کی درگاہ کے
 ستون یہاں لاکر لگائے تھے، مگر یہ بارہ درمی ایسی بودی بنی تھی کہ جس برس کے بعد گر پڑی، اس گنبد کے
 پاس ایک مسجد ہے جو نہ اور تیر کی بنی ہوئی، کہتے ہیں کہ فرخ سیر نے یہ مسجد بنوائی ہے، اس مسجد پر کچھ کتبہ
 سنیں ہے جس سے بچے کی تاریخ معلوم ہو، لیکن فرخ سیر کی بادشاہت کو بحساب واسطہ ایک سو پینتیس برس
 کے قریب عرصہ گذرا تھا اس حساب سے اتنی ہی مدت اس مسجد کے بنے کو بھی ہوئی ہوگی، اس گنبد کے پہ
 دو برج اور مین مالک برج مین جو جانب غرب ہے حضرت شیخ فرید شکر گنج کی چوٹی سیونی مین، اور دوسرے
 گنبد مین جو شرق کی طرف ہے محدوم زین الدین صاحب حضرت کے بھانجے کی قبر ہے، اور محدوم کمال الدین صاحب
 جن تک مولوی فرخ الدین صاحب کا سلسلہ پہنچتا ہے اس برج کے پاس دفون مین اور ان کی قبر کے گرد سنگ رخ
 کا کٹھ لگا ہوا ہے، اور باقی بہت سی قبر مین، منجملہ اون قبروں کے فیض طالب خان بگلشن کی بھی مین قبر ہے
 اور دو گنبد اور مین پٹھانوں کے وقت کے معلوم نہیں کہ اون مین کسکی قبر مین، درگاہ کا گنبد اور مسجد نہایت
 بے مرمت ہو گئی تھی خصوصاً غلام گردش کے گرنے سے جبکہ مرزا غلام حیدر نے بنایا تھا گنبد درگاہ کا بہت بودا
 ہو گیا تھا اور غلام وہاں کے ہر شخص سے مرمت کی درخواست کر تھے، خواہ مخواہ مین تمام درگاہ اور مسجد اور
 دروازہ اور مین کی استرکاری اور مرمت کروادی اور درگاہ کے گنبد مین چھ سنگین بنوا دیا کہ اس مرمت کے سبب
 حقیقت مین سارا مکان نیا ہو گیا، اس درگاہ کی چارہ دیواری اور تین در کا ایک والاں شمال کی طرف اور چوٹا
 چھوٹا سنگین کٹھ مولوی فرخ الدین صاحب نے بنوایا ہے، اور غلام گردش جو گر پڑی تھی، اسکے مستون اب تک صحیح
 و سالم درگاہ کے آگے چسے مین ہر برس رمضان شریف کی سترہویں تاریخ کو اس درگاہ مین عرس ہوتا ہے اور
 بہت سے لوگ جمع ہوتے مین اور رات کو رہتے مین اور اٹھارہویں تاریخ قبل کے بعد چلے چلے آتے مین +

دروازہ درگاہ کا

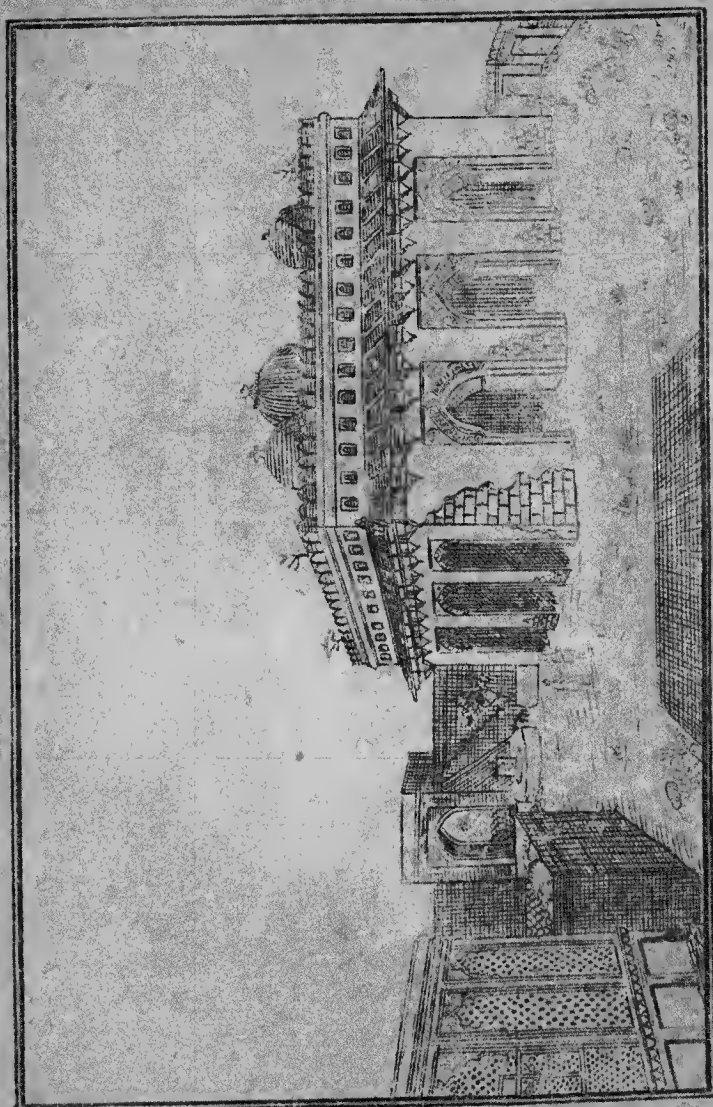
حضرت کے انتقال کے بارہ برس کے بعد یعنی ۸۷۷ھ ہجری مین سلطان فیروز شاہ نے اس درگاہ کا دروازہ
 بنوایا ہے، اور دروازہ پر بہت بڑا گنبد ہے اور اوپر کتبہ سلطان فیروز شاہ کے نام کا بقیہ سنہ لگا ہوا ہے
 اور جو عمارت او مین کھدی ہے وہ اس کے نقشہ مین اجینہ اسی خط سے لکھی ہے، دروازہ کے باہر غلام

نے ملکر ایک دالان کو کون کے اوپر بنے بیٹھے رہنے سوئے گئے۔ بلکہ ایسا ہے ہاں حقیقت میں اس دالان کے بننے سے بڑا راحہ ہو گیا ہے۔ اس دروازے کے آگے ایک تخت سالکی ایک لکڑی کا رکھا ہوا ہے۔ عرض ہوتا ہے کہ تخت کا چار فٹ کا ہے اور طول آٹھ فٹ کا اور اونچائی ایک فٹ سا ہے چار انچ کی ہے اور یہ سب ایک لکڑی میں سے کاٹ کر بنایا ہے اس تخت کو دکنی بیگ نے بنگالہ سے بھیجا تھا اور اس پر یہ شعر اور عبارت کھدی ہوئی ہے یہ تخت کچھ ایسا اورات سے نہیں تھا کہ جس کا نقشہ بنانا بھی منور ہوتا + اللہ اکبر شمس تخت چربی نیاز دکنی بیگ + ہمایوں نصیر دین محمود + قدس سرہ العزیز سلسلہ ہجری مطابق سلسلہ سلطوس محمد شاہ غازی اس درگاہ کے پاس ایک بستی تھا وہ ہے اور فرسٹم کے لوگ اس میں رہتے ہیں + اور اس بستی کے محمد شاہ بادشاہ نے فیصل بنوادی ہے اور اس فیصل بن چار دروازے اور ایک کھڑکی بھی ہے مکے ہیں کہ اس فیصل کے بننے میں چار لاکھ روپیہ خرچ ہوئے ہیں + مگر نہیں معلوم ہوتا کہ اس قدر روپیہ کہاں صرف ہوا شاید اتنا نہ ہوا ہو

مقبرہ سلطان بہلول لودھی

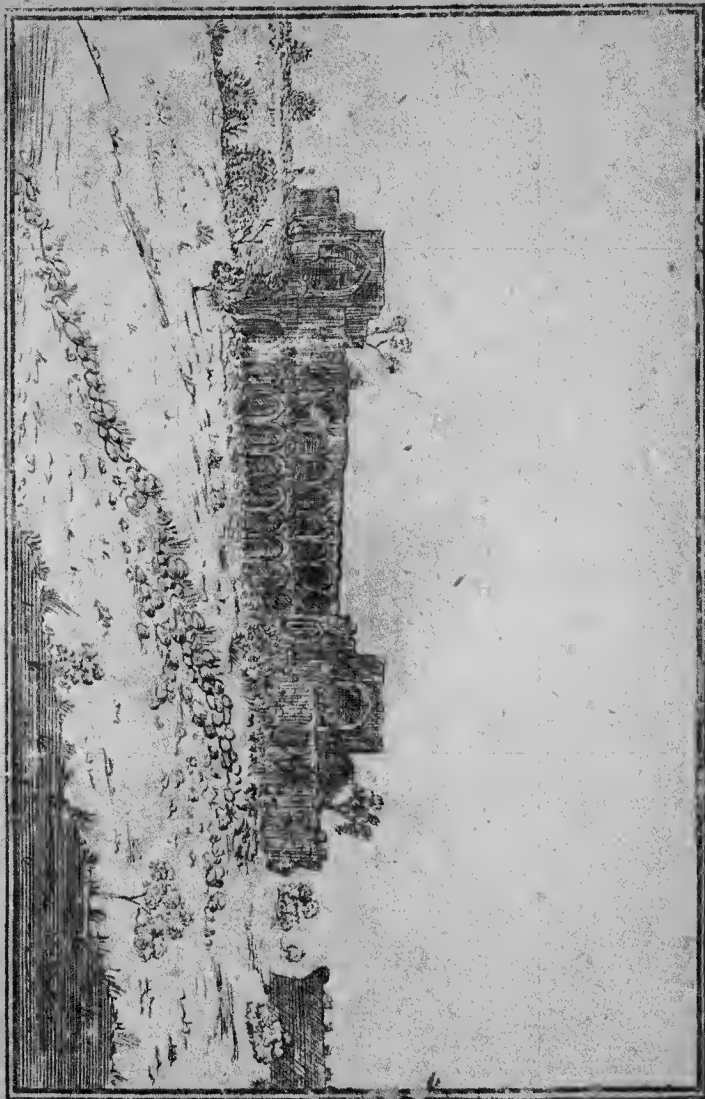
یہ مقبرہ حضرت روشن چراغ دہلی کی درگاہ کے کچھ اڑے واقع ہے، ہوام الناس میں یہ مشہور ہے کہ یہ مقبرہ حضرت روشن چراغ دہلی کے درگاہ سے بھی پیشتر کا ہے مگر یہ بات غلط معلوم ہوتی ہے اس واسطے کہ حضرت روشن چراغ دہلی کی درگاہ سلطان فیروز شاہ کے وقت میں بنی ہے اور سلطان بہلول سلطان فیروز شاہ کی بہت پیچھے ہوا ہے سلسلہ ہجری میں سلطان بہلول نے نواح قصیہ بحیثیت میں اس جہان سے انتقال کیا + اور سلطان سکندرا دیکھ سکے بیٹے نے اپنے باپ کی لاش کو دلی میں بیکر کر یہ مقبرہ بنوایا اس حساب سے اس مقبرے کو بنے ہوئے تین ہزار تین سو برس کے قریب عرصہ گذرا یہ مقبرہ عجیب قطع کا بنا ہوا ہے نیچے تو بارہ درہن احدا و پانچ پچھت ہجری اس مقبرہ کی بہت خوبصورت ہے + مگر انوس کہ نہایت بے مرمت چڑھا اور اس پر مزید یہ ہے کہ خادموں نے اس مقبرہ میں کچی دیواریں چکھو کھوت اختیار کی ہے اور تمام مقبرہ کی رونق کھو دی ہے اسی مقبرہ کے پاس ایک نامعلوم سنگ سرخ کا مجرے اور اوسمیں دو قبریں ہیں وہیں مقبرہ کا نقشہ اس طرح سے کینچا گیا ہے کہ اس مقبرہ کے ساتھ اس مجرے بالیان اور چراغ دہلی کی فیصل کا دروازہ جو محمد شاہ نے بنایا ہے دکھائی دیتا ہے +

نقشه نبره ۱۱ - متعلقه صفحہ ۱۲ - باب اول



• مقبرہ سلطان محمود گوردی

نقشه نمبر ۱۲ منطقه صفراوی باب اول



نقشه نمبر ۱۲

ست پلہ - ۱۰

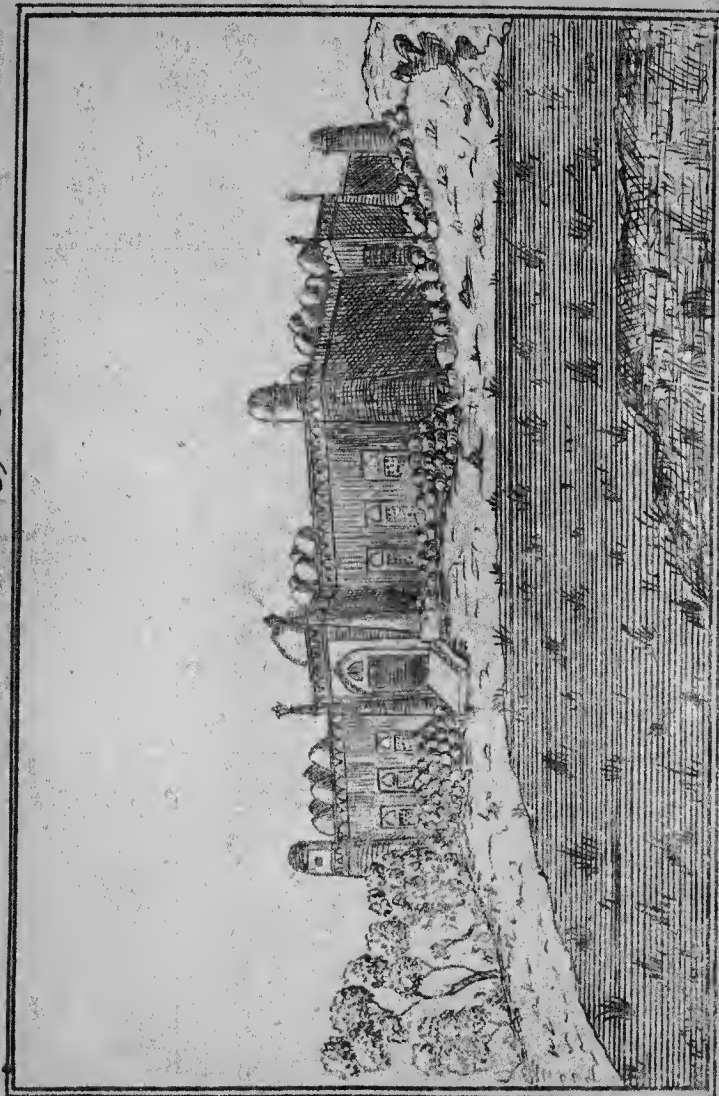
یہ ست پلہ حضرت روشن چراغ دہلی کی درگاہ کے پاس واقع ہے۔ اور اصل میں یہ ست پلہ سلطان فیروز شاہ کی شکار گاہ ہے۔ حقیقت اس کی یہ ہے، کہ کتبہ چوری میں شاہزادہ فتح نمان سلطان فیروز شاہ کا بیٹا کہ نہایت قلعہ باز اور لائق اور قابل سلطنت کے تھا، مگر کیا مبادشاہ کو اس کے مرنے سے اتنا غم ہوا کہ اپنے بیٹے کو مرنے سے بدتر جانتا اور بادشاہی کو گدائی سے کمتر سمجھتا کسی کام میں اس کا دل نہ لگتا اور سلطنت کے انتظام میں خلل پڑتا۔ امیر امراف نے بہت سمجھایا اور اس غم کے بھلانے کو یہ بند بنایا بہت اچھا وسیع دلکش جنگل دیکھ کر کئی کوس کے فاصلہ پر دیوار بنی۔ پچیس ہزار اور اس میں طرح طرح کے دوست لگا کر شکار گاہ بنائی، اونہیں کی ایک دیوار یہ ہے اس دیوار کے پچیس ہزار ایک بہت بڑا نالہ ہے کہ قطب صاحب کی دروین اور تمام نالوں کا پانی لکر اس نالہ میں بہتا ہے، اس واسطے اس دیوار کے بیچ میں نالہ کے بننے کو پل کے طور پر درجنا دینے میں اگر اسی سبب سے ست پلہ مشہور ہو گیا ہے ان درون پر کچھ کچھ مکان بھی ہیں، اور دور دروازے بہت نمودار کے بنائے ہیں اگر اس سے تمام پل کی رونق ہو گئی ہے، اس عمارت کو بنے ہوئے پارسو چھپایا سی برس کے قریب عرصہ گزر رہا ہے، بعض بعض گاہ سے یہ دیوار کر پڑی تھی، اور حکام والا مقام انگریزی کے عہد میں اس جگہ کچا بند بنا دیا تھا اور درون کو بھی مٹی سے بند کر کر پانی روک دیا تھا، تمام چیتیاں اس سے سیراب ہوتی تھیں، اور زمینداروں کو بہت فائدہ ہوتا تھا اب کی شہرات کو دیکھا یک پانی کے زور سے یہ دیوار ٹوٹ گئی، اب پھر بندھوے لگ رہے ہیں اور کچا بند بناتے ہیں بے تکلف یہ مقام بہت سیر گاہ اور یہ جگہ نہایت دلکش ہے، مگر اسے کو حکام انگریزی اس بند کی مرمت کرنا دینے اور جیسا یہ تھا ویسا ہی پختہ بنادینے، اس مقام پر حضرت روشن چراغ دہلی کے ناموں نے انہوں کے چھٹانے اور اپنے کمانیکو عجب طرح کا بلال بچھایا ہے، کہتے ہیں کہ جس جگہ اس بند کے درمیان اور مقام پر ایک دفعہ حضرت روشن چراغ دہلی تشریف لاتے تھے اور عصر کی نماز کا وقت تنگ ہوتا تھا اور پانی نہیں ملتا تھا، آپ نے اس مقام پر اپنے ہاتھ سے زمین کو کریمانی الفور پانی نکل آیا، اور آپ نے اس سے وضو کیا، اور یہ دعا دی کہ جو کوئی شخص اس پانی سے نہائیگا وہ سب بیماریوں سے اچھا ہو جائیگا، اور اس بات کو کرامات ٹھہرا کر ان درون کے آگے چھوٹی سی کچی کونیان کہ جس کا پانی مشہرے جابھی پاک نہیں کھود رکھی ہے اور بے نذر مہینٹ لیے اس کا پانی کسی کو نہیں دیتے، اور تو یہ بات کسی کتاب سے

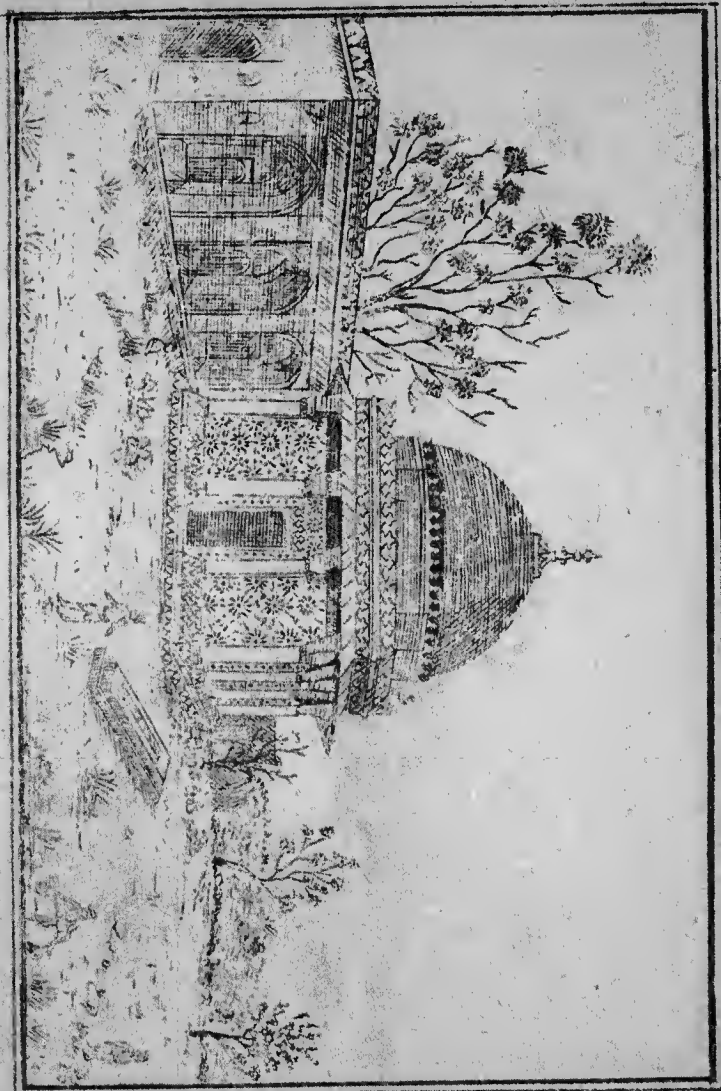
عاجت نہیں اور اگر ثابت بھی ہو تو یہ بات کہ کرات میں سے نہیں، اس واسطے کہ اعتقاد ہم پر صد ہا ہزار سال سے
 نالہ رہتا ہے اور نالہ نذی کی زمین کا یہ قاعدہ ہے کہ ہاتھ بھر کھودنے سے پانی نکل آتا ہے، ہر غفلت کے مسلمانوں نے
 بھی اپنے دین کے پٹلاں ہندو کی طرح اس ناپاک چھوٹے سے گڑھ کو نکال کی طرح تعلیم دیکر ایک تیر
 مقرر کی ہے اور یہاں دن کو اس پانی سے نہلاتے ہیں کالک کے مینے میں اور دیوالی کے قریب ہفتہ اور
 اتوار اور منگل کے دن اس قدر ہجوم ہوتا ہے کہ جیسا کہ بیان نہیں عورتیں بچوں کو الیکٹرک پانی ہیں اور اس پانی
 سے نہلاتی ہیں اور چھوٹی چھوٹی ٹھیکوٹیں پانی بھر اور سس کے پتے رکھ کر تیر لیا جاتی ہیں، وغیرہ تو یہ ہے کہ
 بعضے بعضے جاہل مردوں کو بھی اعتقاد ہے اور وہ بھی آنکھ نہاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر کسی نے عبادت کیا ہو گا
 تو وہ بھی اور تیر جاہلے گا، ان دنوں خادموں کی بن آتی ہے چھٹکے سے کم کو پانی کی ٹھیکوٹیں دیتے جبکہ
 میں اس بند کا نقشہ کھینچ گیا ہوں اتفاق سے اتوار کا دن تھا اور بہت سے مسلمان ہندو مذہب تیر کو
 آئے تھے اور اس قدر ہجوم تھا کہ کھینچنا مشکل پڑ گیا واللہ تعالیٰ سے مسلمانوں کو کفر و شرک سے بچاؤ
 اور اعتقاد و فاسد سے نجات دے آمین یا اب العالمین جس کسی نے اللہ کے سوا دوسرے کو پوجا، اس نے

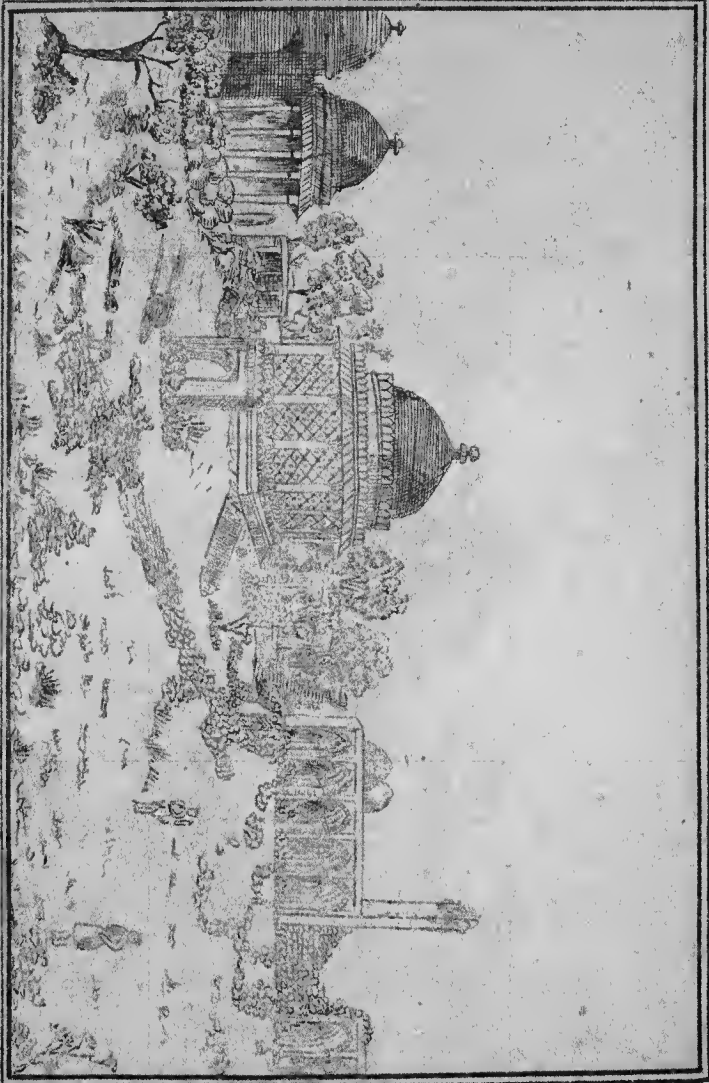
اپنے ہاتھ سے اپنے دین کو کھویا

مسجد کھڑکی

اسی بند کے پاس جو ست پل کر کے مشہور ہے قدیم زمانے میں ایک گانو تھا کہ اس کو کھڑکی کہا کرتے تھے اس
 مقام پر بنانہماں فیروز شاہی نے اسی زمانہ میں جبکہ یہ بند بنایا ایک مسجد بنائی ہے کہ اب وہ مسجد ہی
 کھڑکی مشہور ہو گئی ہے اس مسجد کی عمارت نہایت عجیب و غریب ہے کہ آج تک ایسی عمارت دیکھنے میں نہیں
 یہ مسجد پکھوٹی ہے اور چاروں طرف مربع کے ضلعوں کے چھپچھپ ایک مربع بطور تاج کے نکلا ہے تین طرف
 قوسیں دروازے ہیں اور قباہ کی طرف دروازہ نہیں ہے اور تمام مسجد میں یکساں ستون ہیں کہ کئی تین نہیں
 آسکتے، ایک ایک بیج تو چاروں تاج کے مہموں پر ہے اور مسجد میں یونیکوٹ لے پورے نو فوج بنائے ہیں
 اور ہر فوج کے تین چار ستون ہیں اور ان کے سوا اور بھی ستون لگے ہوئے اور مسجد کے صحن میں چار
 چوک چھوٹے ہیں اب اس مسجد میں گوجر آباد ہیں اور انہوں نے تمام دروازے کر کے اپنے گھر بنا لیے ہیں
 ہر چند میں نے چاہا کہ اس مسجد کا نقشہ کھینچوں مگر رونے اور دیوار دن کے اٹھنے کے سبب سے نہ کھینچ سکا







اس مسجد پر کوئی کتبہ نہیں ہے جس سے بتے کی تاریخ معلوم ہو لیکن جبکہ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ مسجد اور ہند کی کئی زمانے کے بنے ہوئے ہیں، اس واسطے کہ اس کا استخسا ہے کہ اس مسجد کے بنے ہوئے کو بھی چار سو چھیالیس برس کے قریب عرصہ گزرا ہو گا۔ اس کے نقشے دیکھنے سے کچھ کچھ کیفیت اس عمارت عجیب کی معلوم ہوتی ہے *

درگاہ یوسف قتال

یہ درگاہ سنہ ۹۰۲ ہجری میں سلطان سکندر شاہ ابن سلطان بہاول لودھی کے عہد میں بنی ہے۔ اور حضرت شیخ علاء الدین شیخ فرید شکر گنج کے ذرا سہ نے بنوائی ہے۔ یہ درگاہ مسجد کھڑکی کے پاس واقع ہے، برج اور گردی جالیان تو شکستہ کی ہیں اور گنبد چھپنے چلے ہے اور حاشیہ گنبد پر چینی کا کام بنا ہوا ہے، اور لکھا کو چھپنے پھر کی مسجد ہے جس نے مین کہ یہ گنبد اور مسجد بنی ہوگی پالنی کی اور لطافت سے خالی نہ ہوگی لیکن اب پورانی ہو گئی ہے اور کوئی مرمت کرنے والا نہیں رہا۔ گنبد تو بھر حال اچھا ہے مگر مسجد بہت خراب ہے۔ ٹوٹ بھوٹ گئی ہے کھڑکی کے رہنے والے زمیندار اس درگاہ کو بہت اسنے تیراں دیا ہے اور ایف اولیا صاحب کی درگاہ کتنے تین نقشے کے دیکھنے سے اس مقام کی لطافت پائی جاتی ہے۔

درگاہ شیخ صلاح الدین

حضرت شیخ صلاح الدین بھی ٹھٹھے فقیر دن میں سے تھے، اور روشن چراغ دہلی کے پاس آپکی درگاہ ہے۔ کچھ نہیں معلوم ہوتا کہ یہ درگاہ کب بنی اور کسے بنائی گئی ہوگی عمارت کی طرح اور ساخت غیر در شاہ کے عہد کی عمارت سے بہت ملتی ہے اور بنے نائل کہا جاسکتا ہے کہ یہ فقیر شاہ کو وقت کی عمارت ہے حضرت شیخ صلاح الدین کے مزار پر ایک گنبد ہے اور اس کے چاروں طرف جالیان لگی ہوئی ہیں، اور اس کے پاس ایک چھوٹی سی مسجد ہے، اور اس مسجد کے پاس ایک اور بہت بڑی مسجد گنبد دار ہے کہ وہ اکثر شہر کے گریزی ہے اور پیش طاق بھی ٹوٹ گیا ہے مگر بعض حصے در باقی ہیں، اور حضرت شیخ صلاح الدین کے گنبد کے قریب مشرق کی طرف ایک برج اور ہے اس میں بھی ایک قبر ہے مگر یہ معلوم نہیں کہ وہ کس کی قبر ہے اور اسی کے پاس ایک مختصر حلالن بنا ہوا کہ اس کو مجلس خانہ کہا جاسے اس مقام کا نقشہ اس طرح سے کھینچا گیا ہے کہ تمام مکان اور دونوں مسجدیں اس میں سمجھتی معلوم ہوتی ہیں اس درگاہ میں کوئی میلہ یا مرن نہیں ہوتا اور بہت کم لوگ یہاں آتے ہیں، لیکن حضرت

روشن چلغ دہلی کے خادم ایک آدمی کو ڈوب پر چڑھا کر اگر کچھ ہاتھ لگتا ہے تو لے لیتے ہیں + + +

مزار مرزا نالہ

یہ گنبد اور مزار روشن چلغ دہلی کے نیچے کے نالے کے اوپر واقع ہے۔ ہر چند تحقیقات کی گئی کہ یہ کسی قبر ہے اور کب بنی ہے اور کس نے بنائی ہے کچھ معلوم نہیں ہوا اگر یہ برج بھی ایک فنکار کا مقام ہے، نالہ کے سرے پر واقع ہے جب کبھی نالہ میں پانی بہتا ہو گا تو یہ جگہ بھی نہایت سیرگاہ ہوگی یہ برج مہرستان اور فرش و غیرہ کے سنگ مرخ کا بنا ہوا ہے اور اس پر بہت خاصی غنیمت کاری بھی کی ہے، نہایت مجموعی اس مکان کی خالی گلیاں سے نہیں ہے اس برج کی فص اور ساخت اور خوبی اور اسلوبی نقشہ کے دیکھنے سے بخوبی معلوم ہوتی ہے +

پنج برجہ زمر و پور

زمر و پور ایک موضع ہے، شاہجہان لکناؤ سے چار کوس پر جنوب کی طرف اور یہ گاؤں ٹھکانوں کے وقت سے آباد ہے اگلے زمانے میں اس گاؤں کو کچھ سرائے کہا کرتے تھے، پھر یہ گاؤں زمر و خان نامی کی جاگیر میں ملا جب سے زمر و پور نام ہو گیا اس مقام پر پنج برج جوئے اور پتھر کے بنے ہوئے ہیں اور اوہیں بہت سی قبریں ہیں، معلوم نہیں کہ یہ زمر و خان کون تھا اور یہ برج کسکے عہد میں بنے ہیں، مگر ساخت عمارت سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ پنج ٹھکانوں کے وقت کے بنے ہوئے ہیں، ان برجوں میں سے کسی پر کتبہ نہیں ہے کہ اس سے تاریخ بنے اور نشان چٹا بنانے والے کا معلوم ہو اس واسطے بجا اسکے اور کچھ نہیں کہا جا سکتا کہ ٹھکانوں کے وقت کی یہ عمارت ہے اور جتنی مدت ٹھکانوں کی سلطنت کو ہوئی اتنی ہی مدت ان برجوں کے بنے کو بھی ہوئی، ان ہی برجوں کے پاس وہی عہد کا بہت بڑا کنواں ہے مگر اب اس میں پانی کئی جاہز ہو گا کھانگی کے سبب یہ کنواں اندر سے بالکل بوجھا اور بوسیدہ ہو گیا ہے کہ مرمت کے قابل نہیں رہا، انہیں برجوں کے نیچے موضع زمر و پور آباد ہے اور زمینداروں نے مجموعی پان تارکے ہیں۔

مقبرہ انگر خان

یہ مقبرہ متصل موضع زمر و پور کے سوا زمین اتنے ہے، مگر اس کے پورا اور زمر و پور کا سوا نہ پتہ میں ملا ہوا ہے، اس زمانہ

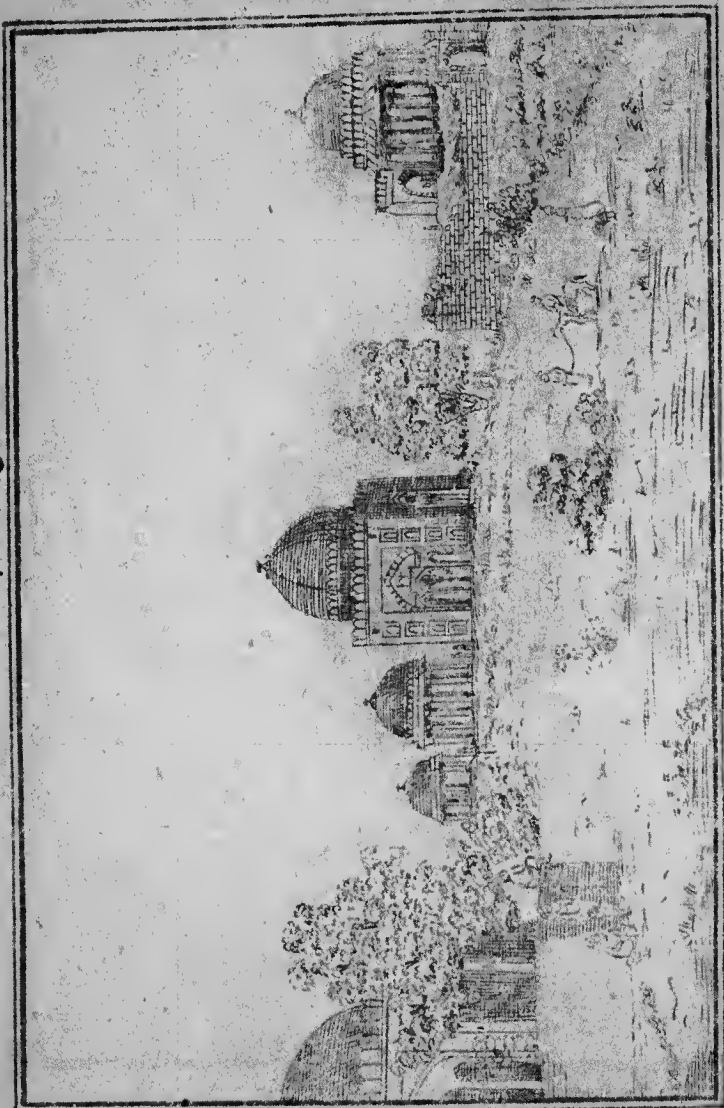
نقشه نمبر ۱۶ متعلقہ صفحہ ۲۴ باب اول

نقشه مرزا سنان

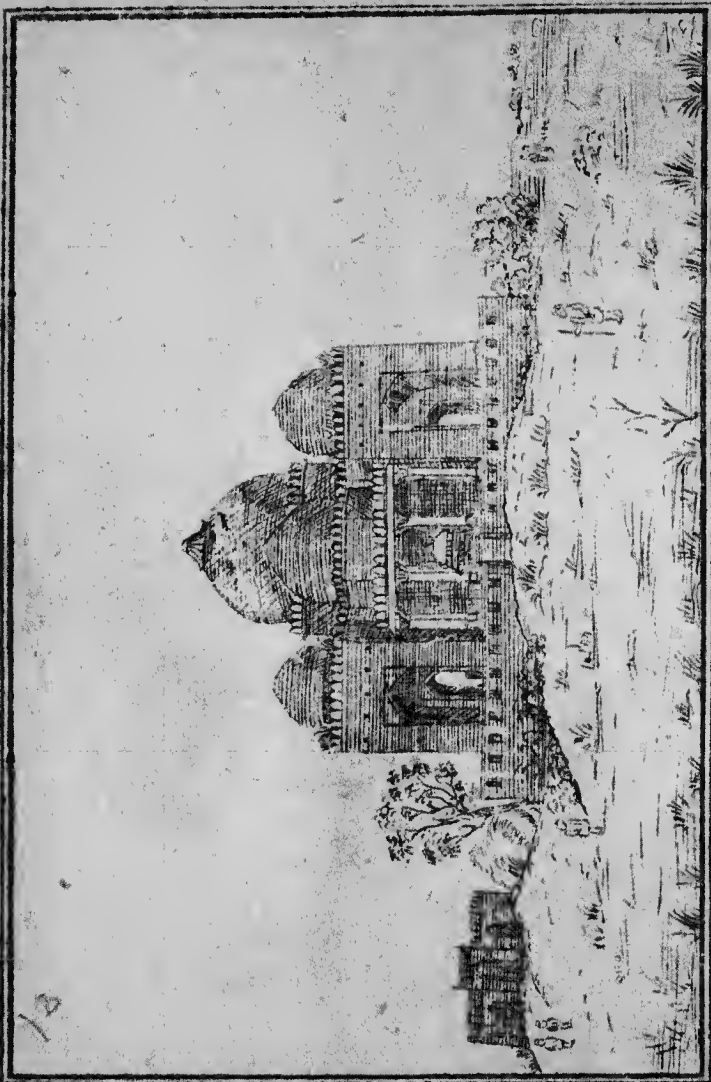


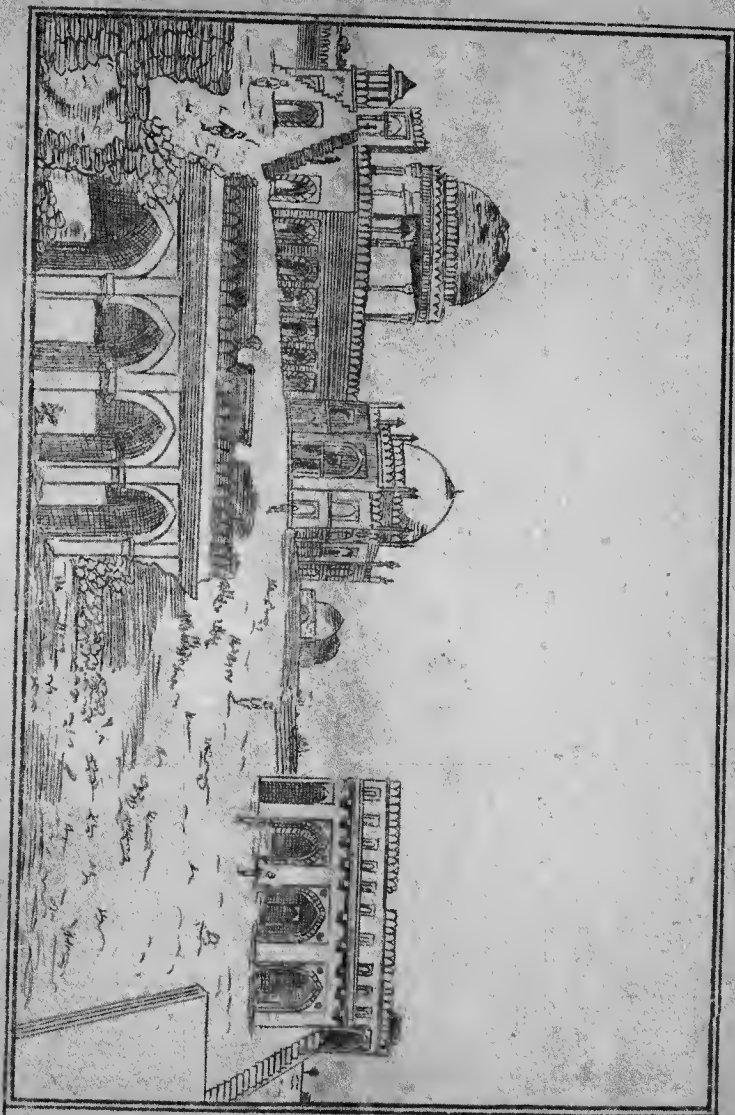
نقشه نمبر ۱ متعلقہ صفحہ ۲۴ - باب اول

نقشه جامعہ زیر دروازہ



نقشه بقعہ لنگر خان





میں راسی پور بالکل اوجا ہے اور روشن چراغ دہلی اور اور اس پاس کے گمانوں کے زمیندار اس گمانوں کی زمین کا شت کرتے ہیں اس مقبرہ کا بھی پورا اسکے اور کچھ حال میں معلوم ہو سکتا کہ لنگر خان ٹھکانوں کے عہد میں ایک اسپر تھے یہ اولیٰ کا مقبرہ ہے اس مقبرے میں کئی قبریں ہیں ایک قبر ایسی بلند ہے کہ آج تک دیکھنے میں نہیں آئی جس وقت کہ میں اس مکان کا نقشہ کھینچنے گیا ہوں اور اس قبر کو دیکھا تو میں قبر کے پاس جا کر کھڑا ہوا اور اپنا ہاتھ اونچا کر کے چاٹا کہ قبر کے سرے کو چوں کہ قبر کے سرے تک میرا ہاتھ نہ پہونچا اس سے بھی دو تین اونگل قبر اونچی تھی اس مقبرہ پر بھی کوئی کتبہ نہیں ہے جس سے یہ بات معلوم ہو کہ یہ عمارت کب بنی اور کس نے بنائی واسولے سے جزا چیکے اور کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ بھی ٹھکانوں کے وقت کی بنی ہوئی ہے اور شہنی مرت کہ ٹھکانوں کی سلطنت کو ہوئی اور ہی مدت اس عمارت کے بنے ہوئے کو بھی ہوئی ہے اس مقبرہ کے محرمین ایک چوکھنڈی برجی اور بنی ہوئی ہے اور اوہمیں بھی کیسی قبر ہے بہر حال نقشے کے دیکھنے سے اس عمارت کی کیفیت معلوم ہوتی ہے اور ایک عبرت ہوتی ہے کہ کیسے کیسے نام آور آدمی شجر کے خاک کے تلے چسے ہیں، یقین ہے کہ بجز خاک کے کچھ نہ رہا گا + + +

بستی باوڑی

یہ ایک مقبرہ ہے بستی خواجہ مر کا حضرت نظام الدین باوڑی و داس کے اور اس تمام چمکایہ برج قبر کا ہے اور ایک مسجد ہے اور ایک باولی ہے اگلے زمانے میں باولی کو باوڑی کہا کرتے تھے اس سبب سے بستی باوڑی مشہور ہو گئی یہ باولی بہت نفیس بنی ہوئی اور دالان نیچے اوپر کے بہت خوشنما اور دلیرا ہوئے لیکن اب باولی بھی بند ہو گئی ہے اور مکانات بھی ٹوٹ چھوٹ گئے ہیں صرف دلائل کا کچھ نشان معلوم ہوتا ہے اب باولی کو اوپر مغرب کی طرف ایک مسجد ہے اور یہ باولی گویا اس مسجد کا خوش ہے اس مسجد میں قرآن کی آیتیں جو نہ کاری سے غنبت کے طور پر لکھی ہیں، مگر اب بسبب شکستہ اور کھنڈ ہو جانیکے پڑھی کم جاتی ہیں اس مسجد کے انگلیں بائیں طرف ایک بیچ دروازے کا ہے اور یہ دروازہ تھا اور درفت کا امن دروازے کے سامنے قبر کا گنبد ہے اس قبر کو عجیب طرح سے بنایا ہے چلے قوبت اور چنچا پو ترہ بنا کے اس میں کمرے کے طور پر در در کر گھر بنائے ہیں اور ایک طرف چڑیا ہیں اور اوپر قبر ہے اور قبر پر برج ہے یہ برج ہستون اور لدا کے سنگ سے کھنڈا ہوا ہے اور کسی زمانہ میں مالیان بھی لگی ہوئی تھیں، مگر اب مالیان فو لوگ ہاؤس کے لئے ہیں مرن ستون اور برج باقی رہ گیا ہے اور بیچ کے بیچ میں بھی کلس کے اوکھاڑنے کے سبب چید رہ گیا ہے چو ترہ کے چاروں کو نے پر جا کر گنبد بنائے گئے

کی بنی ہوئی تین تین برجیاں تھیں اور اس میں کی باقی ہیں اور ایک برجی جنوبی ضلع کے غریب کوٹنے کی ٹوٹ گئی ہے۔
 یہ مکان کسی زمانہ میں بہت نفیس ہو گا اب بھی مقبول سیر گاہ ہے ان مکانوں پر کوئی کتبہ نہیں ہے جس سے
 تاریخ معلوم ہو سکے، اس سبب سے بڑا اسکے اور کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ عمارت میں چٹھانوں کے وقت کی بنی ہوئی
 ہے اور جس قدر مدت کہ چٹھانوں کی بادشاہت کو ہوئی اتنی ہی مدت اس عمارت کے بنے ہوئے کو بھی ہوئی ہے
 اس مقام کا نقشہ اسطور پر کھینچا گیا ہے کہ او میں باولی اور مسجد اور دروازہ اور مقبرہ سب کا سب آگیا ہے + +

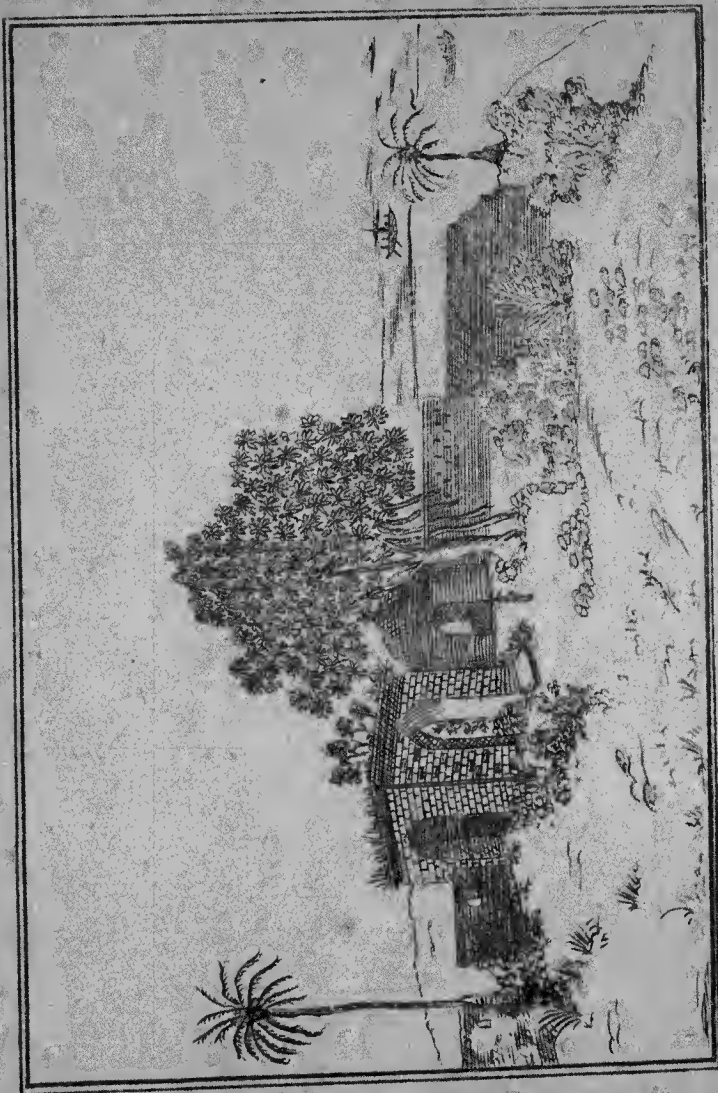
خضر کی گنبدی

یہ عمارت دریا کے کنارے پر موضع اوکلا کی سرحد میں شاہجہان آباد سے چھ کوس کے فاصلہ پر واقع ہے ہر چند
 میں نے تحقیق کیا اور تاریخ کی کتاب میں ان میں مگر معلوم نہیں ہوا کہ یہ خضر خان کون تھے جبکی یہ گنبدی مشہور ہے
 اس مقام کا نام دروڑہ ملکوں تک مشہور ہے لیکن یہ مکان کو نفیس و لطیف نہیں ہے، بجز اسکے کہ دریا کے کنارے پر
 اور کچھ لطافت نہیں رکھتا، صرف ایک گنبد تھا کہ وہ بھی اب گر چڑا ہے صرف گنبد رانی رہ گیا ہے اور ایک بڑا
 چار دیواری میں کی باقی ہے جسے کہتے ہیں کہ اگلے زمانے میں یہاں مندر تھا مسلمانوں کے عہد میں مندر توڑا
 اور گنبد بنائی ہے مگر کوئی بات محنت کو نہیں پہنچی بہر حال نقشے کے دیکھنے سے اسکی کیفیت ظاہر ہوتی ہے + +
 سو اس کے میں اور کچھ حال اس عمارت کا نہیں لکھ سکتا۔

درگاہ سید محمود بجا ری

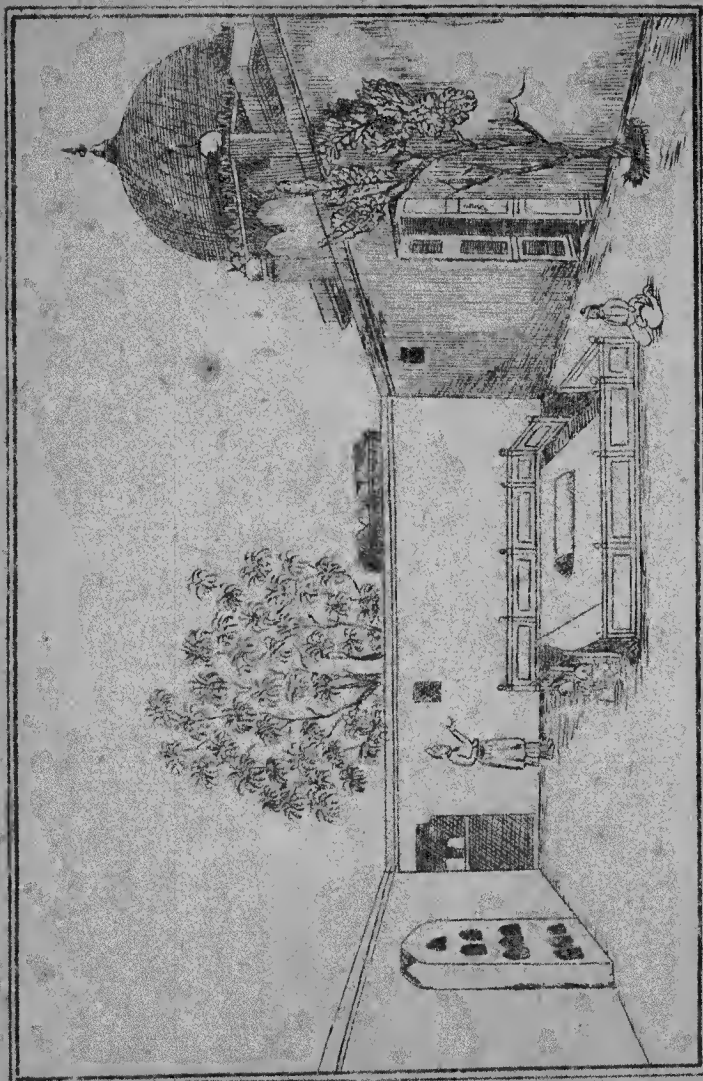
یہ درگاہ شاہجہان آباد سے چار کوس بارہ پلے کے پاس موضع کیلو کھڑی کے سوانہ میں واقع ہے، اگرچہ یہ مکان
 کچھ عہدہ بنا نہیں ہے مگر اس مکان کو کمین سے مشرف ہے اور شرف المکان بالکلین باسی جگہ صادق ہے
 حضرت سید محمود بجا ری دلی اللہ بنو میں سے اور سید نامہ الدین سونپتی کی ولاد سے ہیں + آپ علاوہ دروڑہ
 کے بہت بڑے عالم تھے، اور اسی واسطے بجا ری آپ کو کہا کرتے تھے اور آپ کا لقب محلی العظام ہے اور آپ کو راجہ بجا ری
 بھی کہتے ہیں اور وجہ اسکی یہ ہے کہ ایک بڑی بیاض چھرت کا بیٹا سفر کو گیا تھا اور وہاں سے بہت محبت رکھتی
 اور ہمیشہ آپکی خدمت میں حاضر ہوتی اور اپنے لوگ کے ملنے کی دعا منگو آتی، اللہ تعالیٰ نے ارزویہ کا شرف
 آپ پر ظاہر کیا کہ اسکا بیٹا فلاں جگہ مر گیا ہے اور بجا ریوں کے اور کچھ باقی نہیں رہا آپ نے بجز انکسارا

نقشه شهر م. متعلقه صفی ۳۷ باب اول

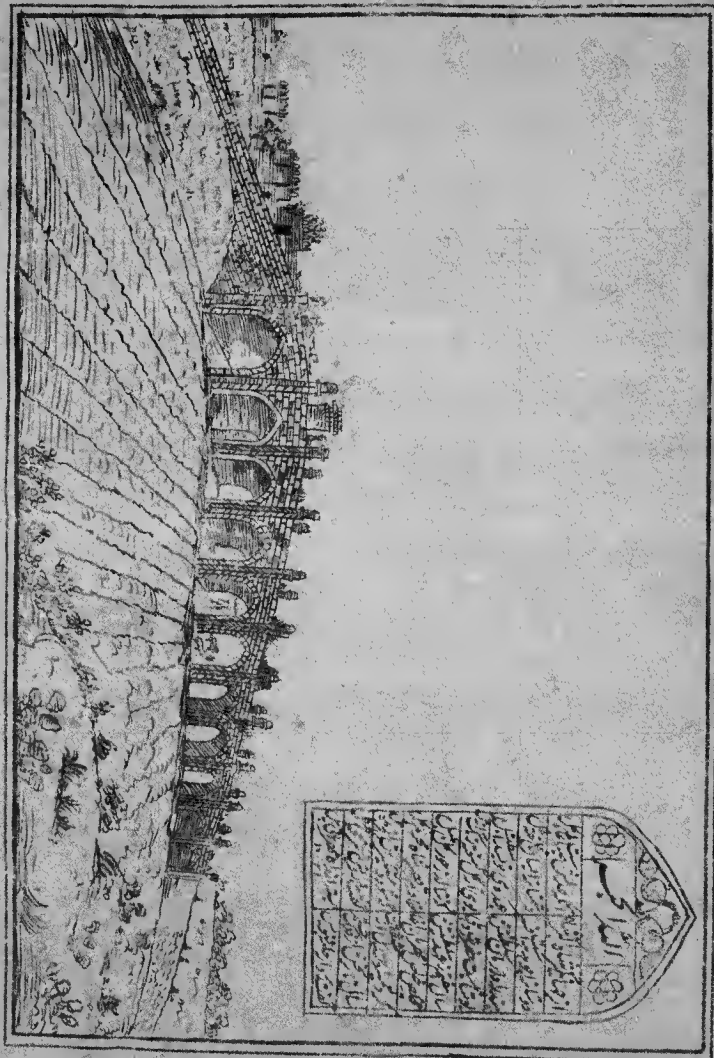


نقشه کنونی خضراب دریا

نقشه میر اسماعیل متعلق به صفی ۷۳۰ باب اول



نقشه درگاه کیهانگرد



کی جناب میں دعا کی اور جناب باری نے اپنی قدرت کاملہ سے آپ کی دعا قبول کی اور اس مردہ کو زندہ کیا اور
 اس کی ماسے دلایا اور جلوہ اولیا راہتی کا بنیابی اسٹیل کا دکھایا۔ شعر فیض روح القدس بار بار پڑھا اور دیگر
 ہم کنبہ انچھیسیا سیکرہ جب سے آپ کا لقب محی العظام اور راجہ بارگو پڑھیں بادشاہ اتھوڑنا ہو گیا آپ کے کمالات
 ظاہری اور باطنی غایت شہرت سے حاجت بیان کی نہیں کہتے، غرض کہ ستائیسویں صفر ۱۰۷۷ ہجری میں آپ کا
 انتقال ہوا اور اس مقام پر امانت الہی کو سونپا، معتقدین خاص نے ایک کچی چار دیواری مزار مبارک کے گرد
 بنادی ہر اگرچہ مکان عمدہ نہیں، گرنیض سے ملبوسے سج ہے شعر عشق ناتمام باجمال یا ستغنی است، آب و رنگ
 وصال و خواجہ حاجت روی زیار اس حساب سے آپ کے مزار کو بنے ہوئے تین سو چوبیس برس کے قریب ہو گئے
 اور آپ کے مزار مبارک کا نقشہ یہ ہے۔

بارہ پیکہ ۱۰

پہلے پیکہ اور نفیس بنا ہوا ہے اور شاہجہان آباد سے چار میل پر جنوب کی طرف فرمایا کہ رستہ پر مرا کے
 پاس واقع ہے، اگر یہ پہل بارہ پیکہ کے مشہور ہے لیکن اس کے گیارہ درمیں چوہ اور سنگ خارا سے بنا ہوا ہے
 اور مرا کا انگریزی کی عمارت میں اس کی مرمت بھی ہوئی، اس پل کو مہربان آغا نے نور الدین جہانگیر بادشاہ کے
 عہد میں سنہ ۱۰۷۷ میں بنایا ہے کہ اسکو دو سو اکتالیس برس کے قریب عرصہ گذرایا، ان آغاؤں میں جنکو آغا بان
 بھی کہا کرتے ہیں، اور نور الدین جہانگیر بادشاہ کے عہد میں آغا بان انکھلقب تھاتھوہ کے خانہ بان سے
 انکو موردی بندگی تھی، اور جس زمانہ میں کہ جہانگیر کی شادی ہوئی ہے اکبر بادشاہ نے انکو شاہزادہ خانہ اجئی ٹی
 میں جہانگیر کی بہن سے لیکر جہانگیر کے محل کی خدمت دی تھی، اور اس سبب سے جہانگیر کی شہادت تعلیم و توتیر کیا
 کرتا تھا اور یہ بھی ہر دم اور ہر لحاظ جہانگیر کے ساتھ رہا کرتے تھے، اور انکھلقب کا ل جہانگیر کے ساتھ انکو ماسل تھا +
 سنہ ۱۰۷۷ جلوس جہانگیری میں بڑا ہے کہ سب انھوں نے غانہ نشینی اختیار کی اور ولی میں رہا قبول کیا، جہانگیر
 نے بہت خوشی اور مناظر داری سے انکی درخواست قبول کی، اور سید بہوہلی کے مالک کو بہت تاکید کی کہ ہر دم اور ہر لحاظ
 انکی خاطر وار کئی کرے کہ سیر طرح انکو رنج نہ پہونچے، غانہ نشین ہونیکے بعد انھوں نے قبول بنایا ہے، اور اس پل پر
 سنگ مرخ کی تختی لگا کر چند اشعار اور پل کے بننے کی تاریخ کندہ کی ہے، اگرچہ وہ شعر لطافت اور نزاکت سے
 خالی اور نہایت بے آب ہیں لیکن اونکے مضمران سے انکی عقیدت اور انکھلقب کا مال جہانگیر کے ساتھ پایا جاتا
 نقشہ کے دیکھنے سے پل کی کیفیت بخوبی معلوم ہوتی ہے اور چند اشعار کا وہ پندرہ میں ہیں جو انکی خواہ سے نقشین

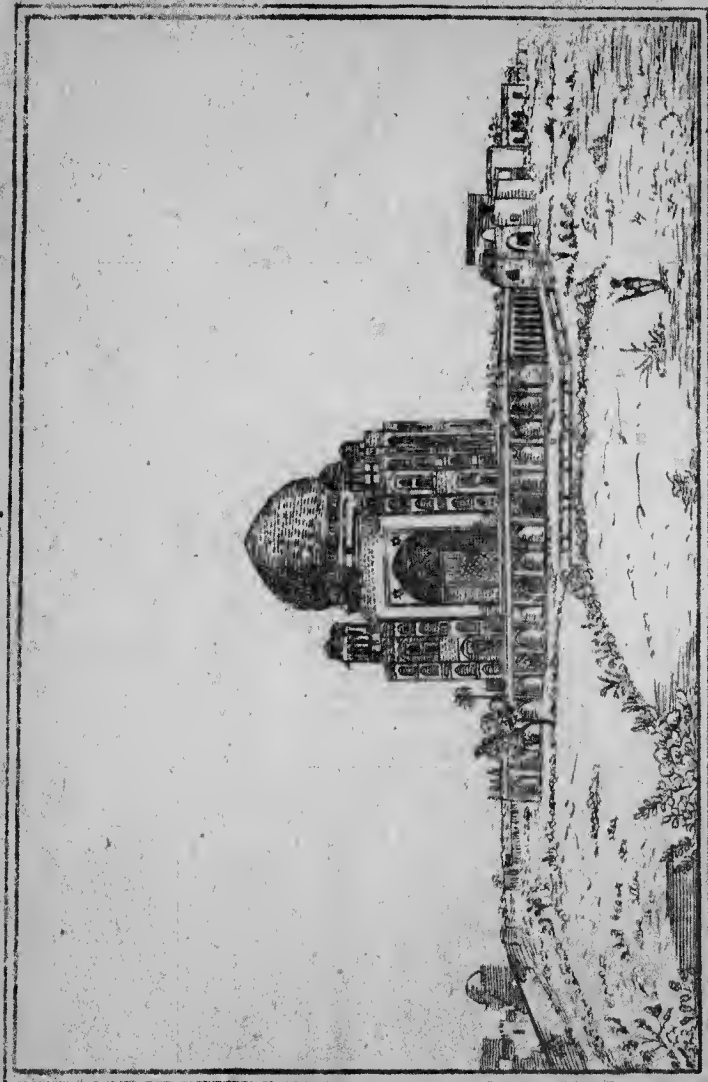
لکھے ہوئے ہیں ناظر الیہ۔

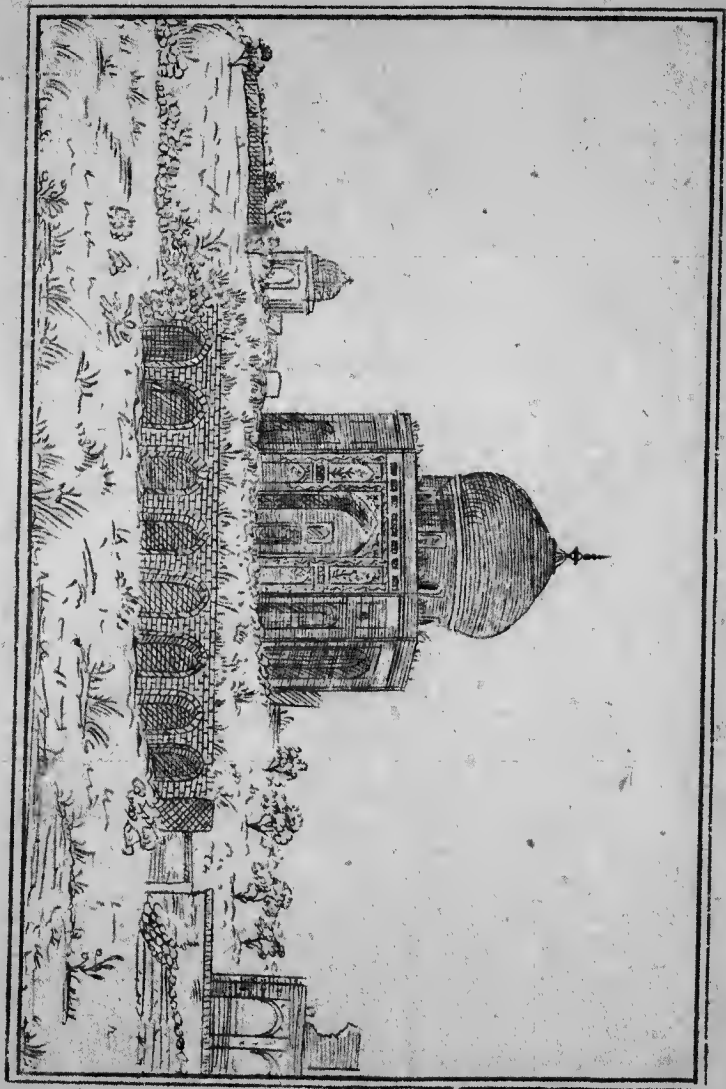
مقبرہ خانخانان

یہ مقبرہ بھی بارہ پلہ کے متصل حضرت نظام الدین اولیا کی درگاہ کے پاس واقع ہے اور یہ مقبرہ عبدالرحیم خان خانخانان، بیہر خان خانخانان کے بیٹے کا ہے اس مقبرہ کو عبدالرحیم خان خانخانان نے اپنی بیوی کے لیے بنایا تھا مگر اس کو اس مقبرہ میں رکھنا نصیب نہ ہوا اور سنہ ۱۱۷۱ جلوس جہانگیر میں مطابق سنہ ۱۰۳۲ ہجری کے عبدالرحیم خان خانخانان کو بہتر برس کی عمر میں سفر آخرت و پیش آیا اور اس مقبرہ میں مدفون ہوا یہ مقبرہ بھی کسی زمانہ میں بہت نفیس و لطیف بنا ہوا تھا اس کا برج تمام سنگ مرمر کا تھا اور باجائے سنگ مسخ میں سنگ مرمر کی دھاریاں لگی ہوئی تھیں اور گل بوٹے بنے ہوئے تھے مگر افسوس ہے کہ یہ مقبرہ بالکل و جاڑ ہو گیا ہے اس مقبرہ کا نام سنگ مرمر اور کھار کڑیچ ڈالا اور ایسے نفیس مقبرہ کو بالکل ٹھاڑا کہتے ہیں کہ اصف الدولہ کے وقت میں اس کا تمام تہہ اوکھڑ کر لکھنؤ میں گیا ہے اور یہ مقبرہ بالکل لٹہ رہ گیا ہے اس مقبرہ کی قبر کا تعویذ بھی اوکھڑ کر لیکے ہیں اور اب امین گاہی جینس بندہ تہیز اور گوبر کی بدبو سے اندر جانا مشکل ہوتا ہے اور دیکھ کر کیا عظمت و شان تھی خانخانان کی اور اب کیا حال ہے اس دنیا سے بوقلمون پر تکیہ کرنا محض نادانی ہے یہ خانخانان قوم کے ترکمان ہیں انکے دادا سیف الدین علی کو شاہ اسماعیل نے مادر امانت کی لڑائی میں بابر پادشاہ کی کمک کو مقرر کیا تھا اور بیہر خان خانخانان انکے باپ کو ہالیوں کے عہد میں بڑا عروج تھا اور تمام مہمات سلطنت اوفتے تعلق تھے اور یہ عبدالرحیم خان خانخانان اگرچہ کے عہد میں بھی بہت مغز تھے اور جہانگیر کے عہد میں کبھی عزت سے اور کبھی ذلت سے بسر کی آخر کو مر گئے اور نہ وہ عزت رہی اور نہ وہ ذلت رہی نہ راجہ حسن مٹی کے نیچے ڈال دیا اور نام و نشان کے لیے یہ مقبرہ تھا کہ وہ بھی نہیں رہا سبحان اللہ جسکے دیوان خانہ میں سیکر و ولت میں گلاب چمکاواتا تھا اب اس کے مقبرہ میں ہزاروں جانوروں کا موت پڑتا ہے و فاعتبر و ایاد اولی الایضا تاریخ والے انکے علم کی بہت تعریف لکھتے ہیں کہ قابلیت اور استعداد میں اپنا نظیر نہیں رکھتے تھے اور علوم عقلی و نقلی سے بہرہ کافی اور نصیبہ مافی تھا عربی اور ترکی اور فارسی اور ہندی زبان سے بخوبی واقف تھے و واقعات بابر کا انہیں نے ترجمہ کیا ہے کہ کسی شعر بھی کہتے تھے یہ چند شعرا و نصیب کی طبع

نقشه نمبر ۲۳ متعلقہ صفحہ ۲۸ باب اول

نقشہ مقبرہ خاتمان





عزل

جزا نیقدر کہ دلم سخت آرزو مند است
نگاہ اہل محبت تمام سوگند است
کہ پاسے تابسم ہر چہ بست و رند است
کہ شتری چہ کس است و بہای من چند است
وگر نہ خاطر عاشق بہ ہیج خورسند است
کہ اندکے با و اباسے عشق انست است

شمار شوق نداشتہ ام کہ تا چند است
بکیش صدق و مفاخرت حمد بیکار است
نہ دام و انعم نہ دانہ انیمت در دہانم
مرا فروخت محبت دے نمیدانم
ادامی حق محبت عنایتے است ز دوست
از ان خوشم بہ مخمناے و لکش تو کہ چہم

ریاضی

بہودہ بآرزو سے دل در کر دے
خواہش کارے ہمیشہ کاہش دے

زہد را رسم از پے دل زدوی
گنہ سنجے و باز ہم سے گویم

غرض کہ اس مقبرہ کو بنے ہوئے تھیں دو سو برس کے قریب عرصہ گذرا ہے جیسا کہ اب ٹوٹا پھوٹا یہ مقبرہ
بانی رکھا ہے نقشہ کے دیکھنے سے ویسا ہی دیکھا جی دیتا ہے اور یہ شعراں مقام پر نہایت سوز و دل ہوتا

شعر

آثار پدید است صنادید مجسم را ++

از لفظ و نگارے در دیوار شکستہ

نیلہ برج

یہ ایک برج ہے ہمایون کے مقبرہ کے پاس گرنین معلوم کیہ برج کب بنا اور کسے بنایا + اس برج پر
نیلہ رنگ کی چینی کا کام کیا ہوا ہے + اس کی جانب سے اسکو نیلہ برج کہتے ہیں اسکے زمانہ میں بہت رولج
تھا کہ عمارتوں پر چینی کا کام بنایا کرتے تھے + اور اسکو کار کا شانی کہاتے تھے + اسی طرح سے اس برج
پر بھی طرح بطرح کی رنگ آمیزی کا کام بنا ہوا ہے + اور جہاں جہاں سے ثابت ہے وہاں سے بہت
خوشا معلوم ہوتا ہے + لوگ مشہور کرتے ہیں کہ یہ حجام کا برج ہے مگر کہ تحقیق نہیں ہوا کہ یہ برج کس کا
اس برج کی قبر بھی نہیں رہی یا از خود او کھرا گئی یا تو نیلہ کے لالچ سے لوگوں نے او کھرا ڈالی غرض کہ یہ برج
بھی بہت مشہور عمارتوں میں سے ہے + اور کسی زمانہ میں بہت عمدہ عمارتوں میں گنایا تھا + میں نے
جسے کی تاریخ اور اسکا حال لکھنے سے لاچار ہوں + اس واسطے کہ مجھ کو کسی تاریخ کی کتاب سے اسکا حال تحقیق

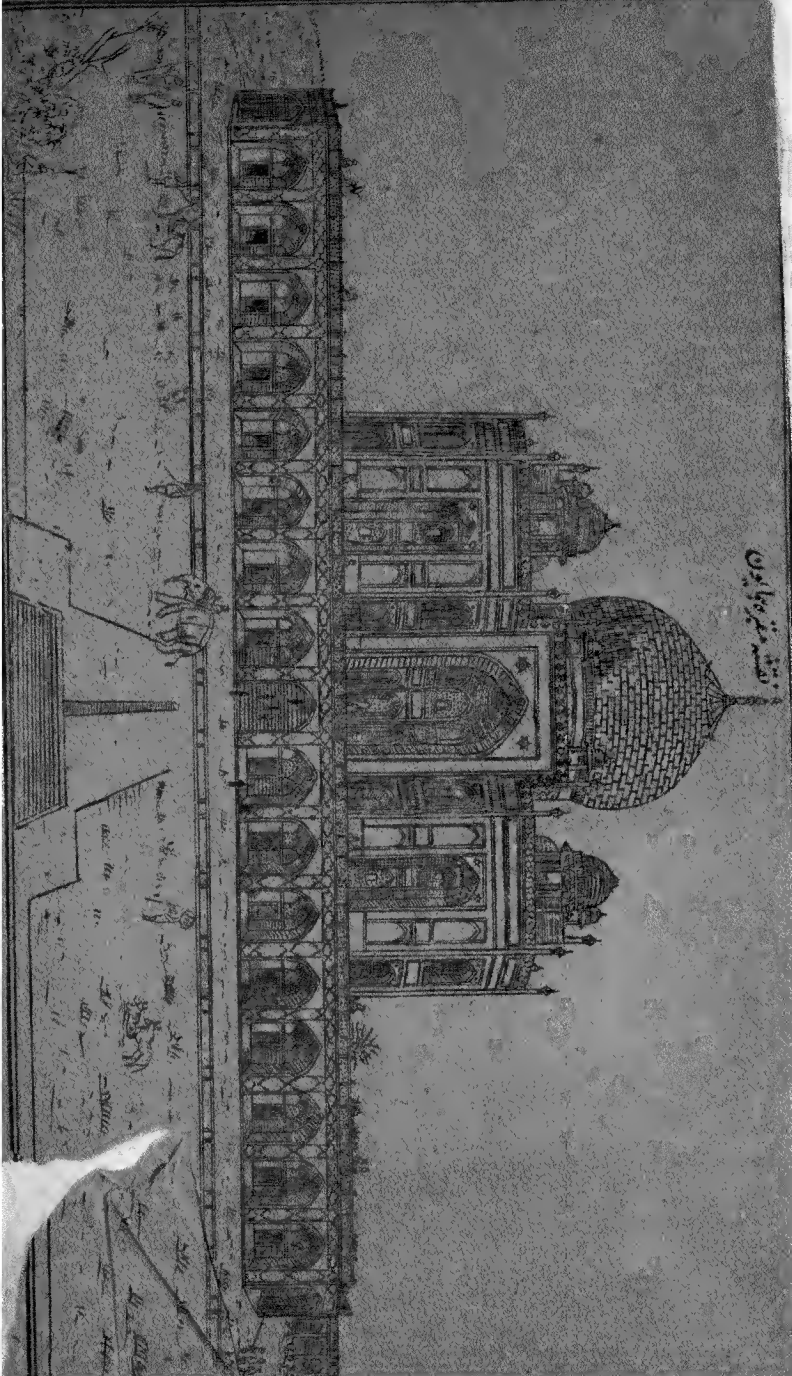
نہیں ہوا مگر چہ اس برج کی بہت قطع خوب نہیں ہے لیکن کام اس پر ختم بنا ہوا تھا اور اسی سبب سے مشہور ہو گیا تھا اب جیسا یہ برج ٹوٹ پھوٹ کر رہ گیا ہے ، نقشہ کے دیکھنے سے اس کا حال معلوم ہوتا ہے

مقبرہ ہمایوں

یہ ایک مقبرہ ہے عجیب غریب نفیس و لطیف شاہان آباد سے موعالی کوں پر جنوب کی طرف منزل گاہ کی تباہی کیلئے کمر ہری کے سوا دین اور اوہمین ہمایوں بادشاہ کی قبر ہے اور اور بھی بہت سی قبریں اس مقبرہ میں ہیں ، اس مقبرہ کی عمارت ایسی خوب ہے کہ روسے زمین پر اپنا نظریہ نہیں رکھتی ہسنگ مرمر اور سنگ سرخ سے لاکر اس کی عمارت بنائی ہے ، سنگ مرمر و وہ لطیف کہ موتی شاہوارا اسکے آگے دیئے عجالت میں ڈوب جاتا ہے ، اور سنگ سرخ وہ تادر کہ گلاب پنکھ و دیوں پر شرف لیجاتا ہے ، برج اس کا تمام سنگ مرمر کا گویا قدرت الہی کے دریا کا ایک موتی ہے قطع اس برج کی ایسی خوب ہے کہ آسمان اس عظمت و شان سے اسکے آگے پانی کا بلبلہ معلوم ہوتا ہے ، ایسا خوش قطع برج روی زمین پر نہیں ہے ، چوڑا ان چکلاں اور چابی اس مقبرہ کی نہایت مناسب ہے ، ایسی مناسبت کسی عمارت میں نہیں پائی جاتی جیسی کہ اس میں ہے ، باد صفت اس عظمت کے ایسا نازک معلوم ہوتا ہے کہ جب کا کچھ بیان نہیں ہو سکتا ، صحن اس کا دلکش اور مکانات اسکے دلربا ، وضع نہایت خوب اور قطع بغایت مرغوب ، سرخ پتھر میں سفید سفید پتھاریاں مجب عالم دکھاتی ہیں ، گل بستے رنگ رنگ کے پتھر کے پھول پتھر دیان نئی نئی طرح کی اور بھی ماننے سے نظر آتی ہیں ، کسی زمانہ میں یہ باغ بہت آراستہ تھا چاروں طرف نہریں جاری تھیں جا بجا حوض بنے تھے پانی لہراتا تھا فوارے چھوٹے تھے ، سہرے کے درخت لگے ہوئے تھے طرح طرح کے پھول گل رہے تھے ، بلبلیں چہ چہاتی تھیں اور اس کی خوبیاں جنت کو یاد دلاتی تھیں ، کسی شاعر نے اس مقبرہ کی تعریف میں یہ شعر کہا تھا حقیقت میں یہ مقبرہ ایسا ہی تھا کہ جو کچھ اس کی تعریف میں کہہ سوں کہ ہے گا ۔

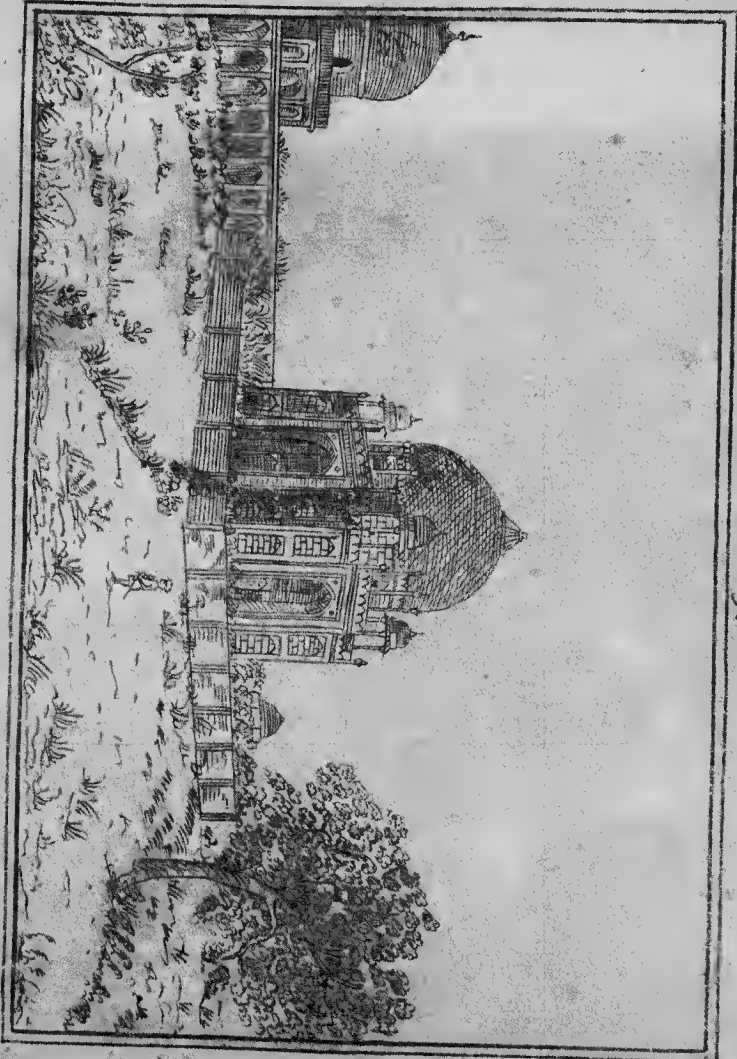
شعر
ہر کہ میخا ہر کہ میسند شکل فردوس برین گویا این قصہ را این باغ ہمایوں را بہ بین
اگر چہ عمارت اس مقبرہ کی بدستور قائم ہے کہیں کہیں سے جالیاں ٹوٹ گئی ہیں لیکن باغ بالکل ویران ہو گیا ہے ، اور وہ سہرے کے درخت جو قد یار پڑھنے مارنے تھے اور وہ گل و بلبل و زندگی بخش جعبہ دوزن پرشہر دیتے تھے نام کو بھی نہ ہے ، نہریں ٹوٹ گئیں حوض بند ہو گئے آب شاد رنگا نام نہرا دگر اب بھی کہہ کہہ نشان باقی ہے اور شمال کی طرف یاد دگر نیکساں اور حوض اور نہروں کے فوارے رنگا خزان بنا ہوا ہے ۔

نقشه شهر تهران



نقشه نمبر ۲۷ متعلقہ صفحہ ۳۳ باب اول

نقشه نمبر ۲۷ متعلقہ صفحہ ۳۳ باب اول

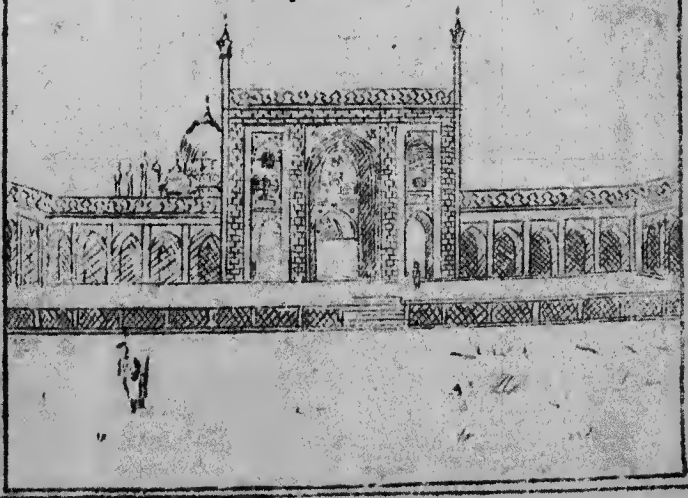


نقشه نمبر ۲۷ - متعلقہ صفحہ ۳۱ باب اول

نقشہ دروازہ غربی



نقشہ دروازہ جنوبی



اگر اب بھی اس مقبرہ کی مرمت کچھ ہو سکے اور باغ لگایا جا سکے تو عجیب سیرگاہ اور نہایت فرحت بخش مکان ہے۔ اس مقبرہ کی تیاری سنہ ۱۰۰۰ ہجری میں نواب حاجی بیگم ہمایون بادشاہ کی بیوی کی سعی اور ہمت سے شروع ہوئی اور سولہ برس کے عرصہ میں پندرہ لاکھ روپیہ لگا کر اس بہشت کے ٹکڑے کو بنایا تھا اور فردوس برین کو زمین پر اتارا تھا۔ مدت تک یہ دستور رہا کہ بادشاہی خاندان میں سے جو کوئی مرنا تھا اس مقبرہ میں دفن ہوتا تھا لیکن اب سو قوت ہو گیا ہے۔ بدقتہہ در اس مقبرہ کی کرسی میں ہیں اور سب میں بادشاہی خاندان کی قبریں موجود ہیں۔ اور حمیدہ بانو بیگم ملقب بہ مریم مکانی جان الدین اکبر شاہ کی ما یعنی حاجی بیگم زوجہ محمد ہمایون بادشاہ بانیہ اس مقبرہ کی اور عالمگیر ثانی اور فرخ سیر اور داراشکوہ وغیرہ اسی مقبرہ میں مدفون ہیں۔ بہر حال نقشہ کے دیکھنے سے اسکی کیفیت معلوم ہوتی ہے۔

برج اندرون احاطہ

یہ ایک چھوٹا سا مقبرہ ہے ہمایون کے مقبرہ کے احاطے کے اندر سنگ مسج سے بنا ہوا ہے اور کمین کمین سنگ مرمر بھی لگا ہے۔ اور اس میں دو قبریں ہیں سنگ مرمر کے قوسوں کی مدد سے چھ تھیمات کی گئی اور تاریخ کی کتابوں کو اولٹا پلٹا لیکن کچھ حقیقت اسکی نہیں معلوم ہوئی۔ جو لوگ کہ اس مقبرہ کو شاہ کامران ہمایون کے بھائی کا مقبرہ بتاتے ہیں یہ تو نہایت غلطی فاحش ہے۔ اور جو کوئی نظام سقا کا مقبرہ بتاتے ہیں یہ بھی پائید اعتبار سے ساقط ہے۔ بہر حال ایک چھوٹی سی عمارت دیکھنے کے قابل ہے۔ گو نہ معلوم ہو کہ کب بنی اور کسے بنائی۔ اس عمارت پر کوئی کتبہ بھی نہیں ہے جس سے جو کی تاریخ معلوم ہو اس عمارت کی خوبی اور لکھا۔ اور قطع نقشہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے جو وہ تھا۔

دروازہ ہامی مقبرہ ہمایون

اس نفیس و لطیف مقبرہ کے دو دروازے بہت عالی شان ہیں اور نہایت خوشنما۔ ایک دروازہ تو جنوب کی طرف ہے۔ اور ایک دروازہ مغرب کی طرف۔ اس طرف کے دروازے میں بہت اچھے محقر مکان بنے ہوئے ہیں کہ لطافت اور دلکشا میں اپنا نظیر نہیں رکھتے۔ دروازہ میں ہر مکان کے جانبیکہ ادا جدا رستہ جو اور خوبصورت خوبصورت سیڑھیاں بنی ہوئی ہیں۔ جنوبی دروازے میں اگرچہ مکانات نہیں ہیں لیکن دروازہ کے گرد درون کے پتے اور چوپترہ کے پورے سے مجب نمود اور شان گل آئی ہے۔ یہ دروازہ بھی گویا بہشت کے دروازے ہیں۔ اور سنگ مرمر اور سنگ رخام بنی ہوئے ہیں لیکن سنگ رخام ایسا

غور و نظر نیک و دودیا لگایا ہے کہ دور سے بعینہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ سنگ سرخ میں سنگ درو لگا ہوا ہے۔ اصل
اس مقبرہ کی چو نہ اور پتھر سے بنی ہوئی ہے۔ اور تفصیل کی دیوار پر پانی سے کابو رہ بنا ہوا ہے۔ حاکم دروازہ
کی لطافت اور نزاکت اور شان نقشہ کے معنی پائی جاتی جو نقشہ و کیم اور قدرت الہی کا تماشا کر دے۔

عرب سرا

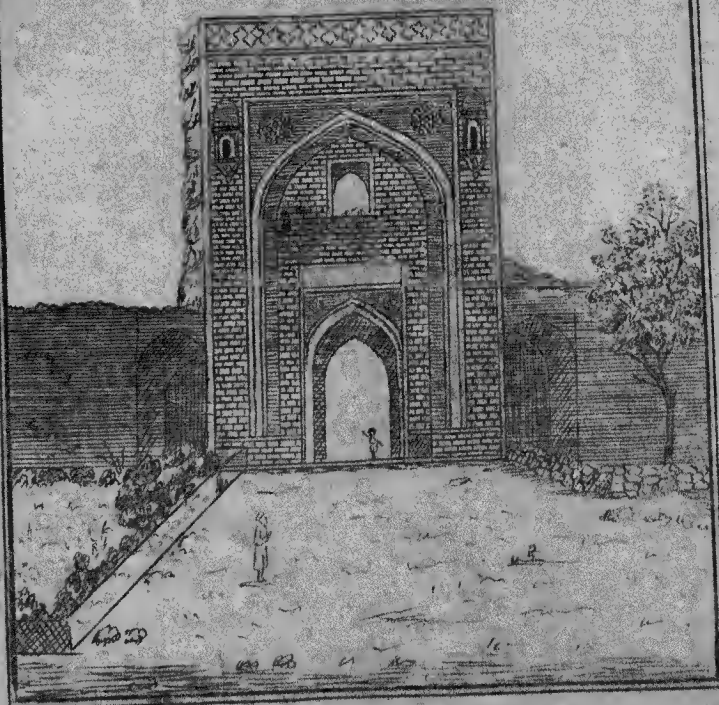
اس مقبرہ کے پاس عرب سرا واقع ہے۔ یہ عرب سرا حاجی بیگم جلیون بادشاہ کی بی بی کی بنائی ہوئی ہے۔ اس بیگم
نے بہت عالی مرتبتی اور نیک نیتی سے اعراب کو حرم شریفین سے لاکر میان آلو کیا تھا۔ کہتے ہیں کہ یہ بیگم تین
سور عرب کو لائی تھی منجملہ ان کے سور عرب سادات عالیات سے تھے۔ اور سوشانخ کیا رہے۔ اور سور آدمی و عوام
میں سے خدمت گزار اور نوکروں کے تھے۔ ہاگر چہ اس زمانہ میں وہ لوگ بسبب تنگی معاش کے تتر تہہ سہو گئے ہیں
اس پر بھی پندرہ بیس گھرباقی ہیں۔ سادات و قوسیدہ میں سرگروہ اور گوارائیں عرب سرا میں عمر اور کی قریب پانچ
ہوس کے ہے۔ اور بہت معقول آدمی ہیں۔ اور سوشانخ میں سے زین الدین رئیس اور نہایت معقول تھے اور کما
تو قنصل ہو گیا۔ لیکن ان کے بھائی شیخ عبدالرحیم زندہ ہیں این ہم غنیمت است۔ یہ عرب سرا اسلحہ جلوس
اکبری میں مطابق مشائخ چری کے بنی ہے۔ اب ہر قوم کے لوگ اس میں رہتے ہیں۔ اس سرگروہ میں دروازہ تین
دو دروازے تو بہت عمدہ زمین ہیں لیکن شمالی دروازہ کسی زمانہ میں بہت شان دار ہو گا۔ اور اس کا نقشہ لکھا جاتا ہو گا۔

منڈی

یہ ایک منڈی تھی عرب سرائے کے شہری دروازہ کے پاس اور تمام کھانے پکانے کی چیزیں اس میں بکا کرتی تھیں
اور اس منڈی میں ایک بہت نفیس مسجد تھی کہ اب اس کا نام و نشان نہیں رہا۔ اور ادھی مسجد کا ایک بہت بڑا
شیڑھیدون دار کنواں ہے کہ اس کو بائیں کہتے ہیں۔ یہ کنواں اب تک موجود ہے۔ سیڑھیاں بھی بنی ہوئی ہیں
اور بائیں میں پانی بھی ہے۔ دروازہ اس کا جو نام کو باقی رہ گیا ہے بہت نفیس ہے۔ چینی کاری کا کام رنگ رنگ
کا اور سپر چڑا ہے۔ اس منڈی کو بھی مہربان آغا نے جہانگیر بادشاہ کے عہد میں بنایا ہے۔ اور ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ یہ منڈی اور بارہ پلہ سات کے ساتھ بنی ہوئی۔ اس دروازہ پر سنگ سرخ کے اور پیم لٹہ
اور کلمہ اور کچھ عبارت لکھی ہوئی ہے کہ نقشہ کے دیکھنے سے بخوبی معلوم ہو سکتی ہے۔ اور جس خط
میں کہ یہ کتبہ دروازے پر ہے۔ اسی خط سے نقشہ میں نقل ہے۔ نقشہ کو دیکھو اور نقش و نگار درو
دیوانہ کتبہ سے عبرت لے کر دے۔

نقشه شهر و ده متعلقه صفی محمد باب اول

نقشه دروازه عرب اسرا



دروازہ سندھی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

لا إله إلا الله محمد رسول الله

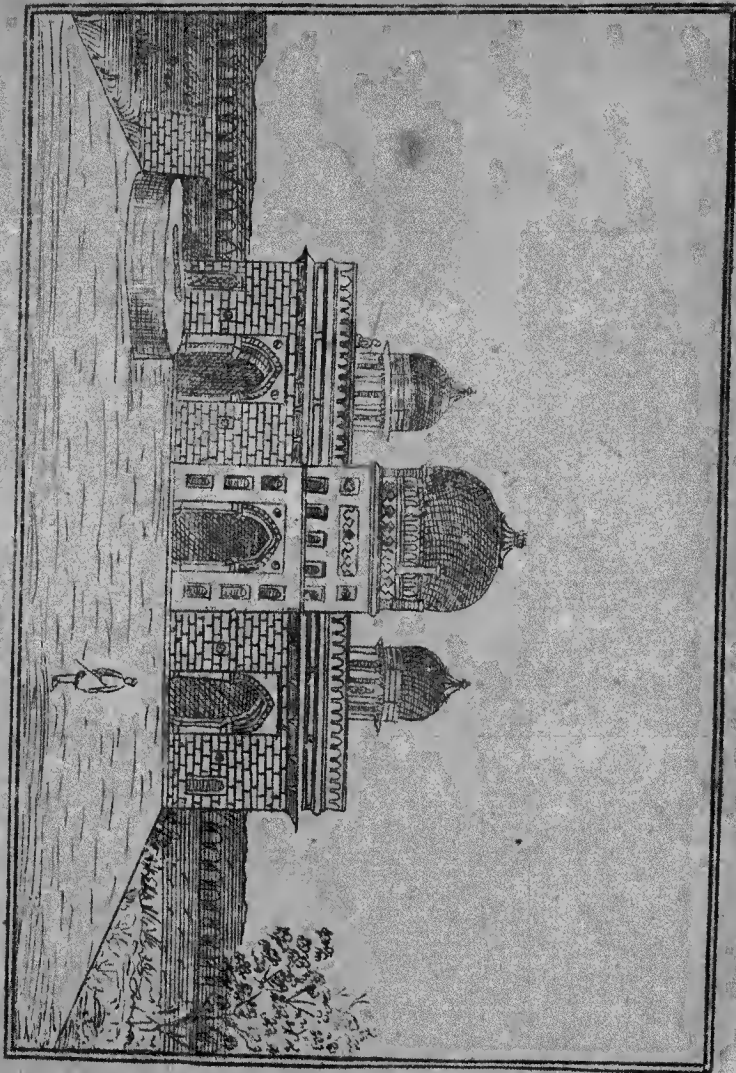
الله

مہربان و قوی جمہانگیر شاہ



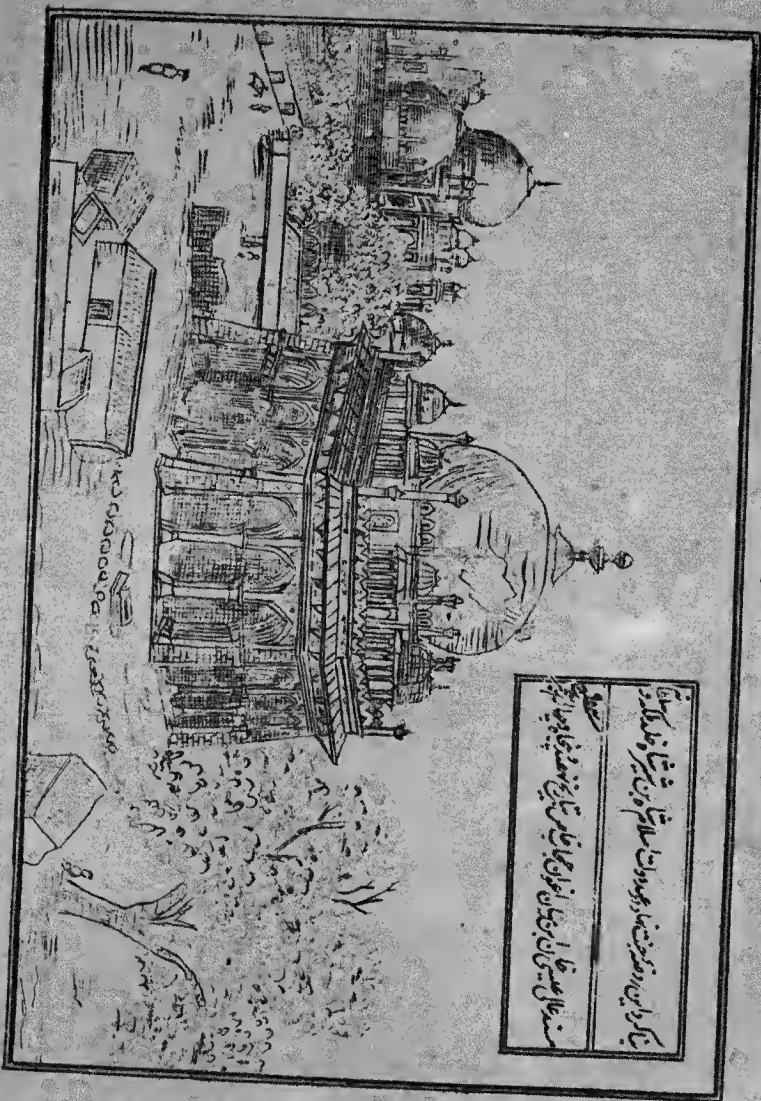
نقشه نبرد به متعلقه صفحه مدوم باب اول

نقشه مسجد اقصی حاکم



نقشه منبر و مسجد خانیان

بنا کرد این منبر و مسجد را محمد شاه در شهر خانیان
سند علی خانیان بن محمد بن خانیان بن خانیان بن خانیان



نقشه منبر و مسجد خانیان

مسجد عیسیٰ خان

عرب مل کے غریبی و رواضے کے پاس ایک چار دیواری واقع ہے ہمارا ولسکو عیسیٰ خان کا کوٹلا کہتے ہیں اس کوٹلا میں یہ مسجد ہے ہمارے مسجد تمام سنگ خارا اور چونے سے بنی ہوئی ہے گرا سکی جواب میں سنگ سرخ لگایا ہے اس مسجد کی قطع اس وقت کی عمارت میں بہت نفیس اور خوبصورت ہے گواس زمانہ میں بحدی معلوم ہوتی ہے اس مسجد کو عیسیٰ خان حجاب نے سلطنت بھری میں سلیم شاہ کے عہد میں بنایا ہے اور یہ عیسیٰ خان شیر شاہی میران میں سے تھے ہمارے بعد نے شیر شاہ کے سلیم شاہ اور نصیر کی سخی اور تیسرے بادشاہ ہوا اور ان نصیر کی دلاوری اور ستیعی سے عادل خان نے اپنے بڑے بھائی پر جو ولیہد تھا فتح پائی مگر شکستہ مسجد ان نصیر کی تعمیر کی ہوئی ہے کہ اس پر تین سو اٹھ برس کے قریب عرصہ گذرا اس مسجد میں ایک کنواں بھی ہے مگر زمین معلوم ہوتا کہ اس کے بنانے والے نے اس مسجد کا کنواں ایسا بنے موقع کیوں بنایا ہے کہ سارا چنوترا مسجد کا خراب ہو گیا بہر حال نقشہ کے دیکھنے سے جو اس مسجد کی عمارت اب باقی رہ گئی ہے بخوبی معلوم ہوتی ہے +

مقبرہ عیسیٰ خان

اس کوٹلا میں مسجد کے سامنے عیسیٰ خان حجاب کا مقبرہ ہے ہمارے عمارت چھوٹی سی ہے لیکن بہت قیمتا اس عمارت میں ایک برج ہے اور گرد اس کے غلام گردش کے طور پر عمارت بنائی ہے + یہ عمارت تمام سنگ خارا اور چونے سے بنی ہوئی ہے لیکن اس پر کی برجیوں کے ستون سنگ سرخ کے ہیں اس مقبرہ میں بہت سی قبریں ہیں اور عیسیٰ خان حجاب کی بھی اسی میں قبر ہے ہمارے برج کے اندر مغرب کی طرف ایک بڑے پتھر پر کتبہ لگا ہوا ہے اور اس پر آیات قرآنی کندہ ہیں اور اس کے نیچے بنانے والے کا نام اور بننے کے سنہ کندہ ہیں کتبہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمارت خود عیسیٰ خان حجاب نے سلیم شاہ کے عہد میں سلطنت بھری میں بنائی ہے کہ اس کو تین سو اٹھ برس کا عرصہ ہوا اب اس مقبرہ میں کمین لوگ آباد ہیں اور اس کے چھٹے چکی کے سبب یہ مقبرہ بہت خراب ہو چلا ہے انصوح کو کوئی خبر بھی لیتا نہیں اب بھی یہ مقبرہ صحیح و سالم موجود ہے بہر حال نقشہ کے دیکھنے سے اس عمارت کی وضع اور قطع اور خوبصورتی بخوبی معلوم ہوتی ہے + اور وہ کتبہ

جسمین بنائے ولے کا نام اور بیٹے کے سن لکھے ہیں بعینہ اسی خط سے نقشہ میں مندرج ہے اس معبود کا نقشہ اسطر سے کھینچا گیا ہے کہ او میں جانور کا مقبرہ بھی دکھائی دیتا ہے +

در گاہ حضرت شیخ نظام الدین اولیا

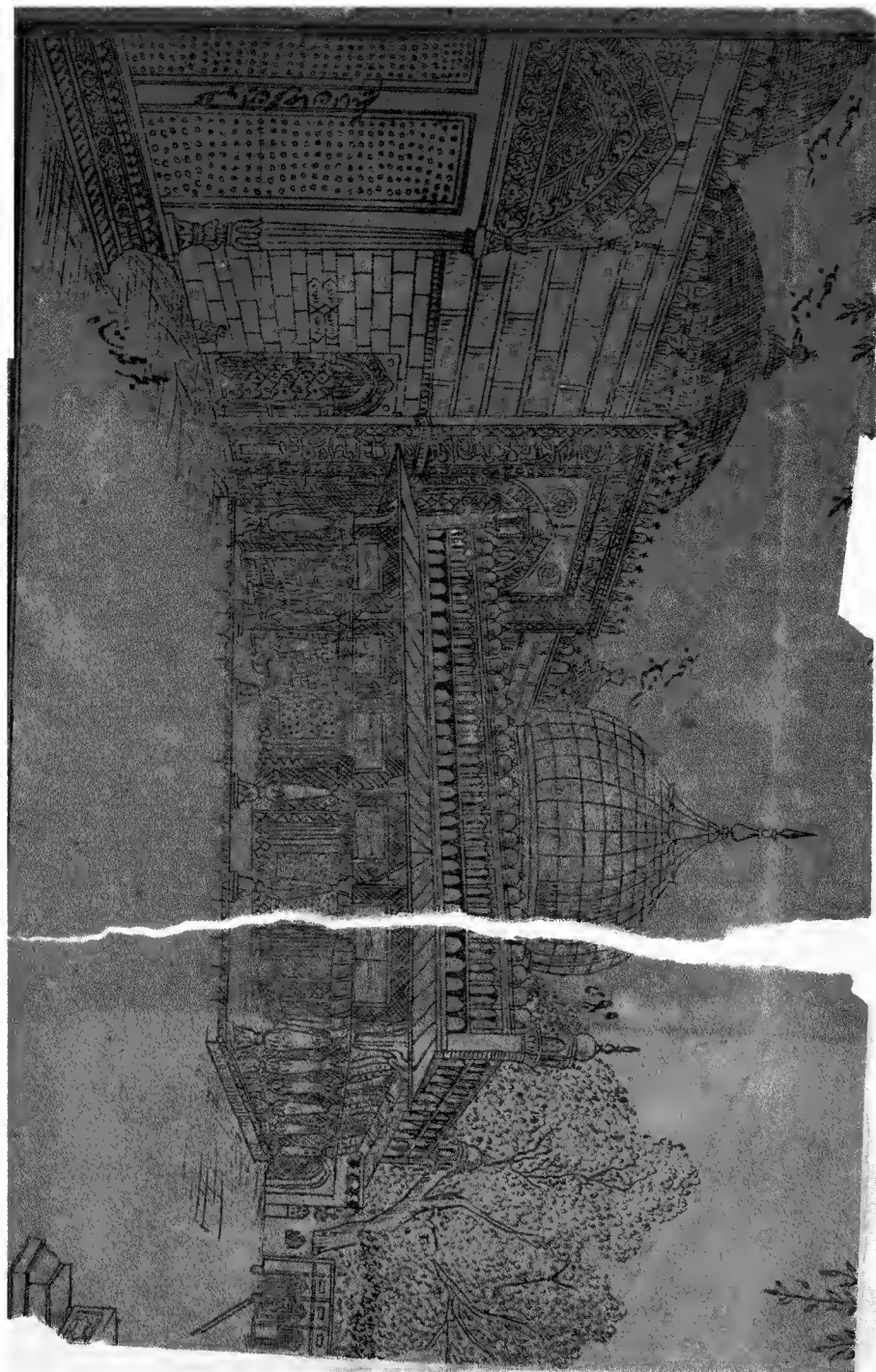
شہنشاہ اوزنگ عرفان حق	ولش صدر دیوان الیوان حق	ملک برود و دیوزہ اربشان او
فلک کاسہ سیر و دیوان او	قدم ماندہ زانگو نہ در راہ فقر	کہ شد شاہ اوزنگ در گاہ فقر
بیاطن دیکھوین و اطوار محو	بغاہر ز تکلیف نگہ سار محو	ولش ساکن ملک ذات و صفات

زبے نیک دین و زبے نیک ذات + حضرت نظام الدین اولیا بیٹے ولی اللہ سے ہیں، انکے کمالات اور صفات ظاہری اور باطنی سے ہزاروں کتابیں بھری ہوئی ہیں، اس واسطے آپ کے شرح کمالات کی اس مختصر میں گنجائش نہ دیکھ کر مختصر حال آپ کے مزار مبارک کا اور بیان و فن ہونیکا لکھتا ہوں + واضح ہو کہ آپ کے والد بزرگوار احمد بن دانیال غزنوی سے ہندوستان میں تشریف لائے، اور حضرت شیخ نظام اولیا سفر کے مہینے میں ۷۳۵ ہجری میں قصبہ بدایون میں پیدا ہوئے اور پچیس برس کی عمر میں ولی تشریف لائے، اور بیان علم تحصیل کیا اور شیخ نجیب الدین متوکل سے محبت رہی، پھر اچھو دھن کو حضرت شیخ فرید الدین مسعود شکر گنج کی خدمت میں تشریف لے گئے اور جماعت کو ملازمت ہوئی بیعت حاصل کر کے پھر ولی میں تشریف لائے اور غیاث پور میں سکونت اختیار کی اور لوگوں کو آپ کی تعلیم و تلقین سے فیض و برکت ملی جو کہ اس سلسلے فانی سے سب کو چلنا ہے اور عالم بقا کو پہونچنا آپ نے ربیع الثانی کی اٹھارہویں تاریخ ۷۴۵ ہجری میں بڑے کون اس جہان فانی سے رحلت فرمائی اور موضع غیاث پور کی سرحد میں جہان اب آجکا مزار ہے آپ کو دفن کیا شہنشاہ دین + آپ کی رحلت کی تاریخ ہے چنانچہ آپ کے انتقال کے بعد اس تاریخ کو مسجد کی دیوار پر جسکا ذکر آگے آگے کا کندہ کر دیا ہے اور وہ تاریخ یہ ہے +

نظام دیکھتی شہ اولین + سراج و د عالم شدہ بالیقین + چو تاریخ تو ش بختم ز غیب + ندا داد اہل شہنشاہ دین

گنبد در گاہ

آپ کے مزار مبارک کے گنبد کا عجیب حال ہے کہ جب سچا لگو دفن کیا جہر روز بروز عمارت کو تر تھی ہوتی لگی اور دن



بزنایابی سے اچھی فہمی گئی، پہلے قلعہ آپ کے انتقال کے بعد علی بابا و شاہوں کے وقت میں ایک عہد میں تھا کہ اس کا تو اب نام و نشان نہیں رہا، بعد اس کے شہر میں سید فریدون خان نے اکبر بادشاہ کے عہد میں آپ کے مزار کے گرد چستون لگا کر بارہ دہائے ادا و سپر گنبد بنایا اور رنگ سر کی خالیاں لگائیں اور گنبد کے اندر بنایا کے سر پرانے ایک لوح سنگین پر طبع طیبہ لکھا یہ اشعار کندہ کر دیے ہیں بدشکر کہ درویش حضرت غوث الانام اس پر تعمیر شد خان فلک اعظم + منسوب راشرف اوج شرف راشباب + سید عالی نسب میر فلک احترام بائی و ہاشمی ساعی ادب شمس + آئندہ بدوران شان ہست سخن نظام + آئندہ تاریخ آن چون متفکر شد ملک خرد زور قہر کہ خاص و عام + روسے در گاہ آوار فریدون بصدت + شاید اذالطاف پر کار خرد و نظام

کاتب حسین احمد چشتی

بعد اسکے ۱۰۰۰ میں کہ اس زمانہ میں نور الدین جہانگیر بادشاہ تھے فرید خان المصطفیٰ نے جب کا فریاد بسایا ہوا ہے آپ کے مزار مبارک پر سیپ کے کام کا بہت نفیس و لطیف چمچکٹ چڑایا حقیقت میں ایسا کام سیپ کا کام کیا ہوا ہے کہ خیال میں نہیں آتا کہ اسکے بنانے والے نے کیڑ کر بنایا ہوگا، قدرت الہی کا یہ بھی ایک نمونہ ہے اور اسی چمچکٹ میں یہ شعر سیپ کی کچی کاری سے لکھ دیے ہیں

شیخ دہلی نظام رادو فرید	کار دنیا و دین مہیا کرد	
یک فریدش مقام امیا کرد	مرتبے خان فراز مرقدا	قبہ چون سپر بر پا کرد
ابر فریدی از جہان بر جہت	در یکدانہ در صدف جا کرد	
چار در از چہار حد فاکرہ	عرشہ مرقد مبارک او	بر جہان کعبہ پر بل او
عرش در پای چار قائمہ اش	چار کعبہ رنجہ صبا با کرد	بر زمین کار عرش اعلیٰ کرد
پشت پر کعبہ معلے کرد	ز انکہ رود و سہو دا آورہ	ہر کہ رخ از مقام و تابید
خاک رو بہ متعاشل پاشی	بیتوان کار صد سیما کرد	
قبہ شیخ مقل القاد کرد	قدر باقی اور نفع کما د	سال تاریخ این بنا جستم

عزیز الدین عالمگیر ثانی کو آپ کی جناب میں بہت اعتماد تھا اور سنے چند شعبہ آپ کی مدد اور اپنے در و دل کے بیان میں کے اور طبع لاہوری میں اعلان شعروں کو سنگ مرمر پر کندہ کو کے برج کے اندر مغرب کی طرف پائنتی کو لگا دیے اور وہ شعر یہ ہیں

یا عزیز

جو ہوئے غلام نظام الدین کا دوسرے اور غریب	اور کئے تھیں جو تاج خسرو کی جگہ میں نصیب
خادمی کی تھی مسزیر الدین نے باصدق و یقین	تاج شاہی ہند کا مجھ کو دیا ہے عنقریب
مرض دل افکار میرے کا وہ صحت بخش ہے	بے عذا و بے دعا و بے دوا و بے طبیب
بس پریشان حال ہے اب غلام پر محبوب حق	فضل کر قصیر داروں پر تم ہو حق کے حبیب

باہتمام غلام ہوشیار علی خان محلی سنہ ۶۹۱ھ

سنہ ۶۹۳ ہجری یعنی شاہجہان کے عہد میں خلیل اللہ خان نے آپ کے مزار کے گرد سنگ مسخ کی غلام گردش بنائی اور اس کے ہر ضلع میں پانچ پانچ درکے کہ سب غلاموں کے ملازمین و دہن اور جنوب کی طرف کے ضلع کے دوسرے اور چوتھے در پر یہ عبارت کندہ کی ہے :-

کتبہ در دوم

در محمد اعلیٰ حضرت صاحب قرآن ثانی احقر العباد خلیل اللہ خان ابن میر میران حسین نعمت الہی

کتبہ در چہارم
فی سنہ ۶۹۲ھ

کہ مالک شاہجہان اکابر و اہل ایمان را بردارد و در وضع متبر کہ مرتب نمود
مرت تاک یہ غلام گردش بنی رہی اور اس سے اس عمارت کی زیب و زینت رہی جب کہ اللہ تعالیٰ کو رونق عطا فرما
مقرر ہوئی جناب مولوی محمد نواز الدین صاحب کے دہن میں یہ بات ڈالی کہ اس سنگ مسخ کی غلام گردش کا ہا گیا سنگ
کی غلام گردش بنائی اور اس سے مولانا محمد نواز الدین صاحب نے کہ اس کے کمالا جی یعنی شہرہ آفاق
ہیں اور اب اس کے چوتھے غلام نصیر الدین صاحب عرف کائے صاحب سجادہ نشین ہیں سنگ مرمر کے ستون
خرید کیے اور یہ ارادہ کیا کہ سنگ مسخ کے ستونوں کی جگہ یہ ستون سنگ مرمر لگائے جاویں وہ ستون ہزاروں
ہزار زمین ہوا تھا کہ او کی عمر پوری ہوئی اور یہ کام ادا ہوا چنانچہ بعد اس کے اللہ تعالیٰ نے نواب احمد بخش خان
بہادر والی فیروز پور جبکہ کو قومیق عطا فرمائی اور اس نے اپنی نیک نیتی اور عالی ہمتی سے اس سنگ مرمر کے

ستونوں کو سنگ مرمر کے ستونوں کی جگہ لگا دیا لکہ اسکو تختیاں چالیں برس کا عرصہ گذرا مگر میرا میں بھی بدستور
سنگ مرمر کی ہیں ۱۴ اس فلام گردش کی چھت سنگ مرمر کی تھی اور اس میں نہ نقص تھا کہ ہر برس کوئی لگا جاتی
اور قش و نگار اس کے جوڑ پڑتے ۱۵ اللہ تعالیٰ فیض اللہ خان بگیش کو بہت دی کہ اس نے سنگ مرمر کی چھت
کے نیچے تانبے کی چھت جڑ وادی اور اسپر شہری اور لاہوردی کام بنوایا کہ اب تک بدستور موجود ہے۔ یہ چھت
۱۶ ۲۴ بجوری میں بنی ہے کہ اسکو قریب پچیس برس کے عرصہ گذرا ۱۷ اس چھت کے بننے کی تاریخ چھت کے کنارے
پر لکھی ہوئی تھی اس کے نیچے چوٹے کا کام تھا اور شور لگ کر وہ چوڑا گڑھا ہے اس سبب سے وہ تاریخ پڑھی نہیں جاتی
لیکن جعفر حرث اس کے باقی لکھے ہیں ہم لکھ دیتے ہیں اور جو حرف کہ نہیں پڑتے جانے اور ترجمہ میں نہیں آتے
وہاں بھول سطر مبرنے کو بنا دیتے ہیں وہ ہوتا +

در گاہ نظام الحسن الدین کہ محبوب ۱۸ ۱۹ ۲۰ ۲۱ ۲۲ ۲۳ ۲۴ ۲۵ ۲۶ ۲۷ ۲۸ ۲۹ ۳۰ ۳۱ ۳۲ ۳۳ ۳۴ ۳۵ ۳۶ ۳۷ ۳۸ ۳۹ ۴۰ ۴۱ ۴۲ ۴۳ ۴۴ ۴۵ ۴۶ ۴۷ ۴۸ ۴۹ ۵۰ ۵۱ ۵۲ ۵۳ ۵۴ ۵۵ ۵۶ ۵۷ ۵۸ ۵۹ ۶۰ ۶۱ ۶۲ ۶۳ ۶۴ ۶۵ ۶۶ ۶۷ ۶۸ ۶۹ ۷۰ ۷۱ ۷۲ ۷۳ ۷۴ ۷۵ ۷۶ ۷۷ ۷۸ ۷۹ ۸۰ ۸۱ ۸۲ ۸۳ ۸۴ ۸۵ ۸۶ ۸۷ ۸۸ ۸۹ ۹۰ ۹۱ ۹۲ ۹۳ ۹۴ ۹۵ ۹۶ ۹۷ ۹۸ ۹۹ ۱۰۰ ۱۰۱ ۱۰۲ ۱۰۳ ۱۰۴ ۱۰۵ ۱۰۶ ۱۰۷ ۱۰۸ ۱۰۹ ۱۱۰ ۱۱۱ ۱۱۲ ۱۱۳ ۱۱۴ ۱۱۵ ۱۱۶ ۱۱۷ ۱۱۸ ۱۱۹ ۱۲۰ ۱۲۱ ۱۲۲ ۱۲۳ ۱۲۴ ۱۲۵ ۱۲۶ ۱۲۷ ۱۲۸ ۱۲۹ ۱۳۰ ۱۳۱ ۱۳۲ ۱۳۳ ۱۳۴ ۱۳۵ ۱۳۶ ۱۳۷ ۱۳۸ ۱۳۹ ۱۴۰ ۱۴۱ ۱۴۲ ۱۴۳ ۱۴۴ ۱۴۵ ۱۴۶ ۱۴۷ ۱۴۸ ۱۴۹ ۱۵۰ ۱۵۱ ۱۵۲ ۱۵۳ ۱۵۴ ۱۵۵ ۱۵۶ ۱۵۷ ۱۵۸ ۱۵۹ ۱۶۰ ۱۶۱ ۱۶۲ ۱۶۳ ۱۶۴ ۱۶۵ ۱۶۶ ۱۶۷ ۱۶۸ ۱۶۹ ۱۷۰ ۱۷۱ ۱۷۲ ۱۷۳ ۱۷۴ ۱۷۵ ۱۷۶ ۱۷۷ ۱۷۸ ۱۷۹ ۱۸۰ ۱۸۱ ۱۸۲ ۱۸۳ ۱۸۴ ۱۸۵ ۱۸۶ ۱۸۷ ۱۸۸ ۱۸۹ ۱۹۰ ۱۹۱ ۱۹۲ ۱۹۳ ۱۹۴ ۱۹۵ ۱۹۶ ۱۹۷ ۱۹۸ ۱۹۹ ۲۰۰ ۲۰۱ ۲۰۲ ۲۰۳ ۲۰۴ ۲۰۵ ۲۰۶ ۲۰۷ ۲۰۸ ۲۰۹ ۲۱۰ ۲۱۱ ۲۱۲ ۲۱۳ ۲۱۴ ۲۱۵ ۲۱۶ ۲۱۷ ۲۱۸ ۲۱۹ ۲۲۰ ۲۲۱ ۲۲۲ ۲۲۳ ۲۲۴ ۲۲۵ ۲۲۶ ۲۲۷ ۲۲۸ ۲۲۹ ۲۳۰ ۲۳۱ ۲۳۲ ۲۳۳ ۲۳۴ ۲۳۵ ۲۳۶ ۲۳۷ ۲۳۸ ۲۳۹ ۲۴۰ ۲۴۱ ۲۴۲ ۲۴۳ ۲۴۴ ۲۴۵ ۲۴۶ ۲۴۷ ۲۴۸ ۲۴۹ ۲۵۰ ۲۵۱ ۲۵۲ ۲۵۳ ۲۵۴ ۲۵۵ ۲۵۶ ۲۵۷ ۲۵۸ ۲۵۹ ۲۶۰ ۲۶۱ ۲۶۲ ۲۶۳ ۲۶۴ ۲۶۵ ۲۶۶ ۲۶۷ ۲۶۸ ۲۶۹ ۲۷۰ ۲۷۱ ۲۷۲ ۲۷۳ ۲۷۴ ۲۷۵ ۲۷۶ ۲۷۷ ۲۷۸ ۲۷۹ ۲۸۰ ۲۸۱ ۲۸۲ ۲۸۳ ۲۸۴ ۲۸۵ ۲۸۶ ۲۸۷ ۲۸۸ ۲۸۹ ۲۹۰ ۲۹۱ ۲۹۲ ۲۹۳ ۲۹۴ ۲۹۵ ۲۹۶ ۲۹۷ ۲۹۸ ۲۹۹ ۳۰۰ ۳۰۱ ۳۰۲ ۳۰۳ ۳۰۴ ۳۰۵ ۳۰۶ ۳۰۷ ۳۰۸ ۳۰۹ ۳۱۰ ۳۱۱ ۳۱۲ ۳۱۳ ۳۱۴ ۳۱۵ ۳۱۶ ۳۱۷ ۳۱۸ ۳۱۹ ۳۲۰ ۳۲۱ ۳۲۲ ۳۲۳ ۳۲۴ ۳۲۵ ۳۲۶ ۳۲۷ ۳۲۸ ۳۲۹ ۳۳۰ ۳۳۱ ۳۳۲ ۳۳۳ ۳۳۴ ۳۳۵ ۳۳۶ ۳۳۷ ۳۳۸ ۳۳۹ ۳۴۰ ۳۴۱ ۳۴۲ ۳۴۳ ۳۴۴ ۳۴۵ ۳۴۶ ۳۴۷ ۳۴۸ ۳۴۹ ۳۵۰ ۳۵۱ ۳۵۲ ۳۵۳ ۳۵۴ ۳۵۵ ۳۵۶ ۳۵۷ ۳۵۸ ۳۵۹ ۳۶۰ ۳۶۱ ۳۶۲ ۳۶۳ ۳۶۴ ۳۶۵ ۳۶۶ ۳۶۷ ۳۶۸ ۳۶۹ ۳۷۰ ۳۷۱ ۳۷۲ ۳۷۳ ۳۷۴ ۳۷۵ ۳۷۶ ۳۷۷ ۳۷۸ ۳۷۹ ۳۸۰ ۳۸۱ ۳۸۲ ۳۸۳ ۳۸۴ ۳۸۵ ۳۸۶ ۳۸۷ ۳۸۸ ۳۸۹ ۳۹۰ ۳۹۱ ۳۹۲ ۳۹۳ ۳۹۴ ۳۹۵ ۳۹۶ ۳۹۷ ۳۹۸ ۳۹۹ ۴۰۰ ۴۰۱ ۴۰۲ ۴۰۳ ۴۰۴ ۴۰۵ ۴۰۶ ۴۰۷ ۴۰۸ ۴۰۹ ۴۱۰ ۴۱۱ ۴۱۲ ۴۱۳ ۴۱۴ ۴۱۵ ۴۱۶ ۴۱۷ ۴۱۸ ۴۱۹ ۴۲۰ ۴۲۱ ۴۲۲ ۴۲۳ ۴۲۴ ۴۲۵ ۴۲۶ ۴۲۷ ۴۲۸ ۴۲۹ ۴۳۰ ۴۳۱ ۴۳۲ ۴۳۳ ۴۳۴ ۴۳۵ ۴۳۶ ۴۳۷ ۴۳۸ ۴۳۹ ۴۴۰ ۴۴۱ ۴۴۲ ۴۴۳ ۴۴۴ ۴۴۵ ۴۴۶ ۴۴۷ ۴۴۸ ۴۴۹ ۴۵۰ ۴۵۱ ۴۵۲ ۴۵۳ ۴۵۴ ۴۵۵ ۴۵۶ ۴۵۷ ۴۵۸ ۴۵۹ ۴۶۰ ۴۶۱ ۴۶۲ ۴۶۳ ۴۶۴ ۴۶۵ ۴۶۶ ۴۶۷ ۴۶۸ ۴۶۹ ۴۷۰ ۴۷۱ ۴۷۲ ۴۷۳ ۴۷۴ ۴۷۵ ۴۷۶ ۴۷۷ ۴۷۸ ۴۷۹ ۴۸۰ ۴۸۱ ۴۸۲ ۴۸۳ ۴۸۴ ۴۸۵ ۴۸۶ ۴۸۷ ۴۸۸ ۴۸۹ ۴۹۰ ۴۹۱ ۴۹۲ ۴۹۳ ۴۹۴ ۴۹۵ ۴۹۶ ۴۹۷ ۴۹۸ ۴۹۹ ۵۰۰ ۵۰۱ ۵۰۲ ۵۰۳ ۵۰۴ ۵۰۵ ۵۰۶ ۵۰۷ ۵۰۸ ۵۰۹ ۵۱۰ ۵۱۱ ۵۱۲ ۵۱۳ ۵۱۴ ۵۱۵ ۵۱۶ ۵۱۷ ۵۱۸ ۵۱۹ ۵۲۰ ۵۲۱ ۵۲۲ ۵۲۳ ۵۲۴ ۵۲۵ ۵۲۶ ۵۲۷ ۵۲۸ ۵۲۹ ۵۳۰ ۵۳۱ ۵۳۲ ۵۳۳ ۵۳۴ ۵۳۵ ۵۳۶ ۵۳۷ ۵۳۸ ۵۳۹ ۵۴۰ ۵۴۱ ۵۴۲ ۵۴۳ ۵۴۴ ۵۴۵ ۵۴۶ ۵۴۷ ۵۴۸ ۵۴۹ ۵۵۰ ۵۵۱ ۵۵۲ ۵۵۳ ۵۵۴ ۵۵۵ ۵۵۶ ۵۵۷ ۵۵۸ ۵۵۹ ۵۶۰ ۵۶۱ ۵۶۲ ۵۶۳ ۵۶۴ ۵۶۵ ۵۶۶ ۵۶۷ ۵۶۸ ۵۶۹ ۵۷۰ ۵۷۱ ۵۷۲ ۵۷۳ ۵۷۴ ۵۷۵ ۵۷۶ ۵۷۷ ۵۷۸ ۵۷۹ ۵۸۰ ۵۸۱ ۵۸۲ ۵۸۳ ۵۸۴ ۵۸۵ ۵۸۶ ۵۸۷ ۵۸۸ ۵۸۹ ۵۹۰ ۵۹۱ ۵۹۲ ۵۹۳ ۵۹۴ ۵۹۵ ۵۹۶ ۵۹۷ ۵۹۸ ۵۹۹ ۶۰۰ ۶۰۱ ۶۰۲ ۶۰۳ ۶۰۴ ۶۰۵ ۶۰۶ ۶۰۷ ۶۰۸ ۶۰۹ ۶۱۰ ۶۱۱ ۶۱۲ ۶۱۳ ۶۱۴ ۶۱۵ ۶۱۶ ۶۱۷ ۶۱۸ ۶۱۹ ۶۲۰ ۶۲۱ ۶۲۲ ۶۲۳ ۶۲۴ ۶۲۵ ۶۲۶ ۶۲۷ ۶۲۸ ۶۲۹ ۶۳۰ ۶۳۱ ۶۳۲ ۶۳۳ ۶۳۴ ۶۳۵ ۶۳۶ ۶۳۷ ۶۳۸ ۶۳۹ ۶۴۰ ۶۴۱ ۶۴۲ ۶۴۳ ۶۴۴ ۶۴۵ ۶۴۶ ۶۴۷ ۶۴۸ ۶۴۹ ۶۵۰ ۶۵۱ ۶۵۲ ۶۵۳ ۶۵۴ ۶۵۵ ۶۵۶ ۶۵۷ ۶۵۸ ۶۵۹ ۶۶۰ ۶۶۱ ۶۶۲ ۶۶۳ ۶۶۴ ۶۶۵ ۶۶۶ ۶۶۷ ۶۶۸ ۶۶۹ ۶۷۰ ۶۷۱ ۶۷۲ ۶۷۳ ۶۷۴ ۶۷۵ ۶۷۶ ۶۷۷ ۶۷۸ ۶۷۹ ۶۸۰ ۶۸۱ ۶۸۲ ۶۸۳ ۶۸۴ ۶۸۵ ۶۸۶ ۶۸۷ ۶۸۸ ۶۸۹ ۶۹۰ ۶۹۱ ۶۹۲ ۶۹۳ ۶۹۴ ۶۹۵ ۶۹۶ ۶۹۷ ۶۹۸ ۶۹۹ ۷۰۰ ۷۰۱ ۷۰۲ ۷۰۳ ۷۰۴ ۷۰۵ ۷۰۶ ۷۰۷ ۷۰۸ ۷۰۹ ۷۱۰ ۷۱۱ ۷۱۲ ۷۱۳ ۷۱۴ ۷۱۵ ۷۱۶ ۷۱۷ ۷۱۸ ۷۱۹ ۷۲۰ ۷۲۱ ۷۲۲ ۷۲۳ ۷۲۴ ۷۲۵ ۷۲۶ ۷۲۷ ۷۲۸ ۷۲۹ ۷۳۰ ۷۳۱ ۷۳۲ ۷۳۳ ۷۳۴ ۷۳۵ ۷۳۶ ۷۳۷ ۷۳۸ ۷۳۹ ۷۴۰ ۷۴۱ ۷۴۲ ۷۴۳ ۷۴۴ ۷۴۵ ۷۴۶ ۷۴۷ ۷۴۸ ۷۴۹ ۷۵۰ ۷۵۱ ۷۵۲ ۷۵۳ ۷۵۴ ۷۵۵ ۷۵۶ ۷۵۷ ۷۵۸ ۷۵۹ ۷۶۰ ۷۶۱ ۷۶۲ ۷۶۳ ۷۶۴ ۷۶۵ ۷۶۶ ۷۶۷ ۷۶۸ ۷۶۹ ۷۷۰ ۷۷۱ ۷۷۲ ۷۷۳ ۷۷۴ ۷۷۵ ۷۷۶ ۷۷۷ ۷۷۸ ۷۷۹ ۷۸۰ ۷۸۱ ۷۸۲ ۷۸۳ ۷۸۴ ۷۸۵ ۷۸۶ ۷۸۷ ۷۸۸ ۷۸۹ ۷۹۰ ۷۹۱ ۷۹۲ ۷۹۳ ۷۹۴ ۷۹۵ ۷۹۶ ۷۹۷ ۷۹۸ ۷۹۹ ۸۰۰ ۸۰۱ ۸۰۲ ۸۰۳ ۸۰۴ ۸۰۵ ۸۰۶ ۸۰۷ ۸۰۸ ۸۰۹ ۸۱۰ ۸۱۱ ۸۱۲ ۸۱۳ ۸۱۴ ۸۱۵ ۸۱۶ ۸۱۷ ۸۱۸ ۸۱۹ ۸۲۰ ۸۲۱ ۸۲۲ ۸۲۳ ۸۲۴ ۸۲۵ ۸۲۶ ۸۲۷ ۸۲۸ ۸۲۹ ۸۳۰ ۸۳۱ ۸۳۲ ۸۳۳ ۸۳۴ ۸۳۵ ۸۳۶ ۸۳۷ ۸۳۸ ۸۳۹ ۸۴۰ ۸۴۱ ۸۴۲ ۸۴۳ ۸۴۴ ۸۴۵ ۸۴۶ ۸۴۷ ۸۴۸ ۸۴۹ ۸۵۰ ۸۵۱ ۸۵۲ ۸۵۳ ۸۵۴ ۸۵۵ ۸۵۶ ۸۵۷ ۸۵۸ ۸۵۹ ۸۶۰ ۸۶۱ ۸۶۲ ۸۶۳ ۸۶۴ ۸۶۵ ۸۶۶ ۸۶۷ ۸۶۸ ۸۶۹ ۸۷۰ ۸۷۱ ۸۷۲ ۸۷۳ ۸۷۴ ۸۷۵ ۸۷۶ ۸۷۷ ۸۷۸ ۸۷۹ ۸۸۰ ۸۸۱ ۸۸۲ ۸۸۳ ۸۸۴ ۸۸۵ ۸۸۶ ۸۸۷ ۸۸۸ ۸۸۹ ۸۹۰ ۸۹۱ ۸۹۲ ۸۹۳ ۸۹۴ ۸۹۵ ۸۹۶ ۸۹۷ ۸۹۸ ۸۹۹ ۹۰۰ ۹۰۱ ۹۰۲ ۹۰۳ ۹۰۴ ۹۰۵ ۹۰۶ ۹۰۷ ۹۰۸ ۹۰۹ ۹۱۰ ۹۱۱ ۹۱۲ ۹۱۳ ۹۱۴ ۹۱۵ ۹۱۶ ۹۱۷ ۹۱۸ ۹۱۹ ۹۲۰ ۹۲۱ ۹۲۲ ۹۲۳ ۹۲۴ ۹۲۵ ۹۲۶ ۹۲۷ ۹۲۸ ۹۲۹ ۹۳۰ ۹۳۱ ۹۳۲ ۹۳۳ ۹۳۴ ۹۳۵ ۹۳۶ ۹۳۷ ۹۳۸ ۹۳۹ ۹۴۰ ۹۴۱ ۹۴۲ ۹۴۳ ۹۴۴ ۹۴۵ ۹۴۶ ۹۴۷ ۹۴۸ ۹۴۹ ۹۵۰ ۹۵۱ ۹۵۲ ۹۵۳ ۹۵۴ ۹۵۵ ۹۵۶ ۹۵۷ ۹۵۸ ۹۵۹ ۹۶۰ ۹۶۱ ۹۶۲ ۹۶۳ ۹۶۴ ۹۶۵ ۹۶۶ ۹۶۷ ۹۶۸ ۹۶۹ ۹۷۰ ۹۷۱ ۹۷۲ ۹۷۳ ۹۷۴ ۹۷۵ ۹۷۶ ۹۷۷ ۹۷۸ ۹۷۹ ۹۸۰ ۹۸۱ ۹۸۲ ۹۸۳ ۹۸۴ ۹۸۵ ۹۸۶ ۹۸۷ ۹۸۸ ۹۸۹ ۹۹۰ ۹۹۱ ۹۹۲ ۹۹۳ ۹۹۴ ۹۹۵ ۹۹۶ ۹۹۷ ۹۹۸ ۹۹۹ ۱۰۰۰ ۱۰۰۱ ۱۰۰۲ ۱۰۰۳ ۱۰۰۴ ۱۰۰۵ ۱۰۰۶ ۱۰۰۷ ۱۰۰۸ ۱۰۰۹ ۱۰۱۰ ۱۰۱۱ ۱۰۱۲ ۱۰۱۳ ۱۰۱۴ ۱۰۱۵ ۱۰۱۶ ۱۰۱۷ ۱۰۱۸ ۱۰۱۹ ۱۰۲۰ ۱۰۲۱ ۱۰۲۲ ۱۰۲۳ ۱۰۲۴ ۱۰۲۵ ۱۰۲۶ ۱۰۲۷ ۱۰۲۸ ۱۰۲۹ ۱۰۳۰ ۱۰۳۱ ۱۰۳۲ ۱۰۳۳ ۱۰۳۴ ۱۰۳۵ ۱۰۳۶ ۱۰۳۷ ۱۰۳۸ ۱۰۳۹ ۱۰۴۰ ۱۰۴۱ ۱۰۴۲ ۱۰۴۳ ۱۰۴۴ ۱۰۴۵ ۱۰۴۶ ۱۰۴۷ ۱۰۴۸ ۱۰۴۹ ۱۰۵۰ ۱۰۵۱ ۱۰۵۲ ۱۰۵۳ ۱۰۵۴ ۱۰۵۵ ۱۰۵۶ ۱۰۵۷ ۱۰۵۸ ۱۰۵۹ ۱۰۶۰ ۱۰۶۱ ۱۰۶۲ ۱۰۶۳ ۱۰۶۴ ۱۰۶۵ ۱۰۶۶ ۱۰۶۷ ۱۰۶۸ ۱۰۶۹ ۱۰۷۰ ۱۰۷۱ ۱۰۷۲ ۱۰۷۳ ۱۰۷۴ ۱۰۷۵ ۱۰۷۶ ۱۰۷۷ ۱۰۷۸ ۱۰۷۹ ۱۰۸۰ ۱۰۸۱ ۱۰۸۲ ۱۰۸۳ ۱۰۸۴ ۱۰۸۵ ۱۰۸۶ ۱۰۸۷ ۱۰۸۸ ۱۰۸۹ ۱۰۹۰ ۱۰۹۱ ۱۰۹۲ ۱۰۹۳ ۱۰۹۴ ۱۰۹۵ ۱۰۹۶ ۱۰۹۷ ۱۰۹۸ ۱۰۹۹ ۱۱۰۰ ۱۱۰۱ ۱۱۰۲ ۱۱۰۳ ۱۱۰۴ ۱۱۰۵ ۱۱۰۶ ۱۱۰۷ ۱۱۰۸ ۱۱۰۹ ۱۱۱۰ ۱۱۱۱ ۱۱۱۲ ۱۱۱۳ ۱۱۱۴ ۱۱۱۵ ۱۱۱۶ ۱۱۱۷ ۱۱۱۸ ۱۱۱۹ ۱۱۲۰ ۱۱۲۱ ۱۱۲۲ ۱۱۲۳ ۱۱۲۴ ۱۱۲۵ ۱۱۲۶ ۱۱۲۷ ۱۱۲۸ ۱۱۲۹ ۱۱۳۰ ۱۱۳۱ ۱۱۳۲ ۱۱۳۳ ۱۱۳۴ ۱۱۳۵ ۱۱۳۶ ۱۱۳۷ ۱۱۳۸ ۱۱۳۹ ۱۱۴۰ ۱۱۴۱ ۱۱۴۲ ۱۱۴۳ ۱۱۴۴ ۱۱۴۵ ۱۱۴۶ ۱۱۴۷ ۱۱۴۸ ۱۱۴۹ ۱۱۵۰ ۱۱۵۱ ۱۱۵۲ ۱۱۵۳ ۱۱۵۴ ۱۱۵۵ ۱۱۵۶ ۱۱۵۷ ۱۱۵۸ ۱۱۵۹ ۱۱۶۰ ۱۱۶۱ ۱۱۶۲ ۱۱۶۳ ۱۱۶۴ ۱۱۶۵ ۱۱۶۶ ۱۱۶۷ ۱۱۶۸ ۱۱۶۹ ۱۱۷۰ ۱۱۷۱ ۱۱۷۲ ۱۱۷۳ ۱۱۷۴ ۱۱۷۵ ۱۱۷۶ ۱۱۷۷ ۱۱۷۸ ۱۱۷۹ ۱۱۸۰ ۱۱۸۱ ۱۱۸۲ ۱۱۸۳ ۱۱۸۴ ۱۱۸۵ ۱۱۸۶ ۱۱۸۷ ۱۱۸۸ ۱۱۸۹ ۱۱۹۰ ۱۱۹۱ ۱۱۹۲ ۱۱۹۳ ۱۱۹۴ ۱۱۹۵ ۱۱۹۶ ۱۱۹۷ ۱۱۹۸ ۱۱۹۹ ۱۲۰۰ ۱۲۰۱ ۱۲۰۲ ۱۲۰۳ ۱۲۰۴ ۱۲۰۵ ۱۲۰۶ ۱۲۰۷ ۱۲۰۸ ۱۲۰۹ ۱۲۱۰ ۱۲۱۱ ۱۲۱۲ ۱۲۱۳ ۱۲۱۴ ۱۲۱۵ ۱۲۱۶ ۱۲۱۷ ۱۲۱۸ ۱۲۱۹ ۱۲۲۰ ۱۲۲۱ ۱۲۲۲ ۱۲۲۳ ۱۲۲۴ ۱۲۲۵ ۱۲۲۶ ۱۲۲۷ ۱۲۲۸ ۱۲۲۹ ۱۲۳۰ ۱۲۳۱ ۱۲۳۲ ۱۲۳۳ ۱۲۳۴ ۱۲۳۵ ۱۲۳۶ ۱۲۳۷ ۱۲۳۸ ۱۲۳۹ ۱۲۴۰ ۱۲۴۱ ۱۲۴۲ ۱۲۴۳ ۱۲۴۴ ۱۲۴۵ ۱۲۴۶ ۱۲۴۷ ۱۲۴۸ ۱۲۴۹ ۱۲۵۰ ۱۲۵۱ ۱۲۵۲ ۱۲۵۳ ۱۲۵۴ ۱۲۵۵ ۱۲۵۶ ۱۲۵۷ ۱۲۵۸ ۱۲۵۹ ۱۲۶۰ ۱۲۶۱ ۱۲۶۲ ۱۲۶۳ ۱۲۶۴ ۱۲۶۵ ۱۲۶۶ ۱۲۶۷ ۱۲۶۸ ۱۲۶۹ ۱۲۷۰ ۱۲۷۱ ۱۲۷۲ ۱۲۷۳ ۱۲۷۴ ۱۲۷۵ ۱۲۷۶ ۱۲۷۷ ۱۲۷۸ ۱۲۷۹ ۱۲۸۰ ۱۲۸۱ ۱۲۸۲ ۱۲۸۳ ۱۲۸۴ ۱۲۸۵ ۱۲۸۶ ۱۲۸۷ ۱۲۸۸ ۱۲۸۹ ۱۲۹۰ ۱۲۹۱ ۱۲۹۲ ۱۲۹۳ ۱۲۹۴ ۱۲۹۵ ۱۲۹۶ ۱۲۹۷ ۱۲۹۸ ۱۲۹۹ ۱۳۰۰ ۱۳۰۱ ۱۳۰۲ ۱۳۰۳ ۱۳۰۴ ۱۳۰۵ ۱۳۰۶ ۱۳۰۷ ۱۳۰۸ ۱۳۰۹ ۱۳۱۰ ۱۳۱۱ ۱۳۱۲ ۱۳۱۳ ۱۳۱۴ ۱۳۱۵ ۱۳۱۶ ۱۳۱۷ ۱۳۱۸ ۱۳۱۹ ۱۳۲۰ ۱۳۲۱ ۱۳۲۲ ۱۳۲۳ ۱۳۲۴ ۱۳۲۵ ۱۳۲۶ ۱۳۲۷ ۱۳۲۸ ۱۳۲۹ ۱۳۳۰ ۱۳۳۱ ۱۳۳۲ ۱۳۳۳ ۱۳۳۴ ۱۳۳۵ ۱۳۳۶ ۱۳۳۷ ۱۳۳۸ ۱۳۳۹ ۱۳۴۰ ۱۳۴۱ ۱۳۴۲ ۱۳۴۳ ۱۳۴۴ ۱۳۴۵ ۱۳۴۶ ۱۳۴۷ ۱۳۴۸ ۱۳۴۹ ۱۳۵۰ ۱۳۵۱ ۱۳۵۲ ۱۳۵۳ ۱۳۵۴ ۱۳۵۵ ۱۳۵۶ ۱۳۵۷ ۱۳۵۸ ۱۳۵۹ ۱۳۶۰ ۱۳۶۱ ۱۳۶۲ ۱۳۶۳ ۱۳۶۴ ۱۳۶۵ ۱۳۶۶ ۱۳۶۷ ۱۳۶۸ ۱۳۶۹ ۱۳۷۰ ۱۳۷۱ ۱۳۷۲ ۱۳۷۳ ۱۳۷۴ ۱۳۷۵ ۱۳۷۶ ۱۳۷۷ ۱۳۷۸ ۱۳۷۹ ۱۳۸۰ ۱۳۸۱ ۱۳۸۲ ۱۳۸۳ ۱۳۸۴ ۱۳۸۵ ۱۳۸۶ ۱۳۸۷ ۱۳۸۸ ۱۳۸۹ ۱۳۹۰ ۱۳۹۱ ۱۳۹۲ ۱۳۹۳ ۱۳۹۴ ۱۳۹۵ ۱۳۹۶ ۱۳۹۷ ۱۳۹۸ ۱۳۹۹ ۱۴۰۰ ۱۴۰۱ ۱۴۰۲ ۱۴۰۳ ۱۴۰۴ ۱۴۰۵ ۱۴۰۶ ۱۴۰۷ ۱۴۰۸ ۱۴۰۹ ۱۴۱۰ ۱۴۱۱ ۱۴۱۲ ۱۴۱۳ ۱۴۱۴ ۱۴۱۵ ۱۴۱۶ ۱۴۱۷ ۱۴۱۸ ۱۴۱۹ ۱۴۲۰ ۱۴۲۱ ۱۴۲۲ ۱۴۲۳ ۱۴۲۴ ۱۴۲۵ ۱۴۲۶ ۱۴۲۷ ۱۴۲۸ ۱۴۲۹ ۱۴۳۰ ۱۴۳۱ ۱۴۳۲ ۱۴۳۳ ۱۴۳۴ ۱۴۳۵ ۱۴۳۶ ۱۴۳۷ ۱۴۳۸ ۱۴۳۹ ۱۴۴۰ ۱۴۴۱ ۱۴۴۲ ۱۴۴۳ ۱۴۴۴ ۱۴۴۵ ۱۴۴۶ ۱۴۴۷ ۱۴۴۸ ۱۴۴۹ ۱۴۵۰ ۱۴۵۱ ۱۴۵۲ ۱۴۵۳ ۱۴۵۴ ۱۴۵۵ ۱۴۵۶ ۱۴۵۷ ۱۴۵۸ ۱۴۵۹ ۱۴۶۰ ۱۴۶۱ ۱۴۶۲ ۱۴۶۳ ۱۴۶۴ ۱۴۶۵ ۱۴۶۶ ۱۴۶۷ ۱۴۶۸ ۱۴۶۹ ۱۴۷۰ ۱۴۷۱ ۱۴۷۲ ۱۴۷۳ ۱۴۷۴ ۱۴۷۵ ۱۴۷۶ ۱۴۷۷ ۱۴۷۸ ۱۴۷۹ ۱۴۸۰ ۱۴۸۱ ۱۴۸۲ ۱۴۸۳ ۱۴۸۴ ۱۴۸۵ ۱۴۸۶ ۱۴۸۷ ۱۴۸۸ ۱۴۸۹ ۱۴۹۰ ۱۴۹۱ ۱۴۹۲ ۱۴۹۳ ۱۴۹۴ ۱۴۹۵ ۱۴۹۶ ۱۴۹۷ ۱۴۹۸ ۱۴۹۹ ۱۵۰۰ ۱۵۰۱ ۱۵۰۲ ۱۵۰۳ ۱۵۰۴ ۱۵۰۵ ۱۵۰۶ ۱۵۰۷ ۱۵۰۸ ۱۵۰۹ ۱۵۱۰ ۱۵۱۱ ۱۵۱۲ ۱۵۱۳ ۱۵۱۴ ۱۵۱۵ ۱۵۱۶ ۱۵۱۷ ۱۵۱۸ ۱۵۱۹ ۱۵۲۰ ۱۵۲۱ ۱۵۲۲ ۱۵۲۳ ۱۵۲۴ ۱۵۲۵ ۱۵۲۶ ۱۵۲۷ ۱۵۲۸ ۱۵۲۹ ۱۵۳۰ ۱۵۳۱ ۱۵۳۲ ۱۵۳۳ ۱۵۳۴ ۱۵۳۵ ۱۵۳۶ ۱۵۳۷ ۱۵۳۸ ۱۵۳۹ ۱۵۴۰ ۱۵۴۱ ۱۵۴۲ ۱۵۴۳ ۱۵۴۴ ۱۵۴۵ ۱۵۴۶ ۱۵۴۷ ۱۵۴۸ ۱۵۴۹ ۱۵۵۰ ۱۵۵۱ ۱۵۵۲ ۱۵۵۳ ۱۵۵۴ ۱۵۵۵ ۱۵۵۶ ۱۵۵۷ ۱۵۵۸ ۱۵۵۹ ۱۵۶۰ ۱۵۶۱ ۱۵۶۲ ۱۵۶۳ ۱۵۶۴ ۱۵۶۵ ۱۵۶۶ ۱۵۶۷ ۱۵۶۸ ۱۵۶۹ ۱

بیش حال جان افروز اور نمودی برپا پسند پسند
 آن جمال قریبیت ہستی تو ان سینہ دوست ہستی تو
 قریب ترک نے ان تہیوں کو ایک کاغذ پر لکھ کر سلطان علا الدین خلجی پاس لیگیا اور تمام حال عرض کیا +
 بادشاہ آپ کے کمالات ظاہری اور باطنی کی تعریف کرنے لگا + اس وقت قریب ایک نے عرض کیا بہت افسوس ہے
 کہ بادشاہ اس عقیدہ کے آپ ایسے بزرگ کی محبت سے مشرف نہیں ہوتے + بادشاہ نے جواب دیا کہ میں پاک
 گناہوں میں آلودہ ہوں اس شرم سے اس کے روبرو نہیں جا سکتا + حضرت خان و شادای خان میرے بیٹوں کو
 ان کی خدمت میں بھیجا کہ جب کہ حضرت خان آپ کے خدمت میں حاضر ہوں انابت اعتقاد لایا اور صحبت صادق حاصل
 کی + اس زمانہ میں حضرت خان نے اس مسجد کا صرف بیچ کا حجرہ پیشے کے گنبد سمیت بنایا تھا اگرچہ اس عمارت
 کے بننے کی تاریخ نہیں معلوم ہوتی لیکن کتبے ایچ کے قلعے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ عمارت ایک ہجری سے
 پہلے بنی ہوگی + کہ اسکو آج تک پانسو چھاس برس سے ڈاکٹر عرصہ ہوا یہ درجہ مسجد کا بنے نظیر اور عظیم المثال
 ہے تمام سنگ مرمر سے بنا ہوا ہے لیکن آٹھ ٹرانڈا کا مارج دیکھنے میں نہیں آیا + چودہ گز کا بیچ ہے + اس درجہ
 میں ایک سنہری کٹورہ لٹک رہا ہے اور جاثون نے اس خیال سے کہ مرنے کا ہوگا گولیاں ماری تھیں مگر
 یہ کٹورہ گر انہیں اور تھوکتا نہیں معلوم کہ کاہیکہ ہے + بعد اسکے جب سلطان محمد تغلق شاہ سلطان نعمات الدین
 تغلق شاہ کا بیٹا بادشاہ ہوا اور اسے عادل شاہ اپنا لقب کیا اور آخر کو سلطان غوثی مشہور ہو گیا + اس نے
 اس درجہ کے اوپر اور اوپر دو درجہ اور بنا دیے اور ان درجہ میں آگے پیچھے دو برج بنائے ہیں + کہ چار برج دو نو
 درجہ کے اور ایک برج چار درجہ کے کا بنایا ہوا لکن اس مسجد کے پانچ برج ہو گئے ہیں + اگرچہ ان دو نو درجہ
 کے بننے کی بھی تاریخ نہیں معلوم لیکن شاہ ہجری کے بعد بنے ہیں + کہ اسکو آج تک پانسو پینتیس برس کے
 قریب عرصہ گذرا ہے + اس مسجد کے درون کی پیشانی پر آیات قرآنی کندہ ہیں اور بعض بعض کو فی خط میں ہیں نیز
 سالینا کندہ نہیں اس درگاہ کا صحن تمام سنگ مرمر سے محمد شاہ بادشاہ نے بنوایا ہے اور اسی درگاہ کو صحن
 میں جنوب کی طرف تین حجرے ہیں + ایک جہان آرا بیگم کا + دوسرا محمد شاہ کا + تیسرا جلالیہ کا + اس واسطے ہم یہاں
 مقام پر ان تینوں محبوں کا مختصر حال بیان کرتے ہیں + + + + +

محب جہان آرا بیگم

یہ ایک محبہ ہے سر سے پاؤں تک سنگ مرمر کا گرد اسکے سنگ مرمر کی جالیان لگی ہوئی ہیں + اور اندر چار قبریں +

نہیں بڑی اور ایک چھوٹی ۱۱ اس مجر کی تعریف نہیں کی جاتی کہ کیا سر سے پاؤں تک ایک نور کا ٹکڑا ہے اگر منظر اچھا دیکھو تو بھی بجا ہے کہ اسمین باہر مکین ہے ۱۲ اور اگر مکان نور کو منظر تو بھی درست ہے کہ یہ ایک خوشیہ طلعت کا مکان ہے ۱۳ یہ جہان آرا بلکہ شاہجہان بادشاہ کی مٹی ہیں ۱۴ اور اگر کوئی جگہان چشت سے نہایت اعتقاد تھا ۱۵ اور تین کروڑ روپیہ کا اپنا تمام مال دس باب یہاں کے خادموں کو دیکر یہ زمین اپنے دفن کو مولیٰ تھی ۱۶ اسلئے علی گڑھ نے دو کروڑ روپیہ اس میں سے لے لیا اور کہا کہ تمہاری سے زیادہ میں وصیت باؤ زمین ۱۷ اس مجر کو جہان آرا بلکہ نے اپنے سانسے بنایا تھا ۱۸ ان کے لوح مزار پر یہ شعر اور یہ عبارت بخط نسخ کفرہ ہے ۱۹

ہوا سخی القیوم

بغیر سبزہ پوشد کہے مزار مرا | کہ قبہ پوش غریبان ہمیں کیا ہست
الفتیۃ الفانیہ جہان آرا سرید | خواجگان چشت بنت شاہ جہان *

بادشاہ غازی انارکلیہ بہمانہ سلاطہ

محب محمد شاہ بادشاہ

اسی مجر کے پاس محمد شاہ بادشاہ کا مجر ہے ۱ لطافت اور نفاست میں اس سے ہزار درجہ بہتر ہے ۲ اور خوشنما میں اس سے کروڑ درجہ خوشتر ۳ سنگ مرمر اس مجر کا ایسا آبدار اور خوش رنگ اور خوش قماش ہے کہ موتی کی آب او سکے آگے گرد ہے ۴ نفاست اور لطافت اسکی بیان سے باہر ہے ۵ اگر بوسے میل پتے ثبت کاری کے ایسے خوب بنائے ہیں کہ گویا کارسامی ہے نگار خانہ چین بھی اس کے آگے مات ہے ۶ جالیان سنگ مرمر کی ایسی تحفہ بنی ہوئی ہیں کہ بیان سے باہر ہے ۷ بنے نال ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا آسمان سے تارے جگمگاتے ہیں اور کبھی معلوم ہوتا ہے کہ چاند نور ہے کہ گرد قبہ کے نام دی ہے ۸ درختوں اس مجر کی تعریف نہیں ہو سکتی ۹ اس مجر میں سات توہین ہیں ۱۰ ایک محمد شاہ کی اور دوسری نواب صاحب محل کی بیوی کی اور تیسری مرزا جگر و محمد شاہ کے پوتے کی اور چوتھی مرزا حاشوری کی اور تین فیروز باقی بھی سلاطین کی ہیں ۱۱ اس مجر کی زمین محمد شاہ بادشاہ اپنے سانسے خادموں سے محل لیکر اس مجر کو اپنا بنایا تھا ۱۲ اگر یہ مجر کے بنے کی تاریخ کسی کتاب سے نہیں پائی جاتی لیکن محمد شاہ بادشاہ نے سلاطہ جہی میں انتقال کیا ۱۳ اس قیاس پر اس مجر کے بننے کی مدت خیال کر لینا چاہیے ۱۴ اس مجر کے دروازہ میں دو پٹ سنگ مرمر کے ایک پتھر کے قدام کے برابر بہت نفیس و لطیف ہیں شاید ایسی خوبصورت پٹ اور کینہ نہونگے

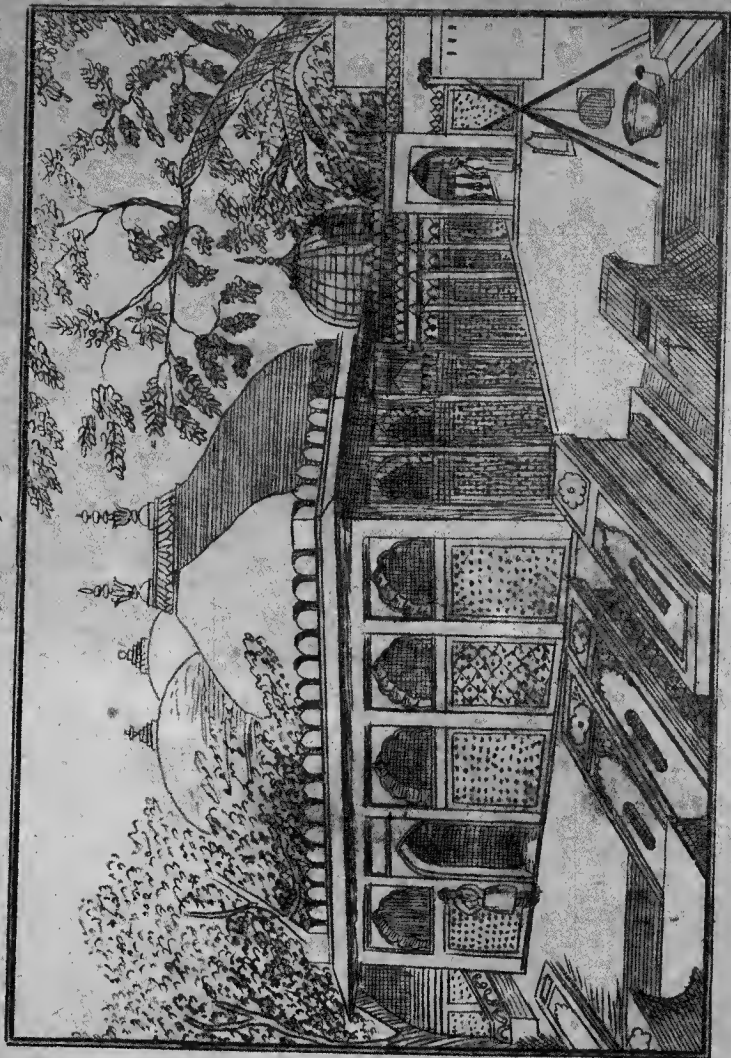
محرر مرزا جہانگیر

اسی مجھ کے پاس مرزا جہانگیر کا مجھ سے + اور بعینہ محمد شاہ بادشاہ کے مجھ کی نقل بنائی ہے مگر مجھ بھی اہل اہل ہر اور نقل نقل + اگرچہ مرزا جہانگیر کے مجھ میں بہ نسبت محمد شاہ کے مجھ کے کام بہت باریک ہے اور بوالیاں بھی بہت باریک و زنا دک ہیں لیکن سنگ مر مر ایسا آبدار اور شفاف ہے جرم خوش رنگ خوش قماش نہیں ملا + محمد شاہ کے مجھ پر تو ایک ملاحظہ اور ملامت ہے + اور مرزا جہانگیر کے مجھ پر ایک روٹھا اور روٹھا چن برستا بہر حال اپنی جگہ یہ مجھ بھی عجائب رودگار ہے + مرزا جہانگیر محمد اکبر شاہ ثانی کے بیٹے تھے + اور انھوں نے سیٹھ صاحب پر جو دلی کر رزیدنٹ تھے پتھہ مارا تھا اور اس سبب سے انگریزوں نے انکو بطور نظر بند کے الوداد بھیج دیا تھا اور وہیں انکا انتقال ہوا + نواب ممتاز محل انکی ماں کو بہت چاہتی تھیں انھوں نے نواب فتح الدولہ خواجہ وحید الدین احمد خان بہادر خلع اکبر وزیر اعظم دستور معظم نواب دیر الدولہ ملوک خواجہ فرید الدین احمد خان بہادر مصلح جنگ کو الوداد بھیجا اور انکی لاش کو سنگوار کر دیا ان دفن کیا اور یہ مجھ پر شاید کہ یہ مجھ پر شگلا جبری بن ہے اور قریب چوبیس چوبیس برس کے اسکے بنے کو ہوئے + اس درگاہ کا نقشہ اس مقام پر سے کھینچا ہے کہ یہ جتنے مکان ہم نے اوپر بیان کیے ہیں سب اس میں موجود ہیں اور ایک جگہ ہونے سے نہایت خوش نما دکھائی دیتے ہیں اور اصل ہیئت مکانوں کی معلوم ہوتی ہے + جو شخص کہ اس نقشہ کو دیکھے یہ سمجھے کہ درحقیقت اس درگاہ میں کھڑا چاروں مکانات کو چلیکتا ہے

درگاہ حضرت امیر خسرو

اچھا اصلی نام ابوالحسن اور آپ کے والد کا نام سیف الدین محمود ہے آپ اور آپ کے والد بڑے امرا سے نامدار ہیں سے تھے اور آپ نے بھی مدت تک امیری کی آخر کو امیری سے خسروی تک فوجت پر پہنچی اسکے کمال ظاہری اور باطنی نہایت مشہور ہیں کہ اس پرچہ ان کے اظہار کی حاجت نہیں + آپ کو اپنے پیر حضرت نظام الدین اولیا سے نہایت محبت تھی + جبکہ حضرت نظام الدین اولیا نے انتقال فرمایا آپ کو نہایت غم ہوا اور سب مال و مہساب لٹا کر یہی قبر پر ہوئی تھے یہاں تک کہ حضرت کے انتقال کے چھ مہینے کے بعد اوقاف میں واقعہ شہداء جبری جمعہ کی رات کو آپ نے انتقال فرمایا اور حضرت نظام الدین اولیا کے مزار کے پاس کسین یا لانی قبر پر

نقشه برسم ۳۳ - متعلقه صفحہ ۳۰ باب اول



نقشہ درگاہ حضرت امیر خسرو

آپکو دفن کیا۔ مدت تک آپ کی قبر پر لکھنؤ و محو رہی، لیکن سنگ تہ ہجری میں یعنی آخر عہد اکبر شاہ اور اجدرامی نے سلطنت نور الدین جہانگیر میں کہ اسکو آج تک دو سو اڑتالیس برس کے قریب عرصہ گذرا ملا ہونے کے جگانام محمد عماد الدین حسن نے آپ کے مزار پر پاک پر مجبور برج سنگ مرمر کا بہت نفیس و لطیف بنا دیا اور برج کے اندر دیوار کے سروں پر یہ عبارت کندہ ہے +

انور خسرو سبے نظیر عالم + بارودہ تو مرانیا زہت + تعمیر نمود طہرا نانا + فیض ازلی ہمیشہ باز +
تاریخ بنائش عقل گفتا + بارودہ لگو کہ جامی رازست
قائل این کلام و بانی این مقام طاہر محمد عماد الدین حسن ابن
سلطان علی سیر واری فی سنگ تہ غفر فو نو بہ دستر عیوبہ
الکاتب عبدالنبی بنی الیوب

ای شہرت عاشقی ہجامت	وز دوست زمان مان پست	شدر سنگ فزید از تو منظم	زلال ست کشتی رنگ
	جیا وید بقاست بندہ خسرو	چون شد بنیر جان حکمت	
مرام نیک است و غمہ عظیم	دوشین و دوقاف دو لوم و جو	اگر نام یابی دین حرفا	بدانم کہستی تو مروی فہم

کاتب مذکور میرہ شیخ فرید شکر گنج

اس گنبد کے گرد سنگ مرمر کی جالیان آدمی کے گلے گلے تک کی لگائی ہیں اور جنوب کی طرف اون جالیوں پر محراب میں لگا کر چھت پاٹ دی ہے کہ اوس سبب سے آپ کے گنبد کی منو حاجی طرح نہیں رہی بلکہ لکھنؤ میں گنبد کے باہر شمال کی طرف بابر بادشاہ کے عہد میں سدی خواہ نے ایک سنگ مرمر کی لوح پر آپ کے انتقال کی تاریخ لکھو کر نصب کر دی ہے اور وہ یہ ہے +

لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

نیز ایں لوح شدہ فروزی + بدولان بابر شہنشاہ ہمازی

سید فرخ و خد و ملک محسن + آن محبہ فیصل دوریا گئے گمال +
شرا و دلکش تراز ماہر حسین + + + + +
نظم اوصافی تراز آب و زلال + + + + +

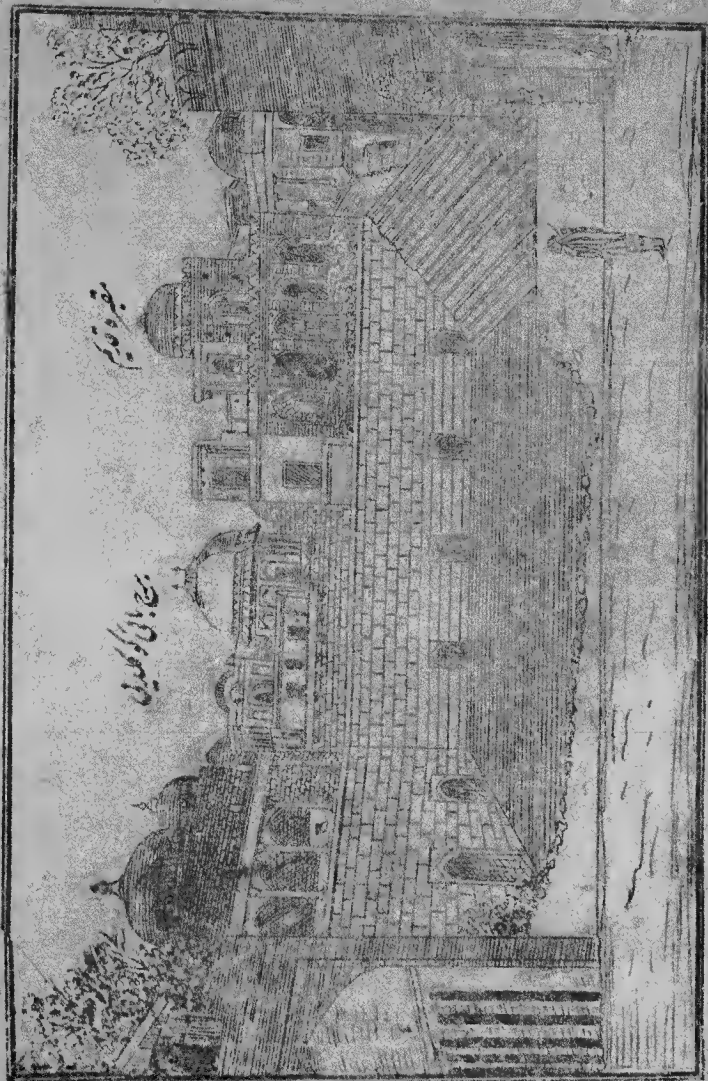
لمبلستان سرائے بے قرین + طوطے شکر مقل بل بے مثال + +
 از پے تاریخ سال غرت او + + چون نہاد م سہر نرا نوے خیال + +
 شد عدیم امشل یک تاریخ او + + دیگرے شد طوطے شکر مقل + +
 حرف و مل جانان سادہ آلودہ لوح خاک من + طریق سادہ لوح میں نشان عشق پاک من
 مددے خواہد سید با جاہ و جلال + + شد یانی این اساس بے شبہ و مثال + +
 گفتم سچے تمبیل مددے خواہد + + تاریخ بناے این جو گردید سوال + + + +
 حررہ شہاب الدین المصطفیٰ امدادی

آپ کے مزار مبارک کے پائین درودہ اکرام کی قبر ہے اور اکرام میاں سودیا جو خضر و تاریخ دفن ہے اور نقشہ
 ہے آپ کے مزار کا فاضل والیہ اس درگاہ میں شوال کی سترہ میں تاریخ بہت دھوم و دھام سے میل ہوتا ہے

باولی درگاہ

یہ باولی بھی بہت نامی اور نہایت مشہور ہے + دور دور کے پھرنے والے اس باولی کی تعریف کرتے ہیں
 کہ ایسی مصداق اور دلکش باولی دیکھنے میں نہیں آئی اس باولی کا پانی بہت قریب ہے اور بے انتہا + بعض
 جاہل لوگ اس باولی کے پانی کو بھی تبرک سمجھ کر نہاتے ہیں + اور جن اور ترے اور بابت بھاگے اور پیسے دیتے
 کی منت یانتے ہیں + مشہور ہے کہ یہ باولی حضرت نظام الدین اولیا کے بیٹے جی جی ہے اور خود آپ نے اور
 آپ کے مریدوں نے پہلے پہل اس باولی کو کھودنا شروع کیا + نقل مشہور ہے کہ ہمت مردان مدد خدا یا باولی
 بہت جلد تیار ہو گئی لیکن اس باولی کی عمارت اور جنوبی شعلے پر کے سکانات فیروز شاہ کے عہد کے بنے ہوئے
 معلوم ہوتے ہیں + اس باولی پر کئی نامی مکان ہیں ایک تو باولی کے سرے پر قدیم ٹھکانوں کے وقت کا
 ہے + معلوم نہیں کسا ہے اور کسے بنایا ہے + ملک سنگ مر مر کا برج غریب شعلے کی طرف ہے اور اس میں ایک
 قبر سنگ مر مر کی بہت تھمہ ہے اور اوپر آریات ڈرائی اور نوونہ نام ایسے خوشحال کھو دے ہوئے ہیں کہ دیکھنے
 میں نہیں آتے + اس قبر پر گریہ نہ کھدے ہوئے ہیں لیکن غلطی کا تب کے سبب نہیں معلوم ہو سکتے کہ
 ایک ہزار آٹھ ہزار یا ایک ہزار اسی گروہ آخر میں سے ایک ہزار اسی برس تک تھے ہیں اگرچہ کچھ تعمیر تخریب ہو +
 بہر حال مسجدی قبر ہے اور کام اور تاریخ وفات جو کچھ ہے وہ یہ ہے +

نقشه نیریم ۳۳ - منطقه صفحہ ۲۲ - باب اول



مقبرہ قدیم

بجہ عالی کوٹھیدری

نقشہ بادلی درگاہ حضرت نظام الدین

سال تاسخ فوت اور جہنم * از دل صاف پیر پاک سرشت * آہ سرد کے کشیدہ گفت بگو
باد ہمدوم بھوریان بشت * بانی کے کلدے * * * * * بنت ملائم خان شہنشاہ

اس باولی میں مسجد سے رستہ تھا کہ دھنوک باولی میں چلے آتے تھے محمد شاہ بادشاہ نے اس کو پار
اوپر چھتہ بنا دیا ہے * اس باولی کے جنوبی ضلع کی طرف قدیم عمارت کے کتبے فیروز شاہ کے عہد کی عمارت
کے در سے بنے ہوئے ہیں اور اس طرف سے باولی پر آنے کا رستہ ہے اور اسی مقام پر ایک چٹھر پر یہ کتبہ بچھا
عربی ایسا برا بد بخت لکھا ہوا لگ رہا ہے کہ مطلق نہیں پڑھا جاتا صرف عقلاً اور قیاساً میسٹر جاگیا ہے لکھا
جاتا ہے کہ اس سے بننے کے سنہ اور بنانے والے کا بھی نام معلوم ہو جاوے گا +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد دولت شاہ عظیم شہ صاحب قرآن سلطان عظیم جوار رونقہ شیخ المشائخ کہ باہل ارادت بود ہمدوم مرا چون برد پیش شیخ عالم دین عالم چو شیخ عیسوی دم بچوان تاسخ اتمام عمارت	جستہ خرد و داد آدم موفق گشت از حق پند معروف انظام الحق والدین قطب عالم محسن عتقاد و صدق اخلاص + بدرست خود گرفت و گردنا مہم + رجا دارم کز انفا سس مبارک درین جا چون بانی خیر مقدم	مدار دین احمد شاہ نمبر اساس دین عمارت کرد محکم + وحید الدین قرشی والدین درا سدا رولی احمد محرم لفظ خود مرا معروف خواندا مدان عالم بود معروف پرچم از ہجرت ہفتہ و ہشتاد و یک یوز
---	--	--

مرتب شد بنا و اللہ اعلم * عرس کے دن اس باولی پر بڑا تماشا ہوا ہے * اور بہت سے لوگ انگر
جمع ہوئے ہیں اور اسکے مکانوں میں بیٹھے ہیں چھوٹے چھوٹے لوگ ان عمارتوں میں سے جو اس باولی
کے اوپر بنے ہوئے ہیں وہاں دھم دھما دھم کو دتے ہیں * اور طرح طرح کی تیراکیاں کرتے ہیں اور سپر زیادہ
کمال یکے کہتے ہیں کہ میلے والوں سے کہتے ہیں کہ تم پیسا باولی میں جھینگو اور ہم بھی اس کے ساتھ کو دتے ہیں
اور پیسے لواتے ہیں اور اس طرح کرتے ہیں کہ پیسے کے ساتھ کو دے اور پیسے کو پانی میں سے لائے چار دیواری
اس درگاہ کی بہت ٹوٹ چھوٹ گئی تھی * ہمارے بزرگ و بہت نہیں رہا تھا جس زمانہ میں نواب احمد بخش خان
بہادر دہلی فیروز پور چکر کرنے درگاہ میں غلام گردش بنائی ہے اپنی عالی ہمتی سے تمام چار دیواری کی بھی
از سر نو درست کر دی تھی مگر اب تک تمام نیک یاد گاہ ہے * اور باولی کے باہر کے دروازے پر سونے کے پانی کو

یہ مصرعہ لکھو اور پلاشگر کے عجیب و غریب گزشتہ نگار امداس کے پاس ایک چار دیواری ہے
 اوسکو کوٹھک کہا کرتے ہیں۔ میرے نزدیک وہ عمارت نقشہ کھینچنے کے لائق نہ تھی اس واسطے اوسکا نقشہ
 چھوڑ دیا اور نقشہ باولی کا جو بہت تھخہ اور شہو عمارتوں میں سے ہے کھینچا ہے۔

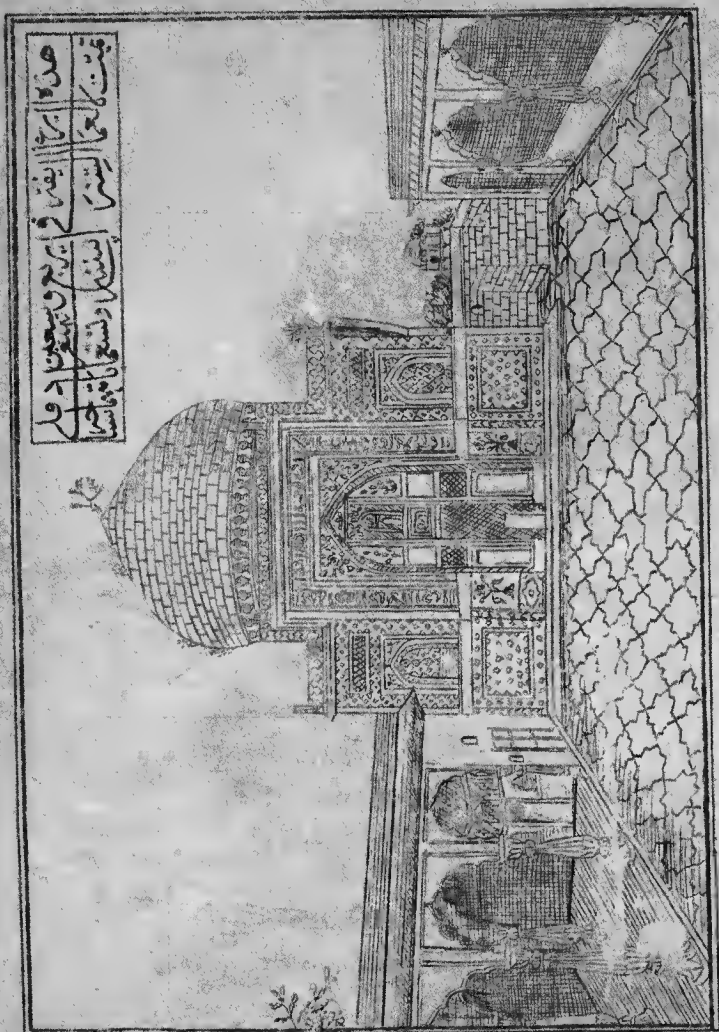
مقبورہ تگہ خان

یہ مقبرہ شمس الدین محمد تھان غزنوی کا ہے۔ جبکا اعظم خان خطاب تھا مانگی بیوی نے جبکا نام باہر لگے
 ہے اور اکبر بادشاہ انکو جی جی لکھا کرتا تھا اکبر بادشاہ کو دو دیلا تھا اور اسی سبب سے انکو تگہ کہا کرتے
 تھے۔ اکبر کے وقت میں انکو بڑا عروج تھا اور تمام سلطنت کے کوئل مطلق تھے۔ اور اسی حسد سے اوہم خان
 نے رمضان کی بارہویں تاریخ ۹۸۷ ہجری کو پیر کے دن انکو مار ڈالا اور پھر بادشاہ نے انکے قصاص میں
 اوہم خان کو بھی قلعہ پر سے دو دفعہ گروا کے مروا ڈالا چنانچہ دو خون شدہ بنیادنی ایک کے اس واقعہ کی
 تاریخ ہوئی تھی اور یہ مصرعہ بھی انکی وفات کی تاریخ ہے۔ رخ رفت از ظلم سلطنت خان + اور یہ تاریخ بھی بعض
 لوگوں نے لکھی تھی۔ مشغومی خان اعظم سپاہ اعظم خان + کہ چاؤ کس ویرن زمانہ نذیر + بشمارت رسید ہوا
 شریعت موت روزہ وار شہید + کاش سال و گزشتہ شدی + کہ شدی سال فوت خان شہید + غوغا تگہ + مار
 بنائیکے بعد انکی لاش کو دیو میں بھیجا اور جو ار و ضہ حضرت سلطان المشائخ کے دفن کیا + اور اوں کے بیٹے
 کو کٹاش خان تھے + یہ عمارت عالی سنگ مرمر اور سنگ مرمر سے بنائی + کہ اپنا نظیر نہیں رکھتی + مگر دائرہ
 اور باہر آیت قرآنی کندہ ہیں اور بیل پونے ٹنہت کاری کے ایسے خوب بنے ہوئے ہیں کہ جبکا کچھ بیان نہیں
 لکھا ہے جی میں کہ اوسکو دو سو اٹھاسی برس کے قریب عرصہ گزرا یہ عمارت بن چکی چنانچہ نقشہ کی تاریخ
 کا کتبہ موجود ہے۔

چوسٹھ کھنڈ

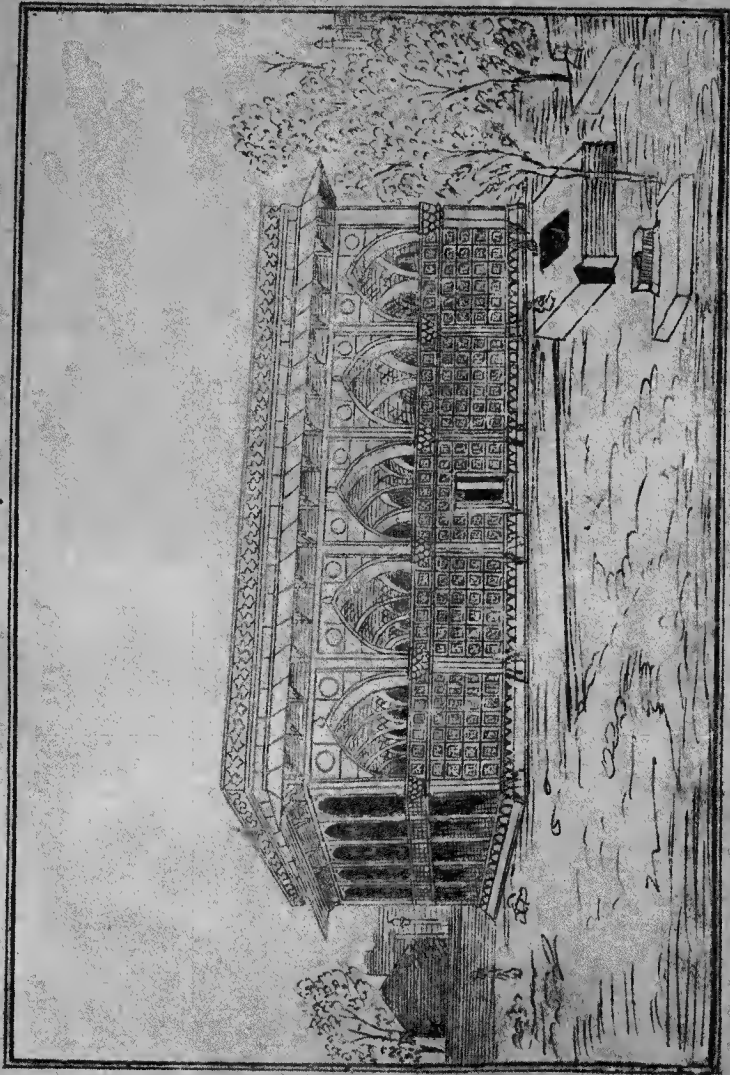
یہ ایک عمارت ہے عجیب و غریب متصل مقبرہ تگہ خان کے + حقیقت میں اپنا نظیر نہیں رکھتی ہر سے
 پانوں تک سنگ مرمر سے بنی ہوئی ہے + قطع اسکی ایسی خوب ہے کہ شاید کسی اور عمارت کی ہو + اس عمارت
 میں چوسٹھ ستون سنگ مرمر کے لگے ہوئے ہیں اور اسی سبب سے اسکو چوسٹھ کھنڈ کہتے ہیں + اور اس میں

نقشہ نمبر ۳۳ مشاعرہ تصفیہ ۳۳ باب اول



عبدالله بن محمد بن عبدالحق

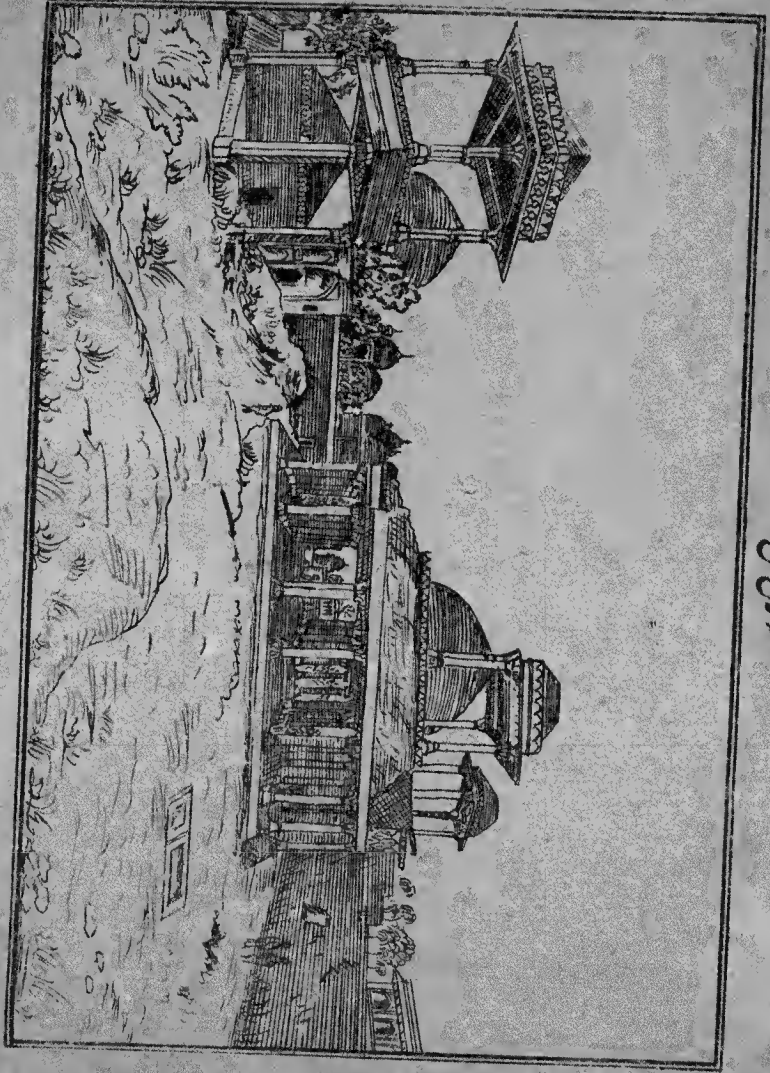
نقشه نیر و سه متعلقه صفحه سه باب اول



نقشه دروازه کهنه

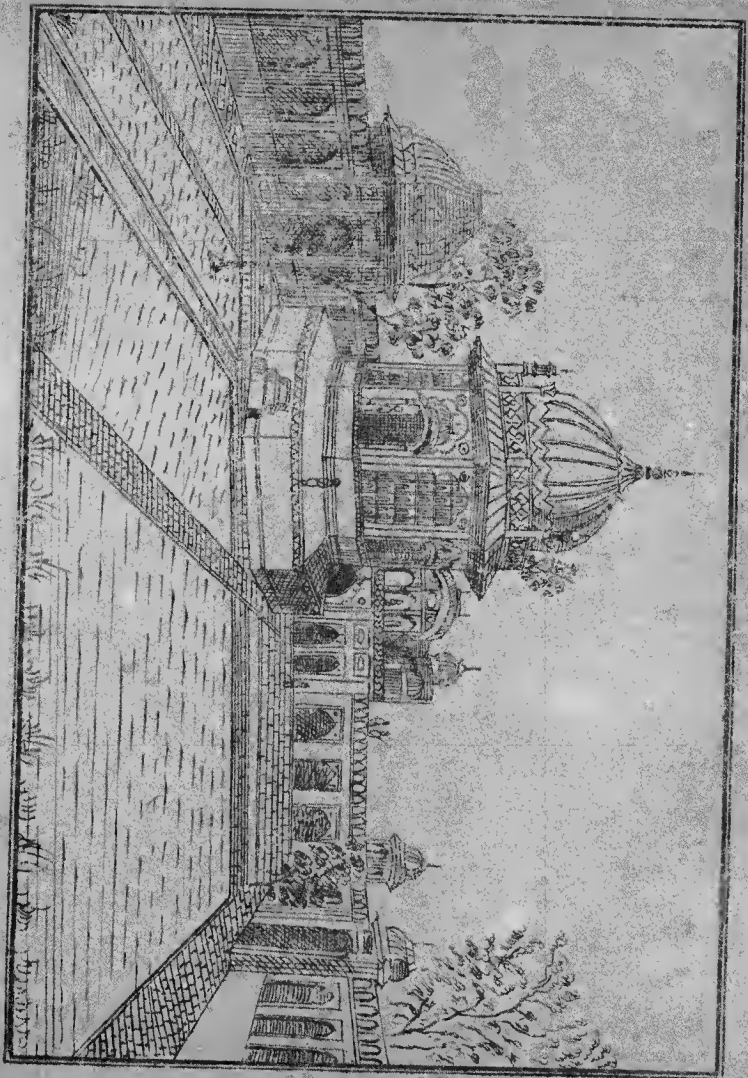
نقشه شهر اسلامیه متعلقه به صفی ۵۳۵ باب اول

نقشه شهر اسلامیه



تفسیر در مسکنه صفحہ ۵۴ باب اول

آتش و برق و کبریا



مرزا عزیز کو کلکٹاش خان کی قبر سے، اور یہ مرزا عزیز نے محسن الدین ملک خان کے مٹیے میں، جبکہ محسن الدین ملک خان کو ادبہم خان نے مارڈالا اور اسکے بعد مرزا غلام کا خطاب اسکے بیٹے مرزا عزیز کو ملا، اور انھوں نے سلطان عزیز جہانگیری تک کبھی عورت سے اور کبھی ذلت سے سہہ کی، اور کوئی سلسلہ بجزی میں مطابق سلسلہ عیون جہانگیری میں بہ تمام احمد آباد کورات اس جہان فانی سے انتقال کیا، ہانکی لاش کو دہانک لاکر میدان زمین کیا اور یہ عمارت عجیب و غریب اور پربانی کہتے ہیں کہ مرزا عزیز کو کلکٹاش نہایت خوش تقریر اور بہت خوش ستوریت تھے، اور مستعلیق بہت خوب کہتے تھے اور خوشنویسی میں مرزا باقر میر ملا میر علی کے شاگرد تھے اور کبھی کبھی شعر بھی کہتے تھے چنانچہ یہ رباعی انھیں کی طبع زانو سے یہ رباعی عشق آلود از جنون و فتنہ وار سے تیر صحبت خرد مند مہم کرد، آزاد رہند دین و دلش گشتم، تا سلسلہ زلف کسی بندم کرد، غرض کہ یہ عمارت سلسلہ کے بعد بنی، کہ اسکو آج تک دوسواٹھائیس سو سال کے قریب عرصہ گزرا ہے، اس عمارت کی خوبی اور بدوئی کے گلنے کی خوبصورتی نقشہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتی ہے

لال محل

لال محل جسکو تاجپوش والے کو شک لعل کہتے ہیں غلامی بادشاہوں کے وقت کی عمارتوں میں سے تھا چنانچہ جس زمانہ میں سلطان علاء الدین غلامی قلعہ رنبھو کا محاصرہ کے ہوئے تھا اس زمانہ میں حاجی مولی غلام نادہ ملک الامار فرخ الدین کو تو اس نے دلی میں فساد برپا کر کے کو شک لعل میں تخت پر بیٹھا تھا، مگر اسکا قوا ب نام و نشان نہیں معلوم ہوتا کہ کیا ہوا اسی ٹوٹے پھوٹے کھنڈ پر کو لوگ لعل محل مشہور کرتے ہیں مگر مگر تعجب یہ ہے کہ سین قبرین میں شاید لال محل کے پاس یہ مکان بھی ہوگا اور وہ مکان تو ٹوٹ گیا لوگ اسکو لال محل کہنے لگے، غرض کہ یہ عمارت بھی بہت قدیم ہے اور امین قبرین میں، امین یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ عمارت کب بنی اور کسے بنائی، اور اس میں کئی قبرین ہیں، جو کچھ ہے نقشہ میں موجود ہے اور اسی کے پاس بارہ کنوئیں کر کے ایک عمارت مشہور ہے بہت ناقص کہ دیکھنے کے قابل نہیں، اور اسی کے پاس ب حال میں فیض اللہ خان بنگش نے اپنا مقبرہ بنایا ہے، نہایت ناقص اور بہت بلکچھ عمارت بلکہ عمارت میں نہیں،

مقبرہ سید حامد

حضرت نظام الدین کی درگاہ اور پرانے قلعہ کے چیمپن یہ ایک گنبد ہے چرنے کا اور اوس پر کین کین چائی

کا بھی کام بننا ہوتا ہے + کہتے ہیں کہ سید عابد خان خان ووران خان کے رفیقوں اور مددگاروں میں سے تھے اور اسی لڑائی میں شہید ہوئے ہیں اور کما یہ گنبد ہے + بعض لوگ اسکو شہید صاحب کی درگاہ بھی کہتے ہیں مگر منکر کسی کتاب سے اسکا کچھ پتا نہیں لگتا اور میں نہیں کہہ سکتا کہ یہ برج کب بنا اور کس نے بنایا + بہر حال ایک عمارت ہے مقول اسکا دروازہ بہت شاندار ہے اور اوپر سے دہری بہت خوشنما بنائی ہے + برج بھی لطافت اور نزاکت سے خالی نہیں + اس کے صحن میں نہرین اور حوض بہت نفیس بنے ہوئے تھے لیکن اب بالکل خراب اور ویران ہو گئے ہیں + نہرین جو انور گئی تھیں بعض عدا خراب ہو گئے برج جدا ہے مرمت ہو گیا وہ چینی کا کام نہ رہا + وہ جلا جاتی رہی لیکن اب بھی یادگار مادہ گذشتہ ہے اسکا نقشہ اس طرح سے کھینچا گیا ہے کہ برج اور دروازہ پر کی سہ دہری سب کی سب معلوم ہوتی ہے غافلہ علیہ +

لال بنگلہ

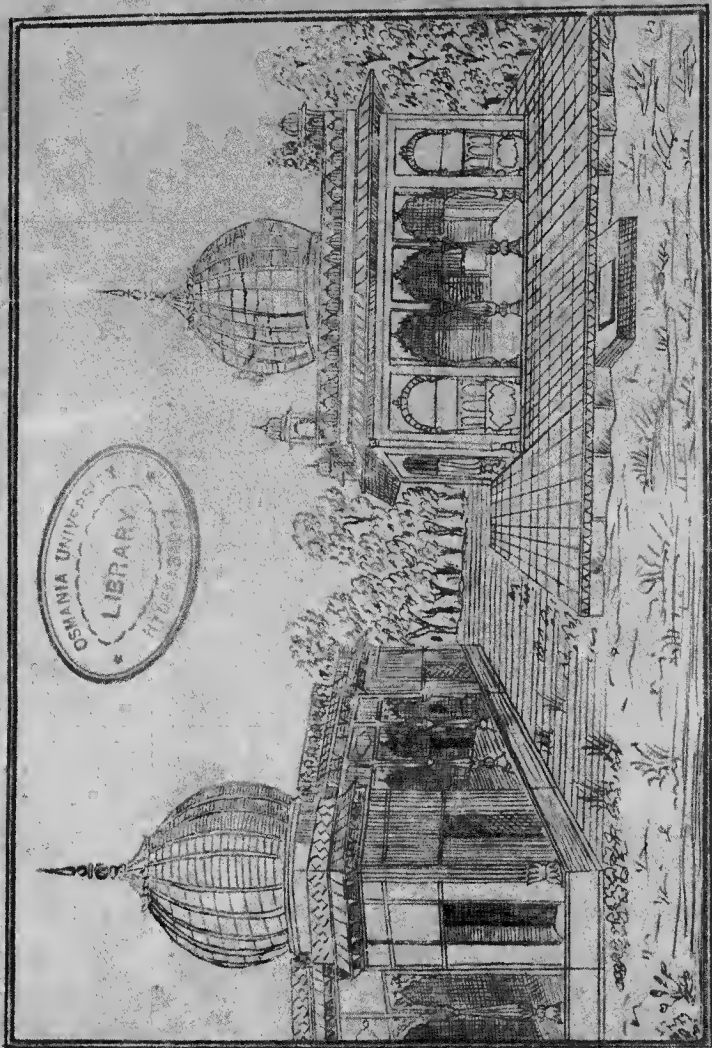
اسی گنبد کے پاس ایک عمارت ہے اور اعلیٰ بنگلہ کر کے مشہور ہے + کسی تاریخ کی کتاب سے تو اسکا حال نہیں معلوم ہوا + لیکن حضور والا کی زبان یوں سنتے ہیں آیا کہ نصیر الدین محمد بایون بادشاہ کے عہد میں ایران جانے سے پہلے انکی کسی حرم کے دفن ہونے کو میان کچھ عمارت بنائی گئی تھی + بعد اس کے حضرت فردوس منزل یعنی شاہ عالم بادشاہ کے وقت میں جب کہ لال کنواؤںکی والدہ کا انتقال ہوا اور کنواؤں سے قدیم قبر کے پاس چھوٹے گنبد میں دفن کیا + اور جب سو یہ مکان لال بنگلہ مشہور ہوا + بعد اس کے اسی عہد میں بیگم جان انکی چاہتی بیٹی نے جو مرزا اکھو سے منسوب تھی انتقال کیا اور دوسرے گنبد میں انکو دفن کیا اور یہ عمارت بنائی + اس حساب سے اس عمارت کو بنے ہوئے مشہور تر ہو سکے قریب عرصہ گزرا ہے + بعد اس کے خاندان تیموری کی اور بہت سی قبریں اہمیں ہوئی گئیں + چنانچہ مرزا سلطان پرویز مرزا دا بخت و دیعدہ بہادر کے بہائی کی اور مرزا داؤد کی اور نقاب فتح آبادی اور مرزا بامانی اور اور ازواج حضور والا کی یہیں قبریں ہیں + یہ دونوں برج سنگ سنخ سے بہت عمدہ بنے ہوئے ہیں + ان کے صحن میں دو عمارتیں ایک نقاب فتح آبادی اور ایک مرزا بامانی کا حال میں حضور والا کے عہد میں بنے ہیں مگر منکر جسطرح یہ دونوں برج ہیں اسی طرح نقشہ میں موجود ہیں +

پیرانا قلعہ

عوام الناس کی زبانوں پر یہ مشہور ہے کہ یہ قلعہ بہت پرانا ہے + بلکہ وہ لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ اس قلعہ کی

نقشه شهر وسم متعلقه صفحه ۴۰ باب اول

نقشه لای ننگر



ابتدا کوئی نہیں بیان کر سکتا، مگر حقیقت میں یہ بات نہیں ہے بلکہ تاریخ کی کتابوں کو دیکھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شہر کے گرد و اطراف میں راجا چند پال نے پہلے پہل اس جگہ قلعہ بنایا تھا کہ اسکو آج تک ایک ہزار چار سے تریسٹھ برس تک قریب عرصہ گذرا لیکن اس قلعہ کا نام و نشان نہیں رہا، معلوم نہیں کہ کب ٹوٹا اور کیا پہلو شاید جاہلیوں یا بادشاہ کے عہد تک کچھ نام و نشان باقی ہو بعد اسکے جب نصیر الدین محمد جاہلیوں یا بادشاہ ہوئے اور انھوں نے شہر کو چھری میں کہ اسکو آج تک میں سوچ بیٹیں برس کے قریب عرصہ گذرا اس قلعہ کو از سر نو بنایا کہ یہ عمارت جو اب موجود ہے اور سب لوگ اسکو یہاں قلعہ کہتے ہیں نصیر الدین محمد جاہلیوں کی بنائی ہوئی ہے اور اس کا نام میں پتا ہے۔ لوگوں نے یہاں پرانا قلعہ مشہور ہو گیا ہے اس قلعہ کے تین دروازے ٹرسے اور ایک کھڑکی نامی ہے اور کئی کھڑکیاں ہیں ایک دروازہ اس قلعہ کا جو شمال غرب کی طرف ہے مدت سے بند ہے اور لوگ اسکو طاقی دروازہ کہتے ہیں اور یہ مشہور کرتے ہیں کہ ایک دفعہ کسی مہم پر اس دروازہ کو فوج کشی ہوئی تھی بعد جاسے فوج کے یہ دروازہ بند کر دیا ہے کہ اگر بے فتح کیے اس دروازے کو کھولیں تو اوپر طلاق ہے مگر انوا یا بھی نہیں معلوم ہوا کہ کس بادشاہ کے زمانہ میں یہ دروازہ تیغہ ہوا ہے اس قلعہ کی تفصیل سنگ خارا اور چرنے کی بہت مضبوط ہے اور عریض بنی ہوئی ہے جب کسی زمانہ میں یہ قلعہ آباد اور تیار ہوگا بہت خوبصورت اور دلکش اور نہایت مضبوط ہوگا اب بالکل حیران ہے تو ٹی پھوٹی تفصیل باقی لکھی ہے اور قلعہ کے اندر تمام زمیندارہ وضع اندر پت کے آباد ہیں قدیم مکانوں میں کوئی مکان نام کو بھی نہیں رہا سب ٹوٹ ٹوٹا کر خاک براب ہو گئے مگر ایک مسجد عالی بہت خوشنما اور خوبصورت اور ایک جہان خاکہ اسکو شہر میں ملے لیکن میں بات ہے کہ اسکا حال آگے آوے گا یہ قلعہ شاہجہان آباد سے دو کوس کے فاصلہ جنوب کی طرف واقع ہے اور اس قلعہ کی مغرب کی طرف پانی والی آباد تھی اب بالکل ویران ہو کھنڈ ہر بھی باقی نہیں رہے دو ایک عمارتوں کا ڈھیر اور ٹوٹے پھوٹے دروازے باقی ہیں

مسجد مدرسہ

میں نے ان عمارتوں کے مابین میں ایک مدرسہ مدرسہ ہے اگرچہ اس مسجد کے مکان ٹوٹ گئی مگر یہ کتبہ باقی رہ گیا ہے جو دروان جلال الدین محمد کہ باشندہ اکبر شاہان عادل + چوہا مہم بیگم عصمت پناہی + بنا کر دین بنا ہوا فاضل + دے شہد سامی این بقعہ خیر + شہاب الدین احمد خان بانی

نہے خبریت این بقعہ خراب کہ شد تاریخ او غیر المنازل

گلال بابڑی

اس مسجد کے پاس گلال بابڑی ایک عمارت ہے کہ اب بجز چوڑے کے ذہیر کے اور کچھ نہیں باوراد سپر کوئی کتبہ نہیں

خاص محل

اور گلال بابڑی کے پاس خاص محل شاہجہان کے وقت کا بنا ہوا ہے اگرچہ یہ بھی ٹوٹ گیا ہے مگر دروازہ پر یہ کتبہ بقی ہے +

برو شاہجہان صاحب قرآن ثانی + کہ درہ بانست جهان پرورد سپہ جناب + بنانا دہلین زمانہ خاص محل
دیرین زمین بکرہ بہت زمین خان دیاب + ہمیشہ یاد میر سید پرورد قلم بون + بھی ضمیر شیش پے مصلی و نوا
اگر رسال بنائیش شود سوال ترا + حساب کن میلاری محل خاص جواب

۱۰۴۲

نیلی چھتری

اس عمارت کے پاس نواب نوبت خان کا مقبرہ ہے + اور بالکل ٹوٹ گیا ہے اس پر بھی نیلی چھتری کا کام تھا
اور برج پر نیلی چھتری تھا اس سب سے اوپر نیلی چھتری کہا کرتے تھے + اسکا دروازہ بھی ٹوٹا ہوا باقی رہ گیا ہے
اور پتھر سے اس کے دروازے پر سے پراسے قلعہ کا نقشہ کھینچا جاو اور اس دروازہ پر یہ کتبہ لکھا ہے

بہین خوش نظر عالی مقامے + دیرین عالم ندید چشم ایام + چہ پریدیم گنبتا امانت اتمام + پتھر تاریخ اتما ش خبر دار

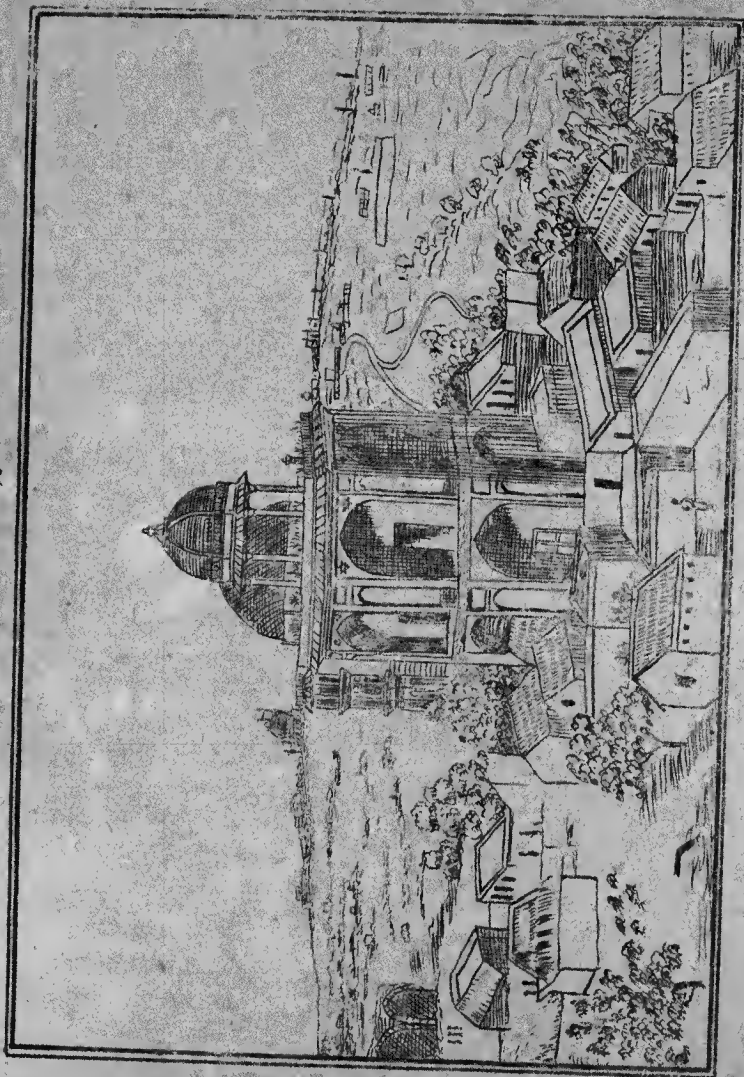
۱۰۴۳

شیر منڈل

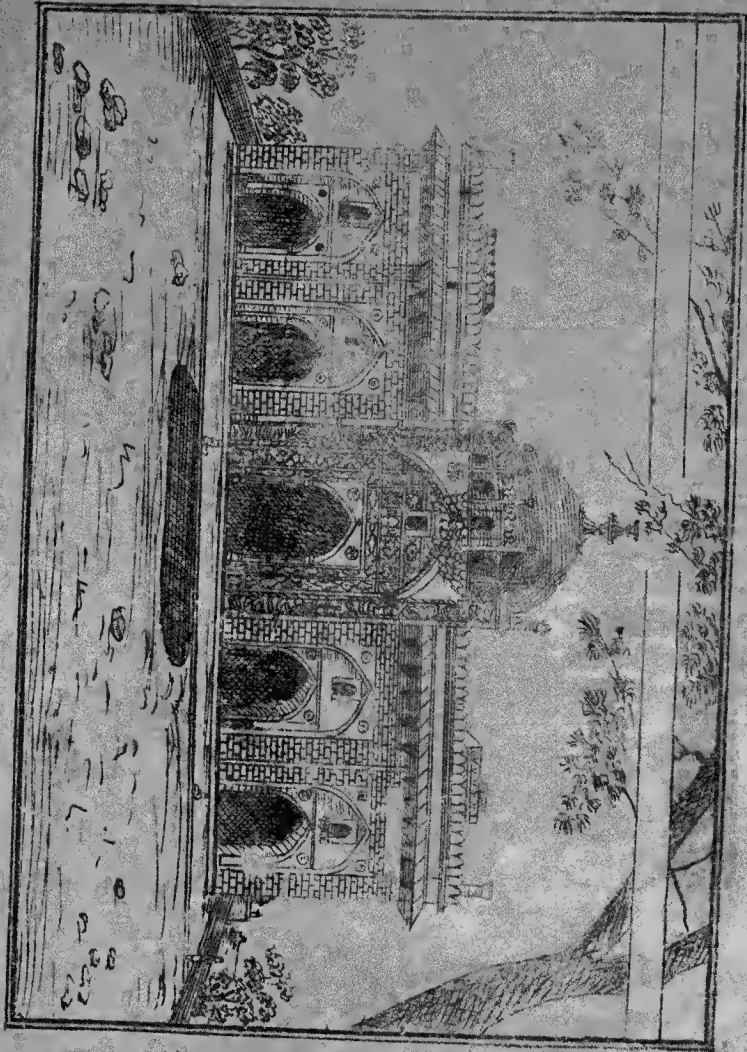
اس قلعہ میں مسجد کے پاس ایک مکان ہے بطور خانہ بہت بلند + اسکو شیر شاہ نے اپنے عہد سلطنت میں
بنایا تھا + کہ آج تک اسکو تین سو تیرہ برس کے قریب عرصہ گزرا ہے + اور اس عمارت کا نام شیر منڈل رکھا تھا
بلکہ اس کے زمانہ میں اس عمارت کے پیش کے بعد اس سارے قلعہ کو شیر منڈل ہی کہنے لگے تھے + اور یہ عمارت
اتمام سنگ مرخ کی بنی ہوئی ہے نہ چھین تھامک کہہ سالیے اور چاروں طرف بہت چلی غلام گردش ہے اور

نقشه شهر اسلامبول

نقشه شهر اسلامبول



نقشه نهم ۲۲ متعلقه صفحه ۲۹ باب اول



نقشه مسجد قزوین

سب سے اوپر ایک برجی ہے اور نقشہ و اس عمارت کے بناؤ سے صرف سیرگاہ بھی وجہ کہ نصیر الدین محمد جلالیون
 بادشاہ دوبارہ ہندوستان میں آئے تو اس عمارت میں کتب خانہ کیا تھا اور کبھی کبھی اعمال ریاضی اس پر کیا کرتے
 تھے جب تھا آتی ہے تو ایک ایک بانہ ہو جاتا ہے ہاں ایک دفعہ جلالیون بادشاہ اسی شیر منڈل پر چڑھے تھے
 اور تہتہ وقت جب بیچ کے درجے میں پہنچے۔ قرب کی اذان ہونے لگی، بادشاہ نے بیٹھ کر اذان سنی اور عا
 بیٹھ کر چاہا کہ حریب پر زور دیکر اوٹھیں اتفاقاً حریب بھیل گئی اور نیچے آن پڑے، اور کئی دن بعد انتقال کیا
 جلالیون بادشاہ ازبام افتاد و تاسیخ انتقال ہوئی غرض کہ یہ مکان وہی ہے جس پر سے نصیر الدین محمد جلالیون بادشاہ
 گر کر مرے ۱۴۰۰ کا نقشہ دیکھو اور بے شباقی اور بے قراری دنیا میں مرقون پر عبرت پاؤ ۱۲۰۰ اس شیر منڈل کے گرد بستی
 بستی ہے اور کھربے ہوئے ہیں چنانچہ نقشہ کے دیکھنے سے آبادی کا طویل خوبی معلوم ہوتا

مسجد قلعہ	بیچ
-----------	-----

یہ مسجد نصیر الدین جلالیون بادشاہ نے قلعہ کے ساتھ بنائی ہے، میں اس مسجد کی خوبی اور خوشنمائی بیان میں
 کر سکتا، یہی خوش قطع خوبصورت مسجد بنی ہوئی ہے کہ اس زمانہ کی عمارتوں میں اپنا نظیر نہیں ملتی، پانچ
 درہن اور عجیب قطع کے ہیں اگرچہ یہ مسجد بدنگ خارا کی ہے لیکن روکار میں سنگ سرخ اور سنگ مرمر اس خوبصورتی
 سے لگا ہے کہ جس کا کچھ بیان نہیں ہو سکتا، ہر درہن اور گوشہ پر آیات قرآنی بن خط نسخ اور کتب میں بن خط کوئی کندہ
 ہیں، درہن بہت اچھا شمن عرض ہے اگرچہ اب بہت بے صورت پڑا ہے لیکن کسی زمانہ کے عالی بہتوں کا
 یادگار ہے، اس مسجد کی چھت پر چائے کارستہ بھی عجیب قطع سے بنایا ہے، اور اوٹلی دیوار کے آثار و نرین عجیب
 عمدہ عمدہ نقشیں بنائے ہیں، چھت کے اوپر ایک بیچ کا گنبد باقی رہ گیا ہے، اور گنبد کے اوپر اوہر و چتر این
 تھیں، مکدہ اب ٹوٹ گئی ہیں، اس مسجد کا دار اس خوبصورتی سے بنایا ہے کہ اگرچہ اوٹھانے کو دل نہیں چاہتا
 بلکہ یہی دل چاہتا ہے کہ اس کو دیکھا ہی کیجیے، اس مسجد پر کوئی کتبہ تاریخ نہیں ہے، گراں در کے پیش طاق کے اوپر
 اور دھڑکے طاق پر کچھ تمیں کندہ ہیں کہ بعد از نقشہ میں مندرج ہیں فافظ الیہ

کالی دروازہ	بیچ
-------------	-----

شاہ جہان آباد کے وئی دروازے کے باہر چھوٹی درہن پر الی دلی کا کالی دروازہ جو اور پانی دلی کی نشانی ہے

یہ بھی ایک نشان فی ہے اور دروازہ عظمت نشان میں بہت معقول ہے تمام سنگ خار سے بنا ہوا ہے بلکہ ہر سنگ سرخ کی ہے اس دروازہ پر والاں اور تجربہ اور شہساز بہت خوبصورت خوبصورت بنے ہوئے ہیں اور اب اس میں جلیانہ کے سپاہی رہتے ہیں مگر چہ کسی تاریخ کی کتاب سے نہیں تحقیق ہوا کہ یہ دروازہ اس بادشاہ کو عہد میں بنا لیا گیا تھا ہے کہ ہالیوں کے عہد میں پرانے قلعے کے ساتھ بنا ہو گا اور ایسا ہی لوگوں میں مشہور بھی ہے اس مقام پر پہچ اس دروازہ کے اور کچھ نشان فی پرانی دلی کی باقی نہیں اور اس دروازہ کے پاس جلیانہ ہے۔

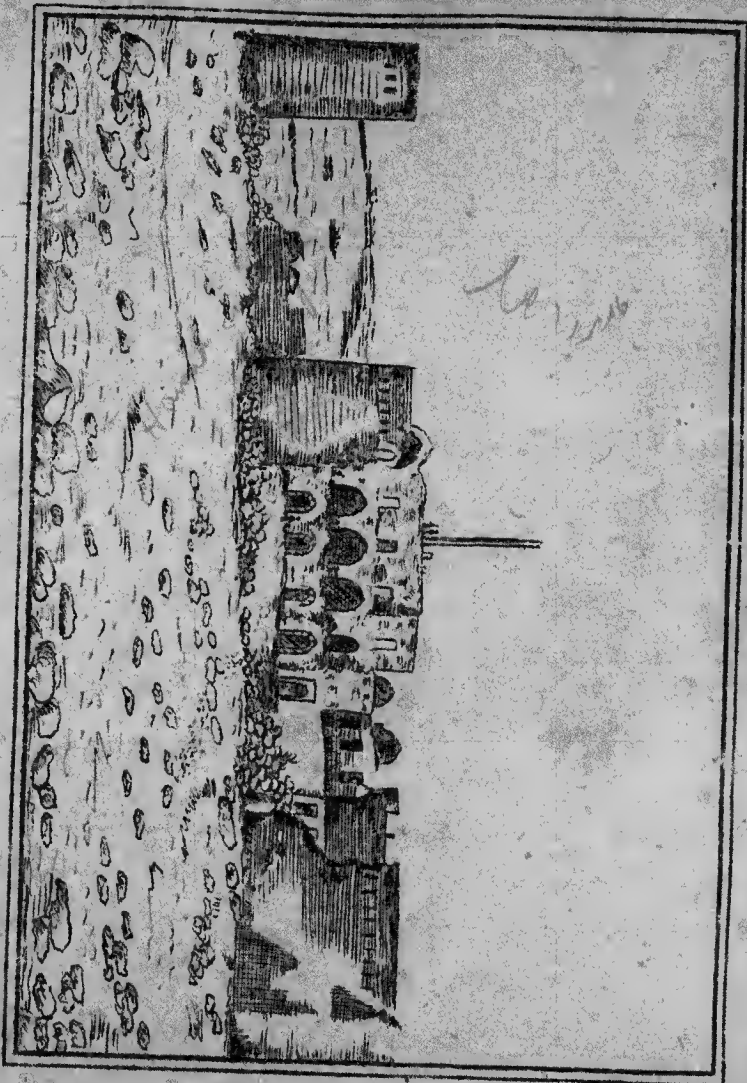
جلیانہ

یہ جلیانہ حقیقت میں سدا ہے جب کہ پرانی دلی ویران ہوتی گئی یہ سدا بھی ویران ہوئی یہاں تک کہ عالم شانی اور شاہ عالم کے وقت میں بالکل ویران ہو گئی تھی جبکہ انگریزوں کی عملداری صاحبان والا نشان نے جلیانہ کے لیے اس سے بہتر کوئی عمارت نہ بنی اور اس سدا کی مرمت شکست و ریخت کی کر کے جلیانہ بنا اس سدا کا دروازہ بہت بلند اور نہایت عالیشان ہے اور اس پر ایسے معقول مکان بنے ہوئے ہیں کہ جلیانہ کا داروغہ اس میں اچھی طرح سے بغراغت رہتا ہے اس کے پاس دو تین برس سے انگریزوں نے شہر کی طرف ایک نیا جلیانہ بنایا ہے اور دوسری طرف اسپتال بنائی ہے اور شکر اب اس میں سدا کی مسافر خانہ تھا بند ہوئے رہتے ہیں اور دیکھ بھرتے ہیں اور چند روز سے اسی جلیانہ کے میدان میں تھیں لیکن کوئی چیز نہیں اور اب جس کسی کو یہاں سے ملتی ہے اسی میدان میں ملتی ہے اللہم حفظنا من کل بلیات الدنیا والا

مسندیان

یہ ایک عمارت تھی عجیب نیچے تو مکانات در سے بنے ہوئے تھے اور اوپر چاروں کو فوں پر چار چوبان تھیں اور ایک بیچ میں چوبی تھی حقیقت تو یہ ہے کہ کچھ نہیں معلوم ہوتا کہ یہ عمارت کیا چیز تھی اور کب بنی تھی اور کس نے بنائی تھی مگر عوام الناس میں یہ مشہور ہے کہ کوئی نواب نے کہ جناب حضرت غوث الاعظم کی جناب میں اور کو نہایت اعتقاد تھا اور ہندوستان میں بعضے بعضے لوگوں نے یہ رسم نکالی ہے کہ ہر برس حضرت غوث الاعظم کی مسندیان بھر کرتے ہیں بیٹھے کھینچوں کی لکاب برجی اونچی سی اور اگر کاغذ سے منظر

نقشه نمبر ۳۳ متعلقہ صفحہ ۵۱ باب اول



نقشه کوٹلیق در شاہ

اوسکو روشن کرتے ہیں، اور ان نواب صاحب کے خان بھی ہندی روشن ہونے کی رسم تھی، جبکہ وہ نواب ہوئے اور آمد قحالی نے ان کو روپیہ بہت سادایا اور صندوق نہادوسی رسم کے سبب ایک عمارت ہندی کی صورت کی بنادی اور ہر برس اوس میں روشنی کیا کرتے تھے اور بہت سا کھانا کچا کر لکھدی خیرات کیا کرتے تھے جب سے اس عمارت کا نام ہندیان کر کے مشہور ہو گیا مگر یہ نہیں معلوم کہ وہ نواب کو کتنے جھنڈوں نے یہ ہندی بنائی تھی العبد العزیز الرادی انھیں ہندیوں کے قریب ایک میدان ہے اور اوس میں تمام عزیز و اقارب خاندان مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کو آسودہ ہیں، چنانچہ جناب مولوی شاہ ولی اللہ صاحب اور مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب اور مولوی رفیع الدین صاحب اور مولوی عبدالقادر صاحب قدس امدادہم سر کے سزا اسی مقام پر ہیں، یہ سب عمارتیں مذکور ہوئیں نقشہ میں سب کی سب موجود ہیں، اب پرانے قلعے اور اس مقام تک کوئی ایسی جگہ اور ایسا مکان نہیں جو نقشہ پیشے کے لائق ہو، مگر چھپیں دو عمارتیں مشہور ہیں ایک شیخ محمد کی بائیں جواب شاہ صاحب کے مکانوں کے قبضہ میں ہے، اور ایک سہایت خان کی ریتی اور اوس مقام پر سہایت خان کی حویلی تھی اور اوس کے نیچے دریا بہتا تھا اوس ریتی کا نام سہایت خان کی ریتی

کوٹلہ فیروز شاہ

یہ عمارت جو فیروز شاہ کے وقت کی شاہجہان آباد کے دہلی دروازہ کے باہر تھوڑی دور پر دریا کے کنارے ہے اور اسی عمارت میں ایک لاٹھ بہت اونچی نصب ہے کہ اوسکو فیروز شاہ کی لاٹھ کہا کرتے ہیں، اگرچہ کسی کتاب سے خاص اس کوٹلے کے تہ کی تاریخ نہیں نکلتی لیکن متبع کتب سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس زمانہ میں فیروز شاہ نے فیروز آباد بنایا ہے اوس زمانہ میں یہ عمارت بھی بنی ہے یعنی شہید جہوری میں کہ آج تک پانسو آٹھ برس کے قریب عرصہ گزر چکا ہے اب یہ عمارت بالکل شکستہ و خراب ہو گئی ہے اور دن بدن ٹوٹتی جاتی ہے چنانچہ نقشہ کے دیکھنے سے اسے شک تہ و خراب ہو گیا جو فی حال معلوم ہوتا ہے، لیکن لاٹھ اس عمارت کی بہت نامی اور نہایت مشہور ہے، میں نے ہر چند تحقیقات کی کہ یہ لاٹھ کب کی ہے اور کیوں بنائی ہے لیکن کسی کتاب سے کچھ تحقیق نہیں ہوا، اور اس لاٹھ پر بہت سی عبارت انگلی زبان اور اگلے حرفوں میں کندہ ہے کہ وہ کسی سے پڑی نہیں جاتی، اور تھوڑی سی عبارت شامری میں کندہ ہے کہ وہ بھی سمجھ میں نہیں آتی، لیکن ہتھنہ حرف شامری کے پڑے گئے ہیں اور مکتوبہ لکھدیتا ہوں، جسے سدری کہا جیت، غلط لکھا گیا کہ سدری

اسو سنو لکھی بنی بن دس فرامین شاہ بہادر معز الدین محمود اور عمر و اسحاق بن شرف دوس سے ایک معلوم ہوتا ہے کہ جس زمانے میں سلطان معز الدین محمد بن سام غوری نے کوہ سواک کو جو شمال ہندوستان میں ہے تاراج کیا ہے، اسی زمانے میں اس لاکھ پر کہ پہلے اسی مقام پر تھی اور ہندو اسکو پوجا کرتے تھے یہ عبارت کہ وادی ہے اور اس لاکھ کی حقیقت یہ معلوم ہوئی ہے کہ کوہ کماون کے پاس جو ہندوستان شمال میں واقع ہے دو لاکھ بیس تھیں اور ہندو یہ بات کہتے تھے کہ یہ دونوں لاکھیں ہمارے دیوتاؤں کے گائیک پر ان کی لاکھیاں ہیں اور اسی اعتقاد سے ہزاروں ہندو اسکی پرستش کیا کرتے تھے اور یہ مقام رکھتے تھے کہ جب یہ لاکھیں یہاں سے اٹھیں گی یا ٹوٹیں گی جب پر لیم ہوگی، فیروز شاہ نے یہ بات سن کر ہندوؤں کے اعتقاد جو بڑھ کر نے کو ایک لاکھ کو توڑ ڈالا اور دوسری کو یہاں آکر لگایا جب سے فیروز شاہ کی لاکھ مشہور ہو گئی، وغیرہ یہ لاکھ بھی عجائب روزگار سے ہو ایک پتھر کی بنی ہوئی ہے اور لوگ کو رہنا کا پتھر بتاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جتنی اوپر ہے اوس سے دو چاند نیچے ہے اور یہ بھی مشہور کرتے ہیں کہ اس لاکھ کے نیچے بیشمار فرزندوں سے بعضی تاریخ کی کتابوں میں اس لاکھ کا طول ساٹھ گز کا لکھا ہے، لیکن سینے نقشے بنانے کے وقت اسطراب کے محل سے اس لاکھ کی پیمائش کی معلوم ہوا کہ اب جمہور زمین کے اوپر ہے اسکا طول اڑتالیس فٹ ۵ انچ ہے اور بڑی کثافتی دس فٹ ۵ انچ ۱۱ اس لاکھ کا ہر ایک طرف سے تھوڑا سا کئی صدر سے ٹوٹ آیا ہے بعض کہتے ہیں کہ بجلی گری تھی اور بعض کہتے ہیں کہ گولہ لگتا تھا انصیب عبداللہ، محمد عبداللہ کہ اس طرف کی عمارتوں کا بیان ہو چکا اب ہم قطب کی عمارتوں کا بیان شروع کرتے ہیں +

مسجد قوت الاسلام

یہ مسجد وہ ہے جسکا ایک مینار قطب صاحب کی لاکھ مشہور ہے + یہ مسجد نہایت عجیب و غریب ہے یقیناً کہ ایسی بڑی مسجد روی زمین پر نہ ہوگی اور چشم فلک سے بھی نہ دیکھی ہوگی، حقیقت میں اپنا مثل دس زمین پر نہیں رکھتی باوجود اسقدر بلندی اور بڑائی کے ایسی خوبصورت اور خوش قطع خوش وضع ہے کہ جسکا کہ بیان نہیں ہو سکتا، ایک ایک پتھر پر وہ نہایت کاری اور گل کاری ہے کہ دیکھنے سے علاقہ رکھتی ہے، اور ہر ایک ایک پہل مسلسل پر سے ہزاروں معشوقوں کی زلف دوتا رہا ہے اور اسکی آؤنی سے آؤنی چھوٹی چھوٹی پتھر کی دیواروں مگر خون کے لب جان بخش شمار خازین، آیات قرآنی ہر پر ملبہ اس خوبصورتی سے کندہ ہیں کہ بیان

نہیں کیا جاسکتا خطہ بھی بہت خوشنظر ہے نسخہ نیسا ہی ہے اور کوئی ویس ہی گوارفوسس کہ یہ فلک
 کو بقتار جواد کی پرچھا پٹن ہونیکے بھی لیاقت نہیں رکھتا تھا ایسے عالی مکان کو مذکر سکھا + اول عشق
 میں انگشت نامہ مجھ کو کیا + یہ بنانا کہ یہ خوشنظر جاتا ہے + پہلے تو اسکو سب سے نہیں دیا + اور پوری ہوسنے
 نہیں باقی کر بنانیا اسے کی عمر پوری ہو گئی اور یہ عمارت اور پوری رہ گئی جب قدر کہ بن چکی تھی اور اسکو بھی سکھا
 کہ جا بجا سے ٹوٹ گئی اور بے مرتعی کے سبب بالکل خراب ہو گئی اب یہاں تک فوجت پہنچی ہے کہ اسے
 عالی کا ایک ایک پتھر پڑھیا کے دانوں کی طرح اڑا جاتا ہو اور جو باقی ہو وہ غل ملتا ہے + اس مسجد کے جو
 کی حقیقت یہ ہے کہ پہلے اس مقام پر جہان اب مسجد ہے راہی تھوڑا کابت خانہ تھا اور یہ بت خانہ بھی ایسا
 نامی اور اگر مٹی تھا کہ سو منات کے بت خانہ کو اور دلی کے بت خانہ کو برابر سمجھا کرتے تھے + آخر کار سلطان
 سعد الدین محمد بن سام نے جو سلطان شہاب الدین کر کے مشہور ہے عتہ چری میں راہی تھوڑا کو شکست دیا
 اور اس بت خانہ کو فتح کر کے تمام بت توڑ ڈالے اور اس مسجد عالی لگی بنا رکھی + بین کرامت بت خانہ
 مراے شیخ + کہ چون خراب شود وہ خانہ خدا کرد + جب اس مسجد کے بننے کی بنیاد پڑی اور کئی بادشاہوں
 کے وقت میں یہ مسجد بنی اور اس پر بھی نام تمام رکھی کہ اسکا مفصل بیان آگے آویگا + لیکن اب یہ سبب
 شکستہ ہو جانیکے اور بھی سبب نام تمام جو منہ کے دیکھت بھلی ہو گئی اور دیکھنے والوں کی سمجھ میں نہیں آتی
 کہ یہ عمارت کیونکر بنی ہے اور کس کس قطع پر تھی + اس واسطے مجھ کو مناسب معلوم ہوا کہ اول تھوڑا سا حال اس
 عمارت عالی کی قطع کا بیان کر دوں کہ کس قطع پر یہ مسجد بنی تھی اور کیونکر اسکی بنیادیں لگی گئیں تھیں تاکہ
 دیکھنے پڑھنے والوں کو اسکی وضع جو بنی معلوم ہو جاوے + یہاں تا چاہی کہ جب کہ راہی تھوڑا کابت خانہ فتح
 ہوا اور اس جگہ مسجد کا بننا ٹھہرا اور بت خانہ خانہ خدا ہونے لگا + اور وقت یہ تجویز تھری کہ اس بت خانہ
 کی عمارت بھی بہت عمدہ اور نہایت سب سے نظیر ہے یہ عمارت بھی بدستور ہے اور مسجد بنجاوے + کہ اس میں دو دروازے
 تھے ایک باقی رہنا عمارت عمدہ کا دوسرے پایا جانا نشان اور شوکت اور نشان قوت اسلام کا کا ایسا
 بڑا بت خانہ اسلام کے زوہ سے ٹوٹ کر فنا نہ خدا اور سجد اعلیٰ بنا + اسی خیال سے اس مسجد کے بناؤ والوں
 نے رفتہ رفتہ مسجد کے پانچ ٹکڑے کر ڈالے اور اس مسجد کو پانچ چوک تقسیم کر کے ہر ایک چوک کے جدا جدا ایک
 بانٹ دیے اور بت خانہ کی عمارت اس خوبصورتی سے بنوائی کہ گویا اس مسجد ہی کو اپنے ہی مگر کچھ بت خانہ
 کے مکان جو بیڈول آن پڑے تھے + انکو دبان ہوا دکھا کر دوسری جگہ موقع سے لگا دیئے + اس بت خانہ

کی عمارت میں ہزار ہا ستون لگے ہوئے تھے اور کچھ عمارت نہ تھی لیکن ستونوں پر بنیت کاری کی ہوئی تھی اور ہر پہل پوٹے پھول جی کی جگہ تہوں کی موڑیں بنی ہوئی تھیں ہمسلا نون کے عہد میں اتنا تصرف ہوا کہ جس جگہ ستون اور واسول اور کوفوں محرابوں وغیرہ میں تہوں کی موڑیں بنی ہوئی تھیں اونکی صورتیں بگاڑ دی گئیں ہر ایک کا تو سر کاٹ ڈالا اور کئی ناک جھیل دی اور کئی انکھ اندھی کر دی غرض کہ صورت قایم رکھی، اب تک ان ستونوں میں تہوں کی گرومی بکراہی موڑیں موجود ہیں اور جو کہ راسی تھورا کے بت خانہ کی عمارت کے یہ ستون موجود ہیں اور گویا بہت قدیم عمارت کی نشانی ہیں اس واسطے ہم اسکا بھی نقشہ اور بیان علامہ ایک مقام پر لکھیں گے، اب اس مسجد کے درجہ کا حال لکھنا شروع کرتے ہیں اور اول اس کے مینار کا جسکو قطب صاحب کی لائٹ لکھتے ہیں بیان کرنا شروع کرتے ہیں،

قطب صاحب کی لائٹ

یہ "حقیقت میں جدتوۃ الاسلام کا مینار ہے، اسکی فہمت اور شان اور بلندی اور خوشنمائی کا بیان نہیں کیا جاسکتا، یہ لائٹ اسقدر بلند ہے کہ بہت دور دور کے پھرنے والے جہاز ایک آدھ جگہ کے ایسی بلند کوئی عمارت روئی زمین پر نہیں نشان دیتے، نقل مشہور ہے کہ اگر اس کے نیچے کھڑے ہو کر اوپر دیکھو تو ٹوپی والے کو ٹوپی اور کپڑی والے کو کپڑی تمام کے دیکھنا پڑتا ہے، یہ لائٹ اسقدر بلند ہے کہ آدمی یہ خیال کرتا ہے کہ اس کے اوپر سے بے شک آسمان کو کپڑوں کا اور اس نروبان آسمانی کے ذریعے سے بے شبہ آسمان پر چڑھ جانا ممکن بار بار لوگوں کو اتفاق ہوا ہے کہ ساوان بھادون کے مہینے میں کہ عین موسم پھول والوں کی سیر کا ہوتا ہے اگل شہر چلتے ہوئے ہیں جب نیچے اوتارے تو دیکھا کہ خوب مینہ برس گیا، سو جب جانا کہ اللہ اکبر اس لائٹ سے نیچا تھا، اس لائٹ کے اوپر سے نیچے کے آدمی ذرا ذرا سے معلوم ہوتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے آدمی ننھی ننھی ہاتھی گھوڑے دکھائی دینے کے سبب بڑا تا شام معلوم ہوتا ہے اور اسید طرح نیچے والوں کو اوپر کے ذرا ذرا سے معلوم ہوتے ہیں اور ایسا شبہ پڑتا ہے کہ فرشتے آسمان پر سے اوتارے ہیں، غرض کہ یہ لائٹ عجائب روزگار سے ہے کہ روئی زمین پر اپنا نشان نہیں لکھی، باد صاف اسقدر بلندی اور عظمت کے ایسی خوبصورت خوش قطع بنی ہوئی ہے کہ بے اختیار دیکھنے ہی کو جی چاہتا ہے، اس لائٹ میں بالکل رنگ سرخ لگا ہوا ہے اور چوتھا حربہ سنگ مرمر کا ہے اور ہر درجہ پر آیات قرآنی کھدی ہوئی ہیں، اور جابجا بنیت کاری بنی ہوئی ہے اس لائٹ

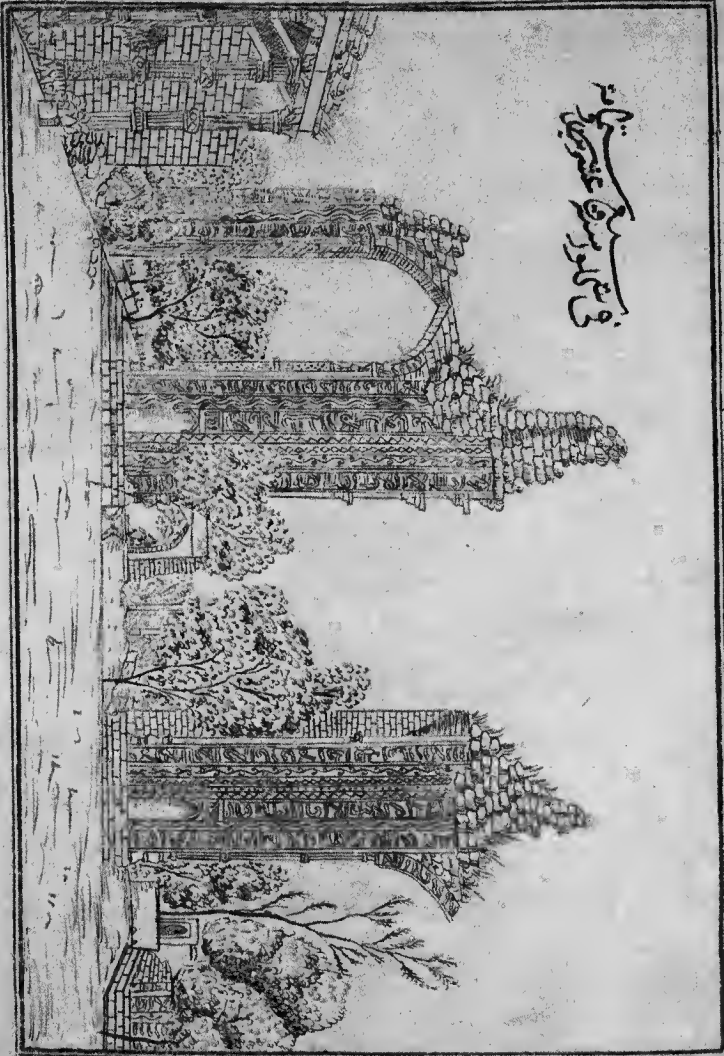
بیچیں مدور اور کمر کی ایسی خوبصورت پچھن میں کہ جب کا کچھ بیان میں ہو سکتا ہو کہ اس کی خوبی تو بیان ہو
 باہر ہے اس واسطے اب ہم اس کے بنے کا حال بیان کرتے ہیں کہ اس لاٹ کو سلطان حسن لدین
 الیمیش نے اپنے عہد سلطنت میں بنایا ہے اور جو کہ سلطان حسن الدین الیمیش نے عہد مجری میں دلی کا
 بادشاہ ہوا ہے اس واسطے کہا جاسکتا ہے کہ اس لاٹ کو بنے ہوئے چھ سو پچھن برس کے قریب عرصہ گذرا
 لیکن میری رائے میں قریب قریب تو اسے اور سیاق اور سباق بادشاہوں کے حال سے یہ ثابت ہوتا ہے
 کہ اس لاٹ کی عمارت مسئلہ مجری کے بعد تمام ہوئی ہے، بہر حال یہ لاٹ سلطان حسن لدین الیمیش کی
 بنائی ہوئی ہے اور یہ نشانی اسی بادشاہ کی بلند ہمتی کی ہے، بعد اوسکے جو بادشاہ ہوا اس عمارت
 کو عجیب و غریب سیر کر ہمیشہ مرمت کرتا رہا، چنانچہ ایک دفعہ فیروز شاہ کے وقت میں اس لاٹ پر
 بجلی گری تھی اور اس سبب سے اس لاٹ میں نقصان آگیا تھا، اس واسطے مسئلہ مجری میں سلطان
 فیروز شاہ نے اس لاٹ کی مرمت کی اور بعد اوسکے اس لاٹ میں پھر شکست ریخت ہو گئی تھی اور مرمت
 کی حاجت پڑی تھی، جب سلطان سکندر دین سلطان بہلول لودھی نے مسئلہ مجری میں اس لاٹ کی مرمت
 کی، بعد اسکے یہ لاٹ صدرہ مجو پنجال اور بجلی سے پھر ٹوٹ گئی تھی اور جڑ کے پاس سے کچھ پھر گر پڑے تھے،
 کہ حکام و الاسقام انگریزی نے اپنی عالی ہمتی اور نام آوری سے اس لاٹ کی مرمت کی اور مرمت صاحب گذر
 کپتان اس مرمت کے متمم تھے کہ اس بات کو میں برس کے قریب عرصہ گذرا ہو گا مشہور ہے کہ اس لاٹ کی مرمت
 اور اسکے گرد و نواح کے مکانوں کی صفائی اور طرک بنانے میں ایک لاکھ روپیہ سرکار کا خرچ ہوا ہے،
 میں بات یہ کہ اس لاٹ کی مرمت اس مرمت ہوئی اور یہ نامی اور عجیب عمارت صرف اس مرمت
 کے سبب اب تک قائم رہی ورنہ کبھی کی گرا کر اچلی ہوتی، پہلے اس لاٹ کی صورت اور تھی اور اب پچھنی
 ہے، بڑے بڑے اوسیدوں سے تحقیقات کرتے پر معلوم ہوا کہ پہلے اس لاٹ کے ہر درجہ پر کتھ نہیں
 تھا بلکہ کتھ سے کی جگہ کنگور سے بنے ہوئے تھے یہ کتھ اس مرمت صاحب نے بنایا ہی اس واسطے کہ سنگور
 بالکل ٹوٹ گئے تھے اگر غور کر کے دیکھو تو کنگور سے اس عمارت کے لیے بہت مناسب اور خوش تھا تھے،
 تحقیقت میں اس طرح کی عمارت پر کنگور سے ہی بنی تھے، بعضی کتابوں میں سے پایا جاتا ہے کہ یہ منارہ
 ہفت منطری تھا یعنی سات کھنڈ کا اور اس لاٹ کے سات ہی کھنڈ مشہور تھے، لیکن اب پانچ باقی ہیں
 جب اس بات کی پُرانے پرانے آدمیوں سے یہ تحقیقات کی گئی تو اس قدر معلوم ہوا کہ یہ لاٹ بعد ارباب وجود

یعنی پانچویں گھنٹہ پر ایک اور چھٹا سا گھنٹہ تھا اور دسویں چارون طرف چار دروازے تھے لوگ
 دسویں جا کر بڑھیا کرتے تھے اور اوس میں بھی ایک طرف سے چھوٹی چھوٹی سیڑھیاں اور چاروں
 بنی ہوئی تھیں اور شاہ اور سپر بھی کچھ مکان ہو کہ اب کس کی یاد نہیں اس بیان سے لکھا ہوا کتاب
 کا اور جو بات عوام الناس میں مشہور تھی آتی ہے صحیح معلوم ہوئی کہ اس لاٹ کے ساتھ ہی گھنٹہ تھے
 انگریزوں کی عملداری سے پہلے دو گھنٹہ اسکے تو بالکل ٹوٹ گئے تھے اور تیسرے میں بھی جواب سب کے
 اوپر بہ قلم کی تراش کے طور پر شکست آگئی تھی کہ حکام و الامقام انگریزی نے اوسکی مرمت کی اور جبکہ
 اس لاٹ کا چھٹا گھنٹہ تھا اتنی بلند سنگین اٹھ دس برجی بنا کر لگائی کہ وہ چھٹا گھنٹہ ہوا اور اوس کے
 اوپر ایک اور کاٹ کی برجی لگائی تھی کہ وہ ساتویں گھنٹہ کی جگہ تھی اور اس طرح کہ اس لاٹ اور پانچواں
 پوری کر دی تھی مگر اس طرح پر لاٹ بن جائیکے بعد پچھلی اور ہوا کے صدر سے وہ سنگین برجی جو
 چھٹی گھنٹہ کا قائم مقام تھی اور وہ کاٹ کی برجی جو ساتویں گھنٹہ کی جگہ بھی نہ ٹھہر سکی اور نکلتے ہوئی
 اس واسطے ان کو لاچار لاٹ پر سے اتار لیا کہ کاٹ کی برجی کا تو نام و نشان نہیں رہا مگر سنگین برجی کو
 یاد گاری کے طور پر لاٹ کے پاس کھڑا کر دیا ہے چنانچہ نقشہ میں موجود ہے۔ یعنی اس لاٹ کی بلندی
 کو اس طرح سے عمل صانع اور اقدام کے پیمائش کیا اور پھر ہر درجہ کو ڈور سے بھی پرتا لا معلوم
 ہوا کہ اس لاٹ کا پہلا گھنٹہ چھٹا نوے فٹ کئی انچ کا ہے جسکے بتیس فٹ کئی انچ ہوئے اور دوسرا
 گھنٹہ پچاس فٹ کئی انچ کا ہے جسکے سترہ گز کے قریب ہوئے اور تیسرا گھنٹہ چالیس فٹ کئی انچ کا ہے
 جسکے کچھ اور تیرہ گز ہوئے اور چوتھا گھنٹہ پچیس فٹ کا ہے جسکے سوا آٹھ گز کے قریب ہوئے اور پانچواں
 گھنٹہ بھی اوس تھوڑی سی اونچائی سمیت جو برجی کھڑے اندر سے پچیس فٹ یعنی سوا آٹھ گز کے قریب
 ہے اور تین فٹ اونچا برجی کھڑے ہے اس حساب سے معلوم ہوا کہ اس لاٹ کے پانچواں گھنٹہ اب جو تین
 اتنی گز کے قریب اور پچہین اور تین میں برجی کی اونچائی جواب بیچے اوتار رکھی ہے سترہ فٹ کئی انچ
 ہے جسکے چھ گز کے قریب ہوئے اور کہتے ہیں کہ پانچ گز اونچی اسپر چونی برجی تھی اور اوپر پھر چار لگا کر تھا
 جو کی طرف سے لاٹ ڈیرہ سو فٹ یعنی پچاس گز مدوری اور پانچواں درجہ پرست جہاں برجی لگی تھی تین فٹ
 یعنی دنل گز مدور ہے اور بقایا سا یہ معلوم ہوا ہے کہ اس مقام پر جو سنگین اور چوبی برجی اور اوپر پھر ہر
 لگایا تھا وہ اس انداز سے لگایا ہوا ہے کہ اگر اس لاٹ کے سطح کے مطابق دو خط مستقیم کھینچے پہلے جاویں

نقشه نبره و سه تعلقه، و باب اول

فی سنگ مرمری عنبرین

نقشه درجه اول مسجد قبة الاسلام



دوسرے درجہ میں جائیکا اور اسکی عمارتیں وغیرہ بھی ٹوٹ گئی ہیں مگر کچھ ٹھکانے باوجود
 کا باقی ہے۔ اس درجہ کے جنوبی چھوٹے درجے کے بازو پر ششہ جبری کندہ ہیں۔ اس شخاعت ہوتا ہے کہ درجہ
 سلطان شمس الدین ایبش کے عہد میں تانکا کو ایک چھوٹے چھوٹے بریکے قریب عرصہ گذرا ہے۔ اس سبب کے درجہ میں
 کہ اور کہیں دیکھنے میں نہیں آتے۔ اگرچہ اسکا بیچ کا درٹوٹا ہوا ہے لیکن اندرون کے درجہ کے برابر ہیں اور
 ٹوٹے بھی نہیں اور اسکی بلندی آٹھائیس فٹ کی جمائش ہوئی اسطراب کے عمل سے پس اسکا بیچ کا درجہ بھی آٹھائیس
 کا ہوگا اور بلندی چھوٹے درجہ آٹھائیس فٹ کے اونچے ہیں۔ اس درجہ کا عرض معین غلیضوں کے ایک سو پندرہ
 کا ہے۔ اسی حساب پر اسجد عالی کی عظمت و شان خیال کرنی چاہئے کہ کتنی بڑی مسجد تھی۔ اور انشا اللہ تعالیٰ
 ہم ہر درجہ کی جمائش اپنے اپنے مقام پر لکھیں گے۔ اب اس مقام پر اس درجہ کا نقشہ لکھا جاتا ہے تاکہ جو کچھ ہم
 بیان کیا ہے وہ تمکھوں سے بھی دیکھا جائے اور شنیدہاتند دیدہ ہو جاوے۔ اس درجہ کا کتبہ بعد ازیں خط
 اور عبارت سے نقشہ کے حاشیہ میں مندرج ہے۔ اور اسکو دیکھو اور اللہ تعالیٰ کی قدرت کو یاد کرو اور بے ثباتی

دنیا پر عبرت پکڑو فاعتر و ایادلی الابرار

درجہ دوم مسجد قوۃ الاسلام

یہ درجہ بہت بڑا ہے اور اب اسکی بلبر کوئی درجہ نہیں۔ اور سب اسکا یہ ہے کہ اس مسجد کے محل میں
 تیار ہوتے تھے اور دو درجہ بن بنا رکھتے اس سبب سے یہ درجہ گویا بیچ کا درجہ ہو گیا اور اس پر خوبی سے
 کہ یہ درجہ پہلے اور تیسرے درجہ سے بڑا بھی تھا اسواسطہ اس کے مقابل کا چوتھا درجہ بتا۔ اس درجہ میں
 قبیلہ کی طرف پانچ درہن اوپر اوپر دو درجہ چھوٹے ہیں اور بیچ کا پانچواں درجہ بتا ہے۔ جب کہ پہلے
 میں ایک بڑا درتھان درون کی بلندی بھی اوتی ہی ہے جس قدر کہ پہلے درجہ کے درون کی بلندی تھی۔
 اس درجہ کے درون پر نہایت تکلف کی مہنت کاری اور طرح بطرح کے بل بوتے پھول پتے بچر ہوتے ہیں
 کہ بیان سے باہر اور ایسا تکلف کا کام اور کسی درجہ پر نہیں بنا ہوا ہے اور بس تو آیات قرآنی کندہ ہیں اور
 بسبب ٹوٹ جانے حروف کے اکثر جگہ سے پڑی نہیں جاتیں۔ اس درجہ کے بیچ کے در پر بائیں طرف
 یعنی ۹۳۰ ہجری اور ماہ ذیقعدہ کندہ ہے۔ اس درجہ کو سلطان مغالہ بن محمد بن سام نے اپنے عہد سلطنت
 بنوایا ہے اور سال تعمیر سے جو اوپر مذکور ہوتے چھ سے اونچتر برس کا بنا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ یہ درجہ
 درجہ میں سے پہلے کا بنا ہوا ہے اور اصل جگہ اے پتھور کے بت خانہ کی سی تھی اور گویا یہی درجہ مسجد قوۃ الاسلام

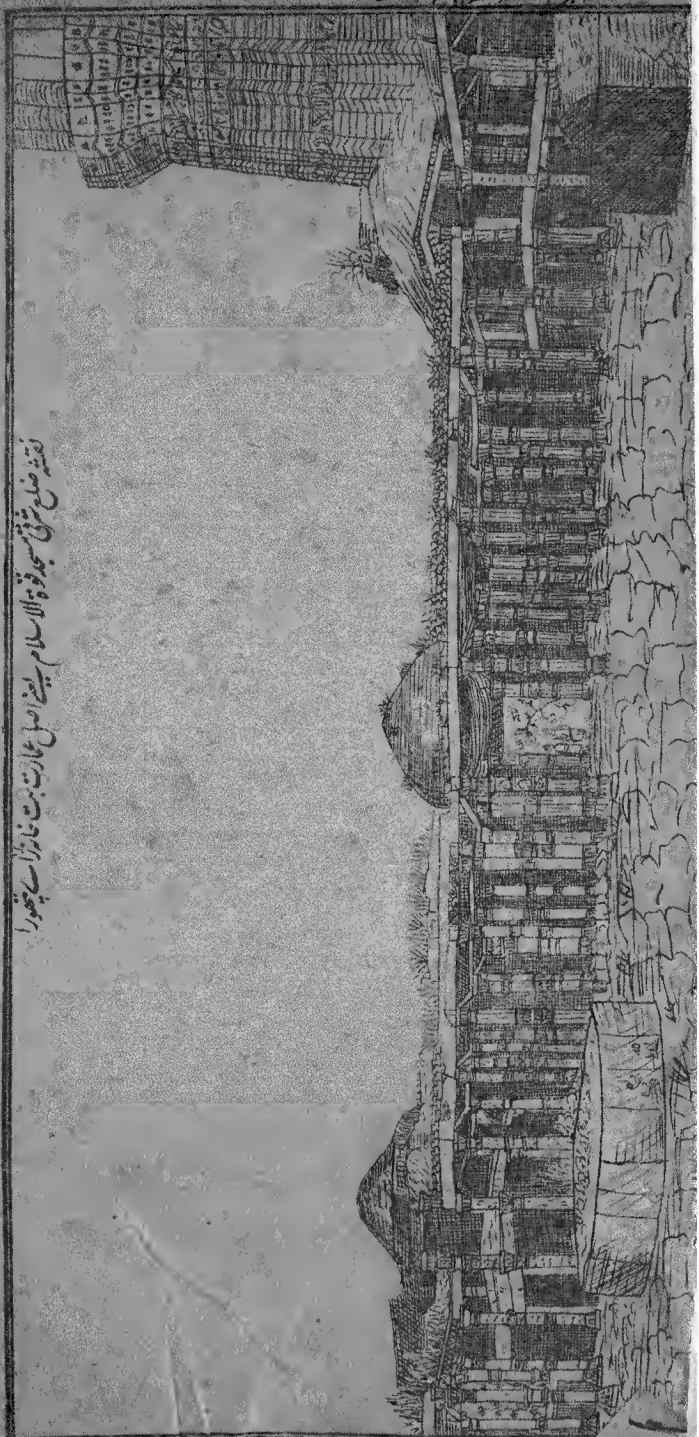
نیا دوسرے اور اور دوسرے اور بادشاہوں نے بنائے ہیں اس کے جنوبی ضلع میں بدستور اسے چھوڑا کہ بت تھا
ستون لگے ہوتے ہیں ہزاروں اور اسطرت ایک دروازہ آمد رفت کا تھا جو گرٹا سے لگنشان باقی سے ہزاروں
سطح شمال کی طرف ستون لگے ہوتے ہیں اور اسطرت بھی ایک دروازہ آمد رفت کا ہے اور لگنشان جو
دروازہ کا حال بھی آگے بیان کیا جا رہا ہے اور شہر قی ضلع میں بھی بدستور ستون لگے ہوتے ہیں اور اسطرت
بھی ایک دروازہ آمد رفت کا قائم اور ثابت ہے کہ اس دروازہ کا بھی حال ہم آگے بیان کرینگے اور
اسی درجہ کے غریبی ضلع کے ستون بہت اچھے ہیں اور ستون کی صورتیں بھی دکھائی دیتی ہیں ہزاروں
ہم اس ضلع کا بھی ایک نقشہ علامہ کھنچیں گے کہ گویا وہ نقشہ اسے چھوڑا کہ بت خانہ کی عمارت کا ہوگا
اس درجہ کا عرض قبلہ کی طرف سے جنوبی اور شمالی ضلعوں سمیت ایک سو اڑتیس فٹ کا ہے اور
اسی درجہ کے صحن میں لوہے کی لاٹ ہے کہ ہم اب اس کا بیان کرتے ہیں : : : :

لوہے کی لاٹ

اس لاٹ کا کچھ حال نہیں تحقیق ہونا کہ یہ کیا چیز ہے اور کس کے وقت کی بنی ہوئی ہے : : : لیکن ہمیں کچھ
شک نہیں کہ بہت قدیم ہے اس واسطے کہ اس پر لکھے حروف اور انکی زبان میں کچھ عبارت کندہ ہے کہ
کہ وہ چرنے میں نہیں آتی : : : بعض لوگ یہ بات کہتے ہیں کہ سلطان مولدین محمد بن سام : : : جس نے مسجد
بنائی ہے اس لاٹ کو بطور مقیاس کے لگایا تھا : : : یہ بات تو غلط محض معلوم ہوتی ہے لیکن اگر
ہم کہ یہ لاٹ پہلے سے اسے چھوڑا کہ بت خانہ میں لگی ہو اور سلطان مولدین محمد بن سام نے بھی اس لاٹ
کو یہ سمجھ کر کہ جلو مقیاس ہی سہی دن ہی دیکھنے کے کام آوے گی اور اس نشانی سے شوکت اسلام
کی پائی جاوے گی بدستور رہنے دی ہو تو ہو سکتا ہے : : : بعض لوگ اس لاٹ کے بننے کی یہ
آفریز کرتے ہیں کہ اسے چھوڑا کہ وقت کے نجومیوں نے اسے چھوڑا کہ یہ بات کہی کہ ہم تمہارے
شہر میں ایک ایسی کیلی گاڑ دیتے ہیں کہ جب تک وہ کیلی قائم رہے گی تمہارا راج نہیں ڈگنے کا : : : اور
اسکی دلیل پوچھی پندتوں نے حرکات کو اکب کا اور انکی تاثیرات کا بیان کیا : : : اسے چھوڑا کہ سمجھیں
نہ آیا اور جو کہ اسکی تیاری میں زر خلیفہ خرچ ہوتا تھا اس واسطے بغیر سمجھے وہ اس کام پر مبادرت بھی نہیں
کرتا تھا : : : آخر کار پندتوں میں سے ایک پندت جو بہت بڑھا اور نہایت عقلمند تھا اس نے سوچا کہ
سب سے مور کچھ سمجھاوونی کے کام بتیں چلتا ایک بات سنایا ہے کہ راج کی سمجھ میں آوے اور پندتوں کو

علی قادر عقولم۔ پر کام کیا جاوے۔ یہ سوچ کر اوس پنڈت نے ایک دن پھر اسکا ذکر چھیڑا۔ اسے پتھر لڑائی
 اپنی عادت کے موافق لکھا کہ مجھ کو اسکا سبب سمجھا دو۔ اوس پنڈت نے ہاتھ باندھ کر عرض کیا کہ ہمارا راج
 پر بھی راج یہ کس کی بات نہیں ہے اگر آپ ایسا ہی پوچھتے ہیں تو الگ چلئے اور سارا حال سنئے مگر ادرسی
 نہ کہتے گا۔ راجہ جی نے جھٹ پٹ خلوت کی اور پنڈت جی سے پوچھا پنڈت جی نے لکھا کہ سنو ہمارا راج پر بھی راج
 ساری دھرتی کے مالک اور دیوتا راجہ باسک پن غیر شاہنشاہ سانپ کا اور اونکا گھر ساری دھرتی میں ہوتا ہے
 اب تھوڑے دن باقی رہ گئے ہیں کہ وہ اس دھرتی میں آیا چاہتے ہیں ہم اس کیلی کو انکے سر پر گامین گے
 کہ نہ کیلی اوکھڑے نہ راجہ باسک یہاں سے جا دیں۔ اور نہ تھانکا راج ملے۔ یہ بات راجہ پتھر لڑائی سمجھ میں
 آگئی اسے نیلی گاڑی کا حکم دیا سب پنڈت جمع ہوئے اور حرکات کو اکب کی دیکھ کے وقت معین پر اس کیلی کو
 گاڑا۔ راجہ نے پوچھا کہ کو پنڈت جی یہ کیلی راجہ باسک کے سر پر بیٹھی۔ اوھون نے لکھا کہ ہاں پر بھی راج
 بیٹھی۔ خیر یہ بات تو کئی گز دھری کیلی گز گئی تھوڑی دھرتی میں راجہ پتھر لڑائی کے سر پر بیٹھا اور دلیں سے
 ہاں کہ رام جائے یہ کیلی راجہ باسک کے سر پر بیٹھی یا نہیں۔ اس وہم سے پنڈتوں کو بلا کر لکھا کہ مجھ کو راجہ باسک کا
 سر دکھا دو یا کیلی کو اوکھڑو کہ لو میں بھری ہے یا نہیں۔ ہر پنڈتوں نے منع کیا لیکن اسے نہ مانا نہ مانا
 اور کیلی کو اوکھڑو دیا وہاں کیا تاکہ اس کو راجہ باسک مگر پنڈتوں نے اپنے تین بھاگنے کو اس کیلی کو
 کسی حکمت سے لو لگا دیا۔ اور لکھا دیکھو عین راجہ باسک کے سر پر بھی۔ اسے پر بھی راج کو بہت
 افسوس ہوا اور فریاد کیلی کو پھر گڑوا دیا لیکن پھر گڑوائے سے کیا ہوتا ہے وہ وقت کہان
 تخت اس کے بعد تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ مسلمان آئے اور اسے پتھر لڑائی کے بقول بعض مارا گیا
 اور بقول بعض قید ہو کر غزنین بھیجا گیا اور مسلمانوں کا عمل ہو گیا اور میرے نزدیک بھی یہی ریت
 قریب بعد معلوم ہوتی ہے۔ اگرچہ دیکھنے والے اس کتاب کے میری اس غصہ پر کو بخیر ایک
 افسانہ کے اور کچھ نہیں سمجھنے کے۔ لیکن تاریخ کے دیکھنے والوں اور نجوم کے واقفین کو عجوبی
 یاد اور معلوم ہوگا کہ اس قسم کی چیزیں اگلے زمانے حکیموں اور نجومیوں نے نسبت بنائی ہیں کہ انہیں
 حادثہ گذرنا دوسرے حادثہ عظیم شام تبدیل راج یا کسی طرح کے حادثہ سے مطلع کرتا تھا۔ چنانچہ اسکا ذکر بہت
 معتبر تاریخ کی کتابوں میں موجود ہے۔ پس اگر پنڈتوں نے بھی حرکات کو اکب کی انصاف
 پر یہ کیلی گاڑی ہو تو کیا عجب ہے۔ غرض کہ یہ لاث بھی عجائب روزگار سے ہے۔ سرے

نقشه شهر تبریز در زمان صفویه ۱۰۰۰ سال اول



یا توں تک ایک لومیک ڈیجی ہوتی ہے اسکو دیکھ کر آدمی کی عقل سبب ہوتی ہے کہ کیونکر بنی ہوگی اور کس طرح گھڑی کی گئی ہوگی یہ جب کہ بینا اس مقام کا نقشہ کھینچا تو اس لاث کو بھی ناپا فٹ سے بھی اور اسطرلاب کے عمل سے بھی محل اور پنچائی اسکی بانیس فٹ چھ انچ کی کھلی اور پٹکی شامی یا پنج فٹ تین انچ کی مدور معلوم ہوتی ہے اس لاث پر چسپا یا اپنا نام لکھو چکا اور کسی ہر پھول بنا دیا ہے کسی کھجور کی صورت بنا دی ہے لیکن جو اسکا اصلی کتبہ ہے وہ لکھے حرفوں میں جو کچھ سنیں جاتا اور نہ حرف سمجھ میں آتے ہیں یہ میں نے سنا ہے کہ کسی شخص نے اس کتبہ میں سے صرف اس قدر الفاظ دوسری اسے پڑھتی راج یہ پڑھا تھا اور باقی پڑھا لگیا یہ جب کہ عوام الناس اس لاث کے دیکھنے کو آتے ہیں اسوقت بڑا تماشا ہوتا ہے یعنی عوام الناس میں یہ مشہور ہے کہ جس شخص کی کوئی مین یہ لاث آجاتی ہے وہ قذال کا ہوتا ہے اور جسکی کوئی مین نہیں آتی وہ حرام کا ہوتا ہے یہ اور اس سبب سے کہ یہ لاث کا مذکور بنی ہوئی ہے یعنی قد کے آدمی کی نو کوئی مین آجاتی ہے اور ٹھٹھکے قد کے آدمی کی کوئی مین نہیں آتی اور لوگ اسکو چھیرے میں اور حرام کا ہے حرام کا ہے کہتے ہیں اور وہ کہہ دیتا ہوتا ہے یہ میں اس لاث کا حال بیٹھا ہوا لکھ رہا تھا کہ یکایک بہت عورتیں جوان جوان خوبصورت خوبصورت آئیں اور اس لاث کو کھلی میں لیا اتفاق سے اور میں ایک عورت کی کوئی مین جو سب سے خوبصورت تھی یہ لاث نہ آئی اور سب نے اسکو چھیرا نہ دیا یہ کہ وہ رونہ لگی ہو گئی یہ میں ایک کوڑ میں بیٹھا ہوا چکا نقشہ کھینچ رہا تھا اور حال تھا تھا خدا جانے اون عورتوں نے کیا جانا کوئی ملاں یا سبایا یا خادم سمجھ کر مجھ سے پوچھا کہ گیون میان جی کی کوئی مین یہ لاکھ نہ آدے وہ حرام کا ہوتا ہے یا نہیں یہ میں اپنے دل میں بہت ہنسنا اور اپنے دل سے کہا کہ خوب منصفی کرنی پڑی یہ لاچار میں نے اون سے کہا کہ بیس برس کی عمر سے سو امین نا ہے کا اعتنا کیا جاتا ہے اگر تھاری عمر میں اتنی تو میں تباؤں یہ جو کہ اوتیں سے کہیں کی عمر اس قدر تھی ہنس کر چلی گئیں میں بھرا نیا کام کرنے لگا یہ علی الصبح چورم بکار و باروندہ ملاکشان بہت بکواسی روز اسکا نقشہ دیکھ کر فقیر نے ہلکی

اصلاح شرعی درجہ دوم مسجد قوۃ الاسلام یعنی عمارت تھانہ راج پھول ادا

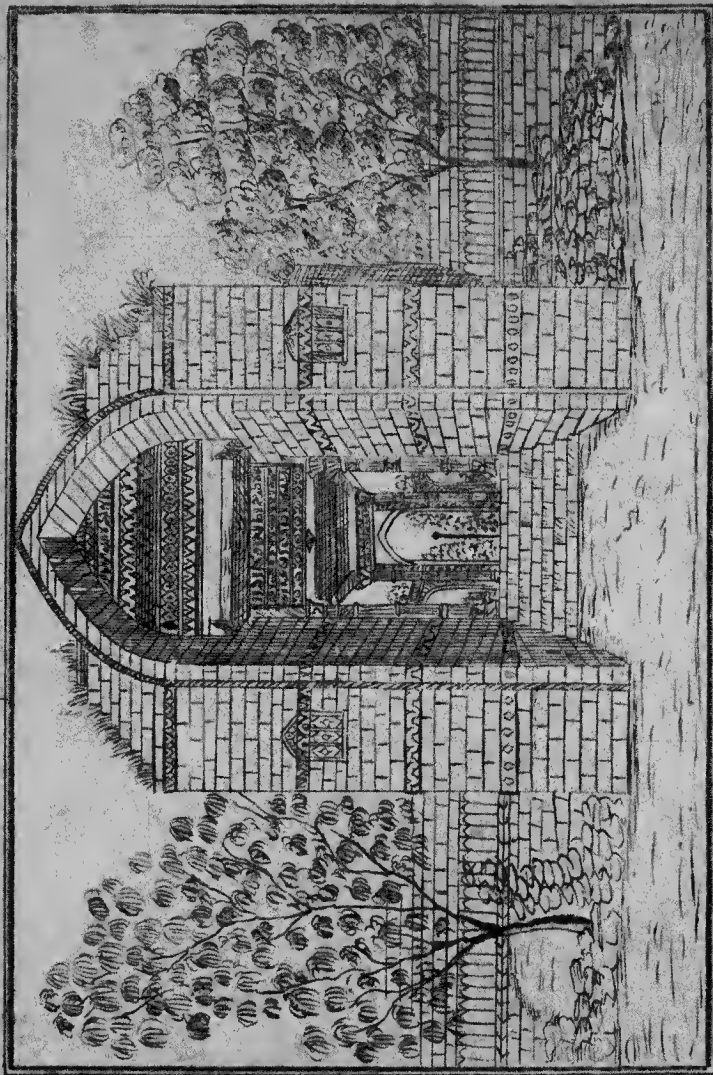
یہ ستون جتنا نقشہ میں لکھتا ہوں اسی دوسرے درجہ کے صلیع شرعی میں لگے ہوتے ہیں اسطرح شامی جنوبی صلیع میں بھی تھے اسکا نقشہ صرف اسو سطرلاب کھینچا گیا ہے تاکہ لوگ معلوم کریں کہ اچھے عمارت کے بت خانہ کی عمارت کس قطع کی تھی اگرچہ میں یقینی نہیں کہ کتنا کچھ عمارت یہ دستور اسے پھولا کر وقت کی بنی ہوئی ہے اور مسلمانوں نے اس میں کچھ تغیر و تبدیل نہیں کی لیکن ظن غالب یہی ہے کہ

یہ ستون بدستور اسے چھوڑا کے وقت کے اس طرح سے لگے ہوئے ہیں اور مسلمانوں کے عہد میں بخرا اسکے
 کہ ان ستونوں پر جو بت بنے ہوئے تھے او کو بگاڑ دیا ہے اور کچھ غیر تبدیل نہیں ہوئی خدا اور اگر یہی ہو تو
 کہ سلطان قطب الدین ایک نے یہ دروازہ جو اس طرف کو ہے اور او سکاحال اور دسکافش
 ہم علاحدہ لکھیں بنا دیا ہے اور اس پر دلیل ہے کہ ان ستونوں کو اس طرف جو دیوار احاطہ کی بنائی ہے اور عمارت دروازہ کی بالکل
 علاحدہ اور دیکھئے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ ستون پہلے لگے ہوئے تھے اور یہ دیوار دروازہ پہنچے کا بنا ہوا ہے بد اس
 دلیل سے میں یہ خیال کرتا ہوں کہ یہ ستون اسے چھوڑا کے وقت کے لگے ہوئے ہیں اور اسی
 اس عمارت کو اسے چھوڑا کے وقت کی نشانی تصور کر کے اسکا نقشہ لکھتا ہوں بد یہ ستون اور سب
 ستونوں سے عہدہ ہیں اور ان پر منبت کاری اور گل کاری بھی بہت اچھی ہے اور ان پر ستونوں کی بہت
 سی صورتیں بنی ہوئی تھیں کہ مسلمانوں کے عہد میں او کو بگاڑ دیا ہے اور اب تک بگڑی ہوئی موجود ہیں
 بد اس عمارت کو دیکھ کر میرے متین یہ غور بہت یاد آتا ہے بد ان نقشہ نگاری در و دیوار کستہ
 آثار پر بدست صنادید عجم را بد قدرت الہی ہے کیا کیا لوگ تھے اور کیا حال اور عجب عجب
 زمانہ میں گزر چکے ہیں بد اس نیزنگی زمانہ پر نہایت عرت بکڑنی جاسے اور اس دنیا کے فو قیوں کی بنا
 بقیرا پر گزرتیے نگار چلے اسے مال و متاع پر ہرگز نہ گزریاں لکڑے اگرچہ جس قانع نہیں ہوئی
 بد کار و دنیا کسی تمام کر دے ہرچہ کہ یہ غصہ لگے بد یہ حال اسکا نقشہ اس ترکیب سے کھینچا گیا ہے
 کہ ستون کے بننے کی ترکیب اور ان کی صورتوں کے نشان سے معلوم ہو میں او کو دیکھو بد قدرت الہی یاد رکھو

دروازہ شہر تی در جو دوم مسجد قوۃ الاسلام

یہ دروازہ اسی عمارت کی پشت پر واقع ہے جسکا نقشہ سننے رای چھوڑا کے بت خانہ کی عمارت کر کے لکھا
 بد یہ دروازہ دہورا معلوم ہوتا ہے اندر کا دروازہ جو جو کھوٹا ہے وہ سلطان مغولین کے عہد سلطنت کا
 بنا ہوا معلوم ہوتا ہے بد چنانچہ او کی پیشانی پر سنہ قیام بت خانہ لکھا ہوا ہے او اس کتبہ کی عبارت
 اچھی طرح نہیں پڑھی گئی جس قدر پر بھی گئی ہم یہاں لکھ دیتے ہیں اس واسطے کہ نقشہ میں بہت باریک
 ہو جائے سبب اونہی طرح کے خط ہونیکے باعث شاید نہ پڑھی جاوے بد پہلے تو اسم اللہ کے بعد
 کلام اللہ کی آیت ومن ذلک ان آمناسے فان اللہ غنی عن العالمین تک لکھی ہے او کے نیچے کی سطریں
 یہ عبارت ہے بد این عمارت را قیو کرد و این مسجد جامع را بنا ساخت سنارہ فی شہر کستہ سنہ ثمان

نقشه دروازہ شرقی دوم مسجد قوۃ الاسلام

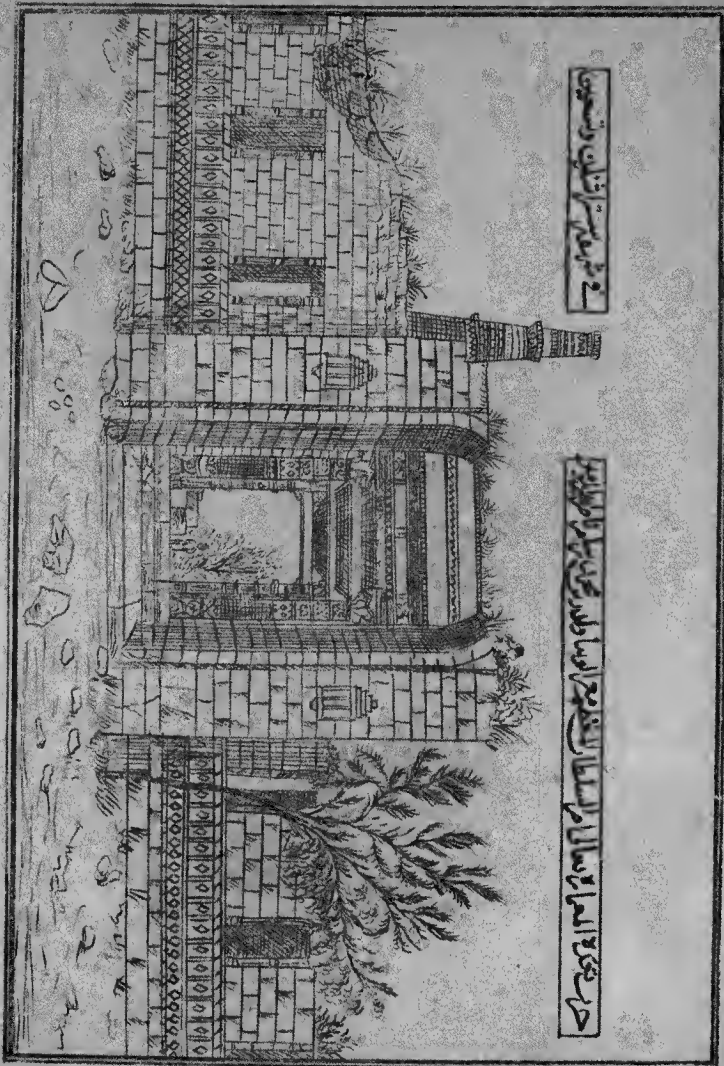


نقشه منبره متعلقه مع فوسم باب اول

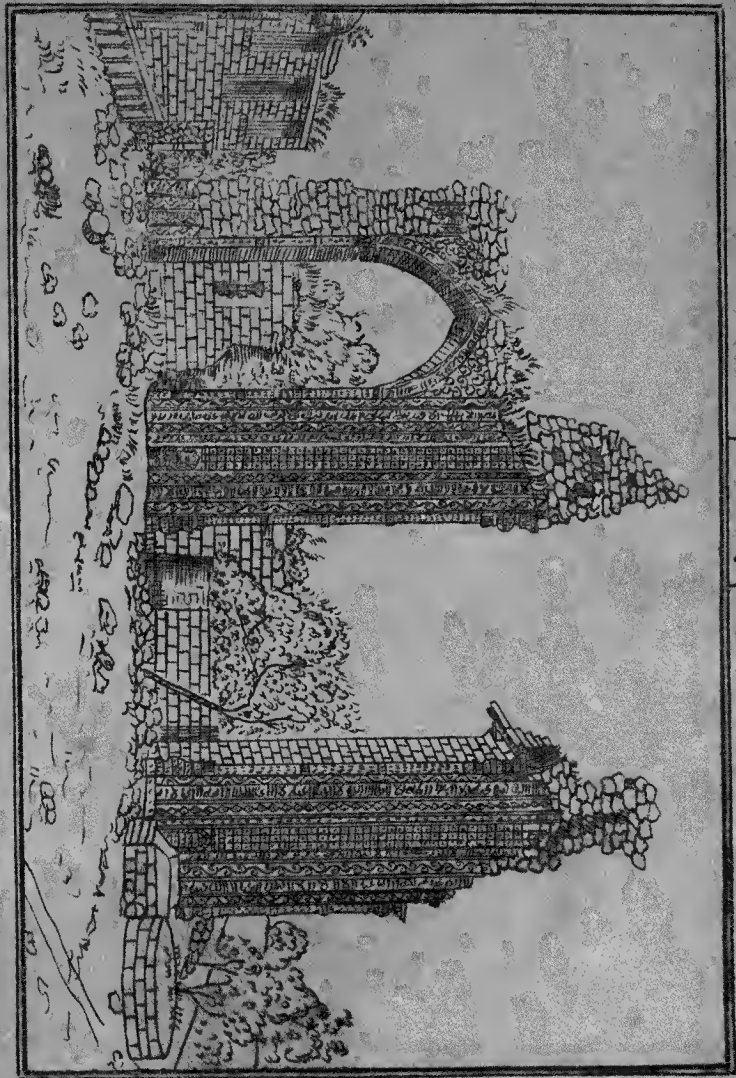
نقشه دروازه شاهی در مجرای مسجد قبة الاسلام

در مقام شاهان و شهبانان

در مقام شاهان و شهبانان و در مقام شاهان و شهبانان



نقشه نیراه متعلقه صفحہ نمبر ۶ باب اول



نقشه درجہ سوم مسجد قبة الاسلام

وخمسة درجہ اور بعض جگہ سے والد والدین بدترھا جاتا ہے اور بعض جگہ سے فقط بطلانی بدترھا جاتا ہے اور بعض جگہ سے فقط بدت خانہ بدترھا جاتا ہے غرض کہ جیسا وہ کتبہ سے قبلہ نقشہ میں موجود ہے اور اس دروازہ کی گئی کی شبی محراب سلطان قطب الدین ایک فرمائی ہے چنانچہ اس کے اور اس کا نام لکھا ہوا ہے لیکن اس باب میں شبہ ہے کہ یہ محراب سلطان قطب الدین ایک نے اپنے عہد سلطنت میں بنائی ہے یا اس کے بعد سلطان محمد بن علی کی فتح کے بعد سلطان قطب الدین کو یہ مان چھو گیا تھا اور یہ سب عمارت اسی کا اہتمام میں تیار ہوئی تھی اور اسے اپنا نام علی وسید کر دیا اور اس کی تشریف آوری کسی تفسیر کی کتاب سے نہیں پائی جاتی غرض کہ دروازہ بھی بہت چھوٹا نقشہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے

دروازہ شمالی درجہ دوم مسجد قوت الاسلام

یہ دروازہ اس مسجد کی سب عمارتوں سے پہلے بن چکا ہے اور سلطان مغز الدین محمد بن سام عبد سلطنت میں جسے اس بت خانہ کو فتح کیا ۹۲ھ ہجری میں بنا جو بدترھا چنانچہ اس دروازہ پر سلطان غزالی کا نام اور سنہ بنا لکھے ہیں اور اس کے کتبہ کے دیکھنے سے یہ بھی پایا جاتا ہے کہ مسجد کی اسی بادشاہ کو حکم جاری ہوئی ہے چنانچہ اس میں لکھا ہے کہ بدت ہذہ العمارت بانی امر السلطان النظم مغز الدین الدین محمد بن سام ناصر امیر المؤمنین بدترھا سال بنا کی جگہ لکھا ہے بدنی شورشہ انتی و قسطنین بدترھا عمارت کا لفظ یا تو سب استدوار زمانہ کے گل کرادھ گیا یا پہلے ہی نہ لکھا ہو بدترھا امین کچھ شک میں کہ پانسو یا سو سنہ میں تیار ہوا ہو اور یہ دروازہ بھی خوبصورت بنا ہوا ہے کہ نقشہ کے دیکھنے سے اس کی خوبصورتی پائی جاتی اور اسی دروازہ کی طرف اس مسجد عالی کا تیسرا درجہ ہے کہ اب ہم اس کا بیان کرنا شروع کرتے ہیں

درجہ سوم مسجد قوت الاسلام

یہ تیسرا درجہ ہے اس مسجد عالی کا اور یہ درجہ جیسا ہے جیسا پہلا درجہ تھا اگرچہ اس درجہ کی محراب کا وہ چھتر پہ سال بنا کر نہ تھے ٹوٹ گیا ہے لیکن اس درجہ کی ساخت اور قطع اور بدت کاری اور درون کی اونچائی جیسا پہلے درجہ کی ہی ہے اس سے یقین پڑتا ہے کہ یہ درجہ بھی سلطان محمد بن الدین قسطن کے عہد کا بنا ہوا ہے اور اسی سنہ میں بنا ہوا جس سنہ میں کہ پہلا درجہ بنا ہے یعنی ۱۰۷۰ھ میں کہ اس کو آج تک چھتر چھتر ہیں اس کا عہد گذرا اس درجہ کے بھی اس طرح تین درجہ ہیں ایک بڑا اور دو چھوٹے پہلا درجہ تین درجہ ہیں لیکن اوپر کے کچھ کچھ پھر ادھر گئے ہیں اور سچ کے در کی محراب بالکل ٹوٹ گئی ہے اور بازو قائم میں بدترھا در کا صرف ایک بازو قائم ہے اور ایک بازو اور محراب کا نام وٹان بھی نہیں رہا شاید یہ ٹوٹ کر گیا کہ

اسی درجے کے چاروں طرف سے وہ شہر جو لاڈ و سرزمین سے نکلی ہے بھول تھمکتا ہوتا ہوتا ہوتی قطب صاحب کو جاتی ہے
 یہ درجہ قطب کی طرف سے ایک نئے آٹھ فٹ کا پڑا ہے یہ اب قیاس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ سلطان
 شمس الدین بہمنش نے اس مسجد کو ایک فیدر بنا کر بنانا چاہا تھا اور یہ راہ دیکھا ہو گا کہ اس درجہ کے مقابلہ میں
 لاٹ بنا دے گرتے نہ پائی ہو جب کہ سلطان علاء الدین خلجی بادشاہ ہوا اور اسے جا پا کہ اس مسجد کو اور بڑھا دے
 اور بنیاد اس سے بھی بلند بنا دے کہ اس نے بنیاد ڈالی اور بنانا شروع کیا مگر اس کی عمر نے وفات کی کہ ہم سکا
 حال آگے بیان کریں گے اور اس مقام پر اس درجہ کے نقشہ کو لکھتے ہیں :-

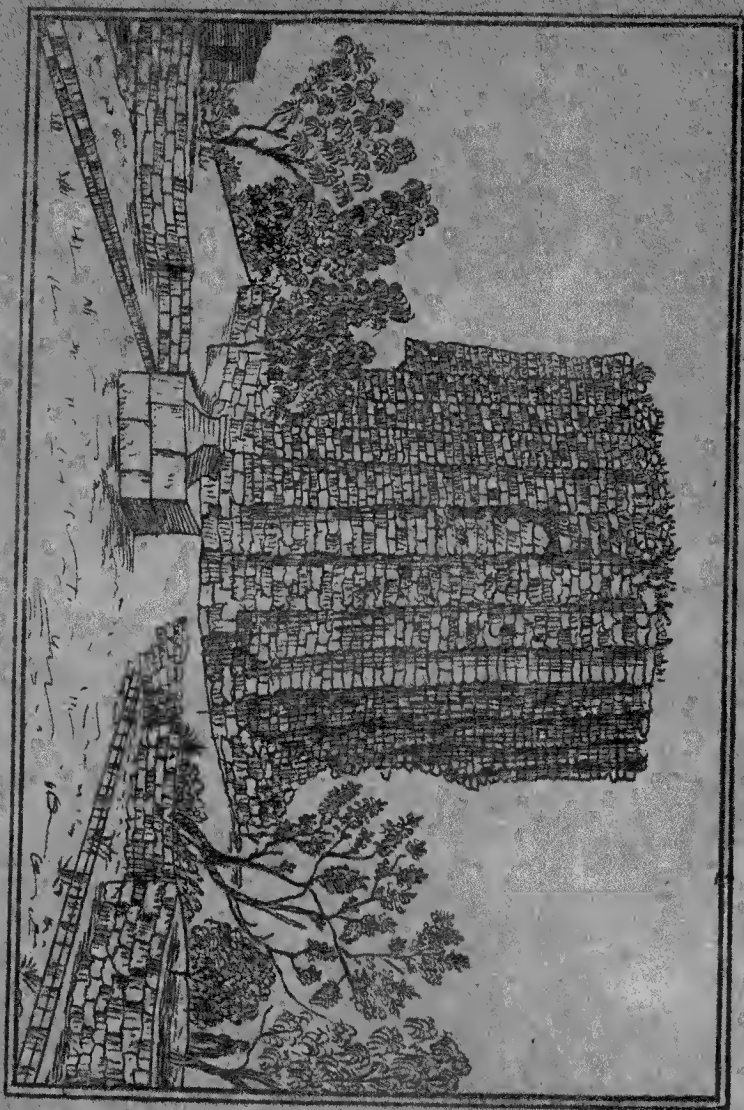
درجہ چہارم مسجد قوت الاسلام

اگرچہ یہ درجہ بنا ہوا نہیں ہے اور جس قدر بنا ہو گا اور بنا ہی نہیں رہا لیکن درون کے پاؤں کے نشان معلوم
 ہوتے ہیں اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس درجہ کی بھی بنیاد پڑ گئی تھی اور تباہ شروع ہو گیا تھا بلکہ اب تک بھی دوڑ
 ڈھائی ڈھائی گز تک چائی موجود ہے یہ پتھر و تھر تو لوگ اوکھیر کے لنگے پین پونے کے ڈھیم پانی میں
 اس درجہ کی بھی قطع ایسی ہی معلوم ہوتی ہے جیسے کہ دوسرے درجہ کی قطع ہے یہ یعنی اس درجہ کے بھی پانچویں
 و سب سے شروع ہوتے تھے چار چھوٹے اور بیچ کا بڑا ہذا اور تباہی کی کتابوں کے متبع سے یہ بھی پایا جاتا ہے
 کہ اس درجہ کو سلطان علاء الدین خلجی نے مسند بھری میں بنانا شروع کیا تھا مگر وہ قریب اسی زمانہ
 کے مگر کیا یہ درجہ نام تمام رہ گیا مگر اس درجہ کی پیمائش میں علاحدہ کر کے نہیں تباہ کیا سوا اس کے کہ کچھ اچھی
 طرح نشان نہیں پایا جاتا مگر جب کہ عین پانچویں درجہ کا حال لکھوں گا اور ان دونوں کی پیمائش ایک ساتھ دیکھنا
 کر دیکھا یہ اس درجہ میں پانچویں اور کوڑے کے ڈھیر کے اور کچھ نہیں ہے اس سب سے اس کا نقشہ نہیں لکھا

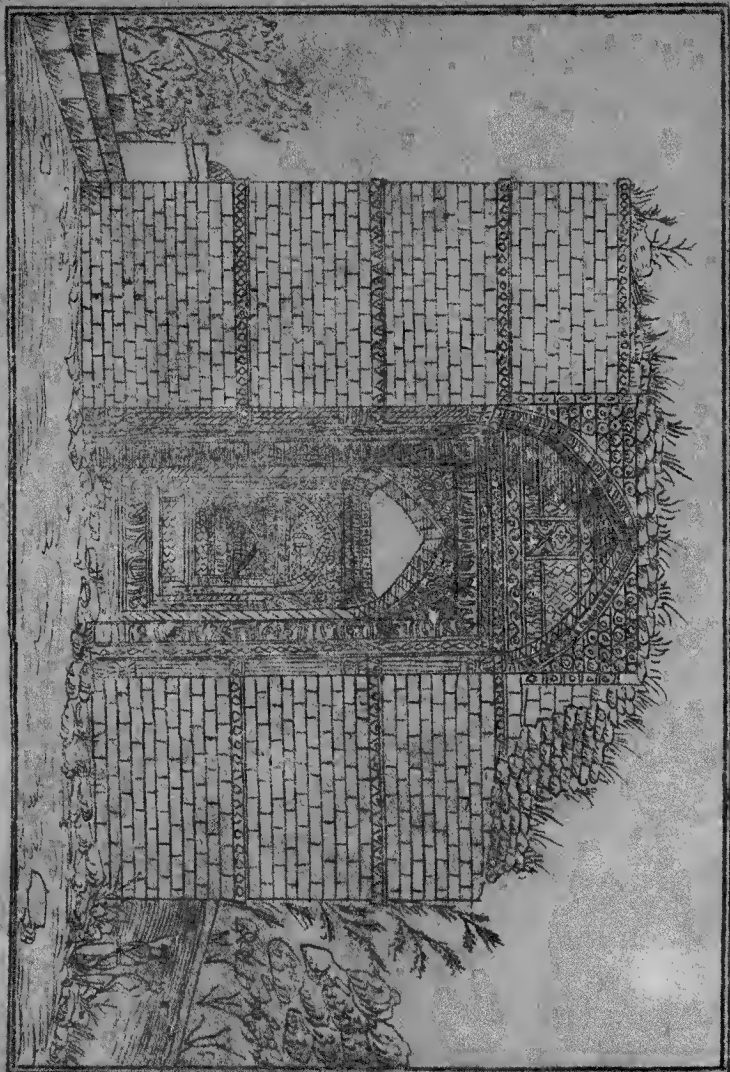
درجہ پنجم مسجد قوت الاسلام

اس درجہ کو بھی سلطان علاء الدین خلجی نے مسند بھری میں جو تھے درجہ کے ساتھ بنا با شروع
 کیا تھا جس طرح کہ وہ درجہ نام تمام رہ گیا اس طرح یہ بھی نام تمام رہ گیا مگر اس درجہ کی قطع ایسی معلوم ہوتی ہے
 جیسے کہ پہلے درجہ کی قطع تھی یعنی تین درجہ کا یہ درجہ بھی تباہ شروع ہوا تھا مگر نام تمام رہ گیا مگر ان دونوں درجوں
 کی چوڑائی فیکہ کی طرف سے دوسرے تھا اور ان فٹ ہے کہ اس حساب سے اس مسجد کے پانچویں درجوں
 کی چوڑائی ملا کر اترتیل فٹ اٹاروں کا حق اور بڑھا کر چھ سے چھ الٹس فٹ کی ہوئی جس سے دوسو سو اندرہ
 گز کے قریب ہوتا ہے یہ اس درجہ کا بھی نقشہ اس سب سے پانچویں کے ڈھیر کے اور کچھ نہیں ہے لکھنے میں نہیں آیا

نقشه میتر ۵۲



نقشه نمبر ۳۰ متعلقہ صفحہ ۶۵ باب اول



نقشه بقعہ و سلطان حسن الدین

کوئی لاشعوب

اس لاشعوبی سلطان علاء الدین خلجی نے سال ۷۰۰ھ میں ان درجن کے ساتھ اپنا شروع کیا تھا جو سلطان کے یہ درجن نام رکھتے۔ سلطان علاء الدین خلجی کا ارادہ تھا کہ اس لاشعوب کو پہلی لاش سے بچا جائے اور اسے اس واسطے اس لاش کو پہلی لاش سے مونا بنایا تھا اگرچہ اس لاش کا بچہ حق سب کے حق کے لیے اور بچہ کا دھرم دیکھا ہے لیکن جو کہ بچہ دہ اس کی معلوم ہوئی ہے اور ایک نامی چیز ہے اس واسطے ہم اس کا نقشہ لکھ دیتے ہیں جس میں اس کی تعریف میں حضرت ابو بکر نے قرآن احمد بن میں خدا شہاداً جہاں کے میں مناسب مقام جا کر اور ان افساروں کو نقل کرنے کو دیتے ہیں

صفت مسجد جامع کہنا لست درو		شجرہ طیبہ بر سر سخی و طوطی انجمن	
سب و جامع سیف الد	زفرہ طیبہ او تاب	بر سر تخت گرفت شعی	ہمز شمس از خطبہ النبی
آمدہ دروی ز سپر کور	نیف کی اندان قرآن فر	عقل سبب بکبر و جون	رفتہ ز فتنہ و لالہ بردن
گفتہ داور سبب پونہ را	سلسلہ جو کچھ شدہ ملک	نواز نام کہ درین خوش	پیش شمس جہاں سکون
بدست سنگش درو ملایم	ز وہبہ ازادی سیف الحق	بر سر کعبہ کعبہ کعبہ	نبرد راور سبب کعبہ پاپے
درہ سفقش زما تازمین	نصب شجرہ طیبہ تونہ	حاکمیت خود کو کہ دون	دادہ اقامت بر جون نام

صفت شکل منارہ کہ ز رفعت کشش		از بی خجور خورشید شدہ سنگ فسان	
شکل منارہ چستونی رنگ	از بی صفت فلک شیش رنگ	سقف سما کہ گنگی شد رنگ	در آں در شمس سنگین ہو
نارنگش از آج کہ گونہ شست	گنبدی سنگ فلک سنگت	انکہ ز نور بر سرش فرخند	سنگ ز زردی خور ز شدہ
سنگی از سبک خجور شیعہ	زان ز خورشید عیاری ہو	گز ترقت شد فلک شیش	از چہ بران سنگ و شیشہ بار
دین اور اکلہ گندہ ماہ	بلکہ قیادش کہ درین کلاہ	ماہ مسجد بہ شیش ہماہ	گز شیش خور خدا راجستہ
زان علم ہوا کہ در ابر داد	برق ز جاست دو گھاٹا	شد چو بلند از رفعتش ہو	روز بندگی حق چرخ شیش
بر فلک سب طرف بر سر	تا فلک سب بایشین بر سر	از بی بر رفعتش ہماہ	گز زمین تا فلک و بان
گز سرش کرد موزن چو	قامت شمس از سجود شیش	موزنش از کلاہ تا کلاہ	قامت موزن تو را دجید

یہ قبر ہے سلطان شمس الدین ایبٹیش کی جسے یہ بلند بنایا اور پھر آٹھ روز مانہ کی گردش سے آہ بھی خاک میں ملایا۔ بہت عبرت کا مقام ہے کہ یہ زمانہ کس کو کونین چھوڑتا ہے کیسے کیسے نام آوے

لوگ زمین کے پتھر پر سب سے پہلے نامور کہ زیر زمین دفن کردہ آئندہ کو زمین پر پیش بروی زمین خزانان نماذہ یہ بادشاہ بہت نیک نیت اور نیک بشریت تھا وہ اسکی حد میں سب لوگ چین چان اسن انان سے بہت سے تھے یہ بادشاہ سوستان کے سفر سے پھر کر اور اسی قوۃ الاسلام مسجد کے پیچھے اوکو رکھا جو تاریخ کی کتابوں کے پڑھنے اور دیکھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقبرہ سلطان رکن الدین فیروز شاہ اور سلطان شہیر علی کو حد میں بنایا گیا ہے اگر اس کے بننے کی تاریخ کسی کتاب سے نہیں پائی جاتی لیکن سنی تیسویں ہجری میں سلطان شمس القشیر راجہ کو اوکو آجنگ پھر سے شمس بریکے قریب عرصہ گذرا اسی انداز پر اس عمارت کے بننے کی تاریخ کو بھی خیال کر لینا چاہیے یہ اس مقبرہ کی عمارت باہر سے تو سنگ عمار کی ہے اور اندر سے سنگ سرخ کی اور کہیں کہیں سنگ مرمر لگا ہوا ہے اور تمام دیواروں پر آیات قرآنی کندہ ہیں جو ہر جہ اس مقبرہ کا گراں ہے اور صرف چارہ دیواریں رہ گئی ہے وہ بھی جا بجا سے ٹوٹ گئی ہے جو اسی برج کے نیچے دیواروں کی شکل بنی ہے اور قلعہ صاحب کو جانی ہے جو غنچہ اس زمانہ میں جیسا کہ یہ مقبرہ ٹوٹا پھٹا رہا وہ ایسا ہی نقشہ میں موجود نقشہ دیکھو اور زمانہ کی نیرنگی پر عبرت لے کر۔

مقبرہ سلطان علاء الدین خلجی

واہ کیا قدرت الہی کی ہے کہ سلطان علاء الدین خلجی کیا شہر بادشاہ تھا کہ اس کے آگے چر دیوہ زمین نہیں باقی رہا نہ کھڑے رہتے تھے ایک پل میں جو چاہتا سو کرنا اور ایک دم میں جو کتنا وہ ہوتا ہے اب سہاؤ کی چیز جس کا کوئی نام و نشان بھی نہیں چاہتا کیسے لاچار اور زور ماندہ پڑے ہیں کہ لوگ قبر کا تو نہ بھی اوکھا تو کھائے پھر بھی اوکھیر لیگئے اور انکا کچھ نہیں نہیں چلتا یہ مسجد قوۃ الاسلام کے پہلے درجہ کے پیچھے ایک اور مسجد کے سے رکھا فی دیتے ہیں اس کے قبضی فیصل میں ایک ٹوٹا کھنڈر ہے وہ ان سلطان السلاطین کی قبر ہے یہ اگرچہ یہ مکان اب اس لائی نہیں رہا تھا کہ اس کا نقشہ کھینچا جاوے لیکن صرف اس واسطے کہ دیکھتے والوں کو اس دنیا کے سچ ہونے پر عبرت ہو اس کا نقشہ لکھا ہوں اور اس کے ساتھ یہ بھی بت ہے کہ بڑے نامی بادشاہ کی قبر ہے یہ یہ مقبرہ سلطان شہاب الدین اور سلطان قطب الدین مبارک شاہ کے حد میں بنایا ہے جو اسی بادشاہ کے بیٹے تھے اگرچہ بننے کی تاریخ نہیں معلوم لیکن ۷۵۰ ہجری میں سلطان علاء الدین نے اس دنیا سے کوچ کیا کہ اوکو آجنگ پان سے اترنا نہیں سہاؤ کے قریب عرصہ گذرا اسی صاحب پورس مقبرہ کے بننے کی مدت کو خیال کر لو اور اس ٹوٹے پھوٹے مقبرہ کے نقشہ کو دیکھو۔

نقشه و بفره ۵۴ متعلقه صفحه ۶۶ باب اول

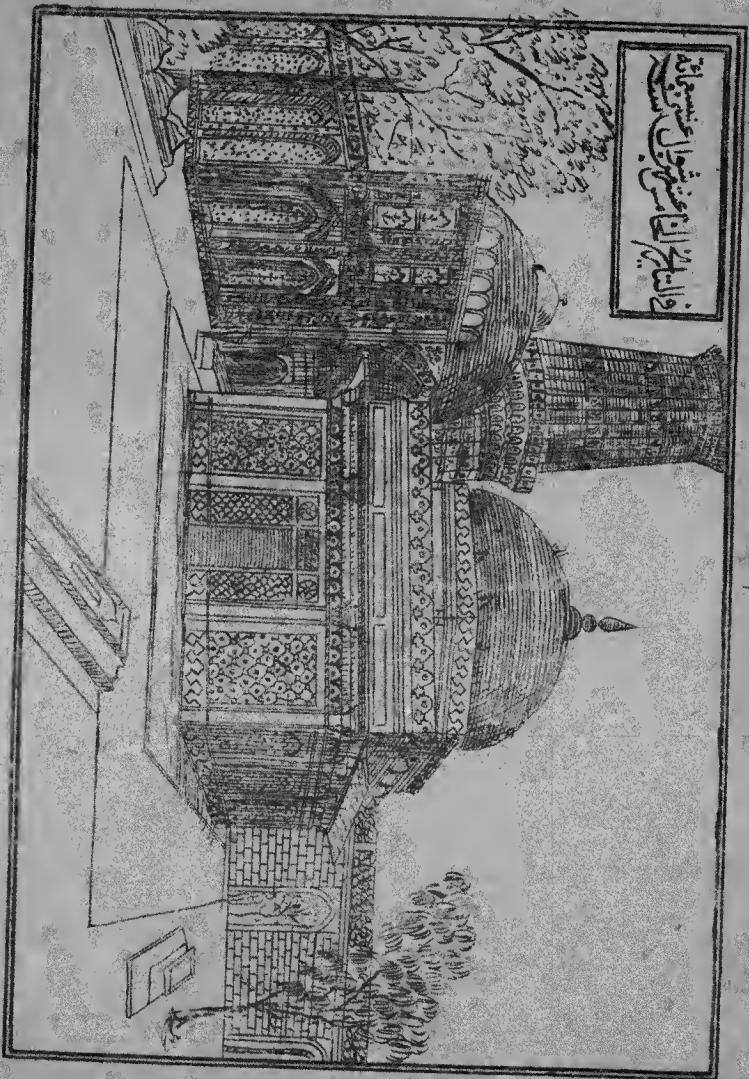


نقشه و بفره سلطان علاء الدین خلجی

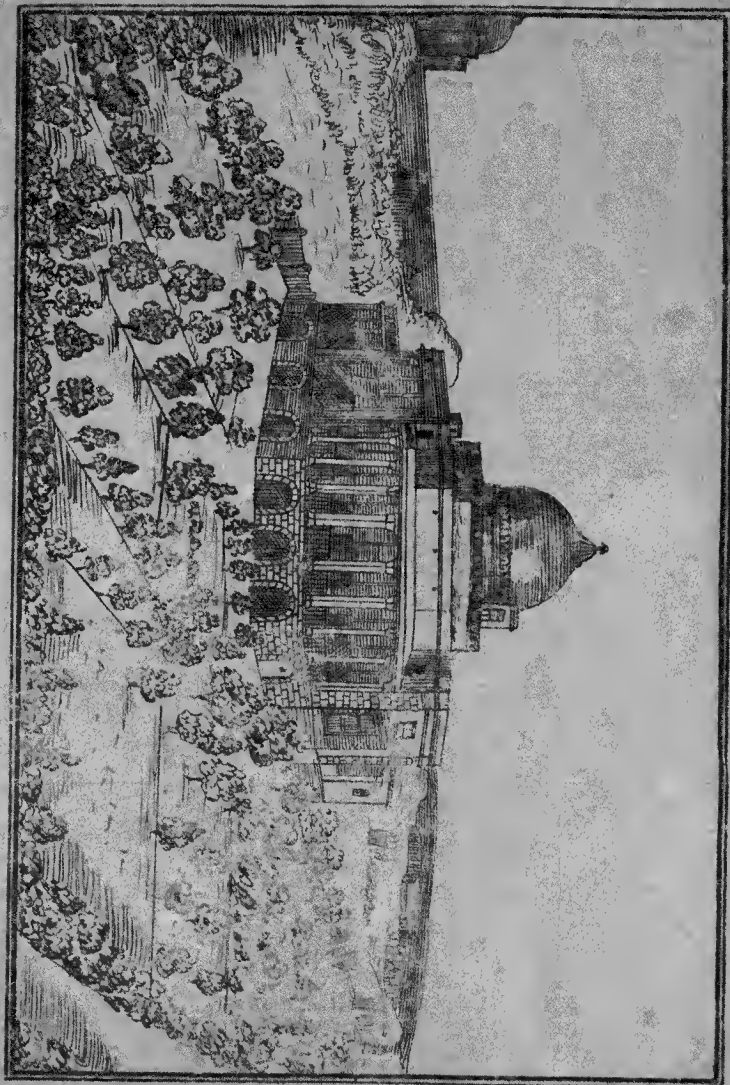
نقشه نبرده متعلقه صفحه ۶۰ باب اول

نقشه درگاه امام رضا من معمر در اصفهان

فناء الخیر العشرین



نقشه کوچه جناب صاحب کلان بنابر امارت اگر سابقین محمد قلی خان کوچه کا مستبره قضا



	کتبہ دار امام ضامن	
بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ	وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ	وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ
وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ	وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ	وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ
وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ	وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ	وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ
وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ	وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ	وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ

لاٹ کے پاس کا بیڑ اور وارہ

یہ ایک دروازہ ہے بیڑی لاٹ کے پاس تمام سنگ سرخ سے بنایا ہوا اور اسکے چاروں طرف چار دیواریں ہیں اور اس پر گول لداؤ کر دیا ہے مقعر اس لداؤ کا ایلیہ بند ہے کہ بغیر یہ معلوم ہوتا ہے گویا آسمان کا مقعر ہے اس دروازہ کی دیواریں پر بھی آیات قرآنی کندہ ہیں اور چاروں طرف کے دروازہ پر یہ تاریخ لکھی ہوئی ہے بدنی تاریخ انھیں شش دین شوال سنہ عشر و سبمانہ ۶۸۰ اس تاریخ کے حساب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دروازہ سلطان علاء الدین خلجی کے وقت میں بنا ہے اور سلطان علاء الدین خلجی نے عجمی یا مسجد کا بیڑ اور وارہ بنایا تھا اور اس دروازہ کی بنائے کے بعد بادشاہ نے اس مسجد کے اور درجوں کی بنائے کا ارادہ کیا تھا کہ وہ ناتمام رہ گئے ہو غرض کہ یہ دروازہ بھی ایک عجائب روزگار سے ہے ایسا بلند لداؤ کا دروازہ دیکھنے میں نہایت اور اسی دروازہ کے پاس ایک درگاہ ہے اس کو امام ضامن کی درگاہ کہتے ہیں اس واسطے مناسب ہوا کہ اسی جگہ اس درگاہ کا بھی حال بیان کر دوں ۶۸

درگاہ امام ضامن

یہ مقبرہ ہے امام محمد علی شہید کا کہ امام ضامن کو کے مشہور ہیں یہ مقبرہ آپ کے جیتے ہی بنایا تھا اور یہ وصیت تھی کہ انتقال کے بعد اس میں دفن کیا جاوے چنانچہ اب بھی ہوا ۶۸۰ تاریخ بنا اس مقبرہ کی ۶۸۰ میں چنانچہ کتب میں موجود ہیں لیکن القریب بڑا ہے کے نقشہ میں نہیں سا سکتا تھا اس واسطے کہ یہ معلوم ہو کہ کو کھنچی جناب فیض باب محلہ القباب صاحب کلان ہا در و ام القباب

یہ ایک مکان تھا قطب صاحب کی لاٹ کے قریب نہایت خراب و خستہ ناقص و شکستہ اور تہمتان کا مقبرہ کہ مشہور تھا اور محمد قلی خان اکبر بادشاہ کے کو کا کتا تھا اور قلعہ ہے کہ یہ عمارت بادشاہ اکبر بادشاہ کے عہد کی ہوگی یا جہانگیر کے عہد کی لیکن جب کرا سکے نصیب کھلے اور اس عمارت کے دن اچھے تھے اسے صاحب والا مناقب عالی مناسب نے چکے مدد و انصاف کے آگے شیر کی جی ایک گھاٹ پانی پیتا ہے اور غلام و ستم دنیا سے نفیست و نابود ہو گیا ہے آوازہ بلند اور والا فطرتی کا آئینہ کو شش فلک ہے اور غلام و ستم دنیا کی شوکت و وحشت کا زمین سے آسمان تک چھوٹا ہے یعنی دریا نوال خدا لیکن مہتمم دوران فساد و عمارت بجاں ہونا سلطان فی مظہم الدولہ امین الملک اختصا ص یا رخا ن طامس نیافلس

مشکلف صاحب بسا اور قریب وزیر جنگ صاحب کلان بہادر شاہ اجماع آباد و اہم قباہ
نے اس مقام پر کوٹھی بنانا نکالارادہ کیا اور اس اور بڑے مکان کو خرید فرما کر شک اہم بنایا اب وہ فیس و لطیف
کوٹھی تیار ہے کہ ایک ایک مکان اور سکا قصر اہم پڑھنا مارتا ہے اور غلک اہم کے ایک ایک درجہ پر شک
لیجاتا ہے بلوغ نہایت اسلوبی سے آراستہ مکانات نہایت خوبی سے پیراستہ چمن ہر طرف پانی جاری
اور ہر طرح کے اشجار لگے ہوئے ہیں چمن بندی بہشت کی کیفیت باد و لاف سے اہر آب جاری اور ہوا ٹھنڈی
جنت کی ہوا کو بھلاتی ہے بے شک و شبہ یہ کوٹھی اسی شعری مصداق ہے : اگر فردوس میں رہے زمین پر
نہ ہمیں بہشت و ہمیں بہشت و ہمیں بہشت چاہیہ فیض کے دیکھو سے اسکی کیفیت معلوم ہوگی

راجون کی باتیں

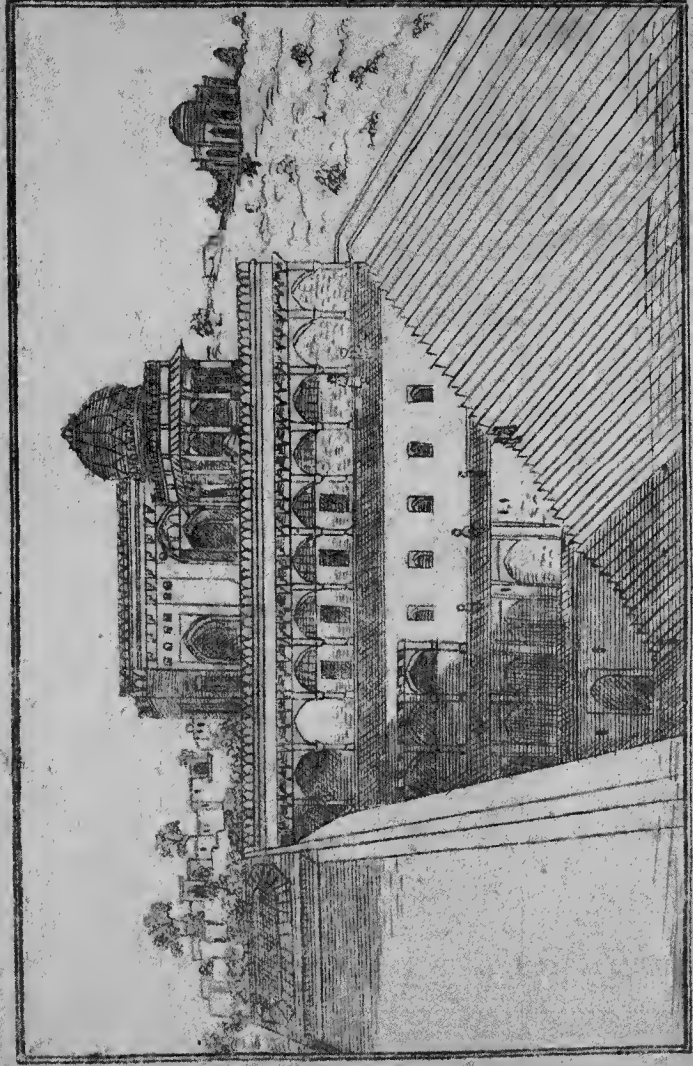
اسی کوٹھی کے قریب ایک مکان ہے چھانڈون کے عہد کا یہ سلسلہ جری میں سکندر شاہ بن سلطان بھٹو
عہد میں دولت خان نے بنایا ہے : اس مکان کی لطافت و نزاکت بیان سے باہر ہے اگرچہ یہ مکان چوڑے اور
چمکے بنا ہوا ہے لیکن سنگین مکانوں سے نہار درجہ شرف رکھتا ہے : اس مقام پر ایک باوی ہے بہت
نفیس و لطیف نہایت بڑی اور نہایت دلکش بالکل سالم گویا ابھی مہاراد ٹھکر گئے ہیں : اور باوی پر ایک
مسجد ہے بہت خوبصورت جسکے دیکھنے سے آدمی کی روح خوش ہو جائے اور نہایت راحت آوے
اور مسجد کے صحن میں ایک گنبد ہے ستون پر بنا ہوا نہایت محکم اور بہت خوب اور اوس میں دو قبریں
ہیں اور اوس پر کتبہ لگا ہوا ہے کہ اوس سے بنے اور بنانے والی کا حال بخوبی معلوم ہوتا ہے چنانچہ وہ کتبہ تعینہ
نقشہ میں موجود ہے : کسی زمانہ میں اس باوی کے مکانوں میں راجہ بیستے تھے جب سے راجون کی باتیں
مشہور ہو گئی ہے مگر اب راجہ تو اوٹھ گئے ہیں اور خدایت سے چار آجیسے ہیں : جب حضور والا
قطب صاحب تشریف لیجاتے ہیں اسی مسجد میں بادشاہی خواص اور ترے ہیں عرصہ کہ یہ مکان بھی انھیں سے
چنانچہ نقشہ کے دیکھنے سے اسکی خوبی ظاہر ہوتی ہے فاضل علیہ

درگاہ مولانا جمالی رحمۃ اللہ علیہ

مولانا جمالی بڑے شہر اسے نامی اور اہل اللہ سے ہیں انکے کلمات اطہر میں اس میں راقم کے بیان کی
کچھ حاجت نہیں درگاہ آپ کی راجون کی باتیں کے پاس ہے جو نہ اونچے سے بنی ہوئی اور اوس پر کار کا شانی

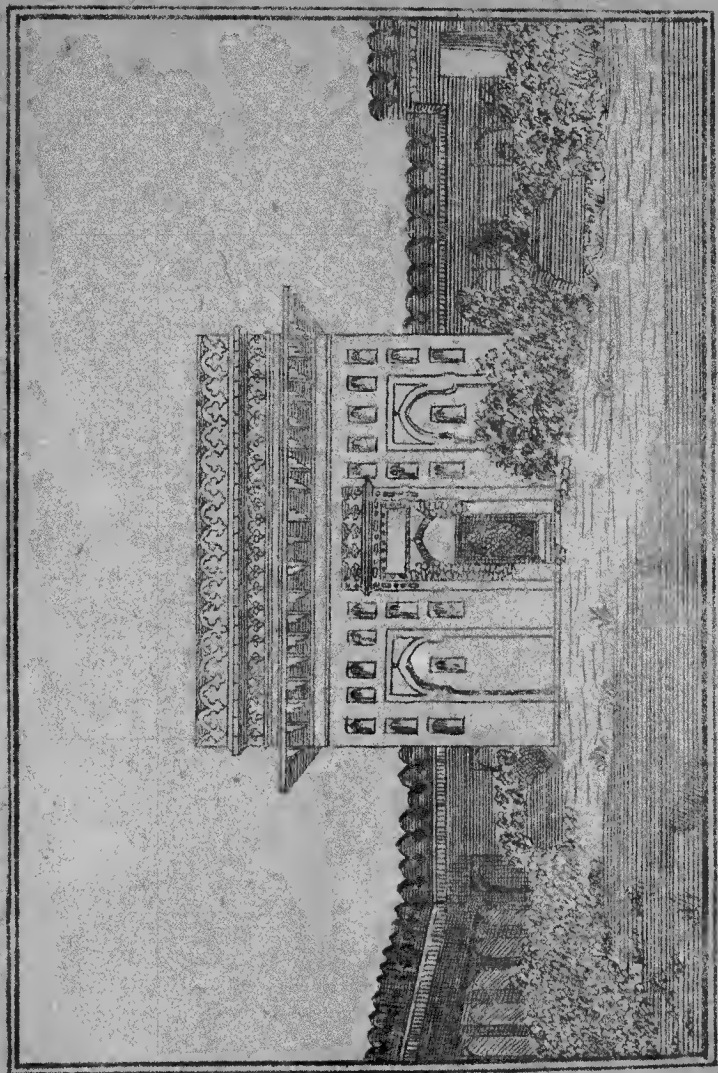
نقشہ نمبر ۵ متعلقہ صفحہ ۸ باب اول

نقشہ عمارتوں کی بائیں



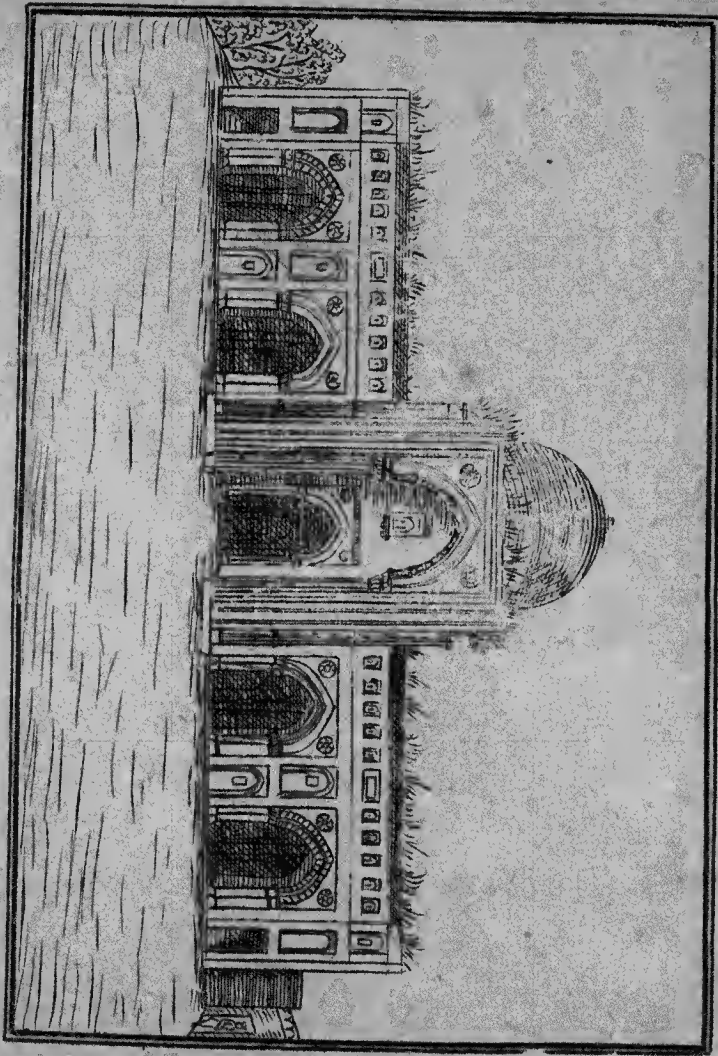
نقشه منبر ۸ متعلقه صفحہ ۸ باب اول

نقشه درگاه مولانا جامی



نقشه نمبر ۵۹ متعلقہ صفحہ ۶۹ باب اول

نقشه درگاہ مولانا جلی



چنی کا کیا ہوا ہے درگاہ کے اندر چو نہ میں نہایت ثبت کاری اور طرح طرح کے میل روستے بنے ہوئے ہیں کہ دیکھنے سے تعلق ہے اور اوسے چو نہ کی ثبت کاری میں پیدا شعرا کھدے ہوئے ہیں ✽

غزل

اگر بکشت بر سر سیاہ کاری ما	ہو جانو تو چشم اسید داری ما	ہر آستان تو شہر نہر سکھان نوایم	اگر شہب و زار و آہ و زاری ما
اگر بہرہ دوزاری تو حوی یایم	نظر تو غمناک بہرہ داری ما	نہجاک کو تو چشم و دامن خورایم	بہرہ دواہل نظر غرقت خواری ما
زابلطفت تو شہر نایا دیدار گونا	ولیک شہر شہر شہر شہر شہر شہر	بروز جو تو در یکسی تہائی	یہ غمت نہر کس نگہ ساری ما
جہاں آباد یا لالہ تھا سے آر		اگر بہرہ دوزاری تو شہر شہر	

غزل ثانی

زندہ گذشت مشیت تو بقیاری ما	اسید ہست کہ حرم تو خیری ما	جہاں غفلت کی آمد ہی دن تھا	اگر زردی نمودی گن کاری ما
اگرچہ دوزخ قہریم از گنہ کاری	ہو دہلطف تو چشم اسید داری ما	بہر غرت جبروت و جبروت ملکوت	رسم گر بفری زنجاری ما
اگر بہرہ دوزاری تو شہر شہر	فرشتہ راں سو جای تو جہاں	نیک تر شمع ما بر کرم و خوشی	غبار جہر ز رخسار شہر ساری ما
ای رحمت تو از غصہ بزرگوار	نظر لبی جہاں تو ہی عطا	سین بجا بست سستی دغا سکاری	آجاکہ خنک سنی بنجید بجو
	وی قہر تر لطف تو فرمود بر	جانی کہ شہر از خرم غفلت	

وفات آپ کی سترہ و چوبیس ہجری میں ہمایون کے عہد میں ہوئی ہے۔ خدہ و سہند۔ آپ کی تاریخ وفات ہے اور اوسے میں یہ درگاہ بنی ہے کہ اوسکو آج تک تین سو اکیس برس کے قریب عرصہ گزرا

مسجد درگاہ مولانا جمالی

اسی درگاہ کے پاس ایک بہت عمدہ اور نہایت بڑی شان و شوکت کی مسجد بنی ہوئی ہے جو نہادر پتھر سے اوسکی خوبی وضع اور دلکش فی کا بیان نہیں ہو سکتا حقیقت میں یہ مسجد کسی زمانہ میں بہت دلچسپ اور نہایت دل پسند ہوگی اس مسجد پر کوئی تاریخ یا کتبہ بنائیں ہے اور اس عمارت کا تاریخ سے بھی حال نکلتا نہایت مشکل ہے اس سبب سے میں یقینی نہیں بنا سکتا کہ یہ مسجد کب بنی اور کس نے بنائی مگر اس قدر جانتا ہوں کہ درگاہ کے ساتھ مسجد اور اوسے زمانہ میں بنی ہوگی اور ہمایون بادشاہ کے عہد کی عمارتوں سے بہت ملتی ہے اس قریب سے کہا جاسکتا ہے کہ یہ مسجد ہمایون بادشاہ کے عہد کی بنی ہوئی ہے اور درگاہ کے ساتھ بنی ہے کہ اوسکو آج تک تین سے اکیس برس کے قریب عرصہ گزرا ہوگا اگرچہ یہ مسجد اس زمانہ میں ویران ہے لیکن

اگلے زمانہ میں سین آبادی میں واقع تھی اور کسی زمانہ میں قطب صاحب کی آبادی اسی جگہ تھی چنانچہ
وہ تھے چھوٹے جو یلیوں کے گھنڈر اس مقام پر موجود ہیں غرض کہ جو کچھ اس عمارت کا اب حال ہے وہ نقشہ کے
دیکھنے سے بخوبی معلوم ہوتا ہے نقشہ دیکھو اور انقلاب زمانہ پر عبرت پکڑو ۛ

مقبرہ سلطان غیاث الدین بلبن

اس جگہ کے پاس قطب صاحب کی ماسک آبادی کی جو یلیوں کے گھنڈر میں یہ مقبرہ ہے سلطان غیاث الدین بلبن کا
بالکل شکستہ و خراب نہایت ٹوٹا پھوٹا اس مقبرہ کا پتھر اور کھڑکھڑ گیا اور کچھ دلی کے بادشاہوں کے وقت میں
مکانات میں لگا اب اس مقبرہ کا وہی حال ہے جو سلطان علاؤ الدین خلجی کے مقبرہ کا حال ہو گیا ہے صرف ایک
ٹوٹا گھنڈر چرن کا ڈھبہ باقی رہ گیا ہے مگر جو کہ بڑے نامی بادشاہ کی قبر تھی اس واسطے اس کا حال اور نقشہ لکھتا ہوں
اگرچہ اب نقشہ لکھنے کے قابل نہیں رہا ہے اور اگرچہ اس عمارت کے بننے کی تاریخ کتاب سے نہیں نکلی لیکن
سلطان غیاث الدین بلبن شکستہ میں مرا ہے اس خیال سے لکھا جاسکتا ہے کہ یہ عمارت سلطان غیاث الدین
کی قبضہ میں سلطان ناصر الدین بن سلطان غیاث الدین بلبن نے جو اسکے بعد بادشاہ ہوا بنھائی ہوگی کہ
اس صاحب سے آج تک پانچ سو تتر برس کے قریب عرصہ گزرا ۛ اسی مقبرہ سے ملہوا کہ گویا ایک ہی مقبرہ
معلوم ہوتا ہے ایک چھوٹا سا مقبرہ اور طرح اور چڑا موٹو ٹاٹا ہوتا ہے وہ مقبرہ ہے خان شہید کا جو مدود علی تریکیہ
اب لاہور پر گرفتار سے جنگ کر کرتے تھے جی میں شہید ہوئے تھے جبکہ ماتم میں حمیرا میں دہلی کی فرشتہ نواز سی لکھا تھا
اور مرثیہ کرب بند لکھا تھا چنانچہ نقشہ کے دیکھنے سے ان دو مقبروں کا حال معلوم ہوتا ہے

باغ ناظم

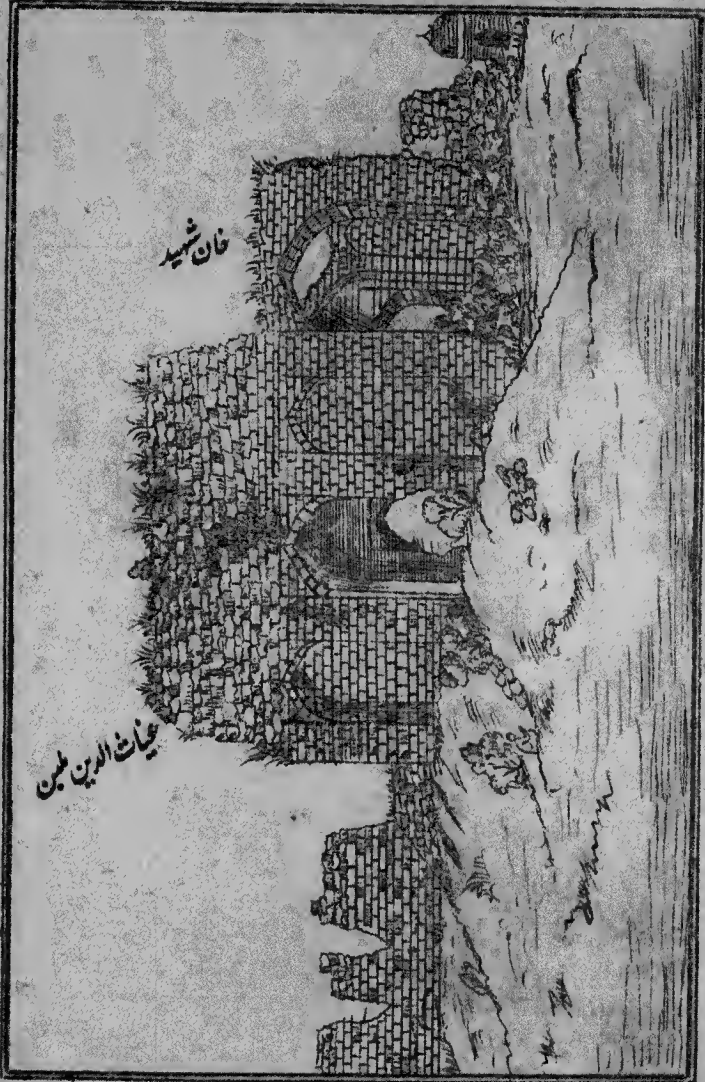
یہ ایک باغ ہے قطب صاحب میں جھرنے کے پاس بہت سے بہرہ رستا و اب اب بھی فی الجملہ راستہ ہے مکانات
مرغوب اس میں بنے ہوئے ہیں ۛ پھول والوں کے سید میں نہارون آدمی بیان سیر کو آتے ہیں اور ایک حلیہ
معتول اور سید لکھپ ہوتا ہے ۛ اس باغ کو ناظر روز افزون نے محمد شاہ بادشاہ کے عہد میں بنایا ہے چنانچہ
جوا شکار کو اسکے دروازہ پر کندہ ہیں او کو اس مقام پر لکھتے ہیں کہ اس سے سال تباخو فی ظاہر ہے
اور بنا۔ نے والہ کا نام اور عہد نامہ معلوم ہوتا ہے

تاریخ

بھوان محمد شاہ عادل لکھنؤ قشربو تاج تبارک
نیا کی کھنڈی جو قطب گزید
کہ گلمائیں زندہ رضوان تبارک

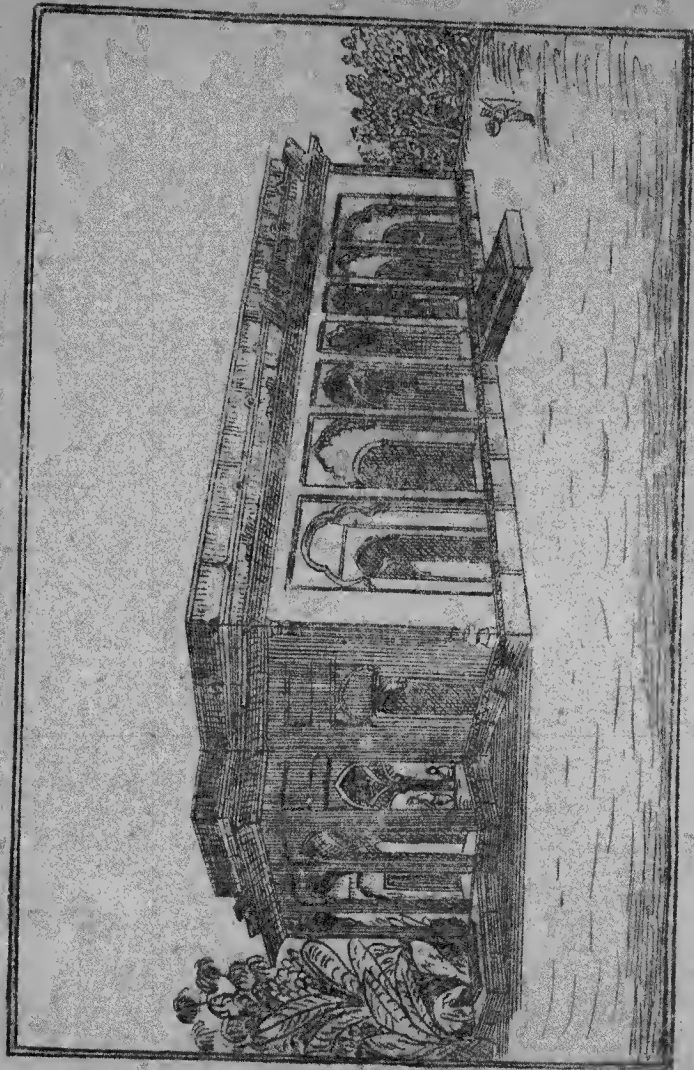
نقشه منبر و متعلقه صفحہ باب اول

نقشه متعلقه سلطان غیاث الدین محمد بن علاء شہید

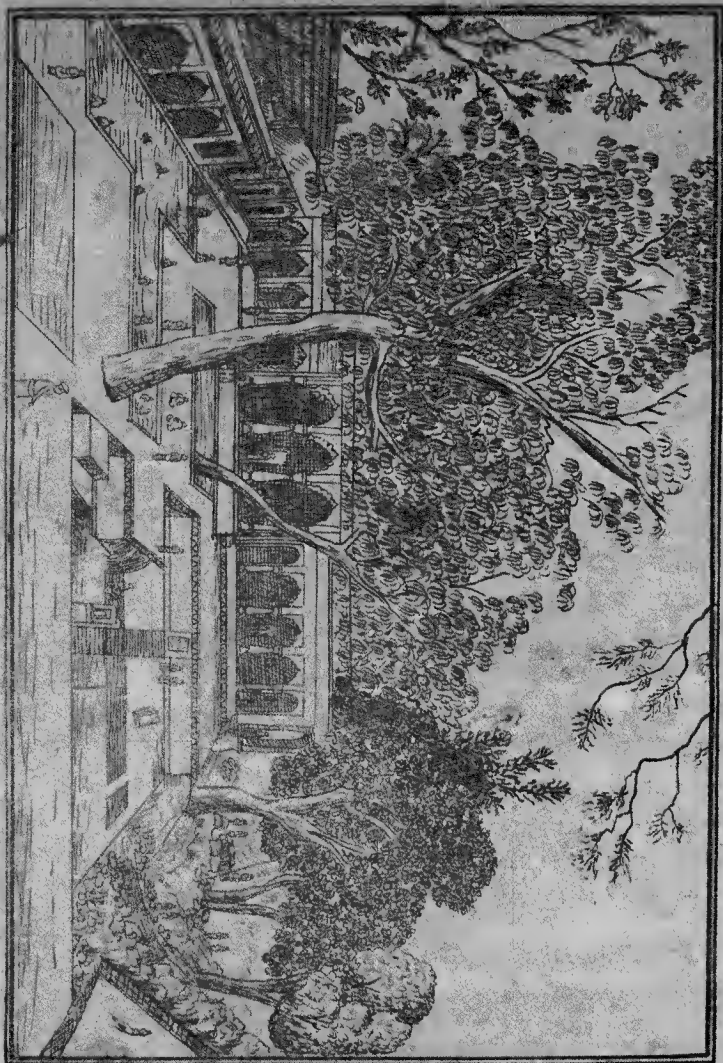


نقشه تمبر استخره صفی مہیاب اول

نقشه باغ تاجر



نقشه شهر ۱۲ متعلقه صفحہ ۱۲ باب اول



نقشه شهر

بود سر سبز و ایدم روز اقرن | بجی سہرہ صاود تبارک | اپنی تاریخ ساش گفت ہفت | عدا یاری بود با لہ مبارک

سلاہ ارجوی مقدمہ طرہ ۳۲ جلوس مبارک محمد شاہی

اس باغ کے گرد اگر چار دیواری بنی ہوئی ہے اور اندر کو چاروں طرف مکانات سنگین تنگ سرخ کے ستونوں پر
دلچسپ بنے ہوئے ہیں اور ایک مکان باغ کے چچ میں بنا ہوا ہے کدو سب سے بڑا اور سب سے بہتر ہے
اس واسطے ہم اس کا نقش اس مقام پر لکھ دیتے ہیں

چھبہ

یہ ایک سیرگاہ ہے عجیب و غریب لطیف و نفیس دلچسپ و دلکش فرحت بخش و دلربا اور بہت نامی مکان ہے
اور قطب صاحب کا جھرنہ تمام میں مشہور ہے و خان سر سبز و شاداب اور ہر ماہ جاری اور حوض فرحت بخش
جنت یاد دلانا ہے اور بہشت کا سما آکھوئیں پھرتا ہے پہلے پہل اس مقام پر سلطان فیروز شاہ نے
نہ بنایا تھا چنانچہ جھرنہ کی دیوار وہی بند ہے جو اتناک موجود ہے اور فیروز شاہ نے حوض شمس کا پانی روک کر
نولکھی نالہ میں ڈالا تھا اور وہاں سے قلعہ میں آباد کی خندق میں لے گیا تھا چند مدت کے بعد وہ قلعہ توڑا
ہو گیا در وہاں پانی بھی جانا موقوف ہو گیا حوض شمس کا پانی اس بند میں سے نکل کر جنگل میں چلا جاتا
اور یوں بہن خراب ہوتا تھا تو اب غازی الدیخان فیروز شاہ نے اس بند کے آگے ایک حوض اور نہاد
چادرین بنوا دیں لکھنؤ میں سے پانی کا نکالنا اور چاروں طرف کا چھوٹا عجیب عالم دکھاتا ہے اور بے اختیار
دلوں کو تھکتا ہے اس کے چاروں طرف کچھ چھوٹے مکان بنے ہوئے ہیں ہم مختصر و نہ کا حال اس مقام پر لکھ دیتے ہیں

مکانات جانب مغرب

جانب مغرب اس بند کی دیوار سے ملا کر ایک سہ درہ دالان سے اور جھرنہ انھی مکانات سے عبارت ہے
اس دالان کی چھت کا ارتفاع گیارہ فٹ پانچ انچ ہے اور اس کے آگے ایک بہت نفیس حوض بنا ہوا ہے
کہ اس چھت پر سے لوگ اوسمیں کودتے ہیں اور تیرتے ہیں لوگوں کے کودنے کے وقت بڑا تماشا ہوتا ہے اور
عجب طرح سے لوگ اوسمیں کودتے ہیں کوئی قلابازی کھا کر کودتا ہے اور کوئی چاک پھری لیکر اور
کوئی پٹختی کھا کر اور بیٹھے لوگ یہ کہتے ہیں کہ ایک زوردار آدمی کو کھڑا کیا اور دو آدمی اس کے کندھوں پر
کھڑے ہوئے اور اس طرح دودو کر کے اون کے کندھوں پر چڑھے اور درختوں کی ٹھنڈیاں پھولوں پر
ہاتھ میں لین اور سب سے نیچے کے آدمی نے نقد ماری اور زمین کو دوا دواں سبب سب لوگوں کو کھڑا

حوض میں کودے اور اس طرح کے گودنے کا نام درخت کا گودنا اور جھار جھنگ کا گودنا رکھا ہے غرض نہایت تماشے
برسات میں پھول والوں کی سیر میں ہوتے ہیں جو اس والاں کی چھت ساری کی ساری اندر سے خالی ہے
اور اس کے چھبکے نیچے تیرا بنو بہ بلور فوارہ کے لگے ہوتے ہیں اس چھت میں بھی پانی آتا تھا اور ان
ابنوں میں سے دھارین چھوٹی تھیں اور حوض میں گرتی تھیں اور اس والاں کے اندر بھی ایک جادو سے تین فٹ دو انچہ
کی چوڑی کو چار فٹ تین انچہ کی اوچان سے چھوٹی ہے اور اس کے نیچے چراغ جلائے گئے تھے طاق طاق بنائے
ہیں جو اس حوض کی چھتیں فٹ مربع ہے اور ایک فٹ سات انچہ کا دھانڑ ہے جس سے اس حوض میں پانی
آتا ہے اور سات فٹ چھ انچہ اس حوض کا عمق ہے اور حوض کے آگے بہت خوش نما ایک نہر ہے جس میں
کی لہنی پانچ فٹ کی چوڑی اور تین فٹ چھ انچہ کی گھری اور اس نہر کا پانی چار دین جا کر خیرتا ہے اور پانچ فٹ
چھ انچہ کی چوڑی اور چار فٹ کے ارتفاع پر چار دہائی چار دہائی چار دہائی چار دہائی چار دہائی چار دہائی
چھوٹی اور چار دین ہیں کہ وہ فٹ چھ انچہ کے عرض اور وہ فٹ ویس انچہ کے ارتفاع سے کرتی ہیں اور ہوتے
آگے تین فٹ سات انچہ کی غیٹ کاری کے سلامی پیچہ لگا دئے ہیں کہ ان پتھروں کے بہت کے خزانہ
پانی انک انک اور لہر لہر اس کے نہایت کیفیت سے جاتا ہے ان تنوں چار دن کے آگے نہر میں بجی
چارہ کے آگے جو نہر ہے وہ تو چھ بیس فٹ یعنی دو چھ فٹ چوڑی اور وہ فٹ گئی ہے اور چھوٹی چار دن کے آگے کی نہر
پندرہ فٹ تین انچہ یعنی اور وہ فٹ دو انچہ چوڑی اور آٹھ انچہ گہری ہیں اب اس مقام پر سب پانی جمع ہو کر
جنگل کو بہا جاتا ہے اور ان میں مکانات سے جھڑ عبارت سے حقیقت میں ایسا دلچسپ مکان ہے
کہ دیکھنے سے تعلق رکھتا ہے پانی کا ٹل اور جانوروں کا چھپا نا کوئل کا بونا مورون کا ناچنا ناخداؤن کا
کو نہایت خلقت کی کثرت خوبصورت خوبصورت آدمیوں کا چھنا اور طرح طرح کے کپڑے پہن کر اپنا جو بن
دیکھنا اور ایک طرف سے گانے ناچنے کی آواز کا آنا ایک عجیب سا بندہ جاتا ہے کہ شاید راجہ اندر کے اٹھا
میں بھی ایسا اطف نہو جسے دیکھا ہے وہی اس کا اطف جاتا ہے اور اس کی کیفیت سے واقف ہے

مکانات جانب شمال

اس طرف دو ہزار والاں سکین بہت خوش نما دلربا ہے میں اور یہ والاں معین الدین محمد اکبر شاہ
بادشاہ نے اپنے عہد سلطنت میں بنائے تھے کہ اس کو تیشل برس کے قریب عرصہ ہوا اس سے
بستہ کوئی مکان اس جگہ نہیں ہے

مکانات جانب جنوب

اس طرف ایک سدرہ ولان ہے اور دودرا و سکی فضل میں ہیں کہ اس سبب سے بچ درہ کہتے ہیں آتا ہے اور اس کی فضل میں دودرا درہ میں کہ اس سبب سے ست درہ ہو گیا ہے اس ولان کو شاہ جی کے بھائی نے جگنا نام سید محمد تماشاہ عالم کے عہد میں بنایا ہے کہ اس کو بچا پس برس کے قریب عرم گدرا ہے

مکانات جانب شرق

اس طرف کچھ مکان نہیں ہیں صرف پہاڑ ہے لیکن محمد شاہ بادشاہ نے ایک پھلنا پتھر بنادیا ہے کہ اوپر لوگ چڑھتے ہیں اور چوڑی کے بل پھسلتے ہیں۔ طول اس پتھر کا اٹھارہ فٹ ہیں انچہ ہے اور عرض سات فٹ سات انچہ ہے

اقریان

اس فلاح میں آم کے درخت بہت ہیں اور نہایت جھوم درختوں کا ہے اور کو لوگ امریاں کہتے ہیں اور ان درختوں میں جھولے ڈال کر جھولتا دیکھتے ہیں بیڑوں رندیان جمع ہوتی ہیں اور چھوٹی جھولتی ہیں۔ غرض کہ یہ مکان ایک لکسم کا مکان ہے کہ دیکھ کر آدمی کی عقل حیران ہوتی ہے اس مقام پر ایک پتھر اور اوپر پتھر عورت ہیں

قطرہ

عارف حکیم فاضل باہر قیامت کرد اور اقراق بدوایت تاریخ سال اور باہق مراخداو روح شہید عابد مدیباں جنت

اب ہم اس مقام پر اس کا نقشہ دیکھتے ہیں اس کو دیکھو

حوض کسی

صفت حوض کہ در قلعہ سنگین کوئی

در کمرنگ سیان دو کوہ	آب گہر صفوہ دریا شکوہ	ساختہ سلطان کند صفات	ورصد کوہ اہمیت ز آب میات
ماخرا بخوش اردو شش کرد	آب خوش از چشمہ حیوان نواز	آب کہ علت ز برای اہمیت	تری آن آب ز علت اہمیت
دفعہ حجاب وی اندر زمین	کی زمین در خود آبی حنین	دورہ آکین ز صغاریگ خود	کہ ز نو اند بل شب شمر د
سوی بلندن کہ سد تاجاہ	بازدہ آب بابر سیاہ	سین می آب بنگ بسا کرد	کوہ بتر داسنی اقرار کرد
چون مدو خبرش نشیت نواز	آب زکوہ مدو رفتہ بار	چو ترہ و قعر ملکہ شش ز آ	شد ہمہ چون ساغر و صافی جاب
رو دوس ند شدہ تا آب	چون نئی آبی از دشتہ خون	مرغ بہر رودوی اندر سو	رقص کنان ماہی از اوارو
شد یکدیگر کی کرد آتش حباب	ششہ خالی و جہان پر گلاب	بادہ کہ بروی خط زریا شوت	نسخہ ماہیت دریا فروشت

عمق درو کار بجای کشید بسکہ فرو رفتہ زہر آیش	گزشتہ اوگشت زمین ناپدید گاؤنیز شہ علف آیش	نیم فلک بہت بزر زمین حوض نکوم کہ جانی زفور	چون برش نہایت زمین زمین نور کو دیدہ بد با دور
گرد و آبر ازل کاشا گروہ	داس خیمہ شدہ دامان کوہ		

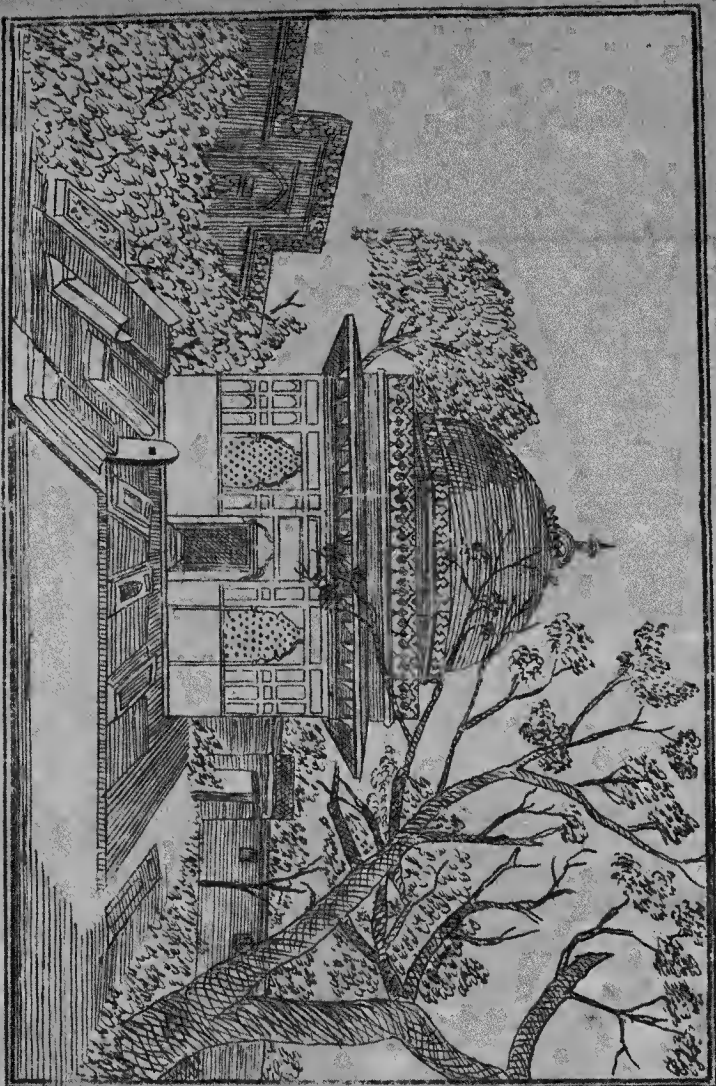
یہ حوض بھی عجیب روزگار سے تھا اور سلطان شمس الدین آئرش نے اس حوض کو اپنے محمد سلطنت میں بنایا
اسوا سطلے حوض شمس کے مشہور ہے کہی زمانہ میں یہ حوض تمام سنگ سرخ سے بنایا تھا اب دیوار بن اور پتھر
بالکل اوکھ گئے ہیں اور تالاب کی ہی صورت رہ گئی ہے اسید واسطلے اس حوض کو گن طلب حکیم تالاب کی نگاہ و بعض تالاب کی کہتے
ہیں اسی تالاب میں سے جہر نے مین پانی جاتا ہے اور اس کا پانی تعلق آباد کے قلعہ کی خندق میں گیا تھا حقیقت یہ ہے
کہ تالاب حوض شاید رو سے زمین پر نہو گا اب بھی یہ تالاب دو سے چھتر سگدا ٹھہرہ پختہ ہے اسکے چوں چ میں ایک
برجی بنی ہوئی ہے اور وہیں کھڑا کاشان بنایا ہے کہ عوام الناس براؤں کے قدم کا نشان کہیں گن پانی ہوئی مات معلوم
ہوتی ہے واللہ اعلم بالصواب

اولیٰ مسجد

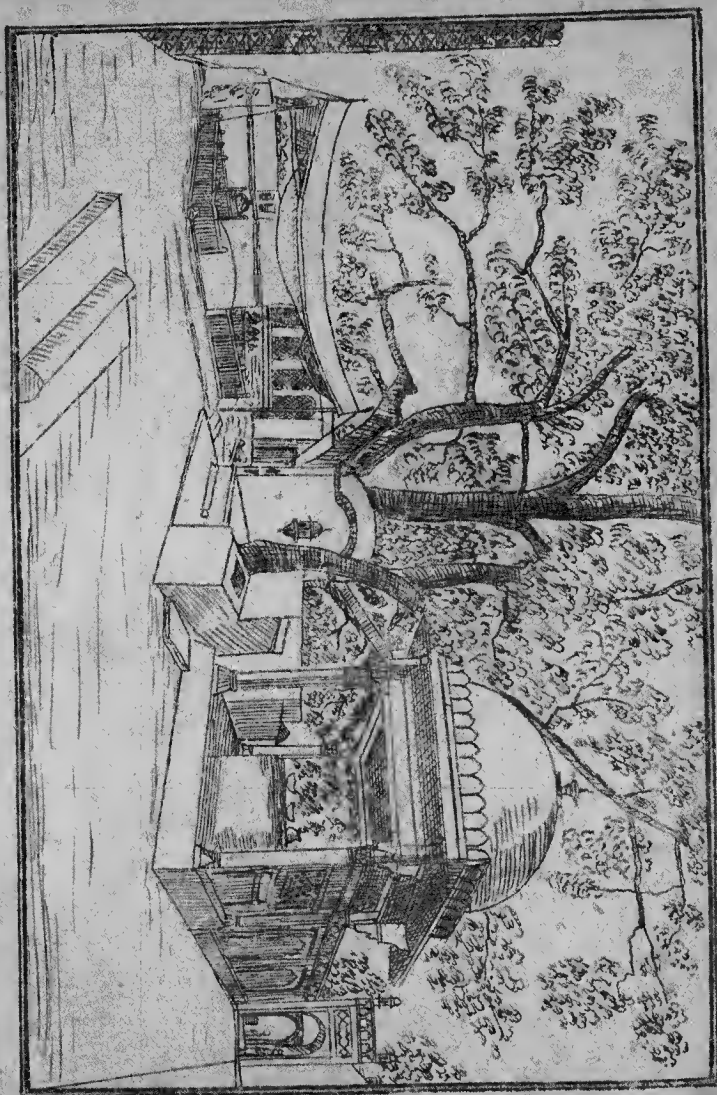
اسی تالاب کے کنارہ پر مشرق کی طرف ایک چوترہ ہے اور اس میں گز دو گز کی ایک چوتری اور چھوٹی سی دیوار بنی ہوئی
ہے نہ کہتے ہیں کہ اس جگہ حضرت خواجہ قطب الدین اور اور بزرگ گون نے چل کھینچے تھے اور اپنے بات سے لوگ ان
ڈالکر یہ مسجد بنائی تھی اور اسی سبب سے اولیٰ مسجد مشہور ہے اب اس جگہ کو لوگوں نے گنا بنا دیا ہے اور چوڑ کر دیا ہے

حبس

اسکے کنارہ پر ایک عجیب طرح کی عمارت ہے کہ اس کو لال محل بھی کہتے ہیں اور جہاز کر کہی مشہور ہے۔ کہتے ہیں کہ یہ
سوداگر نے یہ مکان نقر کے لئے بطور خانقاہ کے بنایا تھا اور سوائے اسکے بت سے مکانات اس تالاب کے
کنارہ پر ہیں کہ ہم کو کئی تفصیل کے بعد یہ ہیں اور مغرب کی طرف سے مکانات کا بیان شروع کرتے ہیں۔ یعنی شہزادہ
کاباخ۔ زمین الدین زعفران کا فرار۔ شیخ جمیعہ والدین خلیفہ حضرت سلطان ایشلیج کا فرار۔ شادی کا باغ۔
چاندنی چوترہ تمبہ محمد شاہ کہ اب فوٹ گیا ہے۔ اندھیرا باغ کہ اب دوس باغ درخت باقی حسین
پلیس دانی کوئین۔ فرار خواجہ سہار الدین پر مولانا جامی۔ سوہن برس۔ چپل شہن چل میں۔ اولیٰ مسجد
ہدیارانی چوترہ لال محل۔ وں جہاز نکلیں علی شاہ۔ خانقاہ غایت اللہ خان۔ خانقاہ نواب حفیظ الدین
ہو دلی مسجد۔ مقبرہ شیخ عبدالحق مد



نقشہ درگاہ حضرت قلب الاقطاب علیہ الرحمۃ



مقبورہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

آپ مجھے اولیاء کے گہرا اور بڑے محدثوں میں سے ہیں کلمات آپ کے آفتاب سے سوار روشن ہیں کہ غایت شہرت سے احتیاج مجھ تکسار کے بیان کی نہیں رکھتے۔ آپ کا فرار بھی اسی حوض شمس کے کنارہ پر واقع ہے اور بہت دلچسپ مکان ہے یہ مقبرہ آپ کے انتقال کے بعد بنا ہے اور برج کے اندر ایک دیوار پر چونکے حروف سے کچھ عبارت لکھی ہے کہ اس سے آپ کا تمام حال معلوم ہو جاتا ہے چنانچہ میں اس مقام پر آؤں گا کہ یہ نقل کر دیتا ہوں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جمعیٰ از احوال کرامت منوال مقتداے وقت صاحب المفاخر ابوالمجد عبدالحق رحمت اللہ رحمۃ وسعہ انکار مبادی شعور بطاعت حق و طلب علم کربستہ نزدیک باوان بلوغ اکثر علوم و مہینہ تحصیل کرد و در شش بہت دو سالگی از مہزون فارغ شدہ و کلام مجید از برگزینہ بر سر شدشت و ہمہ عشقوان جوانی جاوید الہی در سید یکبار دل از یار و دیار برگزیدہ مستوجہ حرمین محترمین گشت مدت مدید یا تمکانات شیر افرا قامت و وزیدہ با قطب زمان و اولیاء کی کہار جہتہا و شہادتہا پدید ایل از جہت و فصاحت ارشاد طالیان انحصار یافت و علاوہ آن کیل فن حدیث نمودہ بہر کات فراوان بہر طریقت مراجعت فرمود و مدت پنجاہ و دو سال کج معیت ظاہر و باطن ممکن یافت کمال فرزندان و طالبان بجا آوردہ و بیشتر علوم سہ علم شریف حدیث پر و اختہ پنجی کہ و دیار عجب احدی از علما سے متقدمین و متاخرین دست ندادہ بہت ممتاز و متوشی گوید و در فنون علمیا مہتہ فن حدیث کتاب تہرہ تصنیف کرد چنانکہ علمای زمان اختیار بدان و وزیدہ و ستور العی خود دارند و اہل حسن و خواص و عوام بہکان خریداری می نمایند تصانیف این فیاض والا از صغیر و کبیر بعد جلد و حسب شمار بیات بیان نمودہ ہزار رسیدہ بہت در محرم ۱۲۵۸ ہجری قمریہ این نورانم بہر توہمور لہا لم عنصری دادہ و در شش بہت اہم آگہی کشادہ پیشانی از عالم قیاس خرمید۔ تاریخ ولادت شیخ اولیاء۔ و تاریخ وفات۔ غفر اللہ لہ۔ است

در گاہ حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین نجیب راکا کی رحمۃ اللہ علیہ

بیری کیا مجال ہے کہ آپ کے کلمات ظاہری اور باطنی کا حال لکھ سکوں کلمات اور خرق عادات آپ کے اہل من الشمس میں اور ہر ایک شخص آپ کی کرامات اور مجاہدہ سے واقف ہے ایسے آفتاب عاتاب کا حال لکھنا لذت ہے ہر شخص اس سے سوا جانتا ہے جہت نکاح اس مخفی میں سما سکے اس واسطے اس کو موقوف کچھ کچھ تجھوڑا سا آپ کے فرار مبارک اور مکانات شریفہ کا حال لکھتا ہوں کہ یہ اس کتاب میں مقصود سے خارج ہے کچھ فرار مبارک کچھ ہے اور غیر مغرب بھی صرف مٹی کا ڈھیر ہے۔ سبحان اللہ کیا خاکساری ہے کہ غول و شا

ہے اور کچھ کنبہ وغیرہ بھی نہیں ہے صرف کھلا آسمان کی نیچے ہے اور سپر وہ نور اور رعب اور مرتبہ و نشان و شوکت ہے کہ دیکھنے سے علاقہ رکھتی ہے ہر دم انوار الہی نازل کہ دل عقیدت مندوں کا نورانی ہوتا ہے۔
شعر ز عشق ناتمام با جملہ راستی است بہ باب و رنگ و خال و خطہ حاجت رو سے زیبار بہ وفات پہلی
شب و شبہ چو دھوین سبج الاول است و ہجری میں ہوئی ہے کہ اسی حساب سے گویا اس فرار مبارک کی بنا
خیال کرنی چاہیے ایک دفعہ شیر شاہ بادشاہ شکار کو اس طرف آیا اور زیارت فرار مبارک سے شرف ہوا دیکھا
کہ ایک فرار مبارک میں کچھ تکلف نہیں ہے اس کے خیال میں آیا کہ اس کے گرد چار دیواری بنوا دینی چاہیے اور ایک حد
مقرر کی جاوے کہ یہاں سے لوگ جوتیان اوتا رہ کر حاضر ہوا کریں یہ خیال کر کے اس نے چار تیر چاروں طرف پھینکے
اور جہاں جہاں تیر گرے وہاں وہاں ایک ایک دروازہ بنوا کر چار دیواری بنادی تھی دو چار دیواری بہت
بڑی بنی تھی کہ اب اس قدر زمینیں رہی مگر ایک آدھ طرف ٹوٹا چھوٹا درو دیوار کا نشان پایا جاتا ہے۔ بعد
اور بادشاہوں کے عہد میں چار دیواری کو فتح کر کے دروازہ بن کر ہم اس مقام پر آئیں دروازہ کی اشعار لکھ دیتے ہیں

اشعار دروازہ غری

خلق کوین گنج سوادت فیر آخر گنتار شاہ کا خان تخت گفتم چہ نویم رتقہ تارخیش رضوان بدر ہزار بیت گفت

اشعار دروازہ جانب احاطہ ملا سوچ

دور مان شہ جان اسلام	شد ملت و شہر قباب	گرچہ صہبت با خبت را	سین اب بئش ہا لباب
کہ دشمنی بنا کہ در بابس	یوسف ثانی از حق مستغنا	ہوین ز تارخ نام کہ دم غنا	گفت در گاہ خواجہ افغان

اشعار دروازہ متصل مجلس خانہ

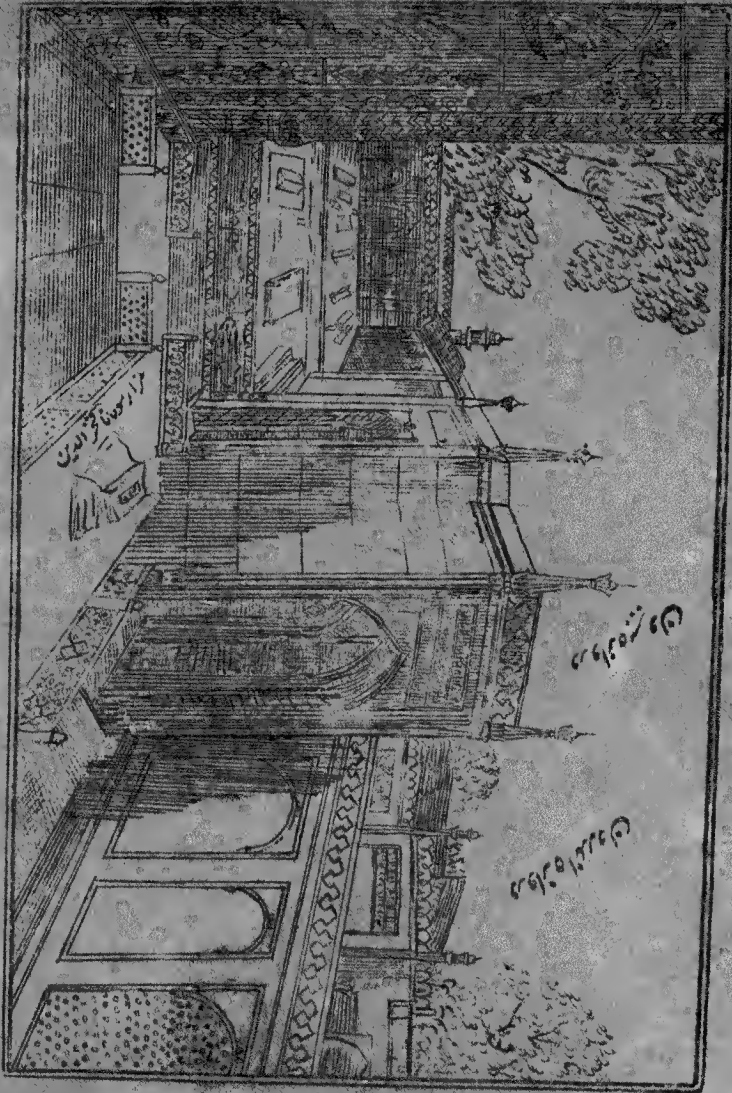
دور مان قبا چرخ کو شہر شاہ	شاہ را بر باب کو کہ کن و غنا	این غلام القدر و گنجی ز باد	ساقی آمد قبول نہ است و اس
بودیت چارہ منزل انجوت شد	ز ہمتا شہر دین فرخندہ	ز ہمتا شہر دین فرخندہ	ز ہمتا شہر دین فرخندہ

اب ہجری میں شاہنشاہ زمان ابو الفخر سراج الدین محمد بہار شہ بادشاہ غازی خدا اللہ ملکہ و سلطانہ نے آپ کے فرار مبارک
کے گرد و منزل کا کتبہ لگا دیا ہے اور اس کا رخیر سے مغاخرت سہ مدی حاصل کی ہے

فرار قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے فرار کی پانسی قاضی حمید الدین ناگوری کا فرار ہے اور اس کی لوح پر یہ عبارت کندہ ہے۔ ہذا مقنا
و طلب الاولیا۔ فریقہ الآفاق وغیرہ۔ بالانقار۔ بالاسحاق الامام العادل العادل الولی الفضل الکامل شیخ حمید الدین

نقشه دروازه‌ای و گنجینه‌ت فرامی قطب الاقطاب جامع از امرامان افشارالدین



مرقد السندہ عمرہ الروضۃ خادم الفقیر اسماعیل بن شیخ سیکستانی سنہ ۱۰۱۵ و بیعتیں چھات ۴ وفات حضرت شیخ المحققین
قطب العارفین شاکر بارگاہ قدس و طائف کعبۃ النور دریا سی حقیقت جوہر کان طریقت حضرت محبوب حمید بن شیخ
حمید نور الدین قدس در شب و دوشنبہ یازمہ ماہ رمضان فی الحمد ذاک اللیل جلد ۱۳۹۹ ۹۹ اور آپ کے فرزند مبارک
کے پاس اور بہت سی قبریں ہیں چنانچہ اب ہم خاص آپ کے فرزند مبارک کا نقشہ لکھتے ہیں :

ذکر سیان غلام نور صاحب خادم

اگرچہ آپ کے فرزند مبارک کے بہت سے خادم ہیں ایک ایک سے بہت لیکن سیان غلام نور صاحب نور علی نورین
اخلاق حمیدہ اور صفات پسندیدہ رکھتے ہیں تاریخ سے بھی شوق ہے اور سیان کے مکانات سے بھی خوب دوست
میں سیان کے مکانات کی سیاحت میں میرے ساتھ تھے اور سب مکانون کا حال بہت اچھی طرح بتا دیتے تھے

دروازہ ہائے درگاہ بیچ

آپ کے فرزند مبارک کے شرق کو سنگ مرمر کی جالیان اور سنگ مرمر کے دروازے فرخ سیر کے عہد میں بنے ہیں اور
ادھر اشعار کندہ ہیں جن سے تاریخ بنا اور نام بانی پایا جاتا ہے اور وہ یہ ہیں

اشعار دروازہ اندرون

از سعی کثیرین غلامان شہر یار | با اعتقاد معتقد کامل العیار | رقتہ قدسیان بیدار شیت عدل | تاریخ یافتہ حصار شیت عدل
بہتمام کثیرین غلامان معتقدان شہر جلوس فرخ شہابی انعام یافتہ سلاطین جوی راقمہ عبداللہ شیرین رقم

اشعار دروازہ بیرون

از حکم بادشاہ جهان خسرو نام | اگر دوزخ و جہنم قتل و کشتن | تعمیر شد مجوز بی و نظم | فرخ میر شہنشاہ آسمان
اگر دوزخ و جہنم قتل و کشتن | مانند قبل اشرف و جہنم مجسم

فرار مولانا محمد الدین علیہ الرحمہ

اس دروازہ کے پاس مسجد کے پیچھے مولانا محمد الدین صاحب کا فرار ہے کیا خوب جلد پائی ہے کہ جب کا کچھ سیان نہیں
آجکا فرار بھی سنگ مرمر کا ہے اور اوکلی لوح پر اشعار کندہ ہیں

اشعار

بکشد خورشید و زین مہمان کو | بر سر تہا جواد و قلی جوادونی | سال وصال آہ زخیر کچنم | تاریخ گفت یافت خورشید و جہانی
من کلام سید الشہداء محمد الدین قبول الہی سندہ

یہ سب جالیان اور دروازے بہت نفیس سنگ مرمر کے بنے ہوئے ہیں کہ جب کا کچھ بیان نہیں ہو سکتا اور دروازے بھی بہت ہی خوش قطع ہیں خانہ کے نقشہ و کیفیت سے معلوم ہو گا

مسجد درگاہ

آپ کی درگاہ کے متصل جالیوں کے پاس ایک مسجد ہے کہ قدر و منزلت میں ہم پر یہ بیت المقدس ستار اور فیض و برکت میں بیشک خانہ خدا ہے یہ اس مسجد کے تین درجہ میں پہلا درجہ دو عراب کا کچھ ہے یعنی صرف شاخ اس درجہ کو خطاب حضرت قطب الاقطاب نے محمد اپنے یاروں کے کہ ہر ایک دینی کامل اور شریعت نہایت قوی تھا بنایا تھا جس زمانہ میں اسلام شاہ نے اس درگاہ کے گرد چار دیواری بنائی اور اسکے ساتھ اس کچھ درجہ کے آگے نچھ درجہ بنادیا کہ یہ درجہ تعمیر اسلام شاہ سے اس کے بعد محمد فرخ سیر کے عہد میں جس زمانہ میں آج کی گاہ کے گرد کچھ سنگ مرمر کا اور دوازہ بنائے اسی عہد میں اس مسجد کے آگے بھی ایک اور درجہ بنایا گیا کہ یہ تعمیر اور درجہ فتح سیری سے اور دوسرے بنا کر چمکندہ ہے

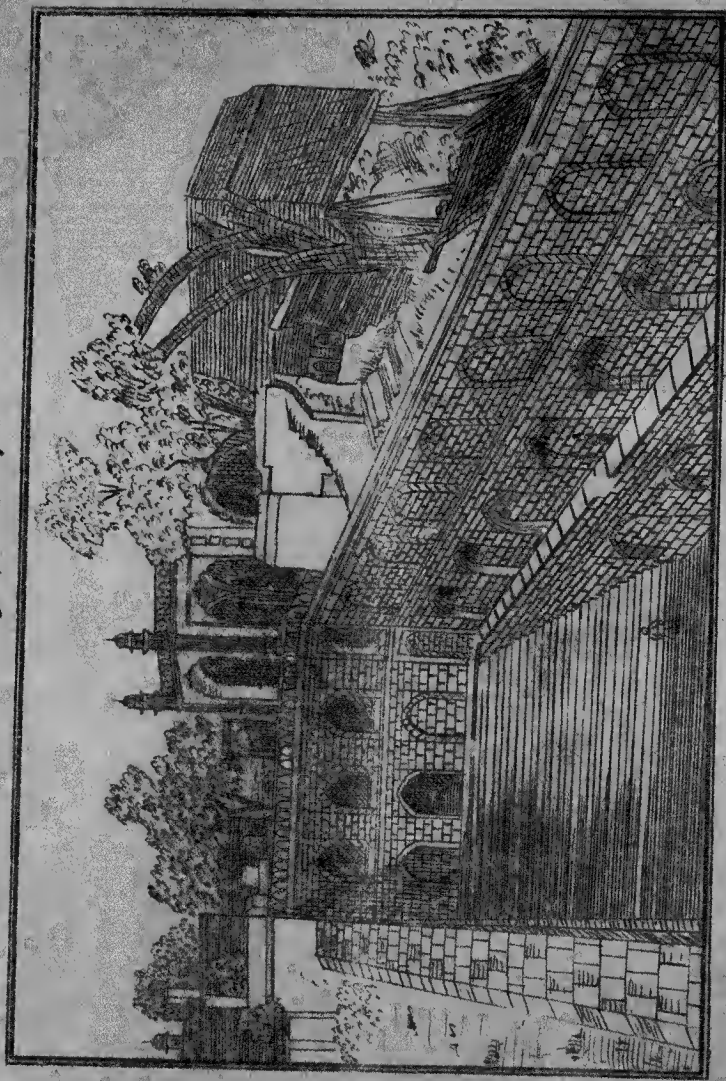
تاریخ

سورہ صفت و عظمت شد والا خطاب	ساتھ از دسی اروت و روضہ اعتقاد	خسہ و فرخ شیر شہر بنشہر ملک فاب
مسجد زیبا بنا و مسجدہ گاہی شیخ و شاب	باسر و ش غیب باق لغت و گوشت نر	سال تاریخ نیایش بیت علی متحاب

بادی درگاہ

اگرچہ اس مسجد کی بزرگی آسمان سے گذر گئی تھی اور کچھ حاجت خوشنمائی کی نہ کھنی تھی لیکن بانی نبوت کے سبب لوگوں کو بڑی تکلیف ہوتی تھی اس نظر سے صرف یہ نیت قرار نہیم اللہ الخلیفہ الملک حافظ محمد داود خان مہتمم جنگ نے اس مسجد کے پاس اپنی دریا دینی اور فیض بخشی سے بہت عمدہ نقش و نگار دلربا بادی بنوا دی کہ غرض کو اس کے آرام ہے اور یہ بادی گو یا مسجد کا حوض ہے جو عجب خوش نبت آدمی نے یہ بادی بنائی ہے کہ ایسا موقع اور ایسی جگہ بادی نہ بنائے کہ لوگ کسی کو نصیب ہو سکتی ہے یہ بادی سنہ ۱۱۹۰ ہجری میں بنی شروع ہوئی اور سنہ ۱۲۰۰ ہجری میں ختم ہوئی۔ حافظ داؤد صاحب نہایت سخی اور بڑے بہت دلی آدمی ہیں اور بڑے صاحب خاندان ان کے نسب کا سلسلہ حضرت امام ابو حنیفہ کو فی رحمہ اللہ تک پہنچتا ہے اور ان کے آبا و اجداد ہمیشہ سے خاندان بادشاہی میں منور و ممتاز رہے آئے ہیں حضرت غلام جاناں ابو الفکر سراج الدین محمد شاہ بلو شاہ غازی نے آپ کے والد ماجد حافظ محمد غلیل سے استفادہ کلام مجید حاصل کیا ہے اور کو حضور غلیل

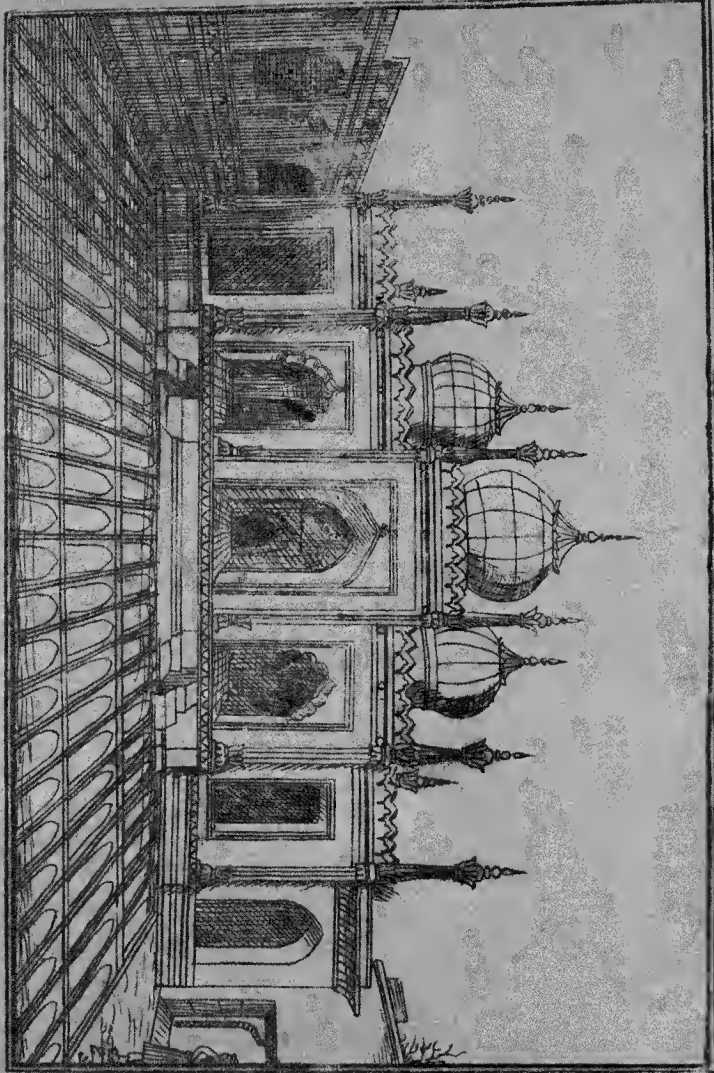
نقشه بنبره و متعلقه صنوبره باب اول

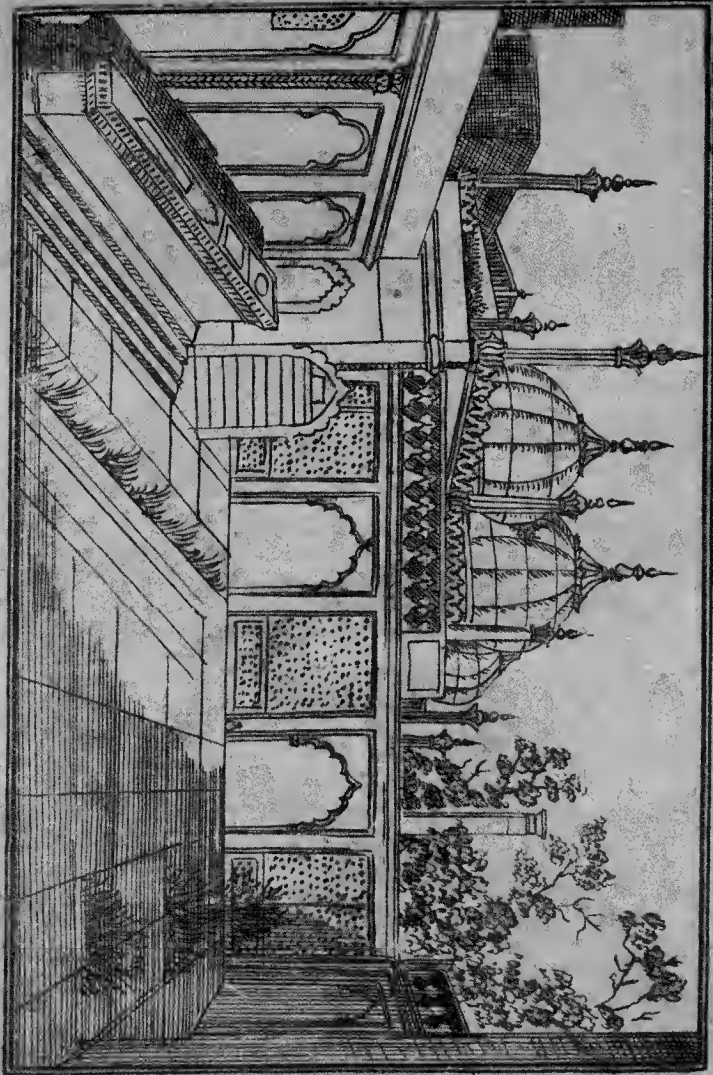


نقشه مسجد درگاه مسجد باولی

نقشه مسجد متعلقه به باب اول

نقشه مسجد





ایک درجہ قریب حاصل ہے کہ اگر کسی کیسے دین میں اور کس نے احد جلوس والا سے دار و ملک نذر شاہ اور علاقہ خالصا فی پرشرف میں۔ اوصاف حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ اور کمال اوس سے سوا این جو لکھنے میں آدین اور اوصاف ان کے بہت ہیں جو کہے جاوین سطر سطر خیر خیر ہیں اور ہر دم اور ہر لحظہ حصول ثواب پر نیت مصروف رہتی ہے۔ کہ یہ بادی بھی اویس کا نمونہ ہے علاوہ اسکے اور بہت سی باتیں ثواب کی ہیں مثلاً اوس کے یہ ہے کہ سوا جلد کلام اللہ وقت کئے میں ہر اللہ تعالیٰ ایسے باخلاق عالی بہت کو سلامت رکھے کہ اوس سے ہر شخص کو نایدہ پہنچتا ہے اب ہم مقام پر ایک نقشہ لکھتے ہیں کہ مسجد اور بادی دونوں کا نقشہ اور زمین موجود ہے۔

موتی مسجد

یہ مسجد شاہ عالم بادر شاہ کی بنائی ہوئی شہر میں تمام سنگ مرمر کی ہے اور فرش بھی سنگ مرمر کا ہے اور فرش میں سنگ موسیٰ کی محراب میں مصلون کی جگہ بنی ہوئی ہیں اور مسجد میں اور درگاہ شریف میں صحن ایک دیوار عاقل سے مسجد سے جانب شرق درگاہ شریف ہے اور جانب جنوب روضہ شاہ عالم بادر شاہ کھپے اور اس روضہ کی کچھ باس ایک مدعا رہے کہ اوس دروازہ سے بادشاہ درگاہ شریف میں جایا کرتے ہیں اس مسجد کے قریب اور تین قبضہ ہیں اور دو مینار سنگ مرمر کے مسجد کے صحن کے کونوں پر بنے ہیں اس مسجد کا بیچ کا برج لبیب بھر خال کے گر بڑا تھا سو محمد شاہ عالم میں اوسکی مرمت ہوئی ہے اور اوسکی بنیادوں پر جو بریان تھیں ورہ وارا اور بہت خوشنما معلوم ہوئی تھیں کشتہ ہجری میں مطابق ۱۱۸۷ھ عیسوی کے اور ظفر سراج الدین محمد بادر شاہ بادشاہ لبیب کشتہ جو جانے اور تاریخ گزرنے کے اور کوا تار ڈالا ہے افسوس کہ کسی کو قیوم مرمت کی نہ ہوئی بد

مجر شاہ عالم بادر شاہ

اسی مسجد کے پاس بہت تحفہ اور نفیس بیچو ہے سر سے پاؤں تک سنگ مرمر بنا ہوا ہے کہ اوسکی آب و تاب موتی کی کھا خاک میں ملاتی ہے اور اوسکی نالیش قیصر شہنشاہ پر فوق لیجاتی ہے یہ مسجد عظیم الشان ہجری میں شاہ عالم بادر شاہ کے بیٹے نے بنایا تھا چنانچہ بادشاہ عالی تبار اوسمیں دفن ہیں اور جالیوں کے اوپر سر جھانے کی طریت یہ بیت کشتہ ہے

در تحریک اللہ بامر مصلحتہ شاہ عالم راجد و جنت مبرا

غلام حیات خان ۱۲۳۰ھ ہجری

اور اوسکی بایں سلطان عالی گوہر شاہ عالم بادر شاہ کی قبر ہے اور اوسکے سر جھانے پر شکار گندہ ہیں

شہر راجہ تاجو جی جیش خاک	در کوا تار غبار کسوٹ علی خان	یعنی کہ شاہ عالم عالم پناہ کوا	زیر عالم انتقال شہر شکار
--------------------------	------------------------------	--------------------------------	--------------------------

سید نوشت خانہ مجرور لکھن
بتی کہ سال آنست ز مہر معنی عیسیٰ
دلی بجا روی بری بدہ پیشین
شدہ قباب زیرین و باہن

لکھنؤ اجری انکاب میر کلون صوی سلسلہ اجری

اور اسی قبہ کے پاس معین الدین محمد اکبر بادشاہ عرش آرام گاہ کا فرار ہے کہ تاریخ وفات او کی طبع زاد اور اقم ہے

تاریخ

چون برفت از جهان شد اکبر
شد سید آسمان زرد و دیگر
پای شادی شکست و احمد گشت
سال تاریخ احمد گشت

مسجد و مکان حکیم محمد بن اللہ خان بہادر

اگرچہ یہ مسجد اور مکان تعمیرات جدید سے ہیں لیکن ایسا خوش نما اور خوش قطع و مجسمہ سراہ واقع ہوا ہے کہ بے غیا
اسکا حال لکھنے کو دل چاہا اور علاوہ اسکے یہ مسجد اور مکان ایسے دریا دل فیاض زبان کا بنایا ہوا ہے کہ مسکلی بہت
اور عروت کے آگے دریا سے محیط ایک قطر سے سوا نہیں اور خزانہ قارون قابل آزر کہ ابھی نہیں اوصاف حمید
اور اخلاق پسندیدہ عروت جلی اور احسان فطرتی انکسالت فیض نہات میں مخمورین اور سرورانی اور اعلیٰ اسکے احسان اور
اخلاق کا مضمون و مشکور ہے پیشکاش خدو جی بدرجہ اعلا سے معالج خاص سرکار وزیرین اور احترام الدولہ عمدہ الحکام
معتدہ الملک عاذق الزمان حکیم محمد حاصل اللہ خان بہادر ثابت جنگ کا خطاب ہے اور حقیقت میں انتظام و دفن
تمام کا رفاہ فریدی کی انہی کی ذات پر موقوف ہے ان وجوہات سے بے اختیار دل نے چاہا کہ اس مکان
فیض بنیان کا بھی ذکر لکھتے اور اس مسجد کا بھی ذکر کیے یہ مسجد لکھنؤ اجری میں مکان لکھنؤ اجری میں چکنا چریہ تیارین میں ہے

تاریخ مسجد

مسجد ساخت چون کس عمل
احسن اللہ خان بک شہرت
ای نقر بہر سال تاریخ شش
عامہ ام ماریہ خدو نوشت

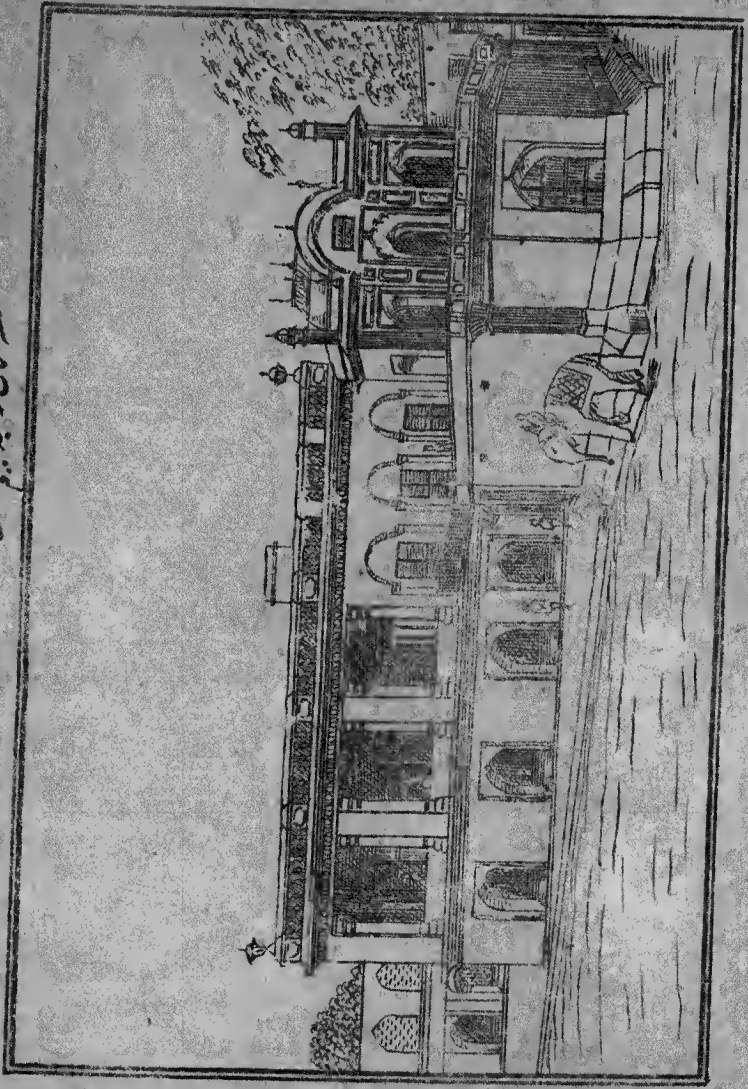
تاریخ مکان

از سال نیکے نو بد رکاہ
سپہ خرم نمود آگاہ
برداشت سر زار داری
تسمیہ فقیر احسن اللہ

بھول بھلیان یعنی مقبرہ ادھم خان

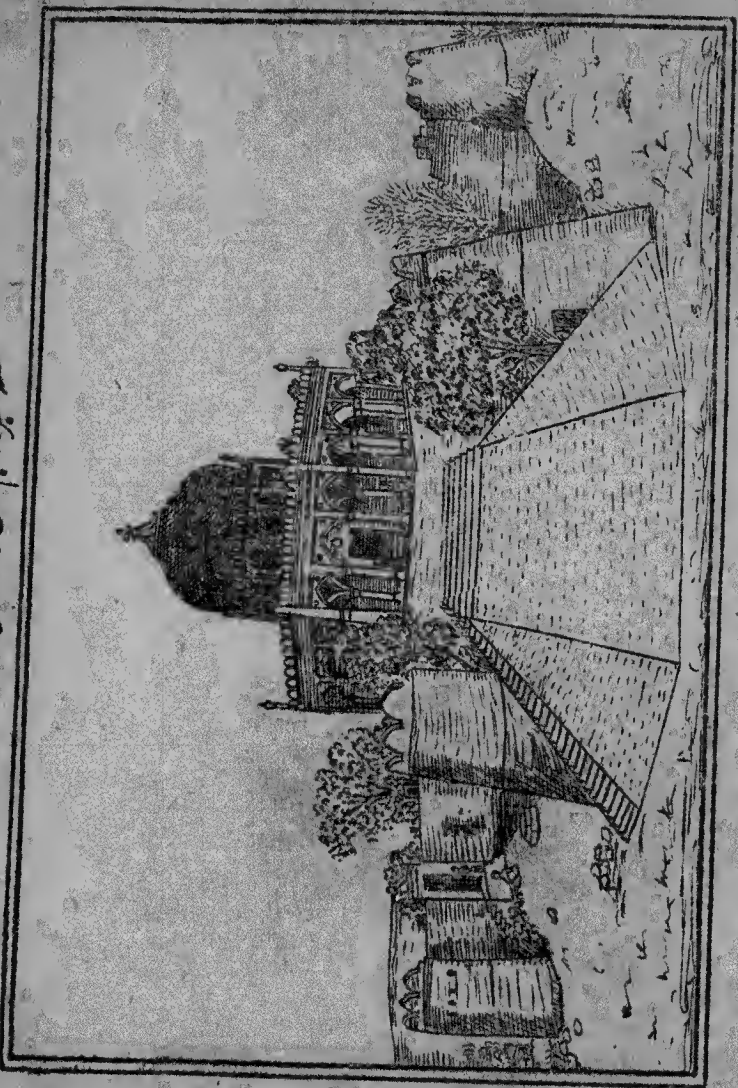
یہ مقبرہ ہے ادھم خان اکبر بادشاہ کے کوکر کا جس نے شمس محمد خان غزنوی اکبر کے لکھ کو مار ڈالا تھا اور اکبر نے
نے اس کے قصاص میں ادھم خان کو قلعہ پر سے گر کر مار ڈالا تھا اور یہ واقعہ بارہویں رمضان ۹۹۹ھ میں
واقع ہوا اور رد و خون شد او سکی تاریخ ہوتی پیرس بر گنبد بھی اوس کے لکھ بنا ہے کہ اس سب سے مدت
تیاری اس گنبد کی معلوم ہو سکتی ہے۔ یہ گنبد چوندہ اور پتھر سے بنا ہوا ہے اور او سکی دیوار میں اور چاروں

نقشه مکان و مسجد جیم احسن الدخان آباد



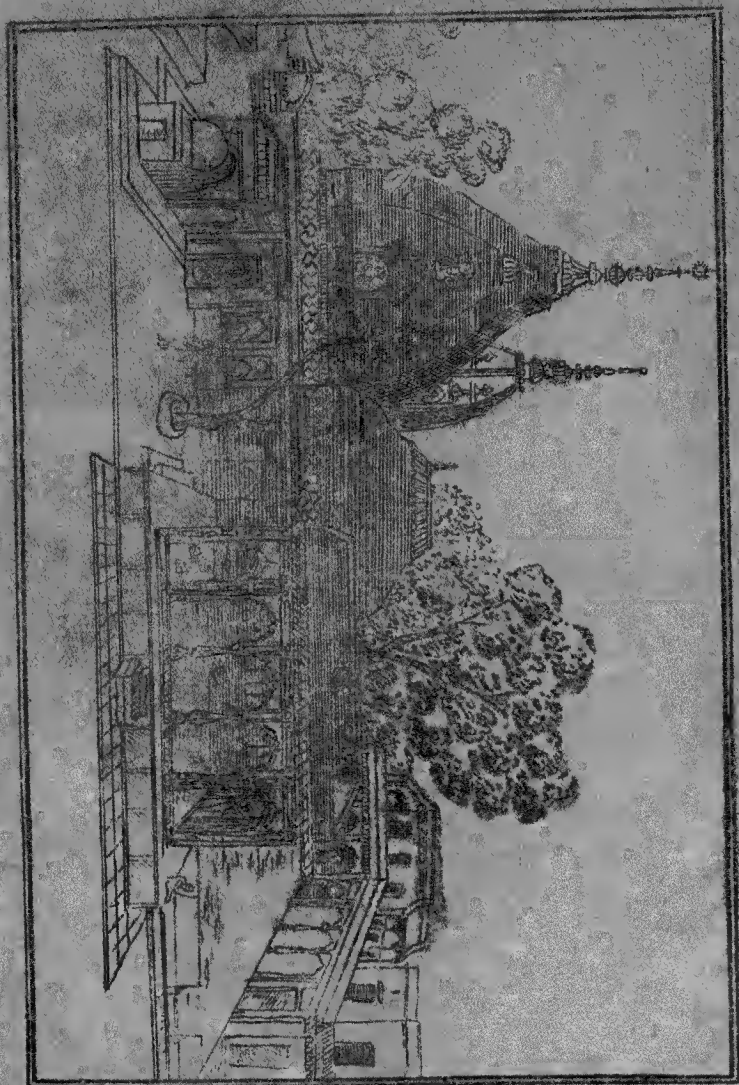
نقشه میراث متعلقه صفیه باب اول

نقشه میراث ادهم خان عوف بول استیانی



نقشه قریه مستطوره صفی ادب باب اول

نقشه مندرجک مایا



رستہ ہے اور ایسا بھی رستہ بنا ہے کہ دیوار دیوار میں گرو پھر اسکے تین اور اوسمیں ایک مقام پر ایسا دھوکا رکھا ہے کہ آدمی خیال کرتا ہے کہ جس رستہ کو میں جاتا ہوں اس رستہ سے نیچے اتر جاؤنگا حالانکہ برخلاف اپنے قیاس کے اوپر چڑھتا ہے اور پھر جب نیچے اتر نیچا ارادہ کرتا ہے تو پسند کے کہ سنیچے اتر نیچا رستہ ایک کونین نظر سے پوشیدہ تھا ہے اسی رستہ پر آن پڑتا ہے اور پھر اوپر چڑھ جاتا ہے اس سبب سے لوگوں نے اس مقبرہ کا نام بھول بھلیاں یعنی مقام گم گشت ملی رکھا ہے یہ حال قطب صاحب کی عمارتوں میں یہ بھی ایک نامی عمارت ہے اکثر صاحبان عالی شان اس میں ٹکر اترتے ہیں اور اسی سبب سے اس کی قبر کا وقوع برابر کر دیا ہے۔ باوجودیکہ یہ مقبرہ اگر کے دقت میں بنا ہے مگر قطع اسکی چٹانی عمارت سے بہت ملتی ہے چنانچہ اسکے نقشہ دیکھ کر یہ کیفیت اسکی معلوم ہوگی

جوگ مایا - جوگ

یہ ایک مندر ہے قطب صاحب کی لاش کے پاس سرحد یوسف سرائی پاسے مینار میں اور ایک دیہی جو جسکی ہندو پوجا کرتے ہیں اس مندر میں ایک چتھر ہے اوسکے گرد سنگ مرمر کا چھوڑا بنا رکھا ہے اور اوسکی پرستش کرتے ہیں اور راجہ چتھرا کے وقت سے جسکو آٹھ سو آٹھ سو برس کے قریب عرصہ گذرا اس چتھر کی پرستش ہوتی ہے کوئی ہندو اس دیہی کا بخوبی حال نہیں بتا سکتا کہ یہ کون دیہی ہے مگر ہندو لوگ ایسا کہتے ہیں کہ کرشن اوتار کی جوگ مایا میں تھی پسند پسلی لڑائی کے لڑکا قہقہہ شہور ہے وہ بچہ بیکرا لوپ ہو گئی اور یہاں آن پڑی جب یہ مکان جوگ مایا جی کا استھان ہو گیا۔ اور بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جب راجہ چتھرا کی بیٹی باہاجی روز بہ کی پاس گئی اس وقت اوسکا ساتھ بہت سہیلیاں تھیں جنہو رے چتھرا کی بیٹی مسلمان ہو گئی اور ان سہیلیوں نے یہ بات سونچی کہ اب ہم راجہ کو کیا منہ دکھاتیں گے اور بھگوان جانے ہمارا کیا حال کرے اس ڈر اور شرمندگی سے سب کی سب ایک کنڑ تین میں جو اس مندر کے پاس تھا اور بعض کہتے ہیں کہ یہی کنڑان تھا جو اب مندر کے پاس موجود ہے مگر کنڑ تین جبکہ راجہ چتھرا کو اس حال کی خبر ہوئی اور سننے لگی لاشوں کو نکالا اور اوس مقام پر جہاں اب مندر ہے پھونک دیا اور کہا کہ انھوں نے بڑا جوگ کیا حاجب سے اسکا نام جوگ مایا ہو گیا اور پان پھول میٹھائی پڑھنے لگی کہ اب رفتہ رفتہ یہ فوت ہو چکی کہ لوگ اوسکو دیہی کہنے لگے اور پوجا پری مان منت مانگنے لگے غرض کہ یہ سب پوجا ریون اور خادموں کی لن ترنیاں ہیں حقیقت میں کوئی بات جواعتاد کر لیا جاتی نہیں جاتی۔ اس مندر میں اس پاس تین برج ہیں۔ الگ الگ اور جس برج کے آگے گھنٹہ ہے اوسمیں وہ چتھر کا ٹکڑہ ہے جسکی پرستش ہوتی ہے۔ اس مندر کے مکانات سنہ نیچے ہوتے ہیں یہ جوگ مائیں کا ہے یہ اوس زمانہ میں بنا ہے جب بھرتھور فتح ہوا ہے کہ اوسکو آج تک میں برس کے قریب عرصہ گذرا ہے

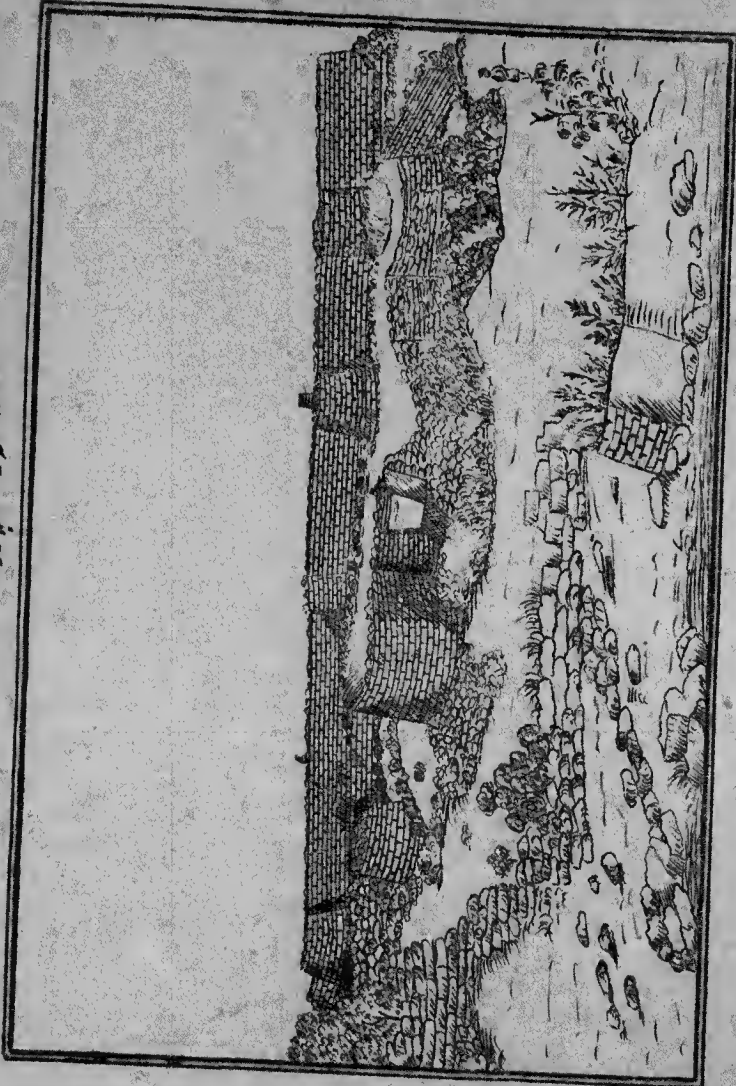
اور راجہ سیٹھ مل فقیرہ الکر بادشاہ کے اہلکاروں نے اس مندر کو بنایا ہے۔ اس مندر کی برجی پر سنہری کلس لگا ہے اور اس کلس میں آئینہ ہے کہ اس کی چھچھاتین دور تک جاتی ہے بلندی اس مندر کی زمین سے کلس کی چوٹی تک آتا لیکن چار انچ کے قریب ہے جو عمل اسطراب سے پیمائش میں آتی ہے۔ مکانات اس مندر کے کچھ عمدہ مینیں ہیں رسمی مکان بنے ہوئے ہیں لیکن ہندوؤں کی بڑی پرستش گاہ ہے اور ہجرتہ میں ایک دن میلہ کا مقرر ہے یہاں کے پوجاری اس دیوی کو کالکا دیوی سے اچھا جانتے ہیں کہ وہاں توجو چڑھتا ہے اور یہاں پھول پیکھڑی۔ اس مندر کی چار دیواری بھی ہے کہ اگر بادشاہ کے عہد میں ہی بنائی گئی ہو جیسی ہوت اور صورت اس مندر کی ہے وہ نمینہ نقشہ میں موجود ہے اس کو دیکھ لو اور ہر قوم کی روش سے وحدانیت واجب الوجود پر اور بے نیازی اس پر نیاز پر افکار کو روک ہر قوم راست راہی دیوی و قبلہ گاہی

قلعہ لے پتھو راجہ

یہ قلعہ بھی بہت قدیم ہے اور شاہ جہاں آباد سے سات کوس پر جنوب کی طرف قطب صاحب کی لاٹ کے پاس واقع ہے اگرچہ اس زمانہ میں یہ قلعہ بالکل منہدم ہو گیا ہے لیکن کہیں کہیں ٹوٹی بھوٹی تفصیل باقی رہ گئی ہے اس قلعہ کی ٹوٹی بھوٹی دیواروں کو دیکھ کر اس کی عظمت اور شان فی المین آتی ہے کہ کتنا بڑا یہ قلعہ تھا اور اویسے کیسے مضبوط مضبوط اسکے برج تھے اس قلعہ کے آثار اور نشان دو تین تین کوس تک معلوم ہوئے ہیں اور تمام پتھور کے محل اور بیت خانہ جہاں اب قطب صاحب کی لاٹ ہے سب اس کے اندر تھے یہ قلعہ ایک چھوٹی سی بہاری پر بنا ہے اور اس کے گرد بہاری میں خندق بنائی ہے اور اس خندق میں تمام جنگجو بٹائی گھیرے اور بند بنا کر ڈالا تھا کہ بارہ مہینے اس خندق میں باقی بھرا رہتا تھا تاریخ کی کتابوں سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس قلعہ کو اسے پرتھی راجہ بنایا یہ عوام الناس پتھو راجہ پتھو راجہ میں شاک لکھراجیت میں بنایا تھا کہ اس کو ایک سات سو پانچ شمشیر کے قریب عمدہ گڑ ہے۔ یہ قلعہ سب طرف سے بالکل شکستہ ہو گیا ہے لیکن مغرب کی طرف برہان غزنی دروازہ تھا اس قلعہ کی تفصیل کا کچھ پتہ ان باقی ہے اور غزنی دروازہ کا بھی ٹوٹا پھوٹا وہ معلوم ہوتا ہے اور اس طرف سے اس کی خندق کا بھی نشان دکھائی دیتا ہے اور پتھو راجہ کی طرف سے اس قلعہ کا نقشہ کھینچا ہے جبکہ میں اس قلعہ کا نقشہ کھینچ گیا ہوں اور وقت میں اس قلعہ کی تفصیل اسطراب کے عمل سے جانی تو معلوم ہو کہ کہ جیسا اب اس قلعہ کی دیوار باقی ہے وہ مینہ نقشہ خندق کی زمین سے اونچی ہے اور زمین معلوم کہ قلعہ بندی جو ٹوٹ گئی ہے اس قلعہ کی تفصیل کا آثار بہت چھڑا ہے پہلے تو خندق کی طرف سے تفصیل اور پتھو راجہ

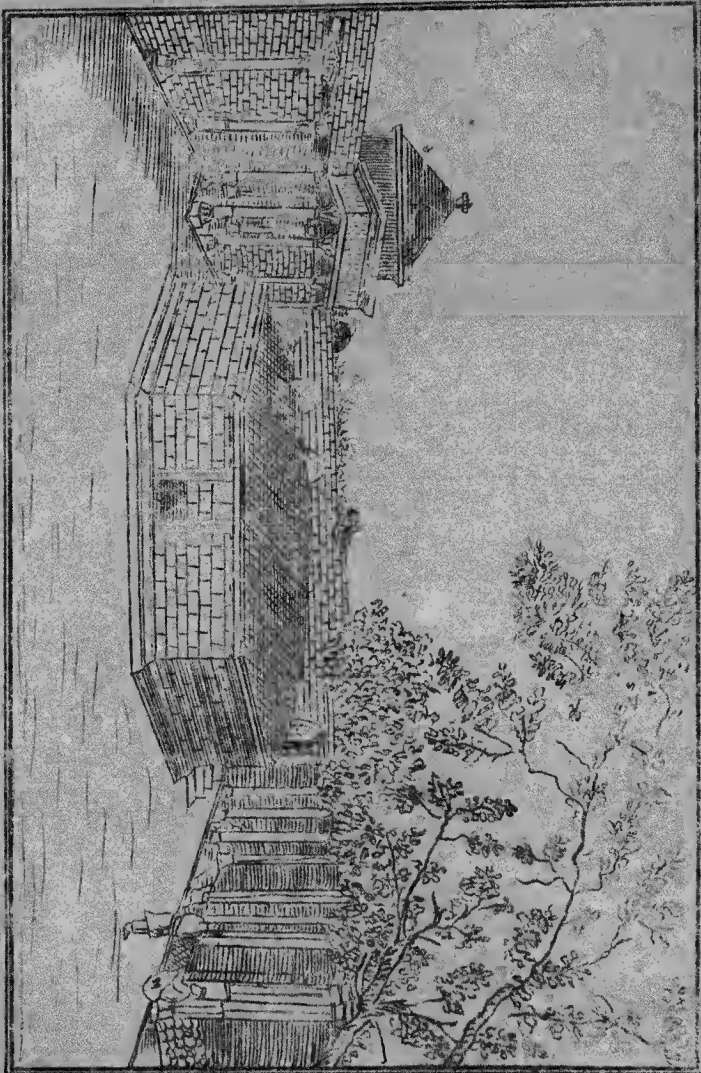
نقشہ نمبر سوم سے مستعملہ قلعہ پر باب اول

نقشہ قلعہ راہ سے پتھورا



تفسیر سہ ماہی سے متعلقہ تفسیر سہ ماہی باب اول

تفسیر سہ ماہی حضرت سرمدی



اور جہان اوسکی اونچائی قلعہ کی زمین کے برابر تھی ہے وہاں سے سترہ وقت عرصہ چھڑ کر کلیس فٹ کے آثار سے دیوانچی
شروع کی ہے اور پھر قلعہ کی طرف گیارہ فٹ کا آثار چھڑ کر آٹھ فٹ کے آثار سے دیوانچی ہے اور عین ہے کہ
دیوار پر لنگورہ بھی ہو گئے یہ حال نقشہ کے دیکھنے سے جو ہیئت کہ اس قلعہ کی اب باقی ہے بخوبی معلوم ہوتی ہے
اور اس کے زمانہ کی عظمت و شان یاد دلاتی ہے

فرار بابا حاجی روزیہ

اسی قلعہ کی خندق میں ہم کے نیچے بابا حاجی روزیہ کا فرار ہے یہ بزرگ بڑے ولی اللہ ہون سے اور اوس کے
رہنے والے ہیں اسے چھوڑ کر وقت میں بیان آئے اور اس خندق میں جہان آپکا فرار ہے ان جیسے
چھوڑ کر وقت میں جو ہم تھے اور انھوں نے اوسکے آنیکو فال با بقور کر کر اسے چھوڑ کر کہا کہ اس شخص کے آگے
ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عقرب مسلمانوں کی عداوت ہی ہوا چاہتی ہے اور ایسا ہی ہوا کہتے ہیں کہ اسے چھوڑ کر
بہتی تھے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی اور مسلمان ہوتی چنانچہ آپ کے فرار کے پاس جو ایک عورت کی قبر ہے
وہاں کسی کی قبر تھاتی ہیں بعد جب تک کہ آپ زندہ رہے ہزاروں ہندوؤں نے آپ کے فیض سے اسلام
مبول کیا روزیہ روز شوکت اسلام کی زیادہ ہوتی گئی اللہ عز و قدر کو آپ نے انتقال فرمایا اور اسی مقام پر
جہان آپا لنگر پھرتے تھے آپ کو دفن کیا بعد جہان اسی برابر نماز کیس بعد دل اندر جہان آنسین بند ہیں

مقبرہ حضرت سلطان غازی

یہ مقبرہ ہے بہت نفیس و لطیف و دلچسپ و دلکش و صحت بخش و دلربا قطب صاحب سے دو کوس مغرب کی طرف
اس مقبرہ کو سلطان سل الدین الہیتیش نے ۷۲۸ھ میں بنایا تھا اس مقبرہ میں چار و نظرت مکان اونچا
غرب ایک چوٹی سی مسجد رنگ مرمر کی بنی ہوئی ہے اور بیچ میں ایک غار ہے کہ چندہ شیر جہان اور کر
اوس غار میں جاتے ہیں اور اوس غار میں ستون کمرے کر کر اوسکی چھت پاٹ دی ہوا اور اوس میں چھوٹی
قبر اور اوس چھت پر ایک شمن چوڑہ بنا دیا ہے کہ کرسی اوس چوڑہ کی سنگ مرمر کی ہے اور تچوڑہ کی
ارتفاع اوس چوڑہ کا چار فٹ ساڑھے سات انچ ہے اور مرمر صلیح اور مسکن پندرہ فٹ ڈیڑھ انچ کا ہے
کہ کل دور چوڑہ کا ایک سوا کیس فٹ ہوا اس چوڑہ میں جانب شرق کو سات شیر جہان بنی ہوئی ہیں
اور خوب کی طرف غار میں جائیداد و کچھ شہرہ کو پہلے یہ دروازہ بند تھا اور لوگ چوڑہ ہی کی زیارت کیا
کرتے تھے تعلق شاہ کے وقت میں یہ دروازہ کھول دیا ہے اور لوگ وہاں پندرہ جا کر زیارت کیا کرتے ہیں

کہ جو ان بروجوں کے ایک بیج ہے کہ اوس پر کتبہ لگا ہوا ہے کہ امین عمارت در محمد دولت سلطان ملا علی محمد گنہگار
 سلطان خلدائے شاہ کا اعلیٰ معروف شاہین گنہگار شایخ شہاب الدین تاجمان و سلطان ابوسیدہ تاریخ عمر و شکر الہی
 سے تو حکمت اور اسی کے پاس ایک کوس کے فاصلہ سے میرخان وزیرخان کا مقبرہ ہے کہ امر اسے عند فیروز شاہ
 سے تھے چنانچہ موضع میر پور وزیر پور مشہور ہیں اور اس طرح محمد پور میں ایک نامعلوم مقبرہ ہے مگر یہ مقبرہ فیروز شاہ
 لاکھنؤ میں پن اسوا سے صرف مقبرہ فیروز شاہ کا نقشہ لکھتے ہیں ۛ

بیج نثرل معروف بیجے منڈل

مید ایک مکان ہے قطب صاحب کے بیٹے ہیں طرف حوض خاص کے سامنے نہایت رفیع و لمب و پاکشا
 فیروز شاہ کا بنایا ہوا اور اسکو جہان نما بھی کہتے ہیں اور بیج نثرل کے گر بھی مشہور ہے کہ عوام اس کی نثرل
 کہنے لگے ہیں شیعہ کتب تو تاریخ سے ایسا ثابت ہوتا ہے کہ یہ مکان بھی اسی زمانہ میں بنایا گیا ہے فیروز شاہ نے اپنے
 اور وہ فیروز شاہ عجمی میں ہوئی تھی پس یہ قیاد اسکے چند برس بعد ہوئی ہوگی مگر تعینادت تہمید بخوبی واضح ہے اس
 مکان کی قطع بھی عجیب ہے کہ ایک بلند برج پر چار دروازوں کا ایک کمرہ بنایا ہے اور اسکی دیوار میں سے
 اوپر جائیگا زینہ رکھا ہے اور اس کے اوپر اگلے زمانہ میں سنگین بہت خوشنما بارہ دی تھی کہ اب ٹوٹ گئی ہے
 مگر اوپر چڑھ کر دیکھنے سے اسکی علامات معلوم ہوتی ہیں ایسے مکانات عرض شکر کو بتاتے جاتے تھے یہ مکان بھی
 اسی واسطے بنایا ہوگا کہ کہتے ہیں کہ فیروز شاہ نے ایک نقب بنائی تھی کہ قلعہ فیروز آباد سے اس مکان میں ہو کر
 اس نقب کے رستے سے سوار حوض خاص تک چلے آتے تھے اور زمین تین کوس کا فاصلہ ہے اگر چاہا مکان
 بہت شکستہ ہو گیا ہے لیکن پھر بھی نقشہ اور ہیئت اور وضع اور قطع اسکے نقشہ کے دیکھنے سے بخوبی ظاہر ہوتی ہے

مسجد بیگم پور

بیج منڈل کے پاس موضع بیگم پور ہے اور اوس میں خان جہان خان فیروز شاہی کی مسجد بنائی ہوئی ہے بیرون
 ایسی ہے جیسی کھڑکی مسجد ہے مگر اس کا نقشہ کچھ علاوہ اور دلچسپ تھا اسوا سے چھوڑ دیا ۛ ۛ

موضع شکر الہی مسجد

مید ایک مسجد ہے بہت نامی اور نہایت عالی لوگ اس مسجد کو شاہ جہان کے وقت کی جاتے ہیں مگر یہ
 سہم میں بنی تا اسوا سے کہ اسکی عمارت پشمانوں کے وقت کی معلوم ہوتی ہے بہر حال اسہر کوئی کتبہ بنایا
 جس سے سال بنایا معلوم ہو اس مسجد کے پانچ دیوار اور چار دروازے چھوٹے چھوٹے اور زمین کراؤ میں

شیرجیان بنی ہوئی تین دروازہ اس مسجد کا بہت گھنٹا ہوا تھا مگر بالکل ٹوٹ گیا ہے اور اس پر سنگ مرمر میں کیا قرآنی کتبہ تھیں کہتے ہیں کہ بادشاہ نے زینت چلتے تین ایک موٹھ کا دائرہ زمین پر سے اٹھا لیا تھا اوسکو دیا گیا اور ہر سال اوسکی افزونی ہوتی گئی یہاں تک گئی کہ برس میں بہت سارے دیوہ جمع ہو گیا اوس روپیہ میں سے یہ مسجد بنی ہے اور اسی سبب سے ایک موٹھ کی مسجد کہلاتی ہے غرض کہ اس مسجد کی عمارت عمدہ ہونے میں کچھ شک نہیں اب اس مسجد میں زمیندار بستے ہیں اور گھر بناتے ہیں اور اس مسجد کا نقشہ یہ ہے :-

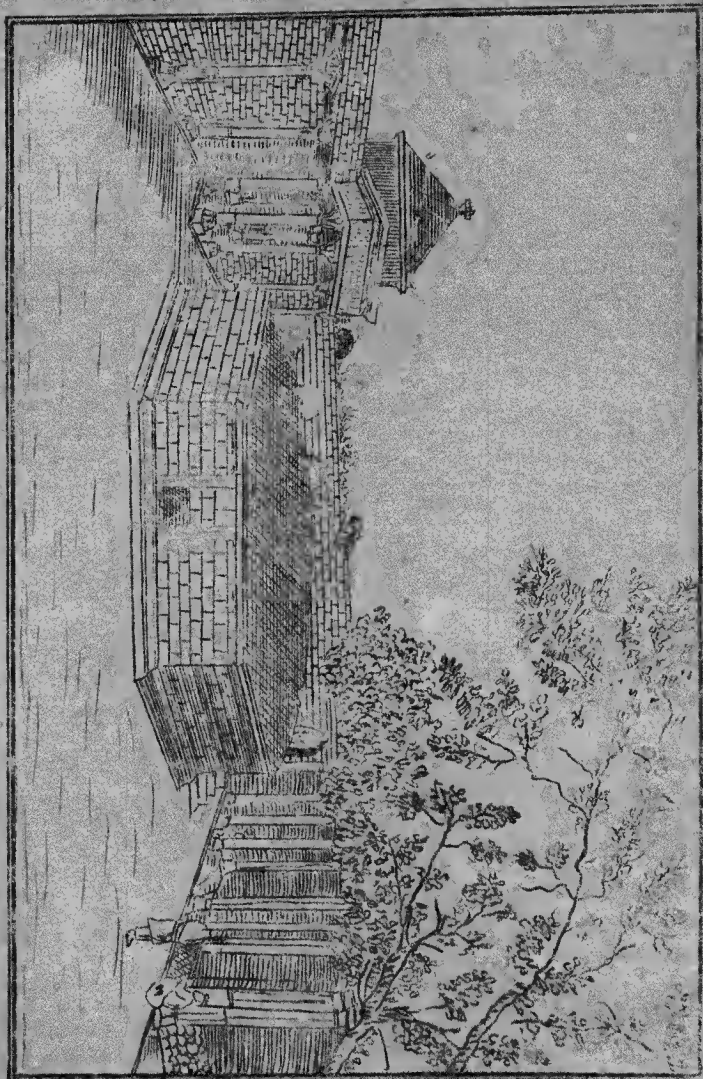
تبرجہ

اس مسجد کے آگے مبارک پور کوٹہ کے پاس تین برج ہیں پٹھانوں کے وقت کے کہ تحقیق حال اور کیا معلوم نہیں کہ جس بادشاہ کے محل کے امرا سے تھے مگر مشہور کرتے ہیں کہ ایک برج بڑے خان کا اور ایک برج چھوٹے خان کا اور ایک برج کاغیان کا ہے دو برجوں کی عمارت اچھی بنیں ہے بلکہ میرے زعم میں پٹھانوں کے وقت کے بھی بہترین معلوم ہوتے ہاں البتہ ایک برج جو بڑا ہے وہ بیشک پٹھانوں کے وقت کا ہے اوسکی عمارت بھی فی الجملہ اچھی ہے اور صاف پٹھانوں کے وقت کی معلوم ہوتی ہے عمارت اس برج کی سنگ خارا اور چونے سے بنی ہوئی ہے اور کہیں سنگ سرخ بھی لگا ہوا ہے اور اس سبب سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت پہلے وقت کی نواختر عمدہ پٹھانوں میں بنی ہو اگرچہ اس عمارت کا اچھی طرح حال معلوم نہوا لیکن اس قدر بھی معلوم ہو جانا غنیمت ہے چنانچہ اب اس مقام پر ہر ایک نقشہ لکھتے ہیں کہ اوس میں ان تینوں برجوں کے نقشے موجود ہیں

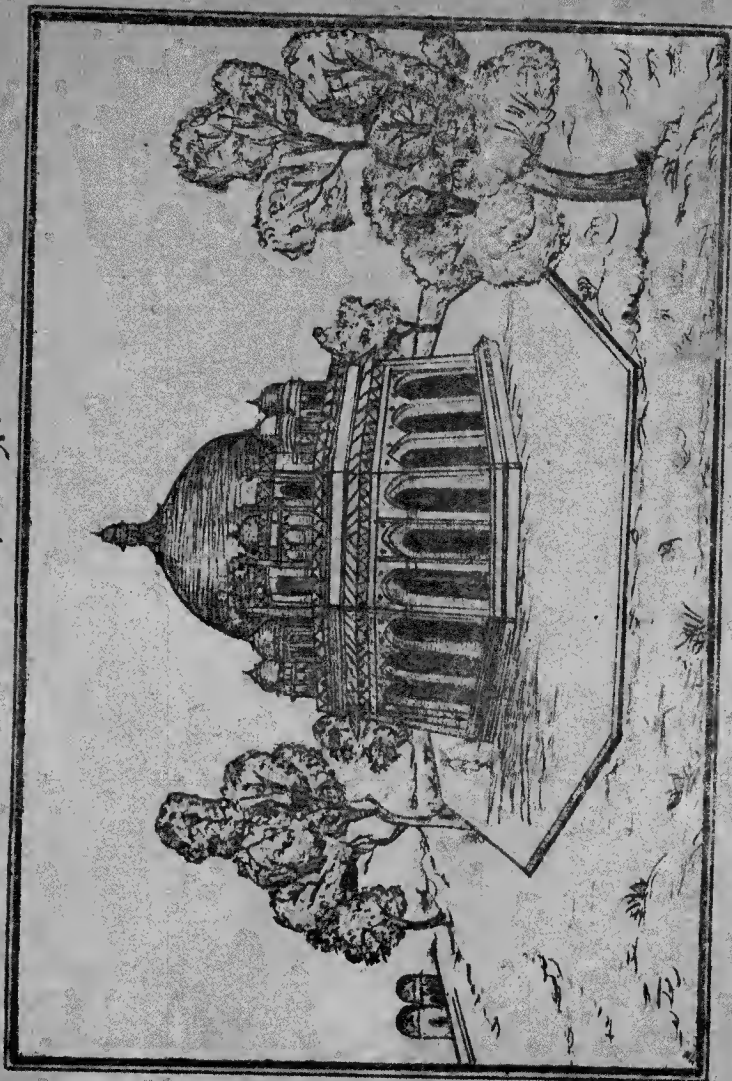
مبارک پور کوٹہ

یہ ایک گانہ ہے شاہجہان آباد سے تین چار کوس اور اوس میں ایک مقبرہ ہے ساخت اوس مقبرہ کی لمبی معلوم ہوتی ہے جیسے شیرشاہ اور اسلام شاہ کے وقت کی عمارت ہوتی ہے اور بعض اسی صورت کا ایک مقبرہ عیسیٰ خان کا جاہاؤن کے مقبرہ کے پاس ہے لیکن مشہور یہ ہے کہ یہ مقبرہ مبارک شاہ کا ہے اور اسی کے نام سے یہ گانہ مبارک پور کوٹہ کر کے مشہور ہے ہر حال یہ عمارت ہے بہت خوش قطع سنگ خارا سے بنی ہوئی ہے لیکن سنگ خارا اس خوبصورتی سے لگایا ہے کہ دیکھنے سے علاوہ کھنا ہے قطع اسکی نہایت خوب ہے اندر قبروں کا مکان ہے اور گردادہ کے بہت خوش قطع مٹھن غلام گردش بتاتی ہے اگر اس مقبرہ کو خواجہ الدین الدقاق مبارک شاہ کا مقبرہ تصور کیا جائے تو اسکو بنے ہوئے سو اچار سے یہ کلا عمدہ ہوا اسوا سے لگایا شاہ پانچویں رمضان ۱۰۳۵ ہجری کو دراکو لکھا لیکن بہترین تاکہ یہ عمارت اتنی مدت کی بنی ہوئی ہو غرض کہ اس کا نقشہ یہ ہے :-

نقشه نیرم - متعلقه مسجد سومه باب اول

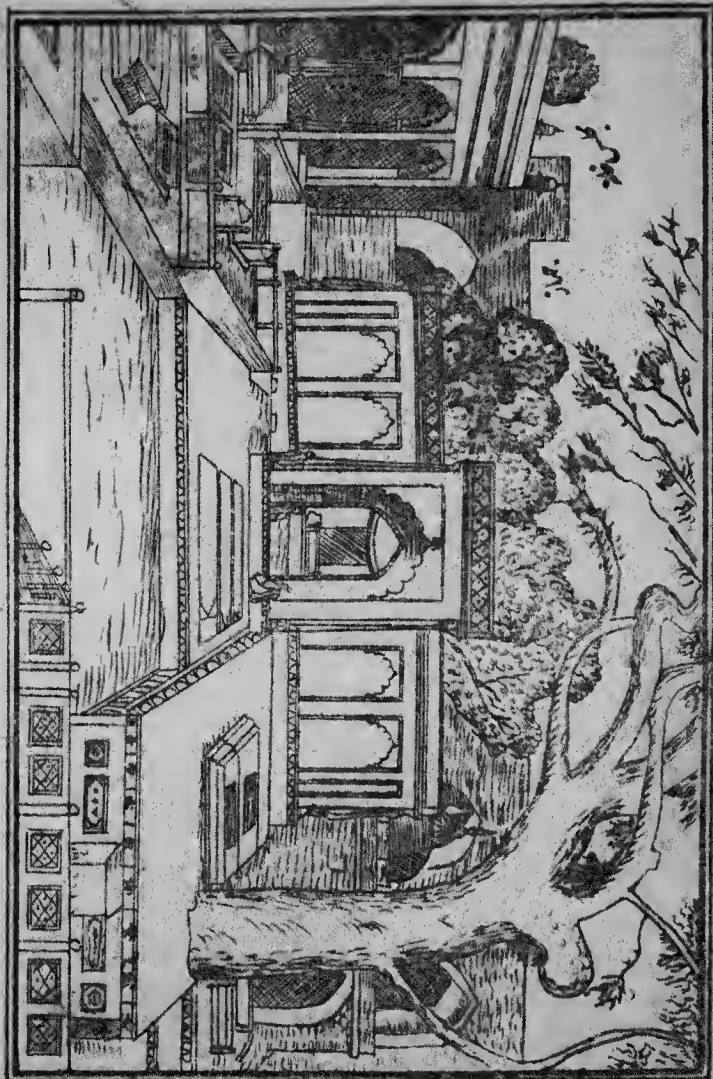


نقشه درگاه حضرت سید الشهدا



نقشه متعلقه صفحه در باب اول

نقشه شاه دران

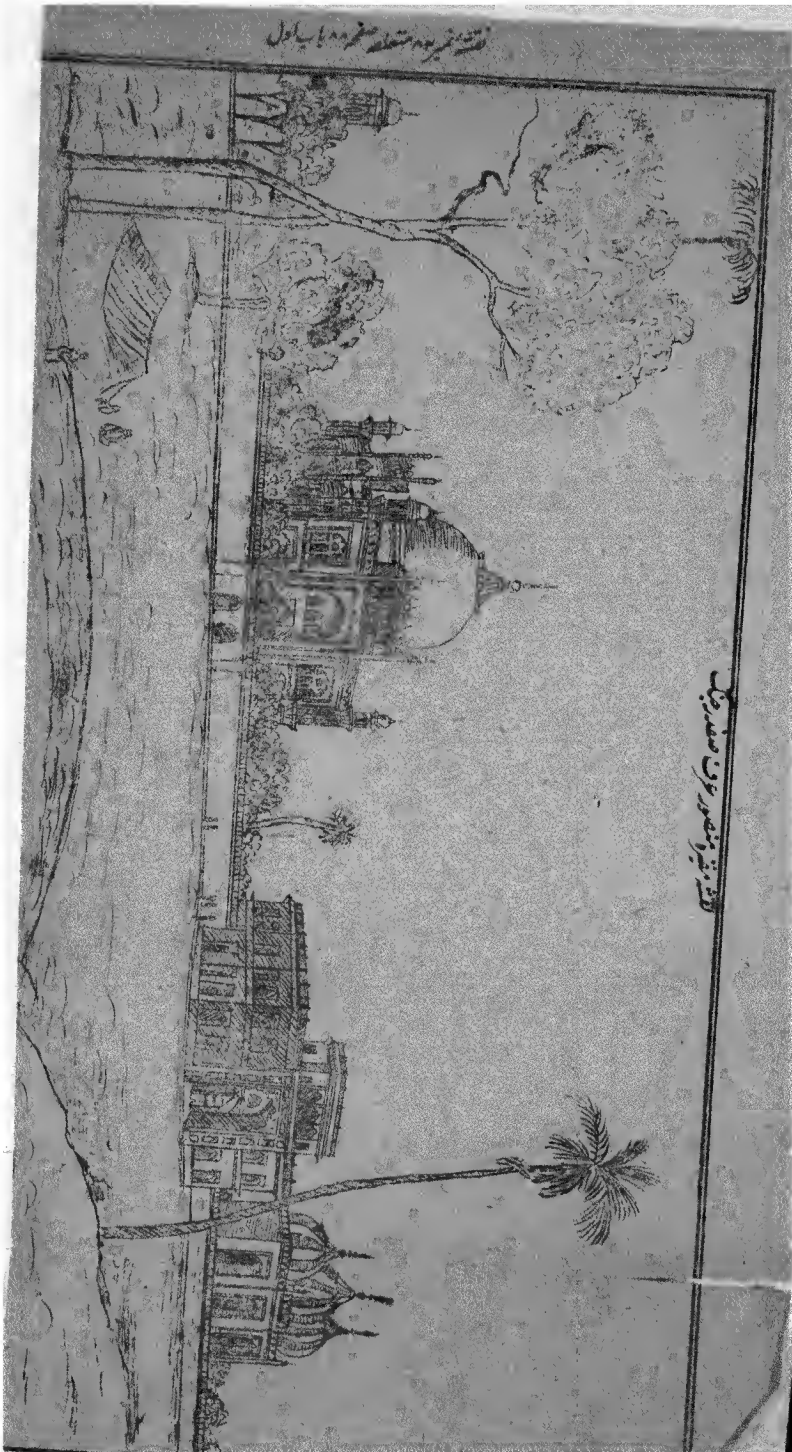


شاہ مردان			
یہ ایک مکان ہے منصور کے مقبرہ کے پاس اور اس جگہ پر قدم کا نشان بنا ہوا ہے اور اس نشان کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قدم کا نشان کہتے ہیں اور اسی سبب سے اس مکان کو علی بن ابی طالب اور شاہ مردان کہتے ہیں اب اس جگہ بہت سی عمارتیں بن گئی ہیں اس نقش پاکو سنگ مرمر کے حوض میں جایا ہے اور اس کے کنارے پر شمع کندہ ہے			
برز میں کونشان کہتے پائے تو بود		کتب	
اور اس حوض کے نیچے سنگ مرمر کا فرش کر کے گرد اس کے سنگ مرمر کا حجر بنایا ہے اب یہ مکان بہت بڑا قرار پایا ہے اور ہزار ہا آدمی بطور زیارت جاتے ہیں اور یہ مینے کی عیسویں بہت دھوم سے ہوتی ہے اور			
محرم کو بہت مجمع ہوتا ہے			
برج کا سہ حضرت فاطمہ			
اس محلہ کے پاس ایک برج ہے کہ وہاں کسی مرد کو نہیں جانے دیتے اور کہتے ہیں کہ اس میں نقش کا حضرت فاطمہ علیہا السلام			
جہاز			
اس کے پاس ایک حالان ہے بہت بڑا بنایا ہوا کسی سو لاکھ کا کہتے ہیں کہ اس سے کسی کام کے لیے منت مانی تھی جب وہ پورا ہوا تو یہ حالان بنایا اور جہاز اس کا نام رکھا			
مجلس خانہ			
اس عمارت کے پاس والان در والان ہے بنایا ہوا عشرت علیہا کا اور اس والان میں مجلس فریہ خوانی کی ہوا کرتی ہے اور اسی سبب سے مجلس خانہ اس کا نام رکھا ہے اور اس کے ایک بازو پر یہ تاریخ مرمر میں کندہ ہے			
کتب			
برگاہ شہنشاہی و سلاطین	علی شاہ مردان علی خدی	بحکم شہ اکبر نامور	چو عشت ملیخان بیار است
رسید شہ ماہل سال	ہمین زور قدم او ناظر نای	نقار خانہ	
اس عمارت کے باہر صادق علیخان نے ایک دروازہ نقار خانہ کے لیے بنایا ہے اور اس پر یہ تاریخ کندہ ہے			
کتب			
نقار خانہ	ساخت برہنہ حیدر	سال تاریخ آن باصاف	گفت نقار خانہ حیدر

اساط	اس
اس آبادی کا ایک پختہ علاقہ بھی بنا ہوا ہے اور اس کے شمالی دروازہ پر تاراج گندہ ہے حال تکصیب اللہ آئندہ نیا مسلم دہلی یا سیدہ سلاطین جی ہر دہ سال ایک احمد شاہ ببادشاہ غازی میرج ارشاد ثواب تکمیل حضرت صاحبزادہ پیر تمام ثواب ببادشاہ و مدعا لفضل صاحب ہر سال ایک علی خان قمبر قلعہ و مجلس خانہ و مسجد و حوض در یک سال مرتب شد ہذا اب ہم اس مقام پر اس درگاہ کا نقشہ لکھتے ہیں	اس
اسی علاقہ کے پاس مرزا اشرف بیگ خان نے ایک پختہ چار دیواری بنوادی ہے اور اس میں تمام شہر کے تقریبہ دفن ہوتے ہیں اور اس علاقہ کا نام کر بلا ہے	کر بلا
اسی کے پاس بخت خان کا مقبرہ ہے جو اس قریب زمانہ میں بخشی تھے اور اس کے قبر پر تاراج گندہ اور بہ تربت بخت ماوہ تاراج ہے	مقبرہ بخت خان
یہ مقبرہ ہے بہت نامی مشہور علیخان صفدر جنگ کا جو وزیر تھے احمد شاہ بادشاہ کے اس عمارت کی خوبصورتی بیان سے باہر ہے یہ مقبرہ سوسے پاون تک سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے اور باہر بھی سنگ مرمر کی چاند اور چمکے لگے ہوئے ہیں برج اس کا تمام سنگ مرمر کا ہے اور اندر جا رہے تک سنگ مرمر لگا ہوا ہے اور قبر کا توینہ نر سنگ مرمر کا ہے اور اس میں ایک خانہ ہے جس میں اصل قبر بھی ہوئی ہے عمارت اس کی ایسی نازک اور ایک ہے کہ اپنی نظیر نہیں رکھتی تقسیم مکانات کی اس خوبصورتی سے کہ یہ بیان میں نہیں آ سکتی گرد اس کے چاروں کھنچے ہوئی ہے اور اس میں بہت کھنڈیاں آراستہ ہے چاروں طرف اس مقبرہ کے چار منبرین بہت پاکیزہ و نئی ہیں اور ان تک آراستہ ہیں باغ کے تین طرف مکانات دکشا بنے ہوئے ہیں جنوبی مکان مونی محل کے مشہور ہے اور صاحبان ان کے زیر اس میں سیر اور تماشا کو ٹھہرتے ہیں غریبی مکان جنگلی محل کے مشہور ہے اور یہ بھی بہت عمدہ مکان ہے اور شمالی مکان کو کہ نہایت کھنڈ اور عمدہ بنا ہوا ہے بادشاہ نے یہ کہتے ہیں ضلع شرقی میں دروازہ ہے بہت بلند اور اس دروازہ میں طرح طرح کے مکانات اور چیمبران ہوتی ہیں اور اس دروازہ کے اوپر ایک بارہ درہی ہے بہت بلند اور نہایت خوشنظر و شکر بنی دروازہ بھی	مقبرہ منصور

فصل فی شرح و تفسیر

فصل فی شرح و تفسیر

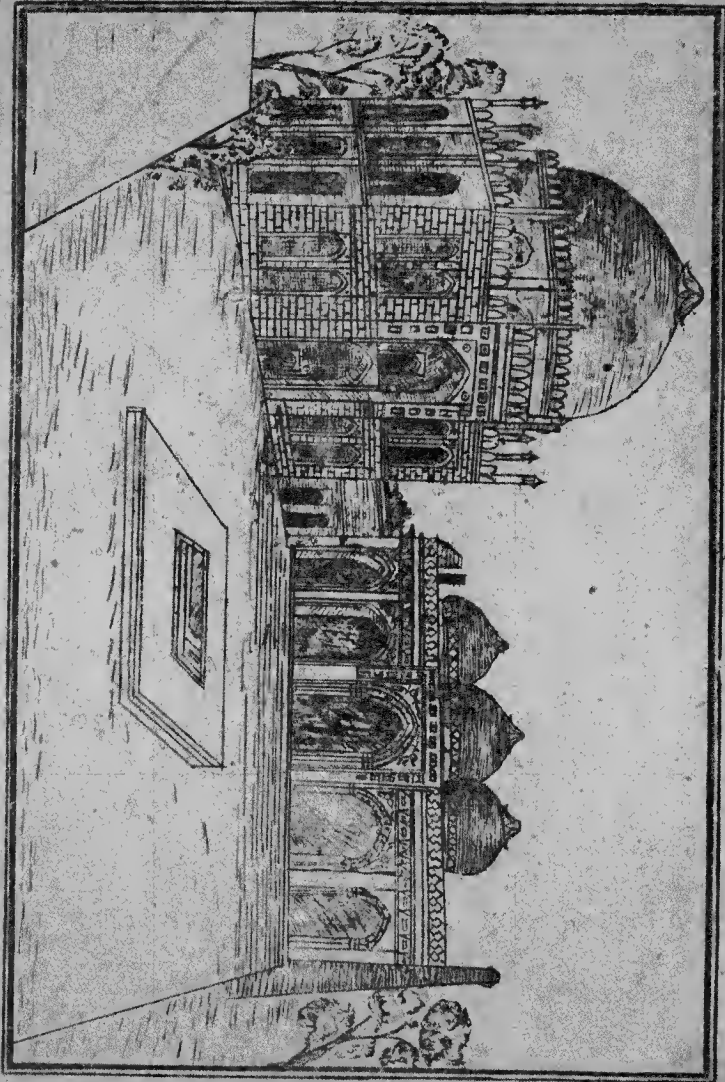


نقشه مخبریه متعلقه صفحه و در باب اول

نقشه تهر و غیره

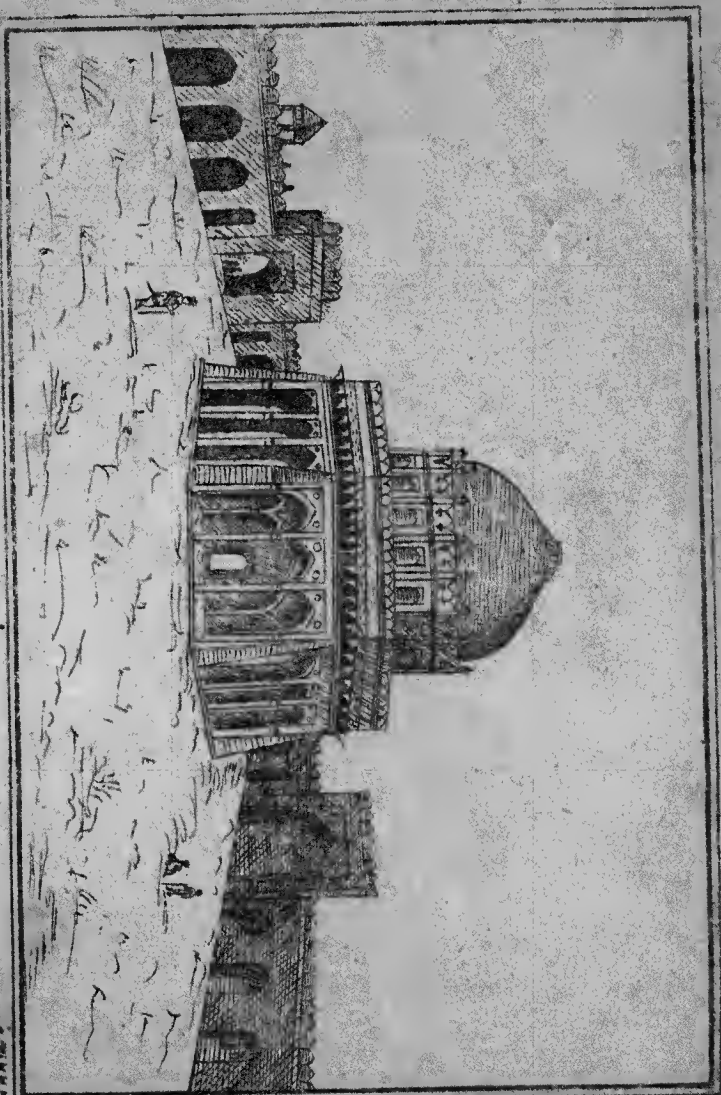


نقشه شهر در منطقه صومعه و در باب اول



نقشه شهر در منطقه صومعه و در باب اول

نقشه مبرن و سلطان مسکن بر اول دردی



محل نشین سلطان

سرایان

یہ گڑھ مقبرہ ہے اس دروازہ کے متصل جانب شمال ایک مسجد ہے سنگ سرخ کی نہایت نفیس اور پاکیزہ لکڑی کی مسجد ہے کہ اوس میں نماز نہیں ہوتی اس مقبرے کی چار دیواری کے چاروں کونوں پر چار برج ہیں اور اوس میں سنگ سرخ کی جالیان لگی ہوئی ہیں دروازے ان جالیوں میں بہت بہار معلوم ہوتی ہے اور یہ دکھائی دیتا ہے کہ جیسے بہار کا یہ مقبرہ سیدی بلال محمد خان کے اہتمام میں تین لاکھ روپیہ خرچ ہو کر تیار ہوا ہے اور مقبرے کے اندر یہ تاریخ کندہ ہے

تاریخ

جوان محمد عرصہ مروے | زردار فاضل رحلت گزن | چھ سال تاریخ او شدر قم | اور باد مقبرہ شہت برین

اور یہ نقش ہے اس عمارت عالی کا

حیہ پور

منصور کے مقبرہ کے سامنے ایک برج ہے بہت خوشنما اور اس برج کی عمارت اور مبارک پور کوٹلہ کے برج کی عمارت اور عیسیٰ خان کے گنبد کی عمارت ایک سی ہے اگرچہ نہیں معلوم ہوا کہ یہ برج کس کے وقت کے ہیں مگر اس برج شک نہیں کہ یہ بھانڈوں کے وقت کے ہیں کوئی امیر ہوئے جس کے نام سے یہ گانو آباد ہوا دیکھا یا اوس کے لواحقین کا یہ گنبد بھی ہوگا غرض کہ اس کی عمارت بھی بہت خوب اور نہایت عمدہ ہے کہ نقشہ دیکھنے سے اوس کی خوبی معلوم ہوتی ہے

مسجد و مقبرہ

اسی برج کے پاس ایک اور مسجد اور مقبرہ ہے بھانڈوں کے وقت کا کہ اس کا حال بھی کچھ مفصل نہیں دریافت ہو سکا ہے مقبرہ کے پاس جو مسجد ہے وہ بہت تھکنی ہوئی ہے اگرچہ وہ مسجد چوڑی اور پتھر کی ہے لیکن چونکہ کاری میں اسے کل جھٹے بنائے ہیں اور بہت کاری کی ہے کہ دیکھنے سے قلعہ کھتی ہے مسجد کی پیشانی پر چوڑی کاری سے آیت قرآنی کندہ ہیں اس مسجد اور مقبرہ میں زمیندار آباد ہیں اور تمام عمارت کو خراب کر دیا غرض کہ اب جو ٹھیکہ حال علی گڑھ کا ہے اور عیسیٰ خاں ٹوٹی بیھوئی رہ گئی ہے وہ نقشہ کے دیکھنے سے بخوبی معلوم ہوتی ہے

مقبرہ سلطان سکندر بھلول

اسی برج کے پاس ایک برج ہے یعنی اوس طرح کا جس طرح عیسیٰ خان کا اور مبارک پور کوٹلہ کا گنبد سے کہتے ہیں کہ یہ مقبرہ نظام خان الملک بے علاء الدین سلطان سکندر شاہ من سلطان بھلول بودھی کا ہے اور جو کہ گنبد شاہ تیرہویں و فیصد شاہ جویری کو مر ہے اس سبب سے کہنا جا سکتا ہے کہ یہ مقبرہ بھی اسی زمانہ میں بنایا ہوگا کہ اس بات کو تین سو اڑتالیس برس کے قریب عرصہ ہوا غرض کہ یہ عمارت بھی بہت اچھی ہے اور اب اس مقام پر ہم

اس کا نقشہ لکھتے ہیں جس کے دیکھنے سے اس عمارت کا حال معلوم ہو سکتا ہے *

جستہ منت

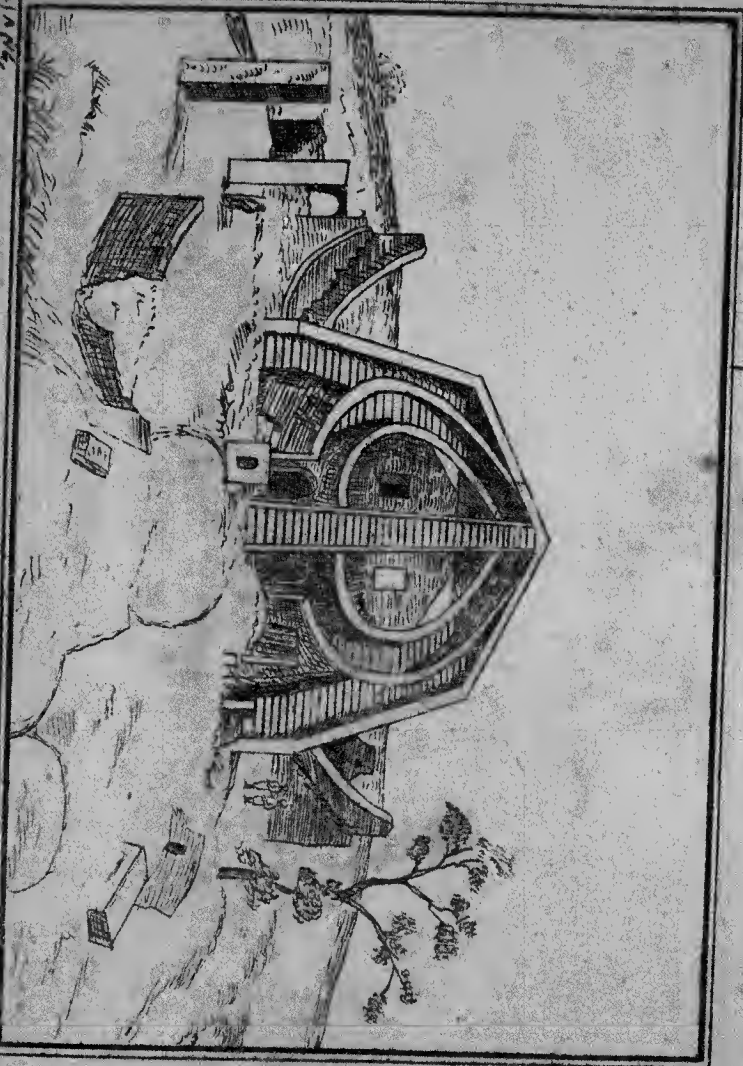
جستہ منت کے معنی ہندی زبان میں آکر صمد کے ہیں لیکن عوام الناس میں یہ آلات جستہ منت کے مشہور ہیں بہر حال یہ عمارت آلات صمد ہیں جو محمدؐ کا ہوتا ہے صمد بن بنی تھی اور بڑے بڑے ریاضی دان ہندو اور مسلمان اس میں کثرت سے خوبی ان آلات کو دیکھنے سے علاوہ کہتی ہے کہ کیسی سی قومیں اور کیسے کیسے دائرہ مجسم بنانے میں کثرت و غلط بھی اوسکے آگے تدریس سے تبر معلوم ہوتی ہے اس فوس ہے کہ یہ آلات عالی چکا ہونا مستغنا تھا نہایت بے مروت پڑے ہیں اور بہت جگہ سے شکستہ ہو گئی ہیں صمد خانہ کے بدلے یہ جگہ براز خانہ ہو گیا ہے ہر نادید اور ہر ہر تدویر اور درجہ اور واقعہ میں نو فوسن گوہ کاٹھیر ہو گیا ہے ایسی غفوت یہاں تھی کہ نقشہ کھینچنے کو ٹھہرنا مشکل پڑا تھا بد کل من علیہا فان یقوی وجہ ربک ذوالجلال الکلام بہ بہر حال یہ عمارت صمد خانہ ہے اور حالات کو اکب اور گردش ثوابت و سیار اور اختلاف یوم ولید اور طالع و مطالع ید اس سے معلوم ہوتے ہیں اور اور ہر طرح کی صمد کی جاسکتی ہے اگر میں ان آلات کی صنعت کے طرق اور اسکے اعمال کے قواعد لکھوں تو ایک کتاب علاحدہ چاہیے اگر موت نے فرصت دی اور خدا نے بھی چاہا تو ان آلات کے صنعت و اعمال میں ایک رسالہ علاحدہ لکھوں گا اب اس مقام پر صرف ان آلات کا بیان نہایت کرتا ہوں واضح ہو کہ ہر مقام کے اکثر آلات صمد ٹوٹ گئے ہیں صرف چار آتھ باقی رہ گئے ہیں کہ اون چاروں کا ذکر مفصل تھا کہ لکھتا ہوں

مقیاس

یہ ایک جستہ ہے بہت خوب اور اس سے بہت سے اعمال ہوتے ہیں نہایت اسکی یہ ہے کہ ایک توس محل النما کی عرض موافق عرض ملکہ کے منوف کہ ہر درجہ اور سکادس انچہ اور چارٹ کا ہے بنا ہے اور اوسکے نیچے اوپر دو طرف درجہ تقسیم کیے تھے اور ہر درجہ کو دس ٹکڑے کر کے ہر ایک ٹکڑے کے چھ ٹکڑے کر ڈالے تھے کہ اس تقسیم کے سبب ہر درجہ ساٹھ دقیقہ پر تقسیم ہو گیا تھا اور اوسکے چھ میں ایک پا کھ کے اوسکو مقیاس کہتے ہیں بنایا ہے کہ اوسکی تقسیم موافق درجہ نظر کے کی تھی اور اوسمیں چھٹاٹھ زیتہ نہایت ہیں کہ اوپر سے اوپر چڑھتے ہیں بنیاد اوسکے پانچ زیتہ اوپر کے پاس سے ٹوٹ گئے ہیں او چھٹن زیتہ نیچے کے اوپر پانچ زیتہ اوپر کے ثابت ہیں طول پا کھ کا جڑہ سے چوٹی تک ایک سو تیس ٹوٹ کا ہے اور اوس پا کھ کے اوپر عمود بنایا ہے اور اوس پر دائرہ ہندی بنا ہوا تھا اور درمیں وہاں رکھ کر اعمال کیا کرتے تھے اور اوس

نقشه شهر ویران و متعلقه صفه و باب اول

نقشه شهر قندی و دایر نظام

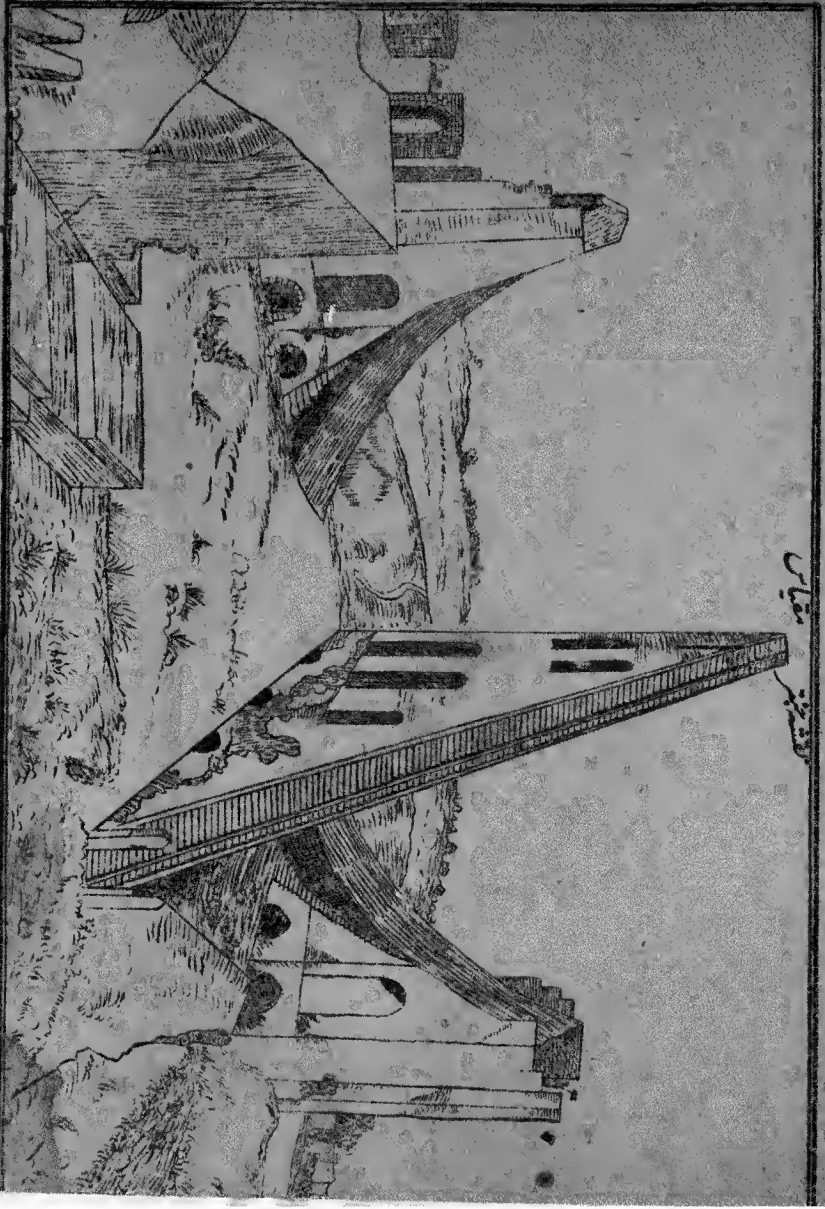


نقشه در اصفهانی

نقشه زاشا و خرابی

نقشه لاهیجی

نقشه شهره منطقه صفویه باب اول



مقابس
صفویه

نقشه شهر و منطقه مسخر و باب اول



نقشه منبره متعلقه صفحه او باب اول

در خواص

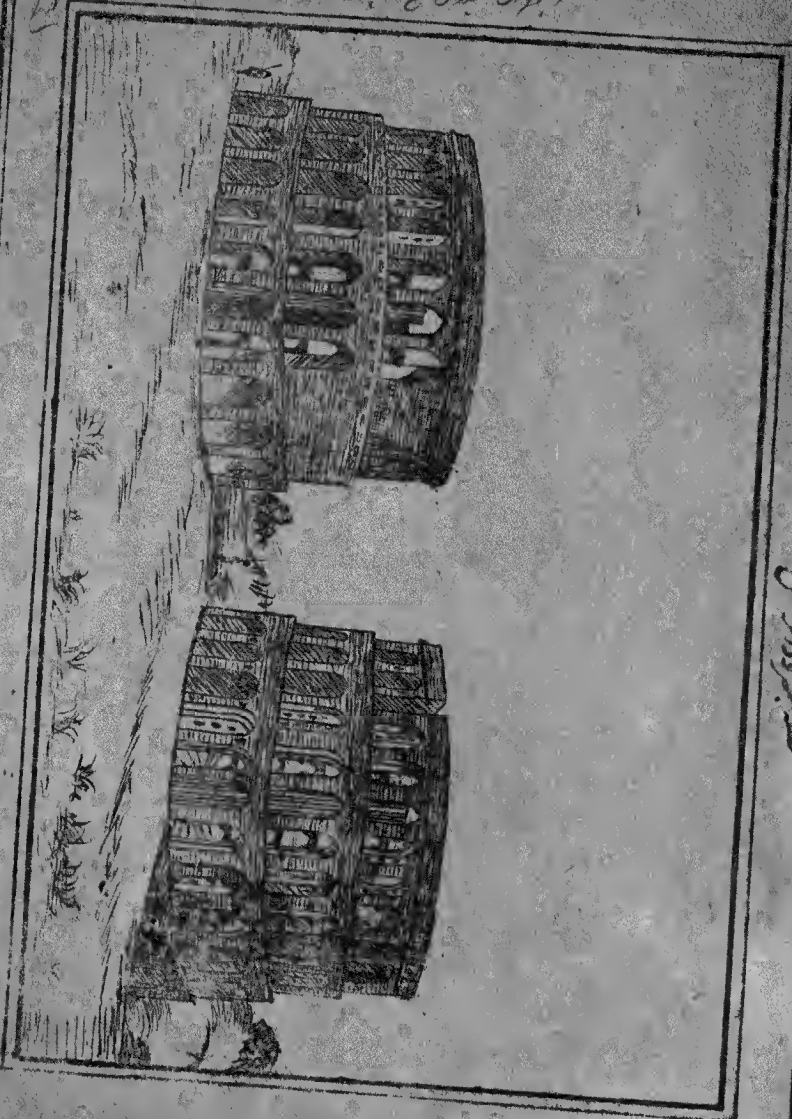
در احوال

در موقوفات



نقشه آمفی تئاتر و هم متعلقه صفحہ ۹۱ باب اول

امپراتور کنستانتین در حین حمله به ایران لشکر و سپاہی بسیار داشت



نقشه آمفی تئاتر و هم متعلقه

معدل النصار کے دو طرف ایک دیوار ماس قوس کی بنا کر اوہین بھی زینہ بناتے ہیں کہ اوپر چڑھ کر درجات قوس دیکھا کرتے تھے اور کئی کئی ایک تھخانہ تھا کہ اب مٹی سے بند ہو گیا ہے اور اوس پر ایک سوراخ چھوٹا سا تھا کہ اوس تھخانہ میں پیچھ کر اوز اوس سوراخ میں نظر انداز کر دے کہ اب کیا کرتے تھے اوس قوس معدل النصار کا قطر ایک سو تھہر فٹ کا ہے اور زینوں کی دیواروں کا عرض دو فٹ کا اور ہر زینہ کا عرض ایک فٹ سا ہے پانچ انچ کا ہے اور صورت اس جہت ترکی یہ ہے جو نقشہ میں دکھائی دیتی ہے :

کرہ مقعر

اسی چتر کے پاس جانب جنوب یہ جہت ہے اور حقیقت میں یہ دیکھ رہے ہیں مقعر اور انکو اس طرح بنایا ہے کہ مدار قطب برج کا ہر ایک میں ناقص ہے کہ اگر ایک کرہ کو ادھا کر دے کر ہر اس طرح کر دے کہ قطب شمالی قطب جنوبی اور قطب جنوبی قطب شمالی پر منطبق ہو جاوے تو یہ ایک کرہ پورا بن جاوے اور دو نقطوں کا مدار بھی پورا ہو جاوے بہ حال ان کرہ میں بارہ قوسیں بناتی ہیں چھ خالی اور چھ بھری کہ یہ بارہ برج ہیں اور قطب جنوبی پر ایک سنج آہنی چوٹی سی لگی ہوتی تھی کہ اب اوسکو لوگ اکھاڑ لگتے ہیں اور جانب قطب شمالی کا دو ذہن ناقص ہے اور وہاں ایک نشان خط نصف النصار کا بنا دیا ہے اور ان کرہ کی چاروں طرف چار چوڑے بناتے ہیں کہ ان پر پیچھ کر اندر کے سایہ کا حال دیکھا کرتے تھے اور ہر خالی قوس میں زینہ بناتے ہیں دو نوکر و نکا قطر چھبیس فٹ سات انچ کا ہے اگرچہ ان کرہ کی صورت جیسی دل چاہتا ہے نقشہ میں نہیں آسکتی اور قوسیں انکی دکھائی نہیں دی سکتی مگر یہ ممکن ہے نقشہ میں موجود ہو اوسکو دیکھو اور ساخت مقعر کو خیال کر دے :

دوائر اطلال

انہی دو نوکر و مقعر کے پاس جانب جنوب قریب ہمد گیمہ دو دائرہ ہیں چار طبقہ کے اور اسے مد نظر ہوتی ہے دائرہ نکا ایک درجہ زمین میں دبا ہوا ہے اور تین درجہ اچھٹے کئے ہوئے ہیں ان دائرہ زمین ساتھ خانہ بناتے ہیں تیس ثابت اور تیس خالی کہ اس سبب سے محرابین طاق طاق کے طور پر ہو گئی ہیں کہ ہر ایک پایہ ثابت اور طاق خالی کا عرض دو فٹ سا ہے و س انچ کا ہے اور اوس کے اندر چوں بیچ میں ایک عمود بطور مقیاس کے ہے کہ اوسکا محیط ثلثہ فٹ ایک انچ کا ہے اور نصف قطر دائرہ کا سواے عمود کے جو بیس فٹ کا ہے اور قطر کا تخمینا پانچ فٹ آٹھ انچ کا ہے کہ کل قطر دائرہ کا ترین فٹ آٹھ انچ کا ہو اور اس کے اندر بھی شہر حسان خالی اور بھری موافق اعداد و خانوں کے بنا دی ہیں غرض کہ اب اس مقام پر ہم ان دو نوکر و نکا نقشہ میں

کیسکے دیکھنے سے ان دائروں کی صورت بخوبی معلوم ہوتی ہے وہ ہوتا

فصل دوم در اعراض

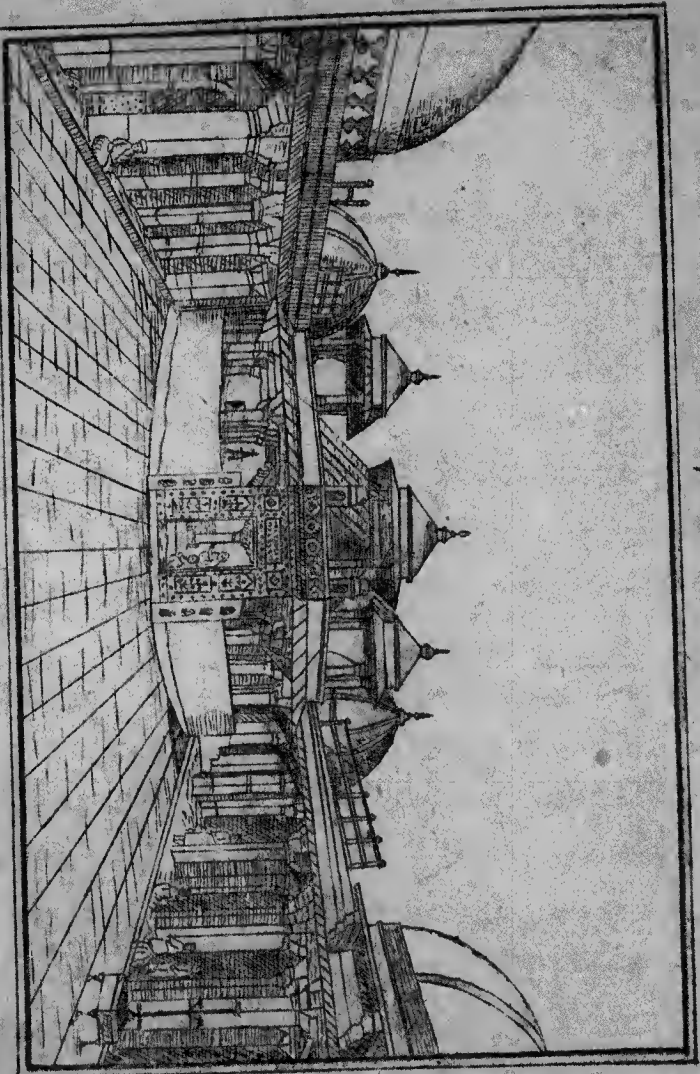
پہلے جتنے جانب شمال پر جتنے ہے اس صورت سے کہ ایک چوتھ سلاخی بنایا ہے کہ شمال کی طرف سے بقدر عرض بلد قطع ہے اور اس کے اوپر دو دوسرے جن جانب شرق و غرب دو اعراض میں سے ہیں انہی کی قوس کا قطر میں فٹ ڈیڑھ کا ہے اور عرض قوس کا ایک فٹ ساٹھ انچ کا ہے اور اس کے بعد ایک قوس اور اس کے اوپر قطر میں فٹ کئی انچ کا ہے اور عرض ایک فٹ ساٹھ انچ کا اور فصل درمیان قوسین کے جانب شمال سے عرض قوس فٹ دو انچ کا ہے اور جانب جنوب کا بسبب ہو جانے کے معلوم نہیں ہوا غرض کہ یہ چار قوس ہیں دو جانب شرق اور بعض اس طرح دو جانب غرب اور اس کے عین زمین سے ہوتے ہیں کہ اوپر چار حلقہ بناتے قوسوں کے دیکھا کرتے تھے اس مقام پر بھی مثل پہلے جتنے کے ایک قوس مسلسل النمار کی بنائی ہے اور یکسور سابق زمین سے بنے ہوتے ہیں اور علاوہ اس قوس کے صرف جانب غرب ایک قوس بنائی ہے اس طرح پر کہ اگر اس کو پورا دائرہ فرض کریں تو سمت الارس اور سمت القدم پر مقرر کر سکتے ہیں اس کے پاس بھی سیڑھیاں درجات دیکھنے کو بنادی ہیں اور اس مقام پر اور کچھ آلات بھی بنے ہوتے تھے کہ وہ بالکل شکستہ ہو گئے ہیں غرض کہ اس مقام پر ایک نقشہ لکھتے ہیں کہ اس کی کیفیت ہمارے بیان کی بخوبی واضح ہوتی ہے

فصل سوم در شریف

یہ درگاہ ہے بہت نامی اور گرامی اور حقیقت میں قبر ہے شاہ زادہ فتح خان کی اور اس کے اوپر نقش قدم بہت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لگا ہوا ہے کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بتوڑا ہوا تھا اور یہ نقش پا ہو گیا تھا والدہ اعلم باللہ ابوالصواب غرض کہ یہ قدم فیروز شاہ بادشاہ کے عہد میں آیا اور سنہ ۸۰۰ سے و سبجات میں جب شاہ زادہ فتح خان کا انتقال ہوا اور بادشاہ اس کو نہایت جانتا تھا یہ قدم اس کے اوپر چھاتے پر لگا دیا گیا اور اس کے گرد دروازے مکانات و مسجد بنا دیے اور متصل چار دیواری کے ایک گوشہ میں بڑا بنوا دیا غرض کہ جو کچھ عمارت اس درگاہ میں قدیم ہے وہ سب فیروز شاہ کی بنائی ہوئی ہے قبر کے اوپر پریم کا کتبہ لگا ہوا ہے اور اس میں پانی بھرتے ہیں اور قدم مبارک دھو کر تیرک لوگوں کو دیتے ہیں اور دور دور کی جاہلین ہیں اور یہ شوخو شیطانی ہیں یہ ایضاً خضر زل اس کے پورے تخت پر پانی قدم شریف کا آب حیات ہے ہر جہاں اللہ کو بار خوں تک میدان بہت دھوم دھام سے میلہ ہا کرتا ہے خصوصاً بارہویں کو بہت دھوم ہوتی ہے

تذکرہ شہزادہ محمد شمس الدین باب اول

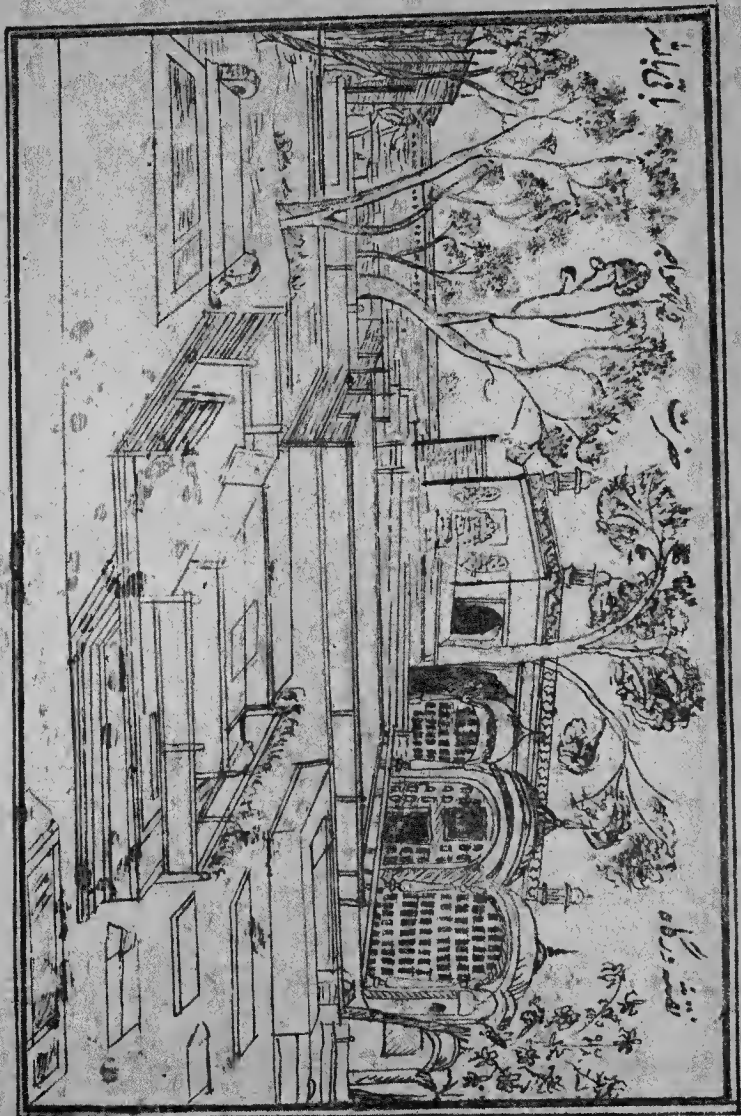
تذکرہ درگاہ قادریہ شریف



عمر ۱۸۱۵ء

علی فیض علی خان

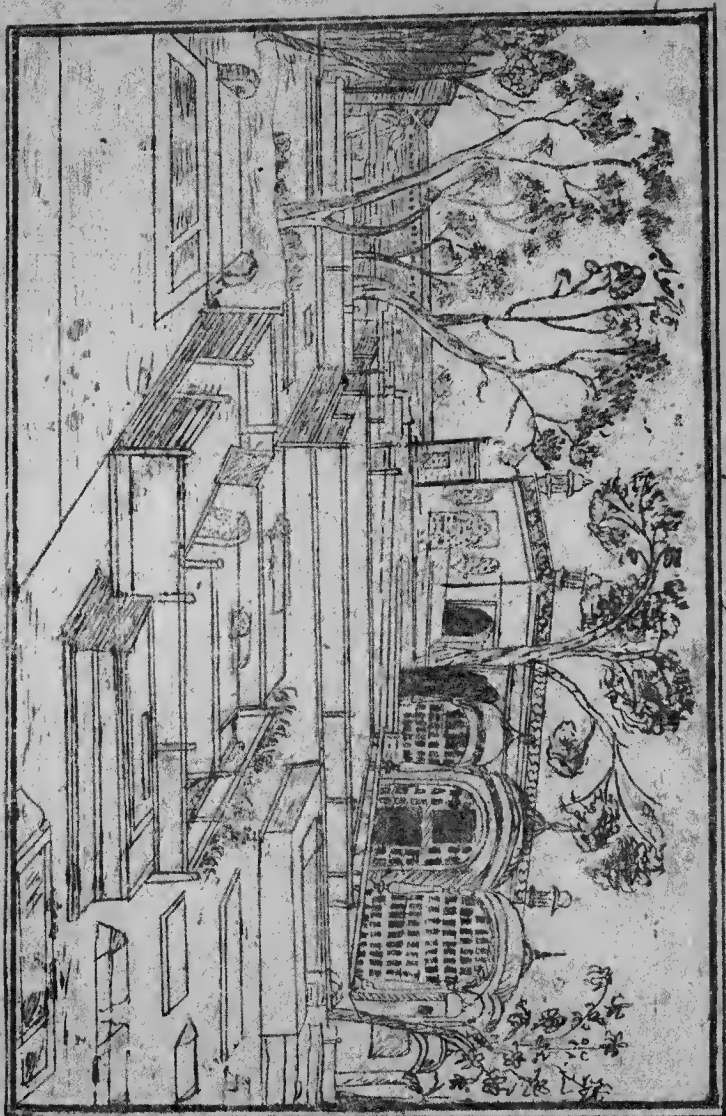
سال ۱۲۸۱ھ



باقی باشد

در

نقشه درگاه



تمام خلعت جمع ہوتی ہے اور ہزاروں ملک آتے ہیں اور دھماکے کرتے ہیں گاہ کہ گئی و از زمین ایک واہ پیر شاہ کچھ ہیں

شعر

سچی گمان بہمنای محمد	ہدایت دہندہ بہ ہستی محمد	خوش آن و بد بدستہ ہر گاہ	کہ در وی نباش سہامی محمد
عزیزش و وزیر پادشہ	ہر آن کو شہد کا کبابی محمد	منہ از سگان سنگ گوی	شدہ شیر وان از کدابی محمد

اب ہم اس مقام پر اس درگاہ کا نقشہ لکھتے ہیں وہ ہوتا

درگاہ خواجہ باقی باللہ

یہ درگاہ ہے حضرت خواجہ باقی باللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی انکا حال نہایت اشتہار سے محتاج میرے بیان کا نہیں اس واسطے انکے فرار مبارک کا حال لکھتا ہوں کہ انکا فرار مبارک چونکہ کا زیر آسمان ہے اور ایسی فیض برکت آپ کے فرار سے ہے کہ جب کا کچھ بیان نہیں باوصف تالیش آفتاب کے آپ کا فرار ہمیشہ سرد رہتا ہے جنوبی دروازہ درگاہ پر یہاں شعار لکھتے ہوئے ہیں

خواجہ باقی آن امام اولیا	عارف باللہ اسرارِ نوفا	نگت لبان سر را دنیا	از مثال مغربی خوش گل
چونکہ در شرب فنا اندر بقا	محمود کشتہ زار اسرارِ جفا	رفت بہت بین سر لقا	چون ندای ارجی اشتیاق
	سال تاریخ وصالش سرد	فی باللہ شیر وقت گفت	

آپ کے فرار مبارک کے سرخسے ایک دیوار ہے بطور چراغان کے اور اوسین طاق طاق نمبر ہوئے ہیں اور اوس پر یہ قصیدہ لکھا ہوا ہے

قصیدہ

مقبہ را باب معنی کو صاحب دین	مظہر فیض الہی صاحب علم یقین	حاجی دین نبی اکمل امام المتقین
سورہ فضل اگر امی آل تم المرسلین	کاشف اسرار مطلق توفیق علم یقین	مخدرات آقہ من باللہ باقی بالیقین
غوث اعظم وہ الوہابی زرب العالمین	قطب شاد جهان ہم معنی حق یقین	کامل عالی طریقہ ہمدی راہ مستین
بحر عرفان الہی مقتدی امارتین	راضی و مرضی حق بذات ان یقین	این کراست بہت شاد محبوب بلالین
نزدیچون جبرئیل تافت از حق بسین	شدیرین غیش و شوق بلالین	کی تو اتم گفت مدح آن خلاصہ و یقین
ہست ذات خواجہ باقی مرحمت اللہین	نعت اللہ باقی بود باقی غنی یقین	مرجع السنن ملک فضل الہین
خواجگی اکند شد مرشدان شاہدین	لیک بر شہر بلالین ہم ہزار یقین	چون کالش فصل ثم نبوی و یقین

شد وصال غیبی او آخر لعلِ اربعین ہر کتیبہ بر فراشِ شہنشاہِ مصطفیٰ یقین تأییدِ نظرِ رحمت ہم نجاتِ یومِ دین	دانِ زحمت بعد اعلیٰ انشاءِ یزدین حاجش گرد و رواہم نقضِ بناؤں باو نازلِ رحمت رضوانِ برائین	از وفاتِ قطبِ زمانِ نیک گاہِ مسلمین عاجز و عاصی بد گاہِ ہمش بھی ساجین بر محمد خواجہ باقی ز اولیاءِ حقین
--	---	---

اب اہم مقام پر چھ آپ کے مزارِ مبارک کا نقشہ لکھتے ہیں و مریزا

در گاہِ سیدِ حسن رسولِ نامہ

یہ درگاہ ہے حضرت سید حسن رسولِ غامضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کہ اولیاء کے گیارہ سے تھے انکا حال بھی اتنا مشہور ہے کہ محتاجِ میرے بیان کا نہیں آپ کو جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے وہ تقرب حاصل تھا کہ جسکو چاہتے تھے آپ کی زیارت سے مشرف کروا دیتے تھے اسی سبب سے رسولِ نامہ آپ کا لقب تھا آپکا مزار بھی زیرِ آسمان واقع ہے اور مزارِ شریف کے سرِ عارضے یہ شعر کندہ ہے

شعر

حسن رسولِ غماقتنار آلِ حسن
اولیس قرنی ثانی و ثالثِ حسین

اور یہ نقشہ ہے آپ کے مزارِ مبارک کا فاضلِ نقشبندی

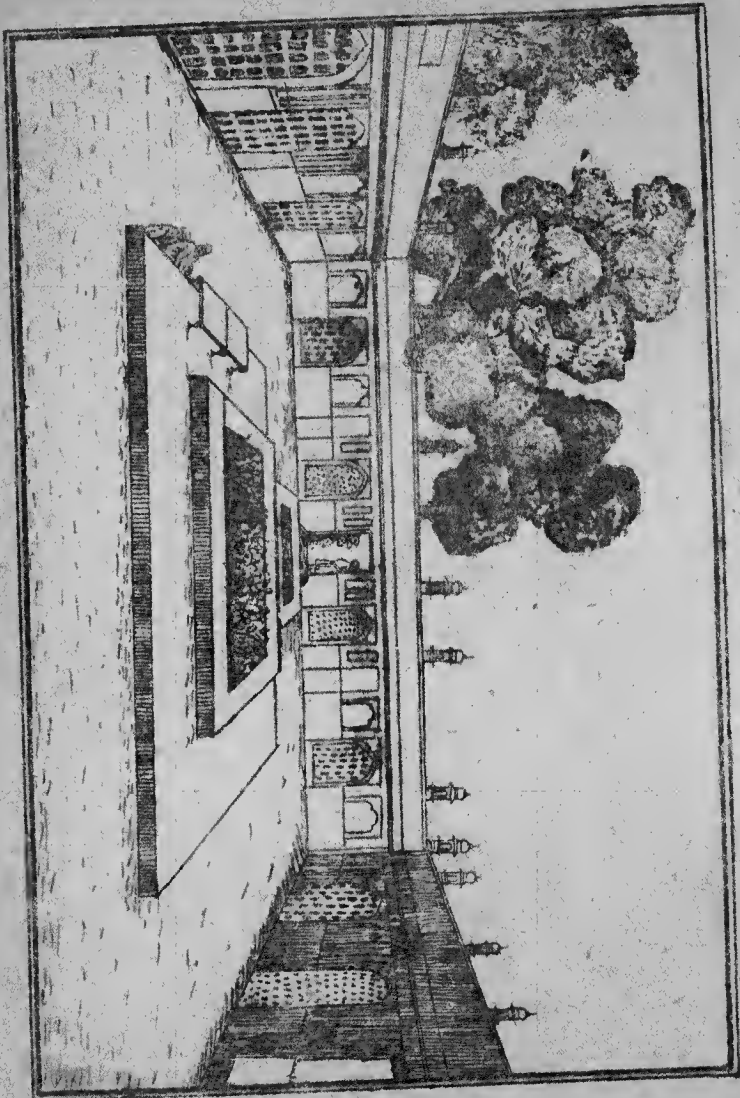
بولی بھٹیاری کے محل

آگے اس درگاہ سے بڑھکر یہ ایک مکان پرانی پر واقع ہے جسکا یہاں اولاد خان پٹھان کا کہ عوام اسکو بولی بھٹیاری کہتے ہیں اسبب مرفوع ہونے اور سببوں کے دورنگ کی سیریز ہزار کی خصوصیات کے ساتھ ساتھ میں چاہتا باقی کا بتاؤ اور سببوں کا لکھنا عجیب ایک لطف دیتا ہے بعد ایک سال کے تمام برہمن شہر کے چوتھے مہس علم غوم سر رکھتے ہیں وہاں ہوا دیکھنے جاتے ہیں اور ایک مچھندی گاڑ کر چاؤ دیکھتے ہیں اور ہزاروں آدمی ہندو مسلمان جمع ہوتے ہیں اور اس منیڈ کا نام یون پرچھ کا سید ہے

مسجدِ سرہندی

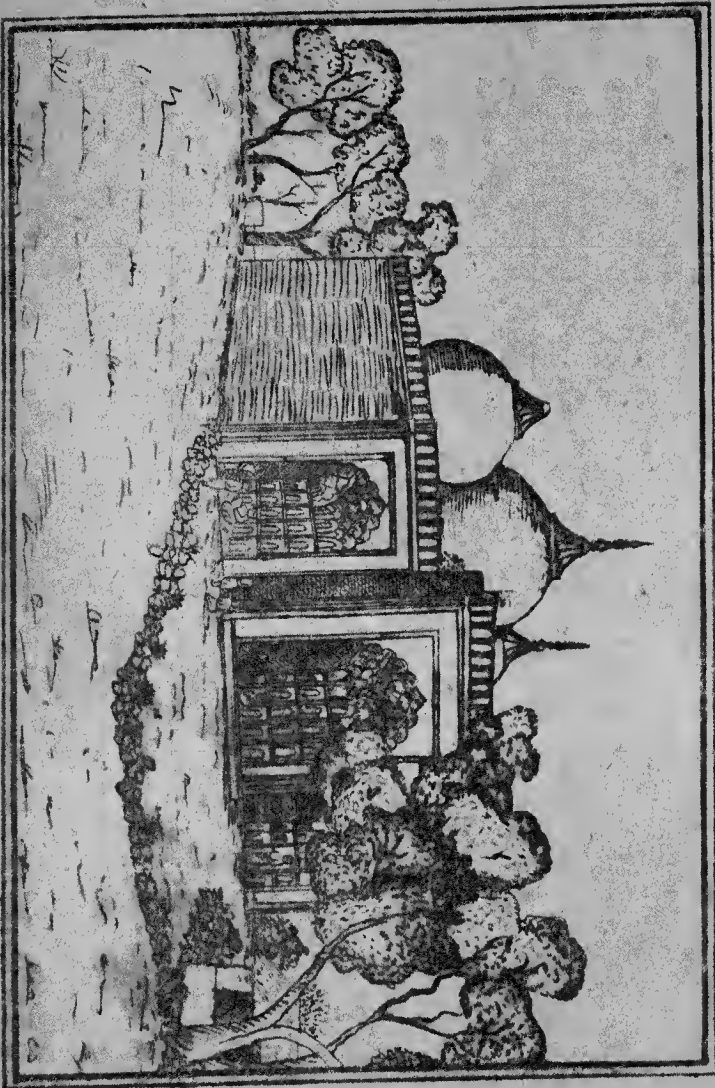
یہ ایک مسجد سے لاہوری دروازہ کے باہر بنائی ہوئی سرہندی میل کی نہایت مرفوع شہل اور پتین گنبد کے تمام دکال سنگ سرخ کی بنی ہوئی صحن اور سکاد وسیع اور خوشنما پیداس کے کہ بیرون دروازہ لاہوری مردوں کو اس کی سڑے آباد تھی اور اطراف و جانب سے لوگوں کی آمد و رفت وہاں ہوتی تھی تازہ وقت کی بڑی جماعت کے ساتھ ہوا کرتی تھی ایک طرف سے جو وہ سراجکم سرکار کمپنی بہادر کے مسندم ہو گئی وہ کثرتِ نمازیں

نقشہ درگاہ حضرت سید حسین علیہ السلام



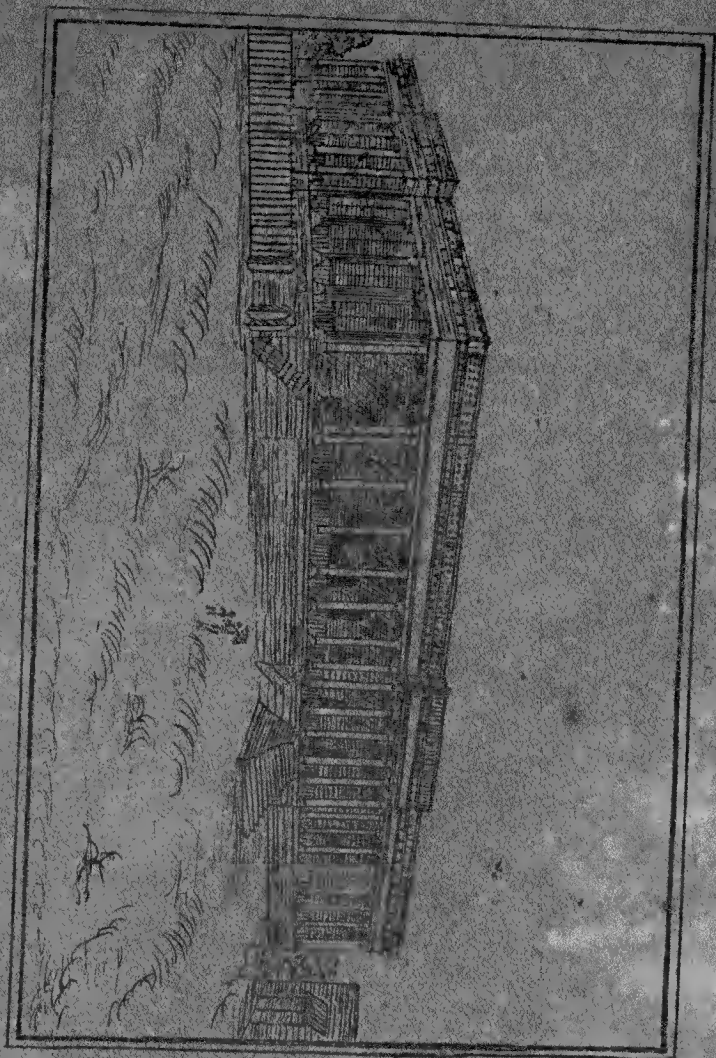
نقشه متعلقه صفحه ۴۹ باب اول

نقشه مسجد جامع مشهد



نقشه ماسه سحر ۱۹۵ باب اول

نقشه کوچه باب صاحب طایفه امام



مگر وقت مغرب البتہ ایک جماعت بزرگ ہو جاتی ہے اور چار دیواری بھی اس مسجد کی ہندم کر دی گئی ہے اگرچہ یہ مسجد کمزور ہے لیکن اس طرح کا استحکام اس کو دیا گیا ہے کہ شاید قیامت ہی کی خبر لاوے تقریباً کہا جاتا ہے کہ مردہ اکرام کی سڑے جو متصل اس مسجد کے تھے ایسی آباد تھی کہ کثرت آمد و رفت و هجوم مردم سے ایک سو زمین قدم کھٹنے کو زمین ملتی تھی اور اس سڑے کے دروازہ کے باہر شام کو هجوم سودا بیچنے والوں کا اس گڑھے سے ہوتا تھا کہ ہر اسے خود ایک بازار کلان معلوم ہوتا تھا اور انواع اور اقسام کی چیزیں ہر سو پہنچ جاتی تھیں اور ہر شہر بھی بعضے خرید و فروخت اور بعضے اس کی سیڑ کی واسطے اس جگہ جمع ہو جاتے تھے اس سڑے کی تاریخ جو اس کے دروازہ پر کندہ تھی اس کا مادہ تاریخ بہت لطیف و نہایت خوب اور پاکیزہ ہے اور از بسکہ نہایت بزرگ و عظیم ہے اس کا لکھنا یہاں مناسب معلوم ہوا

تاریخ

اشب کر می کن لید اسے اکرام

کوٹھی جناب صاحب کلان بہادر دام اقبالہ

بیرون کشمیری دروازہ یہ کہ کوٹھی واقع ہے حاکم دادگر اور عدل گسترہ حاکم دوران نوشیروان زمان موسیٰ ساس انصاف و داد و عدالت نہاد و منظم الدولہ امین الملک اختصاص یا سخاں فرزند ارجمند بھان پوند سلطان فی ظلمین سیافلس شکوف صاحب مارٹن بہادر فیروز جنگ صاحب کلان دار الخلافہ شاہجہان آباد دام اقبالہ کی بنائی ہوئی زمین چار دیواری کی اس قدر وسیع ہے کہ اگر ایک جہان اور پیدا ہو جائے تو اس کی گنجائش اوسمیں ہو سکتی ہے اور کوٹھی اس قدر خوبصورت اور خوش وضع بنی ہے کہ اس کو رشک ارم اور غیرت فردوس کہہ کر بھی ہو سکتی ہے بلکہ یہاں اور اغواں کو اوسمیں کچھ بدل نہو گا انواع آرایش مکان کہ جب قدر ممکن اور تصور ہو وہ سب اوسمیں موجود ہے درو دیوار اس کی نہایت صفا سے ایک آئینہ ہے کہ ہوا کے چلنے سے شاید تکرر پیدا کرے اور قیامت جلا سے جو اس بدن کی صورت اوسمیں جلوہ گر ہو سکتی ہے نیز یہی صفا عمارت کو در نما شائش بدیدہ باز نگردد لگا ہوا دیوار بنے اگر اس کو بھی کی تعریف صفحہ کاغذ پر لکھی جاوے ایک دفتر ہو جاوے بلکہ ایک کتاب بنیاد سے اس واسطے موقوف رکھا اور چچ اس کو بھی کا تا شانی کی لطیفین ایسا دھسپ ہے کہ ایک کو چھوڑ کر دوسرے درجہ میں آئے کو جی نہیں چاہتا اور جب دوسرے درجہ میں گیا وہاں سے پہلے کو طبیعت نہیں چاہتی غرض کہ ہر درجہ کا یہی حال ہے الحیثہ شعرا سی مکان ثبت نقشان کی شان میں صادق آتا

شعر

نہ صرف تا بقدم ہر کجا کہے نگرم | کرشمہ دامن دل میکش کہ جا نیجا است

قدسیہ باغ

یہ باغ یا کبرئیتی دروازہ کے صاحب کھان بہادر دام اقبال کی کوٹھی سے دوسے واقع ہے بنا کیا ہوا
غلاب قدسیہ بیگ کا اوسکی بنائے معلوم ہوتا ہے کہ باغ قدیم ہے قدیم سے فلق سرکار پادشاہی بن چلا آتا
اوس کی ایک مسجد ہے سنگ سرخ کی نہایت خوش قطع اور وسیع اور اندر اوس باغ کے ایک بارہ دری ہے نہایت
کھان اور شہ نشین باو میں نہایت وسیع اور خوشنما اور دلچسپ اور اوس بارہ دری کے پیچھے بھی ایک پائین
باغ ہے یہ چند اس باغ کی آراستگی کیطرت کیسے کچھ خوب نہیں لیکن باوجود اسکے بھی ایسا تازہ اور مضر اور شک
فرد کو کس کی فام کو طاقت اوس کے وصف کی نہیں ہر درخت اور سکار شک قاسم یا راور ہر گل اوس کا شک و گوا
اس باغ کے سنبھل سے طرہ بیکوان بیچ و تاب کھانا ہے اور اس گلشن کی بفتہ سے خط خوبان اپنا منہ
چھپاتا ہے نہرا سکی لکھنجان سے بہتر اور سبزہ زار اوس کا چمن سبز سے خوشتر جو نیم بیان سے چھک دیں کو
لگتی ہے گویا نیم جنت نعیم ہے اور جو پانی کہ اسکی نہر میں نظر آتا ہے گویا آب کوثر و نعیم ہے سمت مشرق سے
یہ باغ لب دریائے جمن کے مشرق و مان سے تیز نظر کو سونک پہنچتا ہے ایک طرف سید دریا اور ایک طرف
سبز و زار کا تماشا سبحان اللہ عجیب طرح کا لکھن ہے کہ اوس کا بیان حیرت و رت سے باہر ہے

نکسود

یہ ایک گھاٹ ہے ہنود کے غسل اور عبادت کے واسطے اسکے عقیدہ میں یہ جاسے ایسی متبرک اور
پاک ہے کہ جو مردہ اس گھاٹ کی سبز زمین پر چلتا ہے اوسکی آفرینش قطعی ہوتی ہے اور اوسکی مکت میں کچھ
شک نہیں اور اس کے ایک صفت یہ بیان کرتے ہیں کہ اگر اس جگہ مردہ جلایا جاوے بالفرض بیٹھتی تھی قدر صحت ہے
کہ بھی ہون تو بھی طرہ بالکل جل جاتا ہے خلاف اور جاسے کہ وہاں مردہ کے جلانیکے واسطے اسباب جلا نہایت
چاہیے بلکہ بیان ایک لطیفہ یاد آیا کہ کسی ہنود نے ایک مسلمان سے اس سبز زمین کے متبرک اور بزرگ ہونے کی
دلیل یہ بھی بیان کی اسنے کہا کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طبقہ آتش اس سبز زمین سے بہت قریب ہے
اور اس سبز زمین کے بزرگ اور متبرک ہونے کی ایک یہ وجہ بھی بیان کرتے ہیں کہ ننڈے ایک زمانہ در آنک
نیا جھتری کے قریب جو ایک بنگلہ کے طور پر چینی سبز و زرد سے زیر قلعہ دریائے پارا تیک بنی ہوئی ہے

بیٹھ کر عبادت میں مصروف رہے ہیں اور اچھے مقصود اور نیک اس بیٹھنے سے سموتی ماموس کا انتظار تھا اور انکے عقیدہ میں یہ ہے کہ باوجود سینکڑوں برس کے انتظار کے وہ ماموس نہ آتی جب وہ تنگ ہو کر اونٹن کھڑے ہوتے اور ماموس مذکور کو بیدار عاکی کہ توکل جاگ میں اکثر آدے گی اسی واسطے اس زمانہ میں ہر سال اپنی بیکر کھینٹ گھاٹ عجب ایک مکان ہے کہ روئے زمین پر ہکا نفیر ہوگا سب گھاٹ اسکے تنگ سرخ کے بنے ہوتے اور معابد بھی اکثر تنگ سرخ کے بنا کیے ہوئے ہیں ہر صبح کو اس قدر ہجوم مرد و زن ہنود کا دھڑا غل کے ہوتا ہے کہ دریائے جمن میں کثرت مردم ہجوم مردم آبی کا معلوم ہوتا ہے جس دن عورتوں کا ہوا غل کے جمع ہوتی ہیں کیا بیان کیا جاوے گا اگر آفتاب کی گردکش تابع گردش فلک کی سمتی بسبب شرم و دنجالت کے کبھی ہلکے وہاں ہونے تنگ شرق سے سر ہلکتا

شعر

فتادند کفر صبر و شکیب | حذر از کمر ہای ز نار زیب | ارہ مایداران ایمان نرسند | بودار نقد دل و جان نرسند

نیلی چھتری

سیر ایک کبند ہے سگھ غامعہ عرف بہ نیلی چھتری کہ او سکون ہایون بادشاہ نے سنہ فوسوا و تنالیس ہجری میں بنایا سے پادور یا سے جمن کے ٹکڑے کی طرف نیچے سلیم گدہ کے اور ہایون بادشاہ اکثر اوقات وہاں بیٹھ کر سیر دریا کرتے تھے یہی اس کا نام بیٹھ کر جا گیا بادشاہ کہتے ہیں اور سب دیون مشہور کو کہتے ہیں کہ چھتری قدیم ہے کہ یا در شاہ جہانگیر نے نو سکی شکست و ریخت کی مرمت از سر نو کی اور چھتری کی علامتیں مندم کر کے بطور بیٹھ کے مرتب کر دیا اصل اس مقدم کی عید تامل کے یہ معلوم ہوتی کہ میان قدیم سے پٹنوں کے وقت سے ایک چھتری ہو گی کہ ہایون بادشاہ نے او سکونہ دم کیا اور یہ بیٹھ اپنی طرف سے بنا کر شہر لگا دیا اور یہ گاہ منقر کیا اور جہانگیر بادشاہ نے اسے وقت میں او سکی چھترت کر کے یہ کہ بیٹھ کے اندر لکھوا دیا اللہ اکبر مدینہ جب انگیر شاہ بن اگر شاہ

عجب پرفیض جاے کا کامرانی بہت | نشین گاہ جنت آشیانی بہت

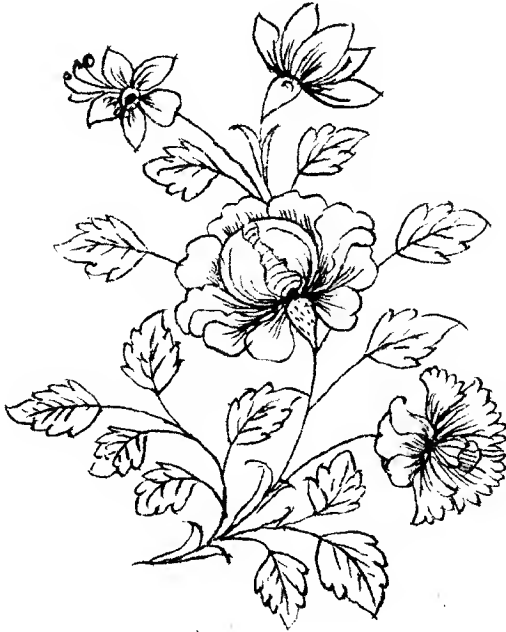
اور جنت آشیانی بسبب وفات کے نام ہایون بادشاہ کا ہوا تھا

باغات

واضع ہو کہ بیرون کشمیری دروازہ ولاہوری دروازہ شہر پناہ کے باغات فہم مثل درخش آرا در پناہ

و محمد خان اور شاہ مارکہ شاہی باغ سے باغات قدیم سے اور باغ نواب حامد علی خان بہادر
اور باغ ضیاء مولانا محمد صدیق خان بہادر وغیرہ باغات جدید سے ہیں لیکن چونکہ ان کے
لکھنے میں عجب لطافت کے اور کچھ فائدہ نہ تھا اس واسطے فرو گذاشت کی گئی

پہلا باب تمام ہوا



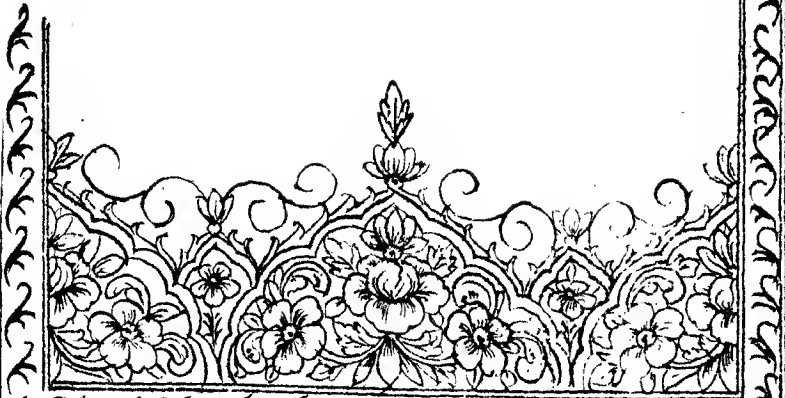
حسن اسمک و مکار فضل خلاصه نومش
 به عوین اسمی بینان اول ق پینان

کتاب خد اوقت آفتاب متغیر حالات تعمیرات و قلمه و پاشندگان شهر دلی سخی به

أَنَا الرَّسُولُ

تصنیف جماد الاول ۱۲۸۱ سید احمد خان صاحب دربار جنگسابق بنصف اراخاۃ شاهی

مطبع میثقی فیضیہ مطبعہ بنی عکرمی



باب دوم قلعہ محلہ کی عمارت کے حال میں

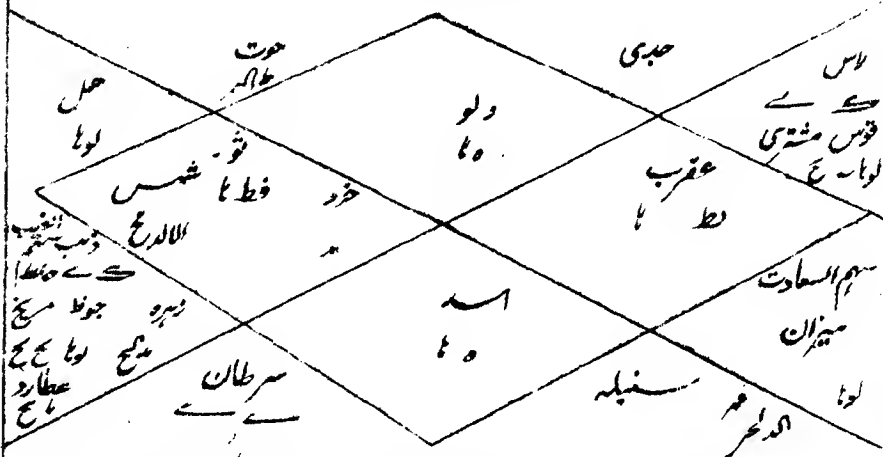
زہی قلعہ کا زبیر بایں سے
لہذا وہ جہت استیابی درخدا
بہشتی شدہ شہر بہر نشتر
اور گو شری بسترہ بر نشتر
اگر اندہ دیکوش با سودی
فروشستہ خاکش تر لودگی
دیشش تاب زر آخته اند
تو گوئی در ان ز غفلت نہ تلافی

دستان سیم بہاری دم
انورش گل کو بہاری دم
چوبلغ ارم مایہ صد امید
سوداوش بس سبز نشتر بیع
بیشہ روز ناز و نعمت فراخ
سہمہ سال ریحان او شہ رخ
خیالی نہ بیند بخر خرمی
خرا سندرہ بر سبز و آن زمین

زہی بلند پایہ صہار کہ اگر آسمان او سکے ایک برج کے کلس کی وسعت پیدا کرے کلاہ نفاذ کو
اسپنے سر پہ کیجے کہہ و اگر اسپہ برین او سکے ایک گنگرہ کی رفعت ہم پہنچاؤے اسپنے جام میں
نہ سماوین اندیشہ او سکی بلندی دیوار کے اندازہ کوئے میں حیران اور غفل او سکی وسعت کی تحقیق میں
سرگران او سکی دیوار میں آسمان کے پشتہ تیان اور او سکی خندق خیرت کی بیجا و حمان نظم لب خندش بسترہ
از سحر دم با طلسمی صبان وجود و عدہ و جہان ہا ضرور بہت خمیا زہ کہ انبیا اس کی و اندازہ بہر ہفتہ
زمان دولت و اور عہد سلطنت شہاب الدین محمد شاہ چھان بادشاہ انار الدین مین بناسہ اور تفصیل

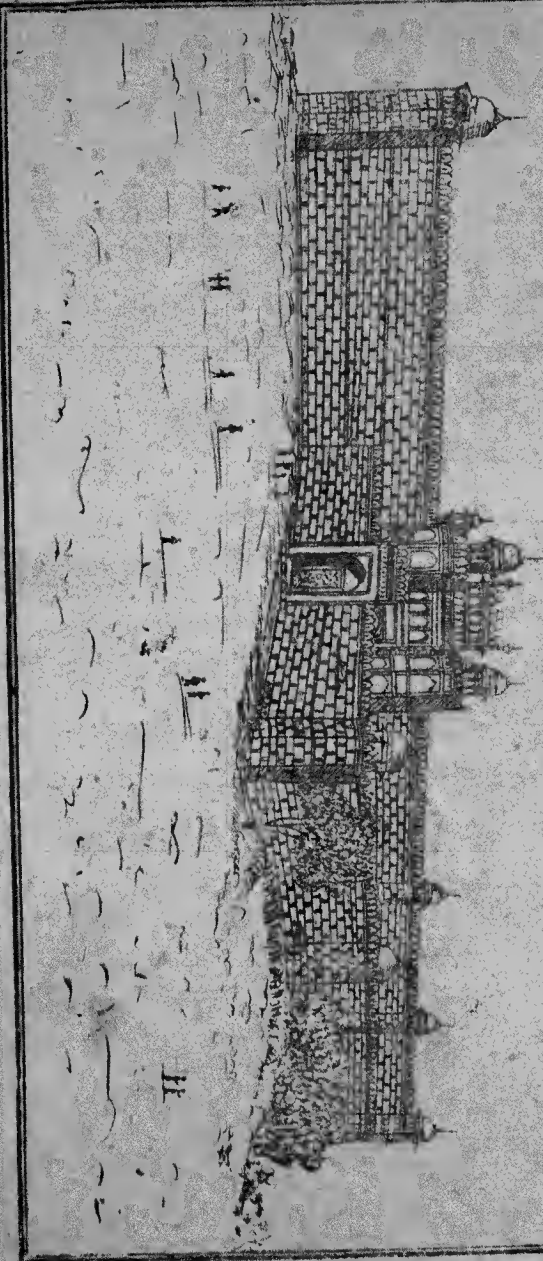
اسکی یہ ہے کہ بموجب فوٹان قضا جریان اس بادشاہ کو یہ قلعہ بتا شروع ہوا اور اسل دوازہ چاروں
شاہ جہان فی مین طابق شب جمعہ دوازہم ذیحجہ ۱۰۰۰ ہجری ایک ہزار اڑتالیس مطابق نوین اردوی
۱۰۰۰ ہجری ملک شاہی کے اچھی سلاچی ساعت دیکھ کر اوستا حامد اور اوستا واحد سمار خان
کہ اپنے سخن میں اپنا اپنا نظیر کہتے تھے اور ہندو حساب میں ثانی اقلیدس اور شک اور ہندو
تھے اس قلعہ کی یاد رکھی چنانچہ تاریخ خیمہ شک میں کندہ ہے لیکن میرے ہاتھ کا غذا کہ کنہین سے
ایک لکچہ بنا اس قلعہ کا لگا اسکو بھی واسطی ملاحظہ ناظرین کے درج کتاب کو راہوں اور اس لکچہ میں تاریخ
بنامہ لکھی ہے ۴ جمعہ کی رات کو پانچ ساعت اور بارہ دقیقہ گزرنے کے بعد نوین جمعہ ۱۰۰۰ ہجری
اور پانچ جہری کو مطابق چرمیوں اور وی ہشت لکھ پانچ سو ایک سالک کو واسطی لکھ دوا
قلعہ کی بنا چہری ہے اور وہ ایک ہندو ہے -

را چو بنای خلع شاه جهان آرد و بعد از مرور پنج ساعت در آن قیقه از غب جمعه نمود و در آن شب
موافق است و چهارم اردی بهشت است که ملک شاهی



فرخندہ کی اس قلعہ کی بنیاد پٹری اور بنبا شروع ہو ا۔ حضرت بادشاہ جہان پناہ کی طرف سے مناسبت تاکید ہوئی کہ جب قدر جلد ہو سکے اس قلعہ کو پورا کر دو اور اس قلعہ کو کہ رشک فردوس بریں ہو گا انجام کو پہنچاؤ چنانچہ تمام قلعہ وسطانی سے ستر سے سترے کاری کر سنگت اس اور مہار بناؤ گئے اور طرح طرح کے

منبت کار اور پرچمیں ساز حاضر ہوئے اور ہزاروں ہوجان اس قلعہ بنانے میں مصروف ہوئے
 پہلے پہل اس قلعہ کا اہتمام حضرت خان کو سپرد ہوا اور اس نے پندرہ ہزار جمادی الاول ۱۰۹۹ء تک
 تاریخ بنانے سے پانچ مہینہ دو دن اس قلعہ کی بنیاد میں کام کیا اور اسے اور مصالح جمع کئے میں بہت مصروف
 کی کہ اس کے اہتمام سے قلعہ کی تمام بنیادیں گئی اور کچھ مصالح بھی جمع ہو گیا اور بعضی بعضی جگہ سے بنیاد بھی
 اونٹن آئی جب کہ حضرت خان شہد کی صوبہ داری پر مامور ہوا اس قلعہ کا اہتمام الہ درہ بجان صوبہ دار کو سپرد
 اور دو برس تک یہ گیارہ دن الہ درہ بجان کے اہتمام میں یہ قلعہ بنا اور ہر طرف سے بار بار لگو دیا
 ہو گیا تا بعد اسکے یہ کام مکمل ہوئے اور حضرت خان کے سپرد ہوا اور مکملیت خان کے اہتمام اور سنی سے سال
 بستہ ہوئے شاہجہان میں یہ قلعہ بنکر طیار ہو گیا اور اس زمانہ میں شاہجہان بادشاہ کابل میں رونق افروز
 تھے اور وہاں کی سیر و سیاحت کرتے تھے کہ مکملیت خان نے اپنی عرضی بھیجی اور لکھا کہ دولت خاند
 بادشاہی اور ایوان حضرت ظل الہی بن کرتیا ہو گیا اور یہ ایوان خاص و عام و حمام محل و نہر سے مرتب اقام
 بنیاد بنائے اور اس قطعہ بہشت کو اپنی ہرکت قدوم سیمت لڑو من سے رشک فرموس ہرین کیجے بادشاہ
 کہ خود ایک دل سے ہزاروں اسکے دیکھنے کے مشتاق تھے لہذا یہ نوچ اس عرضی کے حکم کو چکا دیا
 اور سال بہت دیر تک جلوس والا میں مطابق جو میوین ریح الاول شہنشاہ بھیجی میں اس قلعہ علی غیر داخل
 ہوئے آراستگی باغ اور دلچسپی کائنات سے ہر ایک کو عالم حیرت تھا اور نہرک سینے اور قوارون
 کے چھوٹے سے اور بھی عالم کو مائی دیتا تھا اور بیشک جنت کے ہونے پر یقین ہوتا تھا اس قلعہ
 کی وسعت اکبر آباد کے قلعہ سے دو گنی ہے یہ قلعہ آٹھ برس کے عرصہ میں باوصف استقامت علی مقام
 کے بنائے کہتے ہیں کہ پچاس لاکھ روپیہ اس قلعہ کی عمارت میں اور پچاس قلعہ کے اندر کے کائنات
 کی عمارت میں خرچ ہوا ہے اور یہ قلعہ ششلی سے چار دروازوں اور دو گھیرن اور ایکس ہر چون پلوان
 ہر چون میں سے سات برج مدور اور چودہ شمشیرین اور چار دیواری کا محیط کہ شمشیر بخدا دی سے
 ہزار گز کا طول اور چھ سو وچ کل عرض اور پچاس گز کا ارتفاع گنگرہ سے خاکریز تک رکھتا ہے اور
 بنیاد اس کی گیارہ گز کے ہوا اسکے نیچے کا عرض پندرہ اور اوپر کا وس گز کا ہے اور قلعہ کی
 زمین چھ لاکھ گز ہے اس قلعہ کی ضلع شرقی کی بلند سی جو دریائی چون کی طرف واقع ہے پانی
 کے کنارہ سے عمارت کی کرسی بارہ گز کی ہے از بسکہ دریا سے چون اس قلعہ کے ضلع شرقی



متصل ہے خندق کمپیس لڑکی چوڑی اور دہلی لڑکی میوق اور اضلاع میں اوس قلعہ کے کھود کر نہر کا پانی اوس نہر
 ڈالا ہے اور وہ پانی دو طرف دیا ہے جون میں جاتا ہے وہاں اوس خندق کا تین نہر ارچہ سو گر کا ہے سب
 بارہ دروچے اوج سے حصین اور کنگرہ سے خاکریز تک سنگ سرخ سے بنے ہوئے ہیں اور سب عمارتیں دو پتھانہ
 کی مثل عمارت برج شمالی اور باغ عیات بخش اور حرام اور شاہ محل مشہور بدلیوان خاص اور آرا مگاہ مقدس
 اور برج طلائع اور امتیاز محل اور وہ عمارت جو قرینہ ہے خوابگاہ اقدس کا اور آرا مگاہ محل خاص اور عمارت
 محل مکہ و مدین سے متعلق تھیں اور وہ برج جو برج شمالی کا قرینہ اور ایک رستہ میں بہتر تیب واقع ہے اوس ضلع
 میں ایسی طرح سے بنائے ہیں کہ مشرق کی طرف دریا اور مغرب کی طرف سے باغ و بساتین و لکشاہین اور ایک نہر
 سے بہت بہشت چاگد کر عرض کی شمال کی طرف سے اگر اودن عمارت کے چے سے گزر کر جنوب کی طرف جاتی ہے جب
 حلقہ سنگی اشتال اس قلعہ تہان پایہ کا برسین اجمال ناظرین کتاب پر واقع ہوا ہے مگر بلند اس آرزو میں ہے کہ ہا
 جاسے کی بعض عمارت نامی مشہور کا حال جنگا مثل و عدیل سواے عالم شمال اور شہر بند خیال کے رہو
 زمین پر نہیں پایا جاتا اس کتاب میں لکھنؤ تاکہ دیکھنے والوں کو زیادہ لطف و کیفیت حاصل ہو

دروازہ جنوبی قلعہ معلیٰ

یہ ایک دروازہ ہے رفیع الشان بلند بنیان کہ جسکی رخت کے آگے آسمان پہنچی خاک سے کمتر اور جسکی اوج پہنچا
 موج کے سامنے اوج ثابت ہے یہاں حصین میں سر پست تریحہ دروازہ سر سے پاؤں تک سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے
 اور جابجا مقامات مناسب پر سنگ مرمر کی بچی کاری کی ہوئی ہے لہذا اس دروازہ کے گنبد آسمان سے
 بھی فوق ایجا تہ ہیں اور طاق اسکی کشان سے بھی خوشتر دکھائی دیتے ہیں اس دروازہ کو قلعہ کا دہلی ڈر
 بھی کہتے ہیں اسوا سے کہ پرانی فنی کی طرف واقع ہے اور اکبری دروازہ بھی کہتے ہیں اس سبب سے کہ
 اکبر آباد کا بھی اسطرح سے رستہ ہے اور ہتیا پول بھی کہتے ہیں اسوا سے کہ سابقین میں اس دروازہ کے آگے
 پتھر کے دو باقی تہ کلانی اور کوہ شمالی میں پتھر کے برابر بنے ہوئے تھے اور اسی سبب سے
 ہتیا پول کہتے تھے کہ ہندی محاورہ میں پول دروازہ کے معنی میں ہے یعنی دروازہ فیلان مگر عہد سلطنت
 محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر کے میں یہ دونو باقی ٹوڑے گئے اور اوس بادشاہ دین پناہ نے اسطرح کی
 تصویریں دروازوں پر بنائے کہ رسم ہنود اور خلفا طریقہ اسلام سمجھ کر ٹوڑا ڈالا اس دروازہ کے ساغر
 کچھ اوٹ نہ تھی اور شہر کے آگے دلی دروازہ میں سے نظر ہو کر دور تک جنگل میں چلے جاتے تھے حضرت

عالمگیر نے اس بات کو بھی نامناسب جانا اور اس دروازہ کے آگے ایک اور چوک بنا کر اوسکا دروازہ دوسرے
ضلع میں پھینک دیا۔ اس سبب سے اس دروازہ کے اوٹ ہو گئی اور اس موڑ کا نام گھوگس اور
اوس زمانہ میں بنا ہے جب کہ حضرت عالمگیر نے بعض مصلحتوں کے سبب اپنے والد بادشاہ الہ دین
مورشہا جہان کو کچ عبادت میں بنایا اور کار سلطنت اپنے ذمہ لیا مشہور ہے کہ جب شاہ جہان نے یہ بات سنی تو
عالمگیر کو لکھا کہ اے فزندہ جہند تنے قلعہ کو دو لہن بنایا اور اوسکا گھونگٹ لکھا اس قلعہ کے گرد خندق ہے کہ
اوسکا حال ہم دیر بیان کر چکے ہیں اس دروازہ کے آگے بھی خندق تھی اور اوسپر تختہ لگا ہوا تھا کہ جب چاہتے
تھے تختہ اودھالیے تھے اور بسبب خندق اور پانی کے قلعہ کا رستہ نہیں رہتا تھا لیکن حضرت مرشد آرام گاہ
محمد اکبر شاہ ثانی کے وقت میں سرکار دولتمدار انگریزی کی طرف سے اس دروازہ کے آگے پل بن گیا ہے اور
یہ کتبہ سنگ مرمرین لگا دیا ہے

۲۶ سالہ ہجری ہو المنیۃ عیسوی در عہد شاہ جم جاہ محمد اکبر شاہ
بادشاہ غازی صاحب توان ثانی با تمام دلاور والد ولہ راپٹ با تفرسن بہادر و شیرنگ
پل فیض منزل تعمیر یافت

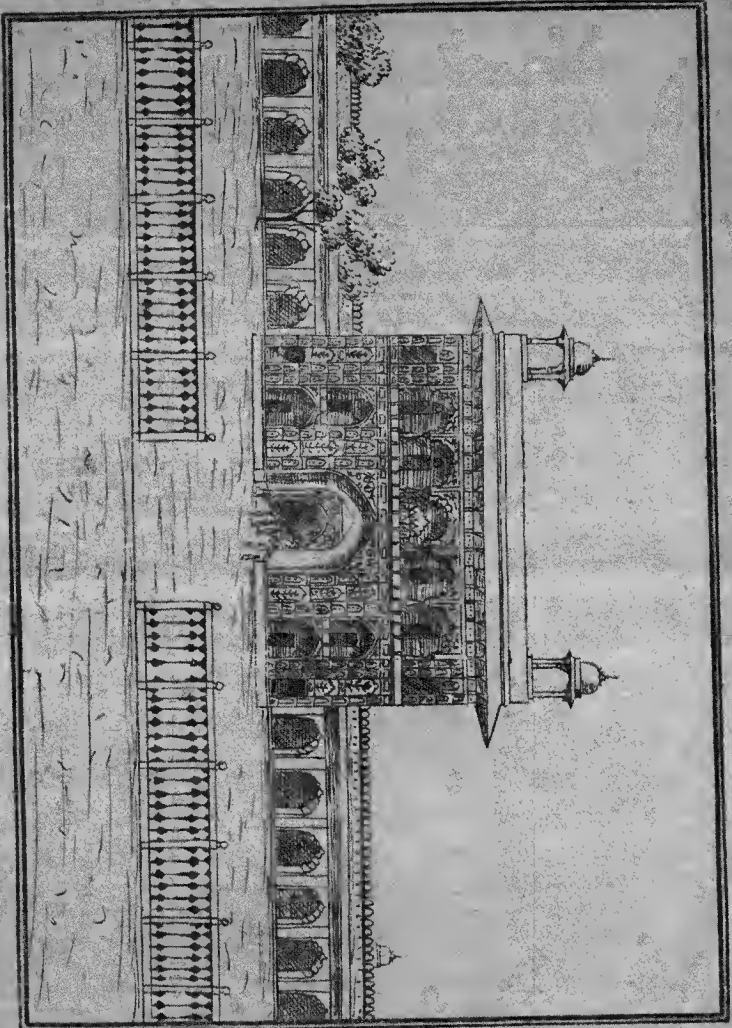
اس دروازہ سے اندر انگریز خانہ کا چوک ہے دو سو گز کے طول اور ایک سو چالیس گز کے عرض سے اور تین طرف
دروازہ اور ایک طرف تھا رخانہ جنوبی میں توہید ہی دروازہ ہے اور شمالی دروازہ میں سے توہیل خاص میں
نور گدہ کی طرف رستہ جاتا ہے اس چوک میں ایک حوض ہے اور سترہ ستر ایک نہر چاگڑے حوض سے بہتی ہے
اور جنوب کی طرف جا کر خندق میں پڑتی ہے

چھتہ لاہوری دروازہ

جانب غرب اس چوک کے لاہوری دروازہ کا چھتہ ہے یہ چھتہ بھی عجایب روزگار سے ہے اسکے صانع نے
عجب عجب طرح کے طعسمات اور انواع عجائبات بنائے ہیں یعنی اسکا دوا یا سرقعہ سے کہ سہقت
حکام کی مانند دکھائی دیتا ہے اور اوس لہداد میں عجب عجب طرح سے لہریں اور موڑ توڑ بنائے ہیں کہ دیکھنے سے
علاقہ رکھتے ہیں اس بلندی اور ارتفاع پر طولانی بھی بہت ہے اور اس چھتہ کے دو فوٹوں مکانات دلکش اور
ایوان ہا سر فوٹ افزا بنے ہوئے ہیں اور سترہ سترہ فوٹ کے مکان ہیں اور چیم ایک چوک بنایا ہے اور
اوسکی بہت روشنی کے لیے عین پانی اس چھتہ کو شاہ جہان کے وقت میں بازار سے منگوا کر لائے تھے اس

نقش نیر متعلقه صفحہ باب دوم

نقش نیر



جمعہ کے آگے لاہوری دروازہ ہے

لاہوری دروازہ قلعہ محل

یہ دروازہ فلک شمال اور کوہ شمال بلندی اور فصاحت میں اپنا نظیر اور منبت اور پرچین ساری میں اپنا عدین بن کر کھتا جس طرح کہ دلی دروازہ قلعہ محل کا بنا ہوا ہے اوس طرح کا یہ دروازہ بھی ہے اور اس طرح حضرت اورنگ زیب عالمگیر نے اس دروازہ کے آگے بھی گھوڑوں کے پاس بنا دیئے اس واسطے کہ اس دروازہ میں چاروں طرف سے تمام چاندنی اور فوجپوری تک نظر جاتی تھی امرای بادشاہی کو فوجپوری کی سبھی کے پاس سے اوتارنا پڑتا تھا اور پیادہ و ہار میں آنا ہوتا تھا اسکے آگے بھی خندق تھی اور تختہ لگا ہوا تھا حضرت اکبر بادشاہ ثانی کے وقت میں اوس کے آگے بھی پل بنا دیا اور اوس پر بھی بے عینہ وہی کتبہ لگا ہوا ہے جو دلی دروازہ کے پل پر ہے یہ دروازہ صاحب قلعہ دار کا تصرف میں ہے اور صاحب مملوک اوس پر تشریف رکھتے ہیں اور جو کہ یہ دونوں دروازے صورت و شکل میں ایک سے ہیں اس واسطے ہم اس مقام پر دلی دروازہ کا نقشہ لکھتے ہیں

نقار خانہ

اس چوک کے غریب ضلع میں بہت بڑا دروازہ ہے کہ آسمان سے باتیں کرتا ہے اور اس دروازہ میں سے دیوان عام میں جانیگا کہ ستہ ہے اور اس دروازہ پر والان و لکشا و مکانات فرحت بخشیتے ہوئے ہیں اون مکانوں میں نقار خانہ بادشاہی ہے اور ون رات اپنے معمول پر فوجتہ جی ہے کہ اوسکی آواز سے غم الم کا دنیا میں نام نہیں رہتا اور عالم عالم فرحت و شادمانی کا حشر ہوتا ہے ہر روز دیوار و خوش و طیبو پرچند و پرند و انس و جن اوسکی آواز سے مست ہوتے ہیں اور عالم عالم شادمانی کا حاصل کرتے ہیں اور نقار خانہ کی صلا سے عام ہے ہوا خواہان جانشاکر کو اور دلیری اور بہادری کا سبب ہے بہادران و شہنشاہکار کو اور یہی آوازہ روح افزا و شہنوں کی جان کو وبال ہے کہ ہیبت سے اٹھتا پنا پانی ہوتا ہے اور اوسکی دہشت سے اونکا جی ٹھکتا ہے یہ عمارت تمام سنگ مرمر کی ہے چھ میں دروازہ کلاں ہے اور اوپر اوپر دو منبر لے دو چکر ہیں کہ اوسکے آگے بھی محرابین بنا دی ہیں اور اونکی اوپر اوپر ہر بیڑ بیان اوپر جانیگو بنی ہوئی ہیں اوسکے اوپر والان ہے کہ اوپر اوپر دو منظر اوسکے درمیان میں اوس والان میں نوبت کا کارخانہ ہے اور نوبت شاہی بجتی ہے اور اسی سبب سے نقار خانہ کہلاتا ہے اوسکے اوپر چاروں کو فون پر چار برجیاں ہیں بہت خوشکارانہ سبب سے عجیب و غریب اس مکان کو حاصل ہو گئی ہے چنانچہ ہم اب اس مقام پر اوس کا نقشہ لکھتے ہیں

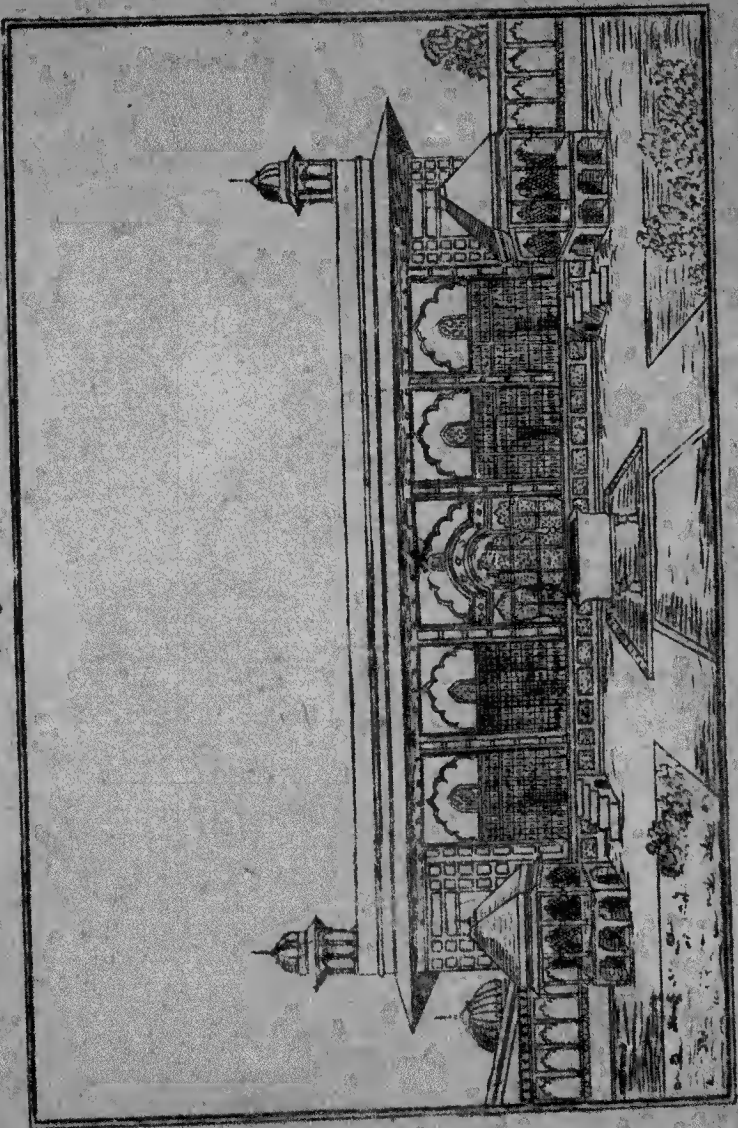
دیوان شام

تعارف خانہ کے ایک بڑا چوک ہے اور اوس میں دیوان عام بنا ہوا ہے یہ مکان بھی عجیب و غریب ہے اور جب کبھی دربار عام ہوا کرتا تھا تو بادشاہ اس مقام میں دربار فرمایا کرتے تھے اس مکان میں جانب شرق نو فود کا گنہ گار دان بنا ہوا ہے کہ سب دروازے ملکر ستائیس ہوتے اور ہر دروازے کے بغل میں ایک ایک در ہے کہ تین در ایک منہ لگاؤ تین در ایک طرف کے چھ در یہ ہوتے اس دالان عظیم الشان کا طول ستر گز کا اور عرض چوبیس گز کا ہے ہر دروازے میں ستون لگاتے ہیں اور اوپر عزمین نہایت خوبصورت بنائی ہیں اگرچہ یہ سارا دالان عمدت کے سنگ سرخ کا بنا ہوا ہے لیکن اس پر بہت خوب سفیدی کر کے تمام سونیکا کام کیا تھا اور سنگ مرمر سا عالم بنا دیا تھا اور باہر کے در و زمین سنگ مرمر کا کتھرا لگا ہوا ہے اور اوپر سہری قندار کلسیان بنی ہوئی تھیں کہ اب اون کلسیوں کا نام نہیں رہا مگر سنگ مرمر کا کتھرا تو مٹا پھوٹا باقی ہے یہ دالان ایک چھوٹے دروازے سے کہ اس چھوٹے دروازے کا طول اکیس گز چار گز کا اور عرض اوس کا ایک سو ساٹھ گز کا ہے اور اوس کے گرد سنگ سرخ کا قد آدم کتھرا لگا ہوا ہے اور اوپر سہری کلسیان تھیں کہ اب نہیں رہی ہیں یہ کتھرا بالکل سمار ہو گیا تھا اور نام و نشان تک بھی نہیں رہا تھا سندھ جلوس بادشاہ دین پناہ مراح الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ غازی غلام الدلہ کے میں یہ کتھرا واز سر نو مرتب ہوا اور اس کتھرو کے اگر بہت وسیع صحن ہے کہ بہت جہان بھی اوس کے آگے تنگ معلوم ہوتی ہے طول اوس صحن کا دو سو چار گز کا اور عرض ساٹھ گز کا ہے اور اوس صحن کے گرد اگر دروازہ انا سے دکشا اور شیش ہائے روح افزا بنے ہوئے ہیں اوس کی جانب جنوب کو ایک دروازہ ہے کہ اوس طرف سے محلات شاہی اور اور کائنات کو رستہ جاتا ہے اور جانب شمال بھی ایک دروازہ ہے کہ اوس میں سے خانہ مانی اور باغات کی طرف رستہ نکلتا ہے اور جانب غرب بود دروازہ ہے اور پھر خانہ ہر کمرے کا دروازہ

شیشمین محل

ان والا نو تین اندر کے دالان کے چچ میں ایک شیشمین سلطانی بنی ہوئی ہے کہ اوس کو تخت شاہی اور اورنگ محل کہتے ہیں یہ شیشمین عجیب عمارت ہے کہ چشم فلک نے بھی ایسی لطیف و نفیس عمارت نہ کی تھی ہوگی شیشمین کہ جس پر بنایا ہے ترا سنگ مرمر کا بنگلہ کے طور چار گز مربع میں اور اوپر چار ستون کہ حقیقت میں اوتاد آسمان میں بنا ہیں اور اوپر ہر گز سنگ مرمر کا بنا ہے اور اوس کے پیچھے ایک پیش طاق ہے سات گز کا لمبا اور دو ہائی گز کا چار گز ترا سنگ مرمر کا اور اسی شیشمین اور پیش طاق میں طے طرح کے رنگین اور بیش قیمت پتھر لگائے ہیں اور بدینت کاری اور پرچین سازی سے طے طرح کے میل ہوئے تراشے ہیں کہ چشم فلک اوس کے دیکھنے سے حیران اور عقل حیران ہو جائے

نقشہ جامعہ اسلامیہ صفحہ نمبر ۲۵



نقشہ جامعہ اسلامیہ

اوسکی صنعت پر سرگردان ہے اور پیش طاق میں بھی طرح طرح کے رنگین تھوڑے گائے پن اور عجیب عجیب جانور دن کی صورتیں اور پنبائی پن اس شعلوں کے پیچھے مکان سے اور اوسمیں دروازے لگے ہوئے پن جب بھی دربار عام ہوتا بادشاہ اور سرفروں سے تشریف لاتے اور اس تخت سنگین میں پرورنی اور فرزند ہوتے اور تمام امر اور حکم و بادشاہ ہاتھ باندھ کر تخت کے آگے حاضر رہتے اس تخت کی کرسی آدمی کے سر سے بھی بہت اونچی ہے اس واسطے اس تخت کی کرسی سنگ مرمر کی بہت خوبصورت ایک چوکی رکھی اور اوسمیں بھی طرح طرح کی چپن سازی کی جو جب کسی بھی مقرب خادم کو کچھ عرض کرنا ہوتا تو اجازت حاصل کر کے اوس پر قدم رکھتا اور پانچ تخت کو بوسہ دیکر اور آداب بجا لاکر کچھ عرض کرتا اور سنگ مرمر اور سنگ لکڑی کے گنبد کے پاس جمع امر و افسران فوج اپنے اپنے درجے کے موافق ہاتھ باندھ کر کھڑے رہتے تھے مدت ہوئی کہ اس محل میں نہیں ہوتا اور یہ مکان جس میں بڑے بادشاہوں کے وکیلوں کو قدم رکھنا نصیب نہیں ہوتا تھا ویران پڑا ہوا ہے اور بادشاہی سپاہی دن رات پڑے رہتے ہیں اب ہم اس مقام پر اس مکان عالی شان کا نقشہ لکھتے ہیں

امتیاز محل معروف بہ رنگ محل

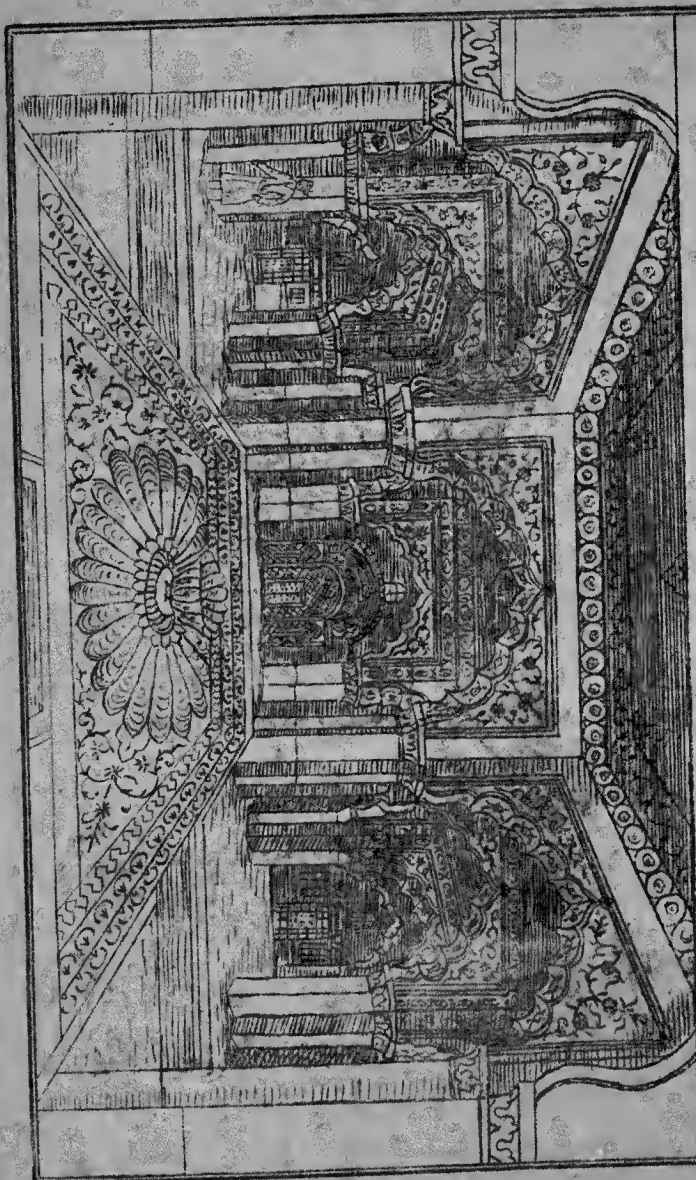
نہجہ

یہ محل علی دیوان عام کی پشت پر واقع ہے اور آنتار اور کوئی محل نہیں مگر اس کا نہایت وسیع تھا کہ اوسمیں نہرین جاری تھیں قوارہ چھوٹے تھوڑے باغ لگا ہوا تھا اب سب برباد ہو گیا اور اس میں دلکشائیں شریل شریل مکان بن گئیں ہیں زمانہ میں اس محل کے صحن میں ایک حوض تھا پچاس گز سے اڑنائیس گز میں اور باغ قوارہ اوسمیں چھوٹے تھے اور ایک نہر لگا وسمیں چھوٹے قوارہ لگے ہوئے تھے اور باغ تھا ایک سو سات گز کا لہذا اور ایک سو پندرہ گز کا چوڑا اور اوس کا گرد سنگ سرخ کا مچھ لگا ہوا اور اوس پر دہر اس نہر کی لکیران لگی ہوئی تھیں اور تین طرف اس صحن کو شکر گز کے حوض سجھکان دکشا اور ایدانساے دلایا ہے ہوئے تھے اور جانب غرب میں مشرف بدریا اور ہاتھین باغ یہ عمارت ہے امتیاز محل کی کہ جس کی تعریف کھنسی طاقت کتبہ باہر ہے مجھہ اس کا باہر سے یوں ہے کہ کوئی دیکر ایک چوڑے بنایا ہے اور اوس کے نیچے دو تہ خانہ میں بہت خوب اور اوس چوڑے پر گویا چوڑے تہرا والا بنا یا ہے ستاون گز کا لہذا اور چھپس گز پر پانچ کے در کے آگے صحن کہیں ایک حوض ہے سنگ مرمر کا بہت بڑا ایک تھوڑے کا پایہ دار کہ اوسمیں ڈیڑ گز کی اونچائی سے تین گز کی چوڑی چوڑی پڑتی ہے اور اوسمیں سے اوہل کر نیچے کے حوض میں آتی ہے اور وہاں سے نہرین بہتی اور صحن کے حوض میں جا کر باغ کی جہہ ہر دوش اور چھری میں بہتی تھی روکار اسکی تمام سنگ مرمر کی تھی اور وہ تھوڑے عمارتیں اور مرغوبین بنائی ہیں اور وہ بہت کی ہے کہ آدمی کی عقل دیکھ کر یہ ان ہوتی ہے اور اوسکی چھت کے چاروں کونوں پر چار چوکھنڈیاں بنائی ہیں کہ اوس سے

دخت دوشان اس عمارت کی المفاصحن ہو گئی ہے اس محل کے کوفن پر چار بیکھر سنگین بنے ہوئے تھوکر
گریمون میں خنس کی ٹٹیان لگا کر خنس خانہ بنایا جاوے غور کرو کہ جب اس محل میں ہر سب نہرین جاری ہوگی
اور غورہ چھوٹے ہون گے اور خنس خانہ تیار ہوگا اور ٹٹون پر پانی چھڑکا جاتا ہوگا اور ہر ایک بتل سے پانی
بوندین ٹپکتی ہون گی اور درشا ہوا رہا آب ٹپکتے ہون گے اور ٹھنڈی ہوا چلتی ہوگی تو کیا عالم ہوگا حقیقت میں
بہشت برین کا ایک ٹکڑا ہے کہ اس کی نویون کا بیان نہیں ہو سکتا یہ حال قواو کے معن اور صرف دکھا کر
تھا اندر سے اس محل میں اس سے سوا عجائبات ہیں کہ اب ہر مقام پر اس کی دکھاؤ کہ اندر کا حال بیان کر دین

حال امتیاز محل کا اندازہ

اس محل عالی کا کیا حال بیان کر دین کی لطافت نہیں پاتا کیفیت کیونکر بیان کیجاوے اور حال کو قائل
کیونکر ادا کیا جاوے بہر حال جیسا ہو سکتا ہے لکھتا ہوں کہ اس کے بنانے والے نے اس ہمارے عجب عجب طرح کی
کارسازیاں اور نیرنگیاں کی ہیں ایک فلسفات کا عالم ہے کہ دیکھنے سے علاوہ کہتے ہیں کہ اس کی ہر کار
میں پانچ درجہ عجب و عجاب اس کے اندر بھی عجاب وار دہین کہ ہر ہر عجب پر ہزار ہا ربوبی کرپا
دلربایان قربان ہیں اور اس کے ہر ہر صوفیہ پر لاکھ لاکھ طرہ مغولہ وار مشوقان شاران درون اور مغربوں کے
بنائے ہیں چونچ میں ایک چوکھنڈی سی واقع ہو گئی ہے اور میں ایک حوض ہے کہ اس کی خلی بیان نہیں
ہو سکتی اس حوض کو سنگ مرمر سے اس طرح بنایا ہے کہ ایک کھلا ہوا پھول معلوم ہوتا ہے اس کی پتھریاں
ایسی خوبصورت ہیں کہ چمن چین گل یاسمین و شترن فشار کے جادین قویحہ سے اور پھر اوسمین اجار رنگین
بیش قیمت سے وہ قیمت کاری اور پرچین سازی اور پچی کاری کی ہے اور وہ گل بوٹے میل پتے بنائے ہیں
کہ بسا کہچہ بیان نہیں نگار خانہ چین ہے کہ تماشا نیوں کی اٹھ جلدو گر ہے اگرچہ یہ حوض ساڑھے سات گز چوڑی
ہے لیکن عین اس حوض کا بہت کم ہے یعنی مثل کھٹ دست دلبران دلربا معلوم ہوتا ہے اور اوسمین خوبی بنائی
کہ جس وقت پانی بہتا ہے اور نہایت تمام ہل بوٹے اس حوض کے پتے دکھائی دیتے ہیں اور یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک
یاغ ہے اور اوسمین ہزاروں طرح کے گھماے رنگارنگ کھلے ہوئے ہیں اور یہ ہماری سے لہراتے ہیں اور کھٹ
خدا برن یاد دلاتی ہیں اس حوض میں ایک کانسیہ ہے سنگ مرمر کا کرکی بنا ہوا اور اوسمین اس طرح قیمت
کاری اور پرچین سازی کی ہوئی ہے وہ کانسیہ اگرچہ فی قصہ ایک گل ہے کہ ہزار پھول اور پیر سے شمار کیے
جاوین اور ہر اس کی ہر ایک مردار و مرغول پر رنگین پتھروں سے گل بوٹے اور میل پتے بنا دیے ہیں کہ پھول



میں اور میں میں سے پھول سکے ہوئے معلوم ہوتے ہیں اوس پیا لہ میں ایک سو باغ ہے اور ایک نہر پوشیدہ تھے
 تھاتی ہے اور اوس پیالہ میں سے ادبلی ہے پیالہ کی لبوں پر سے پانی کا گڑا اور اوس حجاب آب میں سے گل بوٹوں کا
 لہراتا ہوا دکھائی دیتا ایک عالم المسلمات معلوم ہوتا ہے نہر بہشت جو مٹی میں اور دیوان خاص میں سے ہوتی آتی
 جو اس محل کے پھول بیج میں سے گذری ہے اور جانب جنوب بہتی ہوئی چلی گئی ہے اور ایک اور نہر اس محل میں
 اس حوض سے جانب شرق وغرب بہتی ہے اور جانب شرق اوس حوض میں جو حوض کی طرف روکا کر کے سلسلے کیا
 ہوا ہے چادر ہو کر گئی ہے ہر ایک نہر میں منبت کاری اور پرچین سازی اور پچی کاری کا وہی حال ہے جو پہلے
 کی نسبت بیان کیا یہ محل تمام اجارہ نگ اور اوسکے ستون کے پایہ نماہن اور حوایں سب کی سب سنگ مرمری
 ہیں اور اسمین پچی کاری کی ہوئی ہے کہ سنگ مرمر اور سکا ہزار درجہ میاں گردن جاناں سے بہتر اور عقیق اور سکا
 درجہ لب محل میں جیتان سے خوشتر ہے اور علاوہ اسکے ہر ایک دروازہ پر سونا لیا ہوا ہے اور سونیکے کام سے
 گل بوٹے بنے ہوئے ہیں کہتے ہیں کہ اس محل کی چھت نری چاندی کی بنی ہوئی تھی فرخ سیر کے وقت میں یہی
 ضرورت کے سبب وہ چھت اوکھاڑی گئی اور اوسکے بدلے تانبے کی چھت چڑھا دی لیکن قریب میں ایک بر
 عرصہ ہوا کہ حضرت عرش آرام گاہ معین الدین محمد اکبر شاہ کے وقت میں اس تانبے کی چھت کو بھی اوکھاڑ لیا
 اور اوسکے بدلے کاٹ کی چھت لگائی ہے کہ وہ بھی اب بوسیدہ ہو گئی ہے کل میں علیہا فان وہیقی و جبکہ
 ذوالجلال الاکرام ع اسکے پہلو میں حجرے بنے ہوئے ہیں اور اوسکے بعد جانب جنوب ایک مکان ہے کہ وہ
 چھوٹی بیٹھک کر کے مشہور ہے اب اس مقام پر بس محل کے اندر کا نقشہ لکھو اور کمال لکھیں گے

چھوٹی بیٹھک

یہ عمارت جانب جنوب امتیاز محل کے واقع ہے اور حقیقت میں قرنیز ہے خواہ گاہ اعلیٰ کا جو بڑی بیٹھک
 کر کے مشہور ہے اگرچہ یہ عمارت بھی بہت نفیس و لطیف اور نہایت خوشنما ہے لیکن مزار جاگیر ہمارے حرم سے
 اسمین تصرفات جدید کیے تھے کہ قطع قدیم شاہی مین رہی اسواسطے اسکے نقشہ لکھنے کی ضرورت معلوم ہو

حصہ و نگہ

حصہ و نگہ عبارت ہے ایک مکان سے کہ اسمین کھڑکیاں جانب ریتی دریا میں اور جو کچھ تماشا وغیرہ حضور
 کو دیکھنا ہوتا ہے اسمین بیٹھ کر دیکھتے ہیں اگرچہ غرض واقع کی یہ نہن تھی اسواسطے کہ ایسا معلوم ہوتا
 کہ جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے وقت میں حصہ و نگہ وضع ہوئے ہیں اور ان کا نام دشمنی تھا اور بدھ لوگ کہ

وہ سب ہندو تھے بندگان خاص اکبری کہلائے تھے ان کا یہ قاعدہ تھا کہ جب تک بادشاہ کی صورت دیکھ لیتے تھے اور بادشاہ کی دندوٹ نکھولتے تھے بات تک نہ کرتے تھے اس واسطے بادشاہ ہر روز صبح کے وقت دوشنی میں جا کر ہندو ہوتے تھے اور اون بندگان خاص کو اپنا درشن دکھاتے تھے بعد ازاں اس سلطنت کے جب یہ طریقہ موقوف ہوا اوس وقت سے ان کا نام جمعہ کرکھا گیا اور یہ تماشا گاہ مقرر ہوئی اور بعضے کہتے ہیں کہ شاہ جہان تک یہ طریقہ جاری تھا مگر عہد اور رنگ زیب عالمگیر میں موقوف ہوا

اسدیج

یہ ایک برج ہے جنوبی قلعہ علی اکا اور قریب سے برج شمالی کا جوشاہ برج کر کے مشہور ہے اور اس کا حال ہم آریانا کہتے ہیں یہ برج ہر ناکھ چیلے کے ہنگام میں بسبب مدد گوگون کے بالکل شستہ و خراب ہو گیا تھا مگر عہد عدالت مجدد حضرت عرش آرا مگدھین الدین محمد اکبر شاہ میں دوبارہ بنایا گیا اور جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا ہے اس برج کو صرف ایک بہت بڑا برج خیال کرنا چاہیے اور اس کا نقش اپنے خیال کیجئے بیچ لینا چاہیے

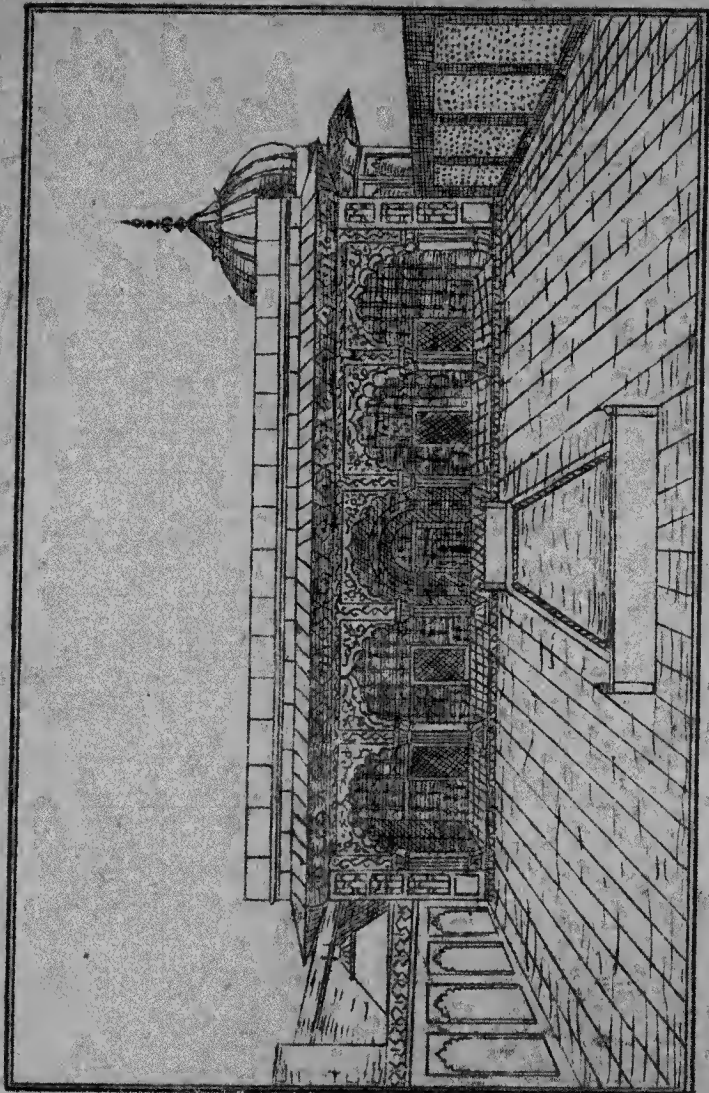
خواب گاہ مشہور بری بیٹھک

یہ خواب گاہ اقدس و اعلیٰ امتیاز محل کے جانب شمال کو واقع ہے اور یہ ایک عمارت ہے نفیس و لطیف کہ چنانچہ زمین پر اپنا نظیر نہیں رکھتی سر سے پاؤں تک سنگ مرمر کی ہے اور اوس میں طرح طرح سے منبت کاری کا کام آؤ سونے کی سیل بنے ہوئے ہیں اسکے چاروں طرف شیشیں کی طرح ایک مکان ہے اور اس کے جنوب و شمال کہ دو بڑے بڑے دروازے سنگ مرمر اور پرمیں سازی سے بنے ہیں کہ اوس شیشیوں کا لہول پندہ نر اور عرض چھوڑا ہے اور اوسکی دو دروازوں پر ایک کتاب کہ سعد اللہ خان نے افشا کیا ہے لکھا ہے اور اگر داجارہ کے پاس سونکی پانی اشعار لکھے ہوئے ہیں کہ ہم اون سب کو اس مقام پر نقل کرتے ہیں

کعبہ محراب جنوبی

سبحان اللہ این چند نر لہاست رنگین و شیشیں لہاست کو شیشیں قطعہ بہشت برین چون گو کہ کہ خدیسیان بہت بلند تماشا شیشیں لہاست اگر سکنان اطراف و اکاف لبان بہت لطیف و نفیس لہاست و اگر انداز کیا نفیس و آفاق شل جواسود بقیل استان رفیع الشان شیشیں شاد نر آغاز قلعہ والا کا رکھ کر دون برترست و رشک سداسکندہ این عمارت دلکش و طبعیات بخش کہ دو شاخ چون موج و بدن بہت شمع در انجو ہر اطراف آب صافیش بنیاد آئینہ جہان نماست و در انداز عالم غیب پر وہ کشادہ انبشار پاکہ ہر یک کو جی مفید و معتمد بہت یا لہا و سار لوح و قلم و قورہ کہ ہر کہ انش و خبر و قورہ

نقشه مسجد ابن خلدون کاه معتمد بن بعلج



کتبہ حجاب شمالی

بصافہ سماں میں اہل بالائی متلاشی است بالغام زمینیان نارائے وحوش کہ ہمد از آب زندگانی پر بد بصفا رشک فرخ
چشمہ خور بد و نازد ہم دی انجیر سال جلوس و نازد ہم قدس مطابقت ہزار و چہل و ہشت حیرتی لعلالیمان نوید کا ملانی
داد و انجامش کہ بصرف چنابہ لک روپیہ محو شد پذیرفت بہت و چہارم ربیع الاول سال بہت دیگر جلوس ہماون
مواقی سنہ ہزار و چنابہ و ہشت ہر قدم مہینت لزوم گیتی خدیو گہمان خداوند بانی این مسابنی آسمانی شہا بالہین
صاحبقران ثانی شاہرمان بادشاہ غازی در فیض یرودی جہانیان بکشد و

ابیات

شنشدا کا فاق شاہرمان	باقابل تانی صاحبقران	درایوان شاہی بعد اقسام	چون خورشید برجست با دایام
اساس است تانا گزیر این	بود قصر اقبال او و عرش	زہی نشین قصر یہ است	بہشتی بعد خوبی اراستہ
شرافت کی آید در شان او	سعادت و خوشایوان	چہ درین سرے سرور	کند از جہہ دور
بیابیش سرحد کہ کہیں سو	چہ دریای چو آب بوش فر	زمانہ چہ دیوار او بر فراشت	بہ پیش رخ ہر آئینہ داشت
زبس روی دیوارش آراست	و نقاش چین رونما شد	چنان بر سرش دست آباد کرد	گر گردون بلندی از او اہم کرد
زخوارہ و وحوش دریا نشان	باب زینت شستہ رو آسمان	جو جای شنشدا عادل بود	از ان بادشاہ منازل بود

آس شہ نشین کے آگے ایک پچ درہ والان ہے فراسنگ مرمر کا چرچین کا نہایت نفیس و لطیف بہن کر کا لٹا اور
چندہ گر کا چڑا اور اہر ہر دوسرے والان کے بھی عمارتیں ہیں اور جڑ سے ہیں کہ غریب جڑ میں سے دیوان خاص کو کہتے
جاتا ہے اور اسکو خاصی ڈیوڑھی کہتے ہیں اس والان کے چچین ایک حوض ہے سنگ مرمر کا عجیب غریب کہ ایسا حوض
نہ دیکھتے ہیں آیا اور نہ سے زمین اون لوگوں کو کیا کیا ہیں سو چچین چچین کہ ایسے ایسے عمارت بناتے تھے اور نہایت
اوس حوض کی یہ ہے کہ وہ ایک حوض ہے مستطیل بہت تنگ سنگ مرمر کا بغیر فارہ کے یعنی اسیں فارہ نہیں ہے
مگر اسکو تہہ پر طرح طرح کے رنگین اویش قیمت قیمتی ہون سے ہزاروں طرح کے گل بوٹے اور بیل چنی بناتے ہیں
اور ہر ہر بھول کی پنکھڑی میں ایک ایک چھید رکھا ہے کہ جب پانی چھوڑتے ہیں اون سورنہ نہیں سے فارہ سے
چھوٹتے ہیں اوس حوض کی کچی کاری میں ہزاروں پنکھڑیاں ہیں اور ہزاروں چھیداں سبب سے ہزاروں
دھارین فارہ کی نکلتی ہیں اور نہایت مرتفع ہوتی ہیں اسواسطے کہ اسکا منہ بہت بلند ہے اور ان فاروں سے
جو کیفیت ہوتی ہے اپنے خیال میں خیال کر دو کہ کیا عالم ہو گا اور کیا لطف دکھائی دیتا ہو گا اس والان کے آگے

محال ہے وسیع دلکش سنگ مرمر کا فرش اوس میں کیا ہو سکتا ہے اور نہ بہشت بہتی ہے اور رنگ محل میں جل جاتی ہے اور اس عمارت کو جانب شرق کو مشرق بدریاج طلا ہو گا اوسکو برج شمس بھی کہتے ہیں چنانچہ اب ہم اوسکا محال بیان کریں

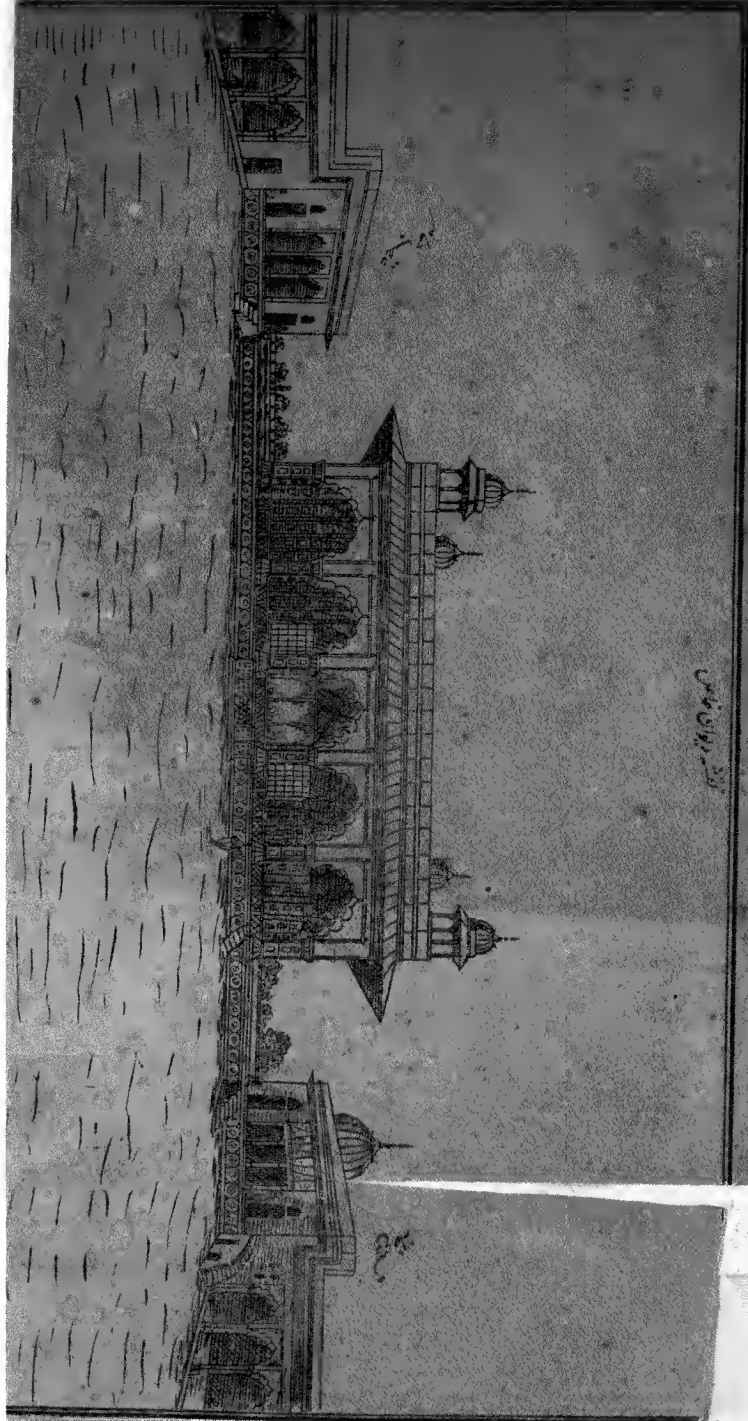
برج طلا معروف تین برج

اسی عمارت کے متصل جانب شرق یہ برج ہے شمس سر سے پاؤں تک سنگ مرمر کا اور بدستور اور کفایت عالی کا اوس میں بھی سونیکا کام اور پرچین سازی اور بہشت کاری کی ہوئی ہے اور اوسکا برج اور کس شہر کی ہے اسی شہر ہے اوسکو سندری برج بھی کہتے ہیں اور بسبب شمس ہونیکے شمس برج بھی کہلاتا ہے تین ضلع اسکے عمارت خوابگاہ کی ہیں اور پانچ جانب دریا مشرق ہیں اور پانچوں ضلعوں میں سنگ مرمر کی جالیان لگی ہوئی ہیں اور سہولتیں اور کھیلوں کے برآمدہ کو جانب دریا بنا ہوا ہے چنانچہ اب ہم اس مقام پر ایک نقشہ لکھتے ہیں کہ خوابگاہ اور یہ برج سب اوس میں موجود ہے

شاہ محل معروف بدلیوان خاص

یہ ایک عمارت ہے نامی اور مشہور ہے مثل و بے عدیل کہ روی زمین اپنا طیف نہیں رکھتی اور ایسی خوش قطع ہے کہ دوسری دیکھنے میں نہیں آتی خوابگاہ کی جانب شمال کو ایک بہت بڑا چوک ہے اوس چوک کے ضلع شرقی میں ڈنڈہ گڑھا اور پانچ چوڑے بنا یا ہے اسی گڑھا کا لبا اوپر چھیلنے لگا چوڑا اوسکے چھوچ میں دیوان خاص کی عمارت ہے پتھر سے لکڑی لکڑی اور چھیلنے لکڑی چوڑی سر سے پاؤں تک سنگ مرمر کی ایسا سنگ مرمر کہ سپرید صیغہ اسکے سامنے ہے پھر سے بدستور معلوم ہو گا اور سراسر اسکے چھین چار گز کے عرض سے نہ بہشت بہتی ہے اس عمارت کے چھوچ میں پانچ نمائستوں بنا کر اٹھارہ گز کے طول اور دس گز کے عرض سے مکان بنا یا ہے اور اوسکے چھوچ میں ایک چوڑے ہے اوس چوڑے تخت طاؤس رکھا جاتا ہے اور اوپر حضور والا اجلاس فرماتے ہیں اور اس مکان کے گرد پایہ نمائستوں لگا کر مکان بنایا ہے در دیوار و ستون و درمغل اور محراب اور فرش اس عمارت کا سنگ مرمر کا ہے اور اوس میں اجارہ عقیق و مرجان اور اور مجاہریش قیمت سے پیچی کاری کی ہے اور میں نے جو پھول تیرنای میں لکھا اوسکے دیکھنے کو قدرت الہی یاد آتی ہے اور اجارہ سے اوپر چھت تک سونیکا کام کیا ہوا ہے اور سونیکے پانی سے گویا لیب دیا چر اندر کے رخ حواہوں کے اوپر سونیکے پانی حویہ شو لکھا ہوا ہے ہا اگر فردوس بروی زمین بہت ہے ہمیں بہت زمین بہت ہے ہمیں بہت عمارت جانب شرق سے مشرق بدریاج ہے اور اوس طرف کو دروین جالیان لگا کر آئینہ بندی کی ہے اور جانب غرب اسکا صحن ہے ستر گز سے ساٹھ گز کا اور اوس صحن کے گرد مکانات اور دیوار سنگ مرمر سے بچھ ہوئے ہیں جانب غرب اس صحن کے دروازہ ہے کہ دیوان عام سے اوس میں رسد ہوتا ہے

کتابخانه مجلس شورای اسلامی



اور اس دروازہ کے آگے لال پردہ تیار ہوتا ہے اور سب امر اوقات دربار کے اس لال پردہ کے پاس سے آداب و تہذیبات بچا لاتے ہیں اور جانب شمال سے ہے حیات بخش کا اور جانب جنوب ڈیوڑھی تخت شاهی کی اور پس کو بیچ کے در کے سامنے صحن کی طرف ایک کٹھنہ ہے سنگ مرمر کا اور سکوچ کھنڈی دیدار خاص کما کرتے ہیں غرض کہ یہ عمارت بھی عجائب روزگار ہے اسکی چھت بھی نرمی چاندی کی تھی مگر سہ پہلہ اور جاٹ گردی میں لکھی

تشیع خانہ

اسی چھترہ چسپ یہ عمارت عالی بنی ہوئی ہے جانب جنوب کے عقب ہے خواجگاہ سہلی کا ایک دالان بنا ہوا اور وہ تشیع خانہ کر کے مشہور ہے کبھی کبھی جب غلوت کرنی منظور ہوتی ہے یا دربار امرا سے مخصوص کا ہوتا ہے حضور والا یہاں بھی اجلاس فرمایا کرتے ہیں اس دالان کی دیوار پر جو بیچ میں سنگ مرمر کی میزبان بنی ہوئی ہے اور وہاں میزبان عدل لکھا ہوا ہے اور بہت ساسنہری کام کیا ہوا ہے کیا اچھا آدمی تھا جسے اس مقام پر میزبان عدل بنائی ہے کہ بروقت عبادت کے کپاٹھا اور یا دکر کے قیامت کے دن میزبان عدل الٹی کھڑی ہوگی بادشاہ اور غریب سب برابر ہوں گے اور سب کے اعمال تو لے جا دیں گے اسطرح بادشاہ کو بھی لازم ہے کہ انصاف ہو کام کرے اور برابر کو میزان عدالت میں جانچ کر حکم دیں اسبی شیخ خاں میں جو ایک کارتر ہے کہ وہ خاصی ڈیوڑھی کھاتی ہے

عقب حمام

جانب جنوب اس عمارت کے حمام ہے کہ روی زمین پر اپنا مثل نہیں رکھتا اور اس طرف کے جو مکانات ہیں وہ عقب حمام کہلاتے ہیں چنانچہ اب ہم اس مقام پر دیوان خاص کا نقش لکھتے ہیں کہ تشیع خانہ بھی اوس میں دکھائی دیتا ہے اور کچھ مکانات عقب حمام کو بھی معلوم ہوتے ہیں اور جو اسکے حمام کا حال علاحدہ لکھیں گے

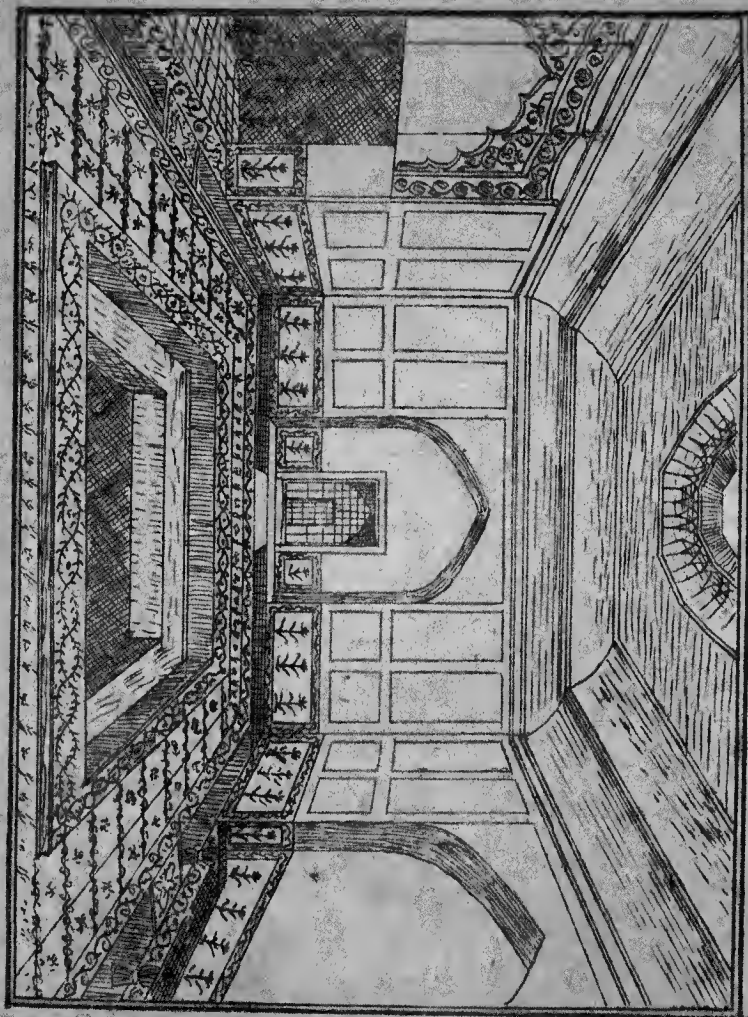
حمام

یہ حمام درشل در عدیل کردی زمین پر اپنا نظیر نہیں رکھتا تین درجہ کا ہے اور اسے سب جگہوں پر سے تیز تر ہو گا علاحدہ علاحدہ بیان کیا جائے

درجہ اول حمام مسلمانہ جامعہ کن

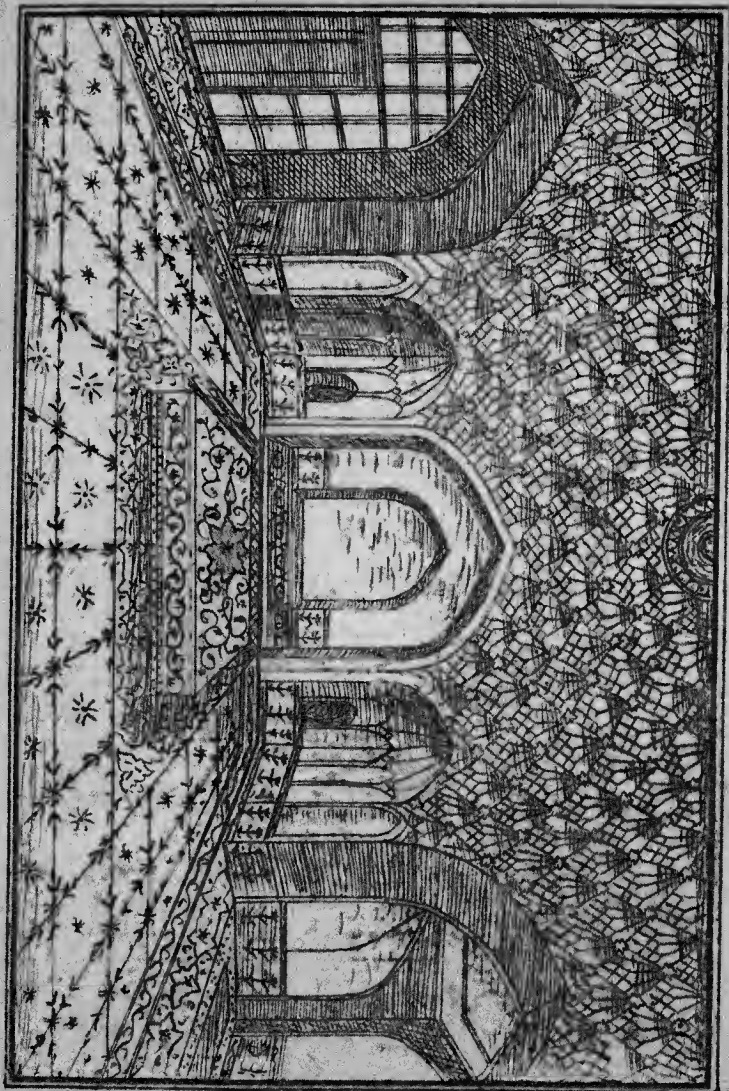
یہ درجہ حقیقت میں جامعہ کن سے کہ پہلا اس درجہ میں گئے پانچاٹھ کے بعد نیچے اور کپڑے پہنے اور کچھ کھایا اگر اس درجہ کی عمارت بھی بہت خوب ہے اور کمرے کی طرح پر اسکے درجہ بنے ہوئے ہیں اور جگہ نمک نرسنگ مرمر ہے اور یہ صحن کاری کا کام کیا ہوا ہے اور جانب شرف میں جالیاں لگا کر آئینہ بندی کی ہے کہ اوس میں سے دیا اور سبزہ اور جنگل کی کیفیت دکھائی دیتی ہے لیکن میرے نزدیک اس درجہ کا نقش لکھنی فضول تھا اس واسطے شرف

درجہ دوم حمام مسکے البصر و خانہ	محل مختصر پر لکھا گیا اور واضح ہو کہ جیسے لوگ اس درجہ کی کو عتب حمام ہوتے ہیں
<p>یہ درجہ عجیب و غریب ہے کہ اس کا نظیر چشم فلک نے بھی نہ دیکھا ہو گا اس درجہ میں جانب شمال کو ایک شیشی بن کر سے پاون تک سنگ مرمر کی نہایت نبت کا اور پرچین ساز اور پچی کا دارا اسکے آگے ایک درجہ ہے مربع نما سنگ مرمر کا اور اسکے فرش سے لیکر تخت تک عجیب عجیب رنگ کے پتھر سے پچی کاری کی ہوتی ہے اور طرح طرح کے میل ہوتے بنائے ہیں اس درجہ کے فرش کی پچی کاری ایسی خوب ہے کہ اس کا بیان ممکن نہیں غور کر گزرتے سے معلوم ہوتا ہے کہ ہزار قالین ایرانی نو سکی ایک گل کاری کے آگے بڑھتی ہے اور اسکے چھوٹے چھوٹے حوض ہے مربع اس طرح کا پرچین کا اور اسکے چاروں طرف چار رخسارے ہیں سنہری کہ وہ چھوٹا کرتے ہیں اور اون فواروں کو اس طرح خوف لگایا ہے کہ چاروں فواروں کی دھار مل کر حوض کے پچ میں پڑتی ہے اور گرد اسکے دیوار سے ملی ہوتی ایک مندر جدول کے طور پر ایک گرنے کے عرض سے جاری ہے عرض کو اس نفاست و طاقت سے کوئی مکان نہیں علاوہ اسکے اس درجہ میں یہ خوبی ہے کہ اگرچہ این قویہ درجہ سرد ہے اور سرد و حوض میں بھی پانی سرد جاری رہے اور چاہیں اس کو بھی گرم کر دیں کہ فرش سے لیکر تخت تک گرم ہو جائے اور فوارے گرم ہی چھوٹے اور سرد بھی گرم ہی پانی کی سب سے بھر حال اب ہم اس مقام پر اس درجہ کا نقشہ لکھتے ہیں</p>	<p>درجہ سوم حمام مسکے البصر و خانہ</p> <p>یہ درجہ تیسرا ہے اس حمام کا اور اس کی جانب خوب حوض اب گرم کے بتے ہوئے ہیں اور نرے سنگ مرمر پرچین کے اس حمام میں سوا سو میں لکڑیوں کا قلعہ دیا جاتا تھا اور اسکے آگے ایک مربع درجہ ہے اور اسکے چھوٹے چھوٹے کچھوڑے ہیں کہ اس میں بیٹھ کر نہایا کرتے ہیں اور جانب شمال بدستور دوسرے درجہ کی شیشی بنی ہوئی ہے اور اس شیشی پر ایک بہت بڑا ستیل حوض ہے اور اس میں بھی یہ خوبی ہے کہ چاہیں اس حوض کو گرم کر دیا جائے بھر میں خواہ سرد پانی سے اس درجہ کا بھی فرش اور چھوڑے اور حوض اور دیواریں اجارہ تک بالکل نبت کا ہیں اور طرح طرح کے رنگین اور بیش قیمت پتھر اس میں چڑے ہیں اور اسکے پھول اور پیلین بنائی ہیں کہ اس گل کاری کے سبب باغ کا سا عالم دکھائی دیتا ہے صفائی اس کی بیان سے باہر ہے اور یہ شعر بعینہی اس مقام پر صادق آتا ہے</p> <p>نہی صفائی عمارت کو در تا شائش بدیہ ہزار نگرد و نگاہ از دیوار ہو عرض کہ اب ہم اس مقام پر اس درجہ کا نقشہ لکھتے ہیں کہ اس کے دیکھنے سے اس عمارت کی خوشنمائی اور خوبصورتی معلوم ہوتی ہے</p>



نقشه سردخانه حمام

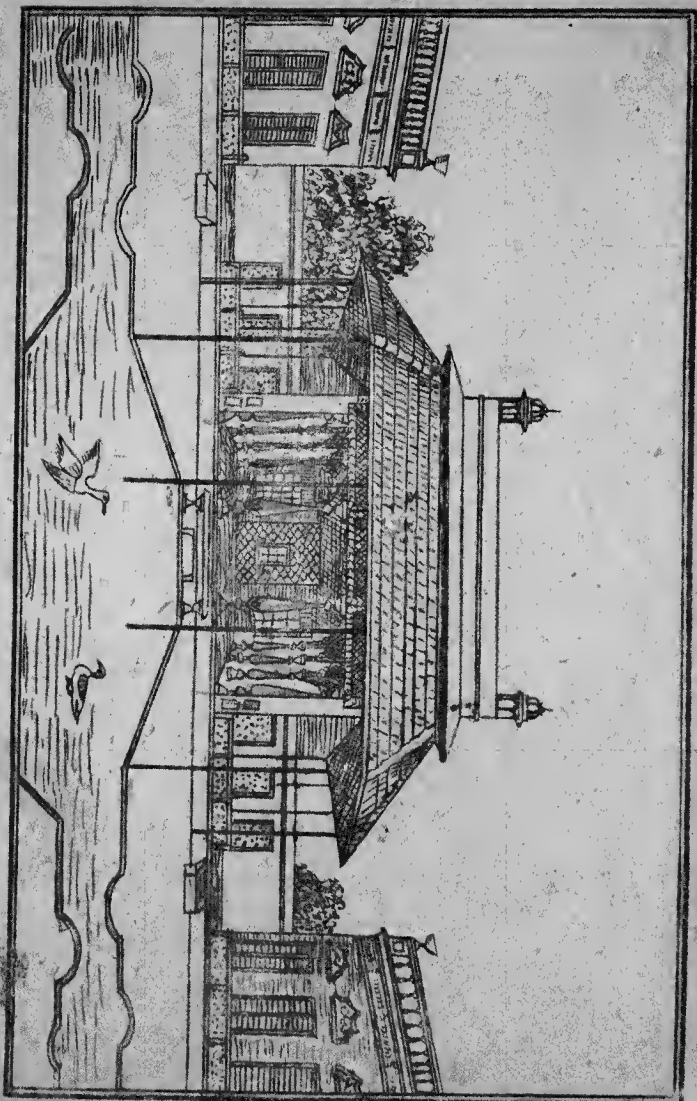
نقشه نمبر متعلقہ صفحہ ۱۶ باب

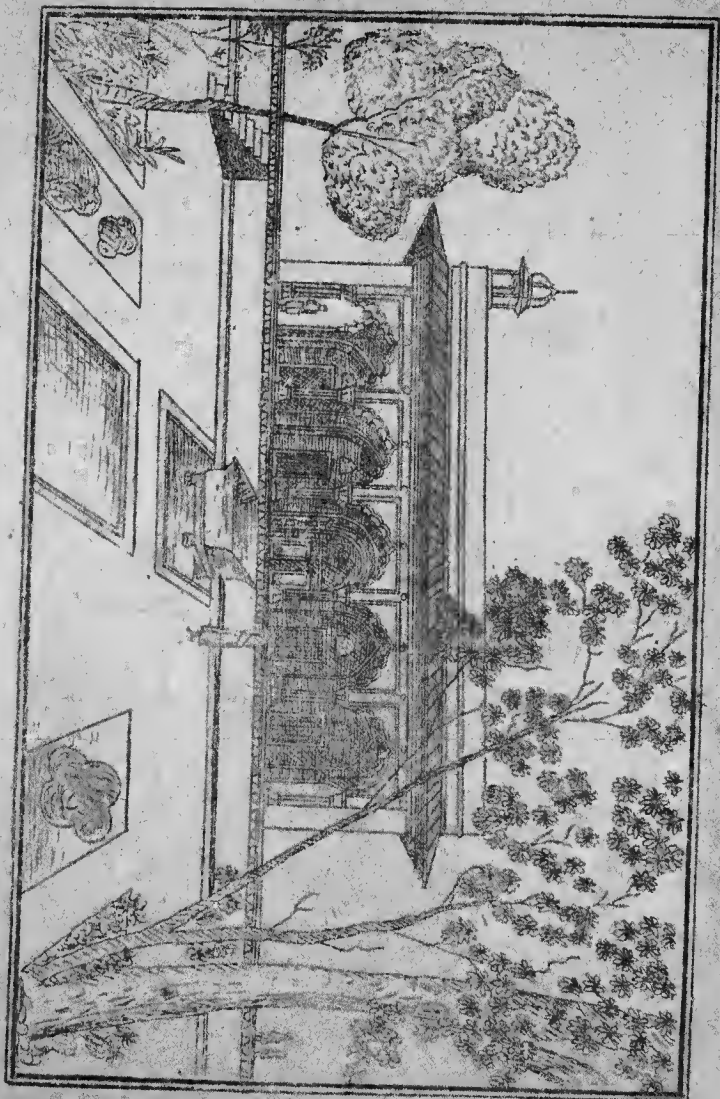


نقشہ گروہ نام

نقشه نمبر و متعلقه صفحہ ۱۰ باب ۱۰

نقشه برائے





ہیما محل

جانب شمال اس حمام کے موتی محل ہے اور دو تین اور حمام میں صحن مجھوٹا ہوا ہے اور اس صحن میں چار گرنے کے عوض کی ایک نہر بطور پارچے کے سنگ مرمر سے بنی ہوئی ہے اور یہ وہی نہر ہے جس کا نام نہر بہشت ہے اور دیوان محل اور رنگ محل میں جاری ہے اس صحن کے چپے میں نہر کے کنارہ پر ایک بارہ وری بڑی سنگ مرمر کی بنائی ہے اور اس کی چوٹ کے چاروں کونوں پر چار چھوٹی چھوٹی چوکھنڈیاں بنائی ہیں اور ان کی میان سندی ہون یہ محل بھی نہر سنگ مرمر کا ہے اور تینارک اور خوبصورت بنا ہے یہ محل قدیم نہیں ہے بلکہ چار پارچے پر بس ہوئے کہ حضرت ابو الغفر سراج الہدیٰ بنا اور شاہ بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ و سلطانہ نے بنایا ہے صفائی اور لطافت اس کی حد سے زیادہ اور خوبصورتی اور خوشنمائی اس کی بیان سے باہر ہے اس صحن میں جو نہر جاری ہے وہ بہت خوشنما ہے اور اس طرح سے پارچے بنائی ہے کہ اس کا بیان نہیں ہو سکتا اگلے زمانہ میں اس نہر کے چپے میں سندی رو پہلی چوبیس فوارہ لگ رہے تھے اور پندرہ چھوٹے کرتے تھے مگر اب نہر تو ٹوٹی چھوٹی باقی رہ گئی ہے لیکن خوار و نکاح نام نہیں رہا اپنا لموا آپ پتہ میں اور خاموش ہو گئے نغمہ کہ اس مقام پر ہم اور نکاح نشہ لکھتے ہیں اور سکھو کیون اور قدرت الہی کو یاد کرو

موتی محل

یہ ایک محل ہے سنگ مرمر کا اور اس کو سنگ پٹھانی سے سفید کر کے رنگ مینری اور طلا کاری کے کل بوستر بنا تھے اس میں ایک درجہ پر پندرہ گز کا لنبہ اور آٹھ گز کا چوڑا مشتمل و ششہ نشینوں پر اور اس کے چپے میں ایک حوض ہے چار گز کا لنبہ اور تین گز کا چوڑا اور ہر ایک شاہ نشین کے پیچھے ایک ایک درجہ ہے آٹھ گز کا لنبہ اور پانچ گز کا چوڑا اور دیوان میں رفیع پانچ پانچ درے کہ جانب شرق سے مشرق بدریاسے اور جانب غرب سے مشرق بباغ حیات بخش اور ہر ایک دیوان کا طول تیس گز کا اور عرض ساٹھ گز کا ہے اندر کی عمارت میں اجارہ تک سنگ مرمر لگا ہوا ہے اور باقی سنگ مرمر کا چوڑا اور سکھو سنگ پٹھانی سے سفید کیا گیا اور اس میں یکے نہر ہے اور نہر سے ایک چادر دو گز کے عرض سے جانب باغ حیات بخش ایک حوض میں پڑتی ہے کہ وہ حوض بھی عجیب روزگار سے ہے چنانچہ ہم ان حوض کا بیان کریں

بیان حوض

یہ حوض ایک سنگ مرمر کا ہے جوڑ ہے کہ اتنا بڑا پتھر اور ایسا بڑا ہے جوڑ حوض روئے زمین پر نہر کا حقیقت کی ایک عہد ہے کہ یہ پتھر اتنا بڑا ہے جرم کرانہ کی کان میں سے نکلا جو کہ معانی اور شغافی میں نے نظیر تھا اس واسطے خوب حکم معالی کے اور اس کا حوض بنایا گیا کہ چار گز کا مربع اور ڈیڑھ گز کا مربع پایہ دار بنا کہ تمام حوض معہ پاؤں کے ایک پتھر کا

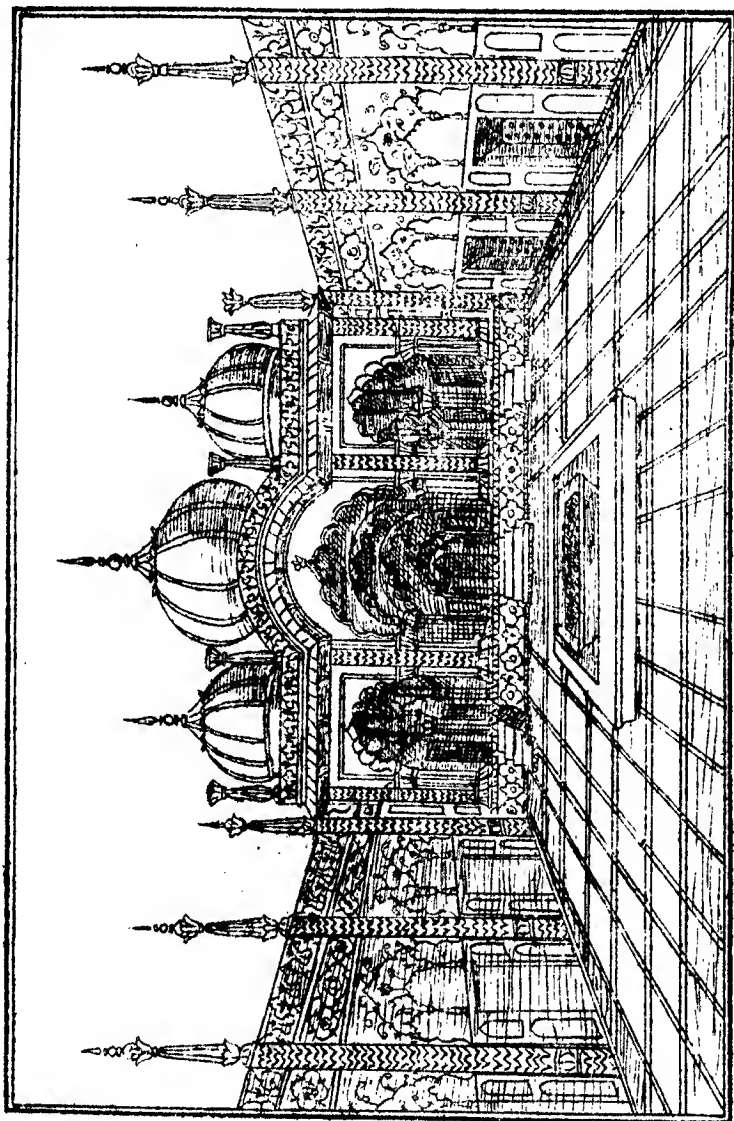
یہ تیار ہونے اوس حوض کے کمرانہ سے کہ دارالحفاظہ سے دو سو گوسٹ باغ و شاہی کی مسافت رکھتا ہے باطن
لے اور اس مقام پر لاکر رکھ دیا کہ اس موقی محل کی جانب جنوب اور جانب شمال بھی مکانات تھے اور اب
بھی موجود ہیں مگر اوسمین کچھ نقصان بھی آگیا ہے اور اب عاملین حضور والا نے اس محل کے نیچے ایک چھوٹا
تہ خانہ بنایا ہے اور اکثر اوسمین اور اس محل میں آرام فرمایا کرتے ہیں غرض کہ یہ مکان بھی بہت نامی و نشان
نفس ہے کہ اب ہم اس مقام پر اوسکا نقشہ لکھتے ہیں تاکہ جس قدر ممکن ہو اوس نقشہ کو دیکھنے سے اوسکی خوبی
اور خوشنمائی دریافت کر سکے اور وہ نقشہ یہ ہے

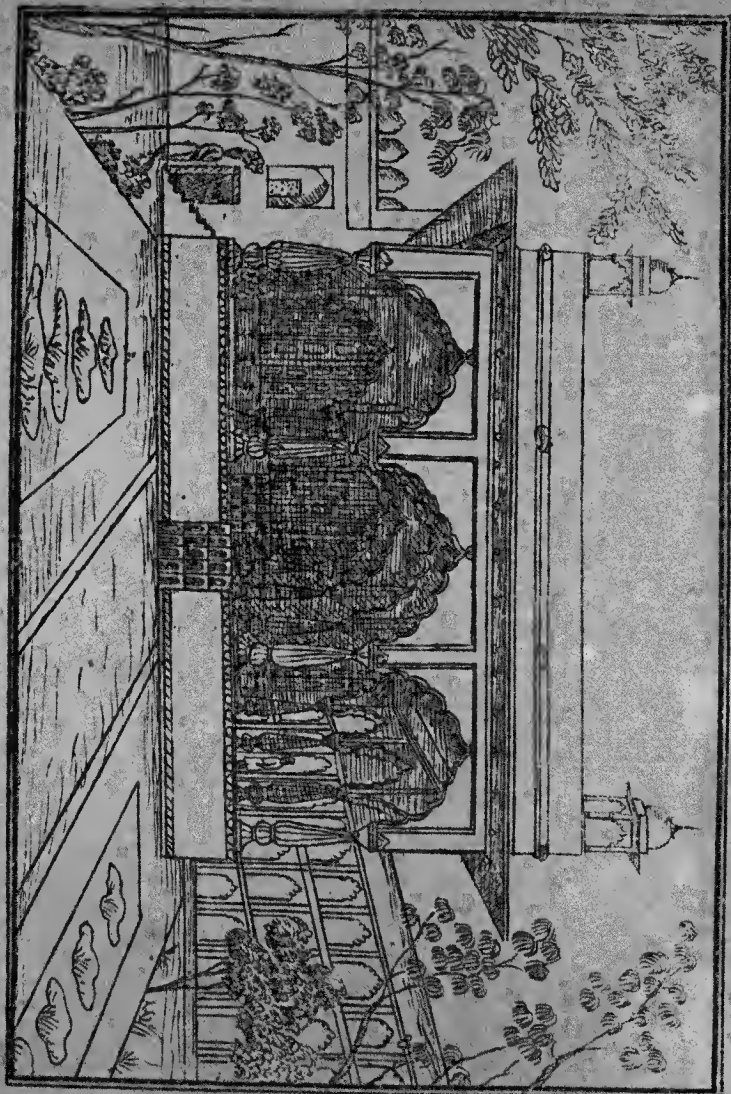
موقی مسجد

یہ ایک مسجد ہے حمام کے پیچھے مشرف بہ حیات نجش سر سے پادان تک سنگ کی فرش اوسکا اور دو دیوار
حواب و مرغول اور چھت اور منڈیر سب کی سب سنگ مرمر کی ہیں اور پھر اوپر وہ منبت کاری کی ہوئی
جو ایسے گل بوٹے میل پتے بنائے ہیں کہ دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں حقیقت میں ایسی منبت کاری تمام
میں کسی مکان پر نہیں بلکہ قلعہ کیاروٹی زمین پر بھی نہوگی اس مسجد کے تین درمیں بہت خوشنما اور چھوٹے چھو
دو مینار ہیں اور تین گنبد ہیں سبز و اور اسی سیبک بعض لوگ اسکو سبزی مسجد بھی کہتے ہیں اس مسجد کے بعض
ایک حوض ہے بہت چھوٹا اور لیبب اسکے کہ وہ دم دردم سے چھوٹا تھا پاک رہنا مشکل معلوم ہوا اسوا
اسمین ایسی ترکیب رکھی ہے کہ بجاو دین میں سے اس حوض میں پانی آتا ہے اور او بل کر تپتا ہوتا ہے جو گویا
یہ حوض بھی چشمہ جاری ہے اور اس مسجد کی جانب شمال کو ایک حجرہ بنا ہوا ہے واسطے عبادت اور طیفہ
وظائف کے اوسمین بھی ایک مختصر کمر عمق بہت نفیس حوض ہے اور اوسکی گرد آئینہ منبری کی ہوتی ہے اس
مسجد کو حضرت اورنگ زیب عالمگیر نے سنہ دو جلوس میں بنایا ہے اور ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپہ اور پیر
خرچ ہونے ہیں اور مقل خان نے یہ تاریخ اوسکی بانی ہے ان العباد للہ فلا تدعون بعدا بعدا عنک
یہ مسجد بھی عجائبات روزگار ہے اور پیراوسکا نقشہ ہے

باغ حیات نجش

یہ باغ خدا کی قدرت کا نمونہ ہے اوسکے دیکھنے سے دل کو فرحت تازہ اور جان کو نشاط دہی اعزاز حاصل
ہوتی ہے اسکے دیکھنے سے نقش بہشت برین کا آنکھوں کے سامنے پھر جاتا ہے ہر درخت اسکا شجر
قاامت بار اور ہر گل اسکا غیرت گل خضاراوسکی سمن کے آگے بنا گوش باغ گل اور اسکی نبش کے سامنے





منفعل اس باغ کے چون بیچ میں ایک حوض کھان ہے اور حوض کے چاروں طرف سنگ سرخ کی تہ بن چھوڑنے کے عوض سے ہستی میں اور ہر نہر میں تین تیس فوارہ چاندی کے چھوڑتے تھے اور روش میں نہری کا پانی آتا ہے اور کھلم کھلا سطر اور درختا دلکش کی تازگی کا باعث ہوتا ہے اور حوض کو دو جانب میں دو مکان واقع ہیں کہ ان کو ساون بھاؤن کہتے ہیں ان دونوں مکانوں کا حال ہم آگے تفصیل لکھتے ہیں طول اس باغ کا دو سو پچاس گز اور عرض ایک سو پچیس گز کا ہے اور فیض ایک کیفیت ہے و گل در آب جاری و یہ ہوا می ملائم اور صحت بخشا کی قابل بیان کو نہیں ملاحظہ ہزاران گل شکفتہ و درہندہ بیدار و آب مفتوحہ

بھاؤن

اس باغ میں جانب جنوب ایک مکان ہے سنگ مرمر کا بہت نفیس و لطیف اور سکھ بھاؤن کہتے ہیں چہرہ اور سکاہت کہ ایک چوتھہ کرسی دیکر بنایا ہے اور اوپر سولہ ستون لگا کر ایک ایوان دلکش تعمیر پایا ہے مشتمل اوپر دو ایوان کے جانب شرق و غرب اور دو بجلی میں آگے اور پیچھے کہ ان ستون کے سبب چوچ بیچ میں ایک چوکھنڈی بن گئی ہے اور ان میں ایک حوض سنگ مرمر کا چار گز گز پندرہ سولہ کا مربع اور ڈیڑہ گز کا گہرا اور اس مکان میں نہر بہت سے نہر آتی ہے اور حوض میں چادر ہو کر پڑتی ہے اور نہر اس میں سے ٹھکڑا آگے ایک اور چادر چھوڑتی ہے اور نہر میں پڑتی ہے یہ مقام بھی بہت یاد ہے اور اس میں پانی کا پڑنا اور چادر کا چھوٹنا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا بھاؤن کا منہ ہرستا ہر اور اسی سبب سے اس مکان کا بھاؤن نام رکھا ہے اب اس مکان میں پانی آٹیکا اور چادر میں چھوٹنے کا رستہ بالکل بند ہو گیا ہے اس مکان کے حوض اور چادر میں محرابی چھوٹے چھوٹے طاق بنا دیے ہیں کہ ان کو اوٹین گلدانہا سے رنگین کئے جاتے تھے اور رات کو شمع کا فوری روشن ہو کر فی تھیں کہ اس کے اوپر سے پانی کی چادر پڑتی تھی اور اندر سے ان چلو کی شمعانی اور چراغوں کی روشنی عجیب عالم دکھائی تھی اسکی چھت کے چاروں کونوں پر بھی چار بریمیاں چوکھنڈی کی سنہری بنی ہوتی ہیں چنانچہ اب ہم اس مقام پر اور سکا فٹشہ لکھتے ہیں کہ اسکی دیکھنے سے اس عمارت عجیب کی خوبی معلوم ہوتی

حوض باغ حیات بخش

اس باغ کے چون بیچ میں یہ ایک حوض ہے کہ چترہ حضر اس کے آب زلال کا شہ ہے حوض و طول اسکا ساٹھ گز سے ساٹھ گز کا ہے اور اس کے چھین اوچاس فوارہ چاندی کے لگے ہوئے تھے اور ہر دم چھوٹا کرتے تھے اور علاوہ ان فواروں کے گہرا گڑ اس حوض کے ایک سو بارہ فوارہ چاندی کے مائل جانب حوض تھا اور وہی مدام چھوٹا کرتے تھے اب ان فواروں کا نام نہیں رہا مگر جگہ چھید باقی رہ گئے ہیں بیت دل عشق کا ہمیشہ حریف ہوا اب جس جگہ کہ دل غم ہے بیان پہلے درد تھا

قلعہ محل

عرصہ چار پانچ برس کا ہوا کہ اس حوض کے چونچ میں حضرت ابو نضر سراج الدین محمد سبادر شاہ بادشاہ غازی نے قلعہ محل بنایا ہے سرسے پاؤں تک سنگ سرخ کا اور کچھ چمن میں ایک درجہ ہے اور اوسکے چاروں طرف غلام کے طور پر مکان اور کوفوں پر حجرہ اور چاروں ضلعوں میں شہین ہیں اور ایک طرف اس مکان میں آنے جانے کا پل بنایا غرض کہ یہ مکان جدید بھی بہت تحفہ ہے چنانچہ اب اس مقام پر ہم ایک نقشہ لکھتے ہیں کہ اوس میں ان دونوں مکانوں کا نقشہ ہو گا

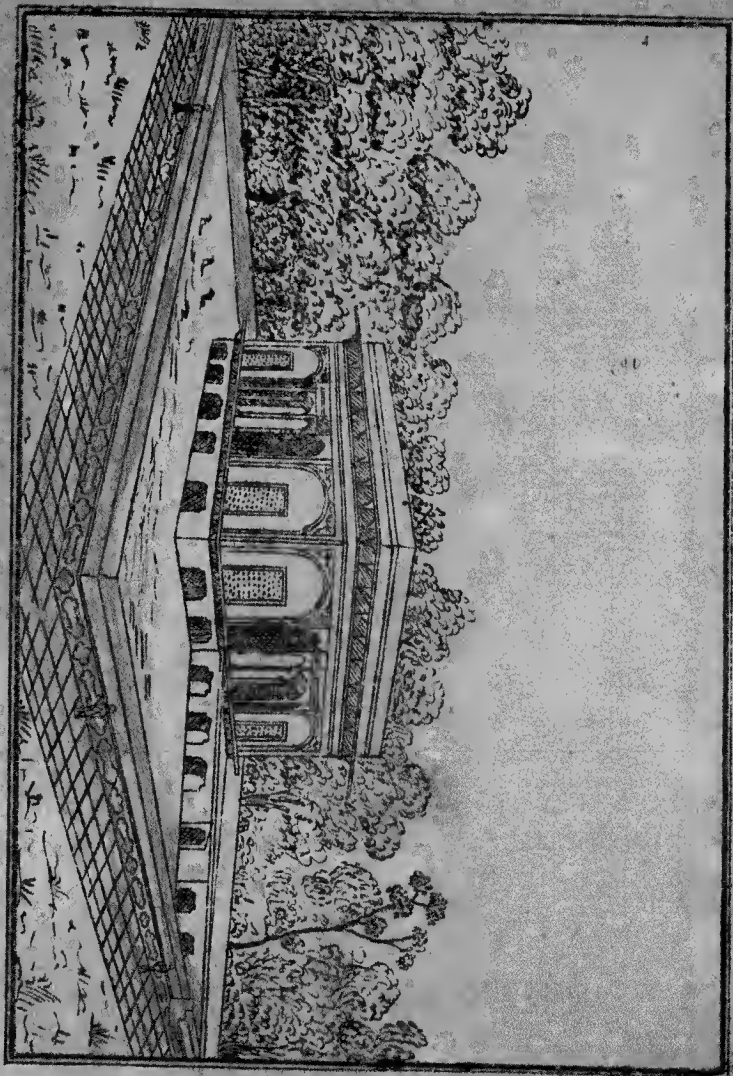
ساون

اسی باغ میں جانب شمال یہ عمارت ہے نرمی سنگ مرمر کی نہایت نفیس اور بہت تحفہ کہ اوسکی لطافت اور لطافت حد بیان سے باہر ہے اور چہرہ اسکا بعینہ مثل چہرہ بھادون کے ہے بال برابر بھی فرق نہیں گویا ایک مکان کو چھپا د اور ایک کو نکالو اور ایک ذرہ فرق نہیں اور یہ طرح اس میں بھی چادر بنی ہوئی ہے اور حوض بھی بند ہے اور اس طرح گھڑان اور چراغان رکھنے کو محرابی طاق بناتے ہیں جو کہ نقشہ ساون اور بھادون کا بہت مطابق تھا اس واسطے کہ بھادون کا نقشہ تو باہر سے کھینچا ہے اور ساون کا نقشہ اندر سے کھینچتے ہیں تاکہ اوس سے شان عمارت کی اور اس سے خوبی حوض اور طاقاے چراغان معلوم ہو اور اس سبب کہ اس مکان میں پانی کی آمد اور چادر کا پڑا اور زور شور سے پانی کا بہنا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسا ساون کا نیزہ اس واسطے عمارت کا ساون نام رکھا چاہیے اور اس کا نقشہ ہے

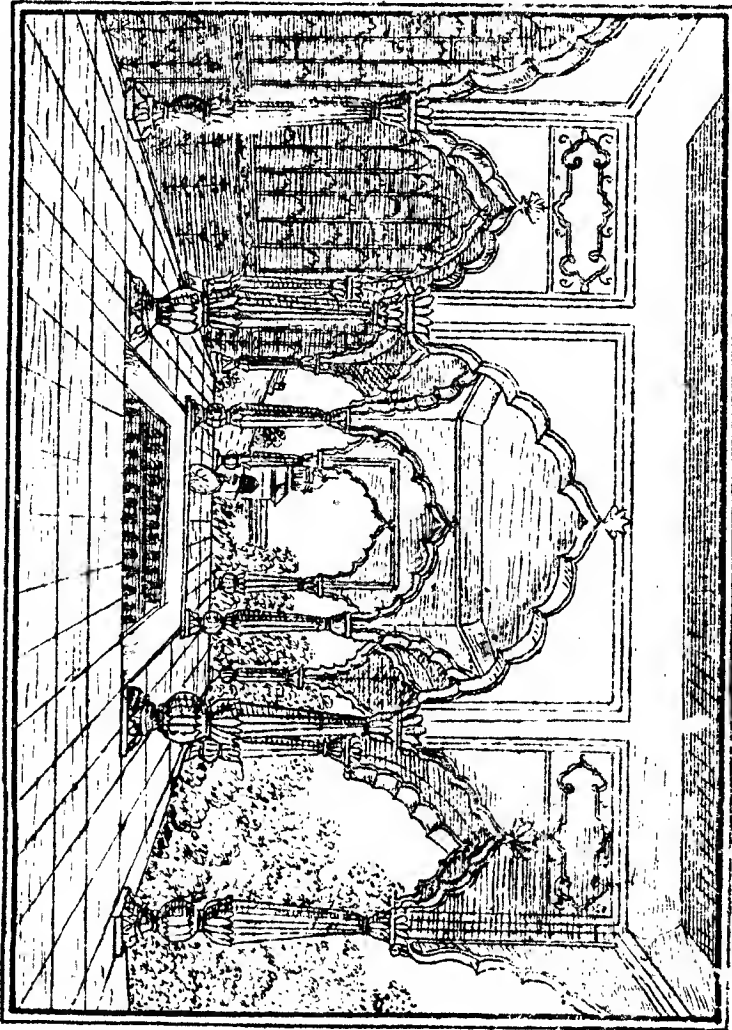
برج شمالی مع وف بہ شاہ برج

یہ برج بھی عجائب روزگار سے ہے کہ ایسا برج نہ دیکھا نہ سنا قطر اس برج کا سوا گنا ہے اور اوسکی عمارت تین طبقہ پر ہے پہلے طبقہ کو زمین سے بارہ گز گری و دیگر بنایا ہے اور اسکی چھت اندر سے گول اور اوپر سے سطح ہے یہ عمارت تمام سنگین ہے اجارہ تک تو سنگ مرمر سے بنی ہوئی ہے اور اوس میں اجمار رنگین سے بچی کاری کی ہوئی ہے اور اجارہ سے چھت تک سنگ پٹھانی سے سفید کر کے ستری لگی ہوئے ہیں پتے بنائے ہیں یہ درجہ پیش ہے اور اسکا قطر آٹھ گز کا ہے اور اوس میں چار طاق اور دو مشین نیم مشین شرف بدیا بنائے ہیں اور اوسکی روکار سنگ مرمر کی ہے طول اور عرض طاق شمالی اور شرقی کا چار گز کا ہے اور غربی او جنوبی طاقوں کا طول چار گز اور عرض تین گز کا ہے اور مشین درجہ کوچ میں ایک حوض ہے تین گز کے قطر کا نہایت دلربا اور نہایت خوشنما اور اسکی بنیت کاری دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے اور صنعت الہی یاد آتی ہے اور غربی طاق میں ایک آبشار ہے اور چھوٹے چھوٹے طاق حواب وار بنائے ہیں کہ ان میں دنگو پھول اور

نقشه گلزار خواجه حسن مشایخ



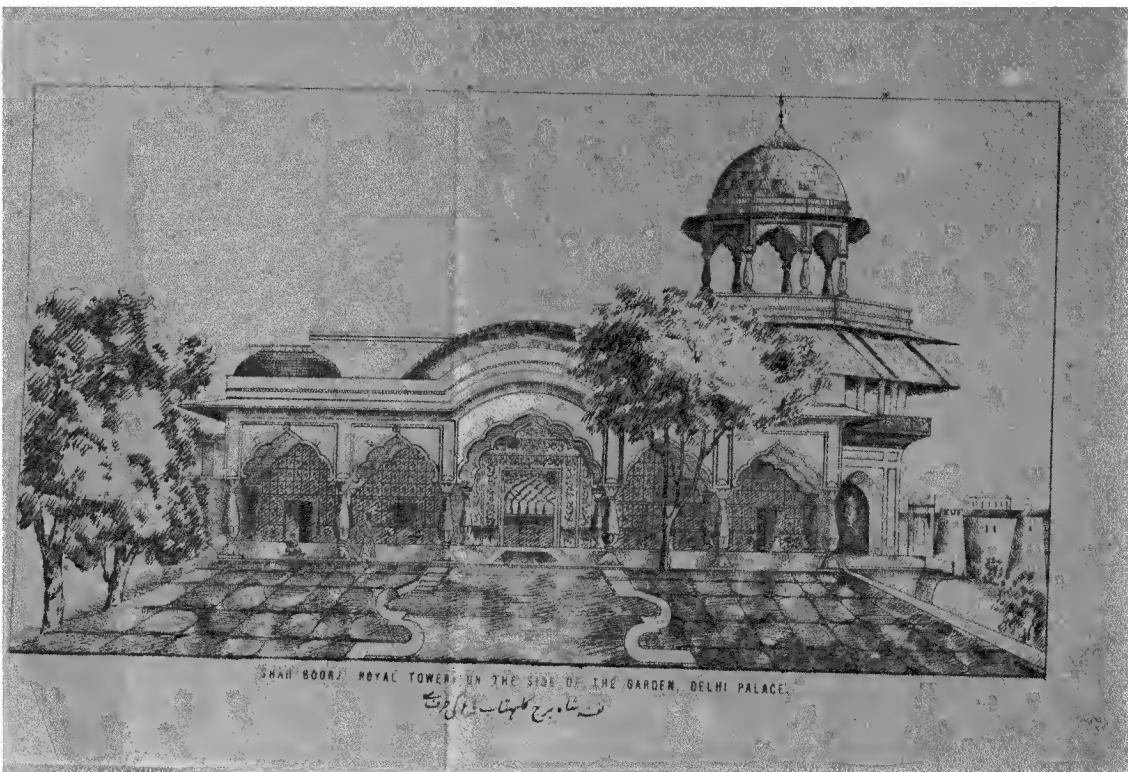
نقشه گلزار حسن مشایخ در باب ۳





SHAH BUGHRA ROYAL TOWER ON THE SIDE OF THE RIVER, DELHI PALACE.

نہ سراج کا دریا کی طرف ہے



SHAH BURJ ROYAL TOWER ON THE SIDE OF THE GARDEN, DELHI PALACE.

تاج محل کا مینار

چراغ رکھا کرتے اوس آبشار کے آگے ایک حوض ہے سنگ مرمر کا سا سے تین گز کے طول اور ڈھائی گز کے عرض ہے اور اس حوض سے شرقی طاق کے کنارہ تک ایک اندر ہے ڈیڑھ گز کے عرض سے نرمی سنگ مرمر کی بہت تختہ اور چپن ساز اور بہت کار اور یہ دو فوج من بھی نہایت پر چپن ساز اور بہت کار ہیں اور عقین اور مر جا اور اوپر پیش قیمت جسم ہے چپن اس نہایت سے ایک اندر کل کر غربی طاق کے حوض میں بڑتی ہے اور اوس سے برج کی نہایت اُن کو اور دشمن حوض میں سے ہو کر شرقی طاق کی طرف بھتی ہے کہ اوس کے نیچے دریا کی طرف ایک آبشار بھی ہوئی ہے سارے قلعہ میں اسی مقام سے نہ گئی ہے اور ہر جگہ پانی جانے کے قلابہ سی برج میں ہے ہوئے ہیں اور ہر برج پر قلعہ پر نام لکھا ہوا ہے کہ یہ فلا نے حوض کا قلعہ ہے اور یہ فلا نے ہر کا اور دوسرے درجہ کی عمارت بھی مشن ہے نہایت معافی کے ساتھ آٹھ گز کے قطر سے اور اوس کے انھوں ضلعون پر یہ سراسر دیوان ہے چوبیس ستر گز کا اور تیسرے درجہ کی عمارت ایک تیس ہے گہندی آٹھ ستر گز پر اور اوس کا برج سنگ مرمر کا اور کھنڈی ہو عرض کہ یہ عمارت عجایب روزگار سے ہے اب ہم اس مقام پر اپنا نقشہ لکھتے ہیں

مستطاب باغ

میات بخش باغ کی جانب غروب یہ باغ ہے کہ کسی زمانہ میں بہت لطیف و نفیس تھا مگر اب کچھ بچا نہیں رہا اس باغ کے چچ میں ایک بہت بڑی نہایت خوشحالی سے بھٹی ہے اور اب حضور و مولانا راج الدین علیہ السلام نے اوس اندر کے پاس جانب غروب قلب صاحب کے جھرنے کے طور پر جھرنہ بنایا ہے نر سنگ سرخ کا اور اس سبب سے اس باغ کو اور رونق ہو گئی ہے اور اسی باغ میں ایک کا قدم زمین کی چکر کو چھ گز دیں اس واسطے اوس کا نقشہ لکھا

چوبی مسجد

اس باغ سے آگے کل کر دو مکان ہیں باورچی خانوں کے اور وہ دو نو مکان چھوٹا خاصہ اور بڑا خاصہ کہ کہ مشین ہیں اوس کے پاس ایک مسجد تھی چوبی احمد شاہ بادشاہ کے وقت کی بنی ہوئی مگر اب بالکل ٹوٹ گئی ہے اور مٹی کا ڈھیر ہو گئی ہے مگر اوس کے دروازہ پر یہ کتبہ باقی رہ گیا ہے

نیا کو مسجد شہ دین تہام	کر شاہ و رش دولت ریدی	بروہر کر انجا سجد و نیار	بالو طاعت شود دست دی
خود را بحدت فروخت پای	چو شد مکر تاریخ را سبک	بگفتا سوش ز سر تریدی	بیت شرف مسجد احمدی

حال قلعہ معلیٰ از جانب ریتی

ریتی کی طرف سے دیکھنا اس قلعہ کا ایک کیفیت عجیب اور ناشائستہ عجیب رکھتا ہے کہ ایک طرف موج زنی دریائی ہو

اور جریان آب اور روانی کشیتا اور لعل لاسبزه کا اور دوز دست تک نظر آنا سوا کے خورم و شاداب کا اور دوسری طرف
فصیل اور برج طلائی اور کنگرہ ہائے قلعہ اور ان سب چیزوں کا عکس پانی میں پڑتا اور سورج کرن سے برج طلائی کا
چمکتا اور کثرت لعلان سے تماشا بینوں کی نظر کا اوس پر شہر نا ایک طرف تماشا ہے خصوصاً بوقت شام پانی کے جاری ہونے
کی صدا اور درختان زیر قلعہ پر کہ بہت گھن کے واقع ہوئے ہیں انواع طیور کا لسیر لسیا اور آپس میں پیچیدہ کر صدا خوش
اور اور لہمن و گکش کا کرنا اور ہوائے ملایم کا ملنا عارفوں کو از خود رفتگی کی تکلیف کرتا ہے

نور گدہ

اسی قلعہ کے متصل جانب شمال سلیم گدہ ہے اسلام شاہ کا بنایا ہوا جو شہر بجری میں بنا تھا خاندان تیموریہ میں
اسکو نور گدہ ہونے میں اب یہ نور گدہ قلعہ سے ایسا ملحق ہو گیا ہے کہ حقیقت میں ایک جزو ہے قلعہ کا یہ عمارت
دریا کے بیچ میں بنی ہوئی ہے اور اسلام شاہ کے وقت میں دریا اور کراس عمارت میں جاتے تھے اور اصلی دروازہ
اس گدہ کا جانب جنوب بطرف گھاٹ گلبودہ ہے بعد جمالیگر بادشاہ میں اوسکی جانب شمال ایک پل بنا اور واسطہ
بھی دروازہ بنایا گیا جبکہ شاہجہان نے یہ قلعہ بنایا وہ پل اس قلعہ میں اب مل گیا کہ گویا اس قلعہ ہی کے لئے بنایا تھا
اور اوس پر دو نو طرف کتبہ لگا ہوا ہے چنانچہ اسکی ہم نقل کر دیتے ہیں :

کتبہ جانب شرق

شہر حکم شاہ نور الدین چانگیر عظیم سال و تار غیش مبارک ان مملکتیں

کتبہ جانب غرب

حکمر بادشاہ ہفت کشور	شہنشاہ عبدالودود تیر	جمالیگر این شاہنشاہ اکبر	کشمیر شیش جان را کہ دشمن
چو این پل گشت در دہلی توب	کہ وصفش را نشاید کہ تویر	بی تاریخ اتماش نہ گفت	پہل شاہنشاہ دہلی جمالیگر

اب ہم اس مقام پر ایک نقشہ ریتی کا لکھتے ہیں کہ اوس میں سلیم گدہ اور پل سلیم گدہ اور حمام مکانات جانب پستی
کے موجود ہیں وہ ہر مہذا :

اشارہ

واضح ہو کہ ہم نے اس قلعہ کی پیالیش کا جان جان ذکر کیا ہے وہ شاہجہانی گزستے بیان کیا ہے اس واسطے کہ
کتب تواریخ میں اسکی پیالیش شاہجہانی گزستے لکھی ہے
ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ سلطانہ فاض علی لعل الدین جہاں

پھر کہ یہ قلم معلیٰ اور یہ قلم کا اوسے جیسا کہ اس مکان خلد برین پر فوق لیجاتا ہے ایسے شاہنشاہ عالم نہا کے وجود باوجود سے روفی پذیر ہے کہ قوشیروان کو اوسکے دیوان عدالت میں رتہ دے نے چاکر کا پوسکندر کو اوسکی بارگاہ میں کتہہ تیغ نوکر کے سے خزان اوسکے عہد دولت میں برنگ بہار اور خار اوسکے زمانہ سلطنت میں غیرت گلزار یہ بات ظاہر ہے کہ اگر اندیشہ ایسے مدوح کی مدح و ثنا کی درپے ہو حقیقتہً مضمون عالی پیدا کر سکی شان کے آگے پستی سے خالی نہوگا اسواسطے اول ہی عجز پر اقرار کرنا اولیٰ اور نہیب ہے دلالت اس پر برحق اور قبلہ اہل حق کی اٹھائیسویں شعبان المعظم ۱۱۸۱ھ الجوبی روز شنبہ قرب غروب آفتاب ہے تاکہ جان کو معلوم ہو کہ اس بزرگ زید خدا اور نور زیدہ عرفا کے ظہور کے بعد اٹھائیسویں محفل ہو کر پڑھ حجاب میں چھپ گیا اور بظہر تاریخ ولادت پائی ہے کہ دلیل ہے معاندین پڑھ شدی اور فیوضی کی اور جلوس سہنت مانو حضرت کا اٹھائیسویں جمادی الثانی ۱۱۸۱ھ الجوبی شب جمعہ کو واقع ہوا ہے اور یہ تاریخ جلوس ہے از شدہ دولت بہادر شاہی یہ شدہ پر زنجی طرب ایام پہلی بدبختی و دلت روز افزون نہرت ہفت روزہ اور پنجہلی تاریخ جلوس آن شدہ والا قدر بد آمد بلب خرم و چلغ دہلی ہو اللہ تعالیٰ اس زیدہ ملوک بزرگ اور نقادہ سلطون سترگ کی ذات مقدس کو ابداً بادناک سلامت رکھے اور عالم اوسکے فیض عدالت سحر شاہان سیر ہر جانمیں آراہ

تمام مشرباب دوم





خاص شہر شاہجہان آباد کے حال میں

کسی راز نگاہی شاد باشد	کہ در شاہ جهان آباد باشد
مگر بند تخت گاہ شہان	چون سواد بہشت جان بر
فاصل و نکتہ دان دان	ہمہ فیروز جنگ ملک شان
ہمہ باز نب و فر سلطانی	ہمہ نعت بدو علی جمہ
ہمہ از جور و ہر وارستہ	ہمہ داود و من خوش آواز
ہمہ فراد و طبع شیرین ذو	ہمہ با شخص کام ہم آغوش
شہر اعظم بہشت بہشت انشا	ہمہ بچوں عہد بہار روح فنا
ساکنان شہر ہمہ خلف خزانہ	ہمہ مقبول طبع شاہجہا
ہمہ با جاہ و منصب خانی	ہمہ باخیل و ہر سیان ذکا
ہمہ مہر مہر نہ دل خستہ	ہمہ درغن و کار خود و سا
ہمہ در سندان و زلفینا سو	ہمہ از باد و خوشی و ہوش
آدمی کی کیا طاقت ہے کہ اس شہر کو راست بہر کی تعریف لکھ سکے اس واسطے اس سے در گذر کر چھوٹا	
اسکا لکھتا ہوں یہ آبادی اس شہر کو راست بہر کی ستم بارہ جلوس شاہجہان بادشاہ میں شروع ہوتی ہے کہ	
مطابق تھیں ایک لاکھ اڑتالیس ہجری کے بعد تیار کی قلعہ کے شہر پناہ اور خندق شہریتا لطافت و خوشی بنائی گئی اور	
ہر ہر مقام پر دروازے اور گھر گھرانے رکھے گئے اور چوک اور بازار مرتب ہوئی کہ ایک ایک گلی اور ایک ایک کوچہ	
رشتہ فردوس پرین تھا جنگ اور لطافت میں روی زمین پر اپنا فطیر نہیں رکھتا تھا شہر ہجری میں پیشہ	

بن کر تیار اور آباد ہوا میرے کاشی نے اس شہر کی یہ تاریخ پائی ہو شہر شاہمان آباد و شاہمان آباد و اس شہر کے چچ میں نہر جاری ہے اور نہ جنات تجری من تحتہا الا نہار یعنی مصداق رکعتی ہے ہر گلی کو چھین نہر کا پانی بہہ چکا ہے اور آب حیات پر طعنہ مارتا ہے اس واسطے مناسب معلوم ہوا کہ سب سے پہلے نہر کا حال لکھا جاوے اور شہر شاہمان آباد کے

دہلی کو طراوت روح افزا دی جاوے

حالیہ وضع

یہ ایک نہر ہے فیروز شاہ بن سالار رجب کی بنائی ہوئی جسے دلی میں قلعہ فیروز آباد اور گولہ اور جہان نامی بیچ متزل عرف بچے منڈل بنایا تھا یہ بادشاہ بہت نیک نیت تھا اور پل اور بند بنانے پر بہت ہمت صرف کرنا تھا چنانچہ اس بادشاہ نے اپنے عہد سلطنت میں دریائے جمن سے ایک نہر کاٹی اور نواحی پرگنہ خضر آباد سے اسکا مبدع شروع کیا کہتے ہیں کہ جس مقام سے اس بادشاہ نے نہر کاٹنی شروع کی ہے وہاں ایک بہت متعلقہ موضع تھا نہایت سچا بنائی ہے اور اوسمین تبعاوٹ درجات دروازے اور دریچے کھینے کہ جتنا پانی منظور ہوتا ہے اتنا لیتے ہیں غرض کہ فیروز شاہ کے عہد میں یہ نہر پرگنہ خضر آباد سے پرگنہ سفیدون تک آئی ہے جہاں فیروز شاہ کی شکاکا تھی یہ جب کہ سلطان فیروز شاہ مر گیا اور اس پر ایک زمانہ گزرا یہ نہر خراب ہو گئی اور بسنے سے رہ گئی حال الدین محمد اکبر شاہ کے عہد میں شہاب الدین احمد بنان منصوبہ دار دہلی نے اپنی جاگیر کی آبادی اور افزونی زراعت کو اس نہر مرست کی اور خضر آباد سے سفیدون تک پھر جاری کی اور نہر شہاب اسکا نام رکھا جب اسے بھی ایک زمانہ گزر گیا اور اسی نے اسکی مرست اور ترمیم کی نہ کی پھر یہ نہر خراب ہو گئی اور بسنے سے رہ گئی جس زمانہ میں شہاب الدین محمد شاہمان بادشاہ نے قلعہ بنایا اور شاہمان آباد آباد کیا اوس زمانہ میں حکم دیا کہ اس نہر کی پھر مرست کی جاوے اور خضر آباد سے سفیدون تک پھر جاری ہووے اور سفیدون سے قلعہ معلیٰ اور راکھلی تک کہ تین کوس کا فاصلہ ہے اسکی نہر کھودی جاوے اور قلعہ معلیٰ اور شہر مرست پھر میں جاری ہووے چنانچہ پندرہویں جمادی الاول سنہ ۱۰۱۵ بھوس تک چار میلینہ بارہ کوثر عزت خان برادر زادہ عبداللہ خان بہادر فیروز جنگ نے اس نہر کی مرست میں بہت مصروف کی جب کہ عزت خان ٹھٹھہ کی صوبہ دار سی پر مقرر ہوا اہتمام نہر وغیرہ کا اللہ بزدی خان کو غرض ہوا کہ وہ سنہ ۱۰۱۸ جمادی الثانی سنہ ۱۰۱۸ بھوس تک دو برس ایک مہینہ پندرہ دن اس کام میں سی کی اور بعد اوسکے خدمت کر کے عزت خان نے شہر شاہمان و خضر آباد کو سپرد ہوئی کہ اوسکے اہتمام میں سال بھر بھوس میں قلعہ آباد نہر مرتب ہو گئی قلعہ میں کوئی مکان ایسا باقی نہ رہا کہ جہاں نہر نہ پھری ہوا اور شہر میں کوئی گلی کوچہ ایسا نہ تھا کہ جہاں

شہر نہ آئی جو تھی کہ باور چنانچہ ان میں بھی نہ جاری تھی اور پانی کی محتاجی نہ تھی بعد گذرنے مدت دراز کے قریب
 احمد عالمگیر شانی کے پھر اس نہر کا حال تباہ ہو گیا اور جا جیسا سے ٹوٹ گئی اور مٹی بھر گئی مگر پانی بہنے سے رہ گیا اور شہر
 میں وہ ترونکی اور دوپچی اور وہ دلربائی نہ رہی جو جبکہ کار و آمد دار انگریزی نے ان بلاد کو فتح کیا اور عالم افزا
 رسیدہ نے اونکے حکم اور عدل سے رونق بہار حاصل کی حکام والا مقام انگریزی اس نہر کی مرمت اور ترتیب
 میں سرب و سرگورائے رماہ سے بہرہ ور مٹی درستی اب شہر میں بدستور سابق یہ نہر جاری ہے اور
 قلعہ محلے کے ہر مکان میں بہتی ہے اور علاوہ اسکے حکام والا مقام انگریزی نے افزونی زراعت اور آبادی
 ملک کی لیے بھی وہ ہمت مصروف کی کہ اس نہر کے سبب محصول دیہات مضاعف ہو گیا کوئی پرگنہ باقی
 نہیں کہ جہاں سے یہ نہر نہ گذری ہو اور اسکے ہر موقع میں نہ گئی ہو جو جہاں سے کہ یہ نہر گئی ہے وہاں
 سے چلو اس نہر کے دو شعبہ ہو گئے ہیں ایک شعبہ مائل بجانب غرب گیا ہے کہ ملک سرسہ اور حصار وغیرہ کو
 اوس سے رونق حاصل ہے مگر یہ شعبہ بسبب ریگستان کے آگے نہ چلا اور وہاں غائب ہو گیا بعد اوردوسرے
 شعبہ اوسکا مائل بجنوب انبالہ اور کرنال اور پانی پت ہوتا ہوا شہر شاہ جہاں آباد میں آیا ہے اور اوسکا بار بار
 ہوتا ہوا قلعہ محلے میں داخل ہوا ہے اور اوسکے ہر ایک مکان کو رونق تازہ دی ہے اور پھر دیکھیں
 میں جہاں ہے اور اب سرکار دو لہندہ انگریزی کی بدولت اس ملک میں پانچ سین جاری ہیں اول نہر مغرب
 جبکہ نہر فیض کہتے ہیں اور اوسکا بہنے اور پر حال کھتا ہے اور یہ نہر شہر شاہ جہاں آباد میں بہتی ہے اور اوسکے
 شعبے حصار رہنک تک پہنچے ہیں دوئم نہر مشرقی کہ دریا ہے جس سے متصل سمانپور روان ہے سوم
 نہر چاود واقعہ دیرہ دون کہ نکالی گئی ہے جانب چپ دریا جو قوسی سے متصل بیجا پور کے پچاس ترم نہر ان پور واقع
 دیرہ دون کہ نکالی گئی ہے جانب راست دریا سے راستا قریب قصبہ راجپور کے پچیس ترم نہر لگنے واقع
 بجنور علاقہ روہیلکھنڈ کہ نکالی گئی ہے جانب راست دریا کوٹہ سے اور بہتی ہے متصل لگنے کے اب کچھ
 مختصر حال فیض نہر کا معلوم ہو گیا اوسکے بعد اب آبادی اور شہر سپہ ذخیر البلاد شاہ جہاں آباد کا حال کھتا ہوں

حال شہر شاہ

جبکہ یہ قلعہ محلے اور ارگ اعلیٰ بکرتیار ہوا اور شہر نے کوچہ و بازار اور نہر آبادی سے رونق پائی اور آبادی کی
 روز افزون ہونے لگی اسوقت بادشاہ دین پناہ نے حکم دیا کہ اس شہر کی تفصیل بھی بنائی جاوے اور
 خندق اور برج بارہ سے درست کیجاوے تاکہ شہر کو رونق تازہ حاصل اور ساکنین کو آسائش فراوان حاصل

چنانچہ سال بہت و جہارم جلوس شاہجہانی میں مکرمت خان کے نام حکم ہوا کہ شہر پناہ پتھر اور مٹی سے بنائی جا
 ہو جب حکم عالی کے شہر پناہ پتھر اور مٹی سے چار مہینہ کے عرصہ میں ڈیڑ لاکھ روپیہ لگ کر بنی لیکن اس سے پہلے
 کہ مٹی کو چننا قیام نہیں ہے پانی کے زور اور برسات کے زور شور میں اکثر جگہ سے شہر پناہ گر ٹری اسوا
 سال بہت و ششم جلوس میں بیچ الاول کی بائیسویں تاریخ کو حکم ہوا کہ اس شہر پناہ کو دو کھیت کر سو سے شہر پناہ
 لطیف و نفیس مستحکم و مضبوط چوزہ اور پتھر سے بنائی جاوے کہ جو جب حکم اقدس و اعلیٰ کے شہر پناہ جدید
 پنجہ مستحکم ساڑھے تین لاکھ روپے خرچ ہو کر بنی کہ ڈیڑ لاکھ سابق کا اور ساڑھے تین لاکھ حال کے کل
 پانچ لاکھ روپے اس پر خرچ ہوئے اور گیارہویں جادی اثنالیٰ نقشہ اجری میں تمام ہوئی اس حصار نکل مثال
 کا طول چھ ہزار تین سو چھ گز تھا کہ اسے دروازوں کا چار گز کا اور ارتفاع کنگورون تک نو گز کا اور اس میں
 ستائیس برج ہیں ہر برج کاوش گولہ قطر ہے اور چھ دروازے بڑے اور پانچ چھوٹے تھے لیکن اب کچھ
 دروازہ اور بھی برہلکے اور کھڑکیاں بھی کئی ہو گئیں ہیں چنانچہ اس کا حال آگے لکھیں گے مگر یہ دروازہ کلی قطع
 اور صورت اور شکل ایک سی ہے اور سب پتھریں ملتے ہیں اس واسطے ہم اس مقام پر ایک دروازہ کا نام لکھ کر
 صرف ایک دروازہ کے نقشہ پر اکتفا کرتے ہیں کہ اسی پر سب دروازوں کا حال قیاس کیا جاسکتا ہے تفصیل
 بھی باب استاد زمانہ کے باب سے ملے ہو گئی تھی حکام والا مقام انگریزی نے ہر مقام سے اسکی ممت کی اور
 اس پر فرید کیا کہ اجیری دروازہ کے باہر ایک مدرسہ غازی الدین خان کا متصل شہر پناہ واقع تھا جو کہ عمارت بلند کا گرد
 شہر پناہ کے رہنما راتب احتیاط اور دانشمندی کے خلاف تھا اس واسطے جلد کائنات بیرون شہر کے جوڑنے کی تجویز
 ہوئی یہ مدرسہ کہ نہایت عالی اور بغایت دلکش تھا اس کا توڑ بہت نا مناسب بنانا اس واسطے اجیری دروازہ کے باہر
 جدید بنائی اور اس مدرسہ کو داخل شہر کر لیا چنانچہ اس کا حال اس مقام پر آویگا اور جو کہ تعمیر معین الدین محمد اکبر شاہ
 بادشاہ کے عہد سلطنت میں ہوئی تھی اس واسطے اس کے ایک برج جدید برج کہ پش پش میں کھودا گیا ہے
 ہم اس مقام پر دروازہ کا نام بیان کرتے ہیں اور ایک دروازہ کا نقشہ لکھتے ہیں

نام دروازوں کے

دلی دروازہ :۔ راج گھاٹ دروازہ :۔ مخموری دروازہ :۔ گنگو دروازہ :۔ کیلیہ کے گھاٹ کا دروازہ :۔ لال دروازہ
 کشمیری دروازہ :۔ بدر دروازہ :۔ کالی دروازہ :۔ پتھر کٹی دروازہ :۔ سدود و علا پوری دروازہ :۔ اجیری دروازہ :۔ دروازہ
 کھڑکیوں کے نام :۔

حضرت المساجد کی کھڑکی سے فراب اور بخش خانگی کھڑکی سے فراب غازی الدین خان کی کھڑکی سے مشن برج کی کھڑکی سے
سیکر گندہ کی کھڑکی سے نصیب کچ کی کھڑکی سے فی کھڑکی سے شاہ گنج کی کھڑکی سے اجیری دروازہ کی کھڑکی سے مسدود و مسدود
بھولی کی کھڑکی سے مسدود و بلند باغ کی کھڑکی سے فراس خانہ کی کھڑکی سے امیر خان کی کھڑکی سے خلیل خان کی کھڑکی سے
بہارستان کی کھڑکی سے کنبہ کی کھڑکی سے

آبائی شہر کا حال

اس شہر کا حال ایک بشت ہے اور جو جو ملک ملک آباد ہیں تمام دنیا کی چیزیں موجود ہیں اور
برقہ کے آدمی ہستہ بین شہر کے حسن واد پرورد خان اور زید و تقویٰ پر ملک ہفت آسمان رشک لیجا قرین
طائی و خراسانی زہدیش سنادہ پیش خود سربا پرورش فوکی از فرنگستان رسدہ فوارہ بنا پر پیش میدہ
نشستہ ہر طرف کوہ فروشی بر آوردہ زور باہر خوشی قنادہ ہر طرف مدخل نشانی یود و ہر دو کان کان نشانی
بر آید از برای استعانی متاع ہفت کشور از دوکانی

شہر کے گلی کوچہ نہایت وسیع و صاف ہر گلی مثل کوچہ پانچا و ہر بازار مثل گلزار ہے

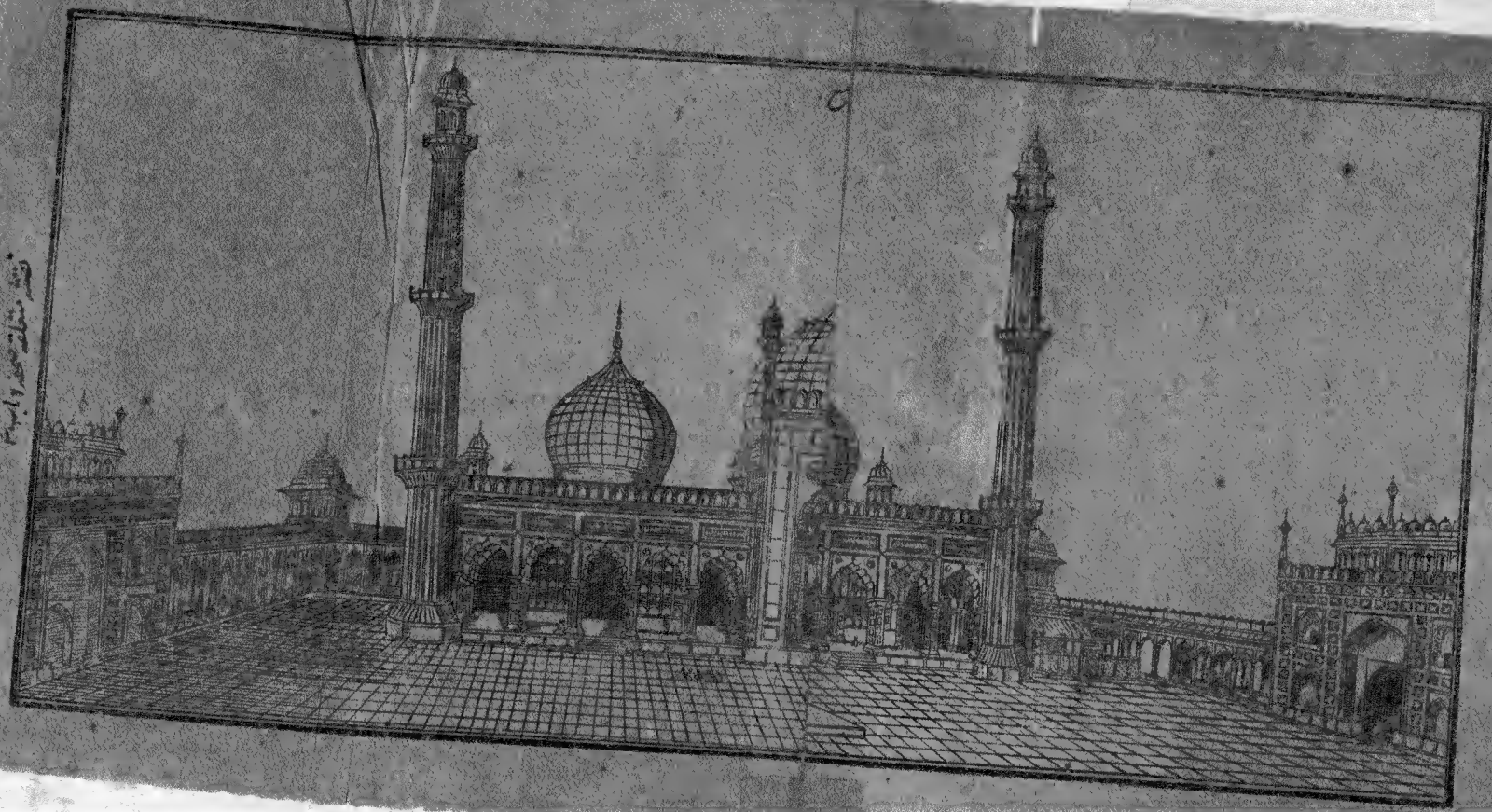
جو بہت بزمیش چہرہ کا	بود در ہر مکانی بوستانی	خیابانش چنان عشرت شہرستان	گرگو یا کوچہ بارہ بشت بہت
ہوا ریش و کشادہ نشین است	طراوت خاندان و این زمین است		

جبکہ آبوی کا یہ حال ہو اور وصحت کا یہ احوال پھر کیونکر اسکا حال لکھا جاوے اور اس دریا کے حید کو گزرو
میں بند کیا جاوے لیکن قس دول اس شہر کی آبادی کا حال اور مکانات کا نقشہ لکھنا شروع کرتا ہوں اگرچہ اس شہر
میں بہت مکان نفیس ہیں اور بہت مسجدین عالی اور سنہری ہیں لیکن افضل المساجد اور افضل العمارت جامع المساجد
سے اس واسطے پہلے آویکا حال لکھتا ہوں یہ کہ مسجد زخرفت فیما مزارتہ ہو تو قابلیت شہر کو سوسل افروز نکسوف

مسجد چہان نما یعنی مسجد جامع

یہ مسجد اقصیٰ اور یہ مسجد عالی ارک شاہ جہان آباد سے ہزار گز کے فاصلہ پر مغرب کی طرف ایک چھوٹی سی پہاڑی پر ہے
ہر جگہ پہاڑی آدمین بالکل چھپ گئی ہے اور شباب الدین محمد شاہ جہان آباد میں بس جگہ بنایا ہے کہ لطافت اور کثرت
اور غریب اور خوشستانی اور دسکی بیان سے باہر ہے آدمی کی طاقت نہیں کہ اسکا بیان کر سکے ایسی خوش قطع و
خوشا مسودہ زمین پر نہیں سر سے پاؤں تک ایک رنگ کے سنگ سوخ کی ہے اور اندر سے ابارتک
سنگ مرمری اور جاجا سنگ سرخ میں سنگ مرمر کی چھاریاں اور سنگ مرمر کی پی کاری کی ہوئی ہے برج

نقشه مسجد جامع و آبشار



تمام سنگ مرمر کے پین اور اوسین سنگ موسی و حار یا ن بنی ہوئی ہیں ایسے مند سبے بدل نے یہ مسجد بنائی گئی کہ کوئی در و دیوار طاق و عراب مر مر و لنگر و متاسب سے خالی نہیں و ستون شمال مشرقی و جنوبی و طاق سال بہت کچھ جام طلسم ہیں اس مسجد کی بنیاد بایہتمام سعد اللہ خان و دیوان اعظم اور فاضل خان خاندان کے پانی شروع ہوئی اور ہر روز پانچزار راج خود بیلدار سنگ لاش کام کرتے تھے باوجود اس اہتمام کے چھ برس میں دست لاکھ روپیہ خرچ ہو کر یہ مسجد تمام ہوئی اس مسجد کے تین گنبد ہیں نہایت خوش نما و گھر کے طول اور تین گنبد کے عرض پین اندر کوسات عرابین لہجی باہر صحن کی طرف گیارہ در ایک در تو بہت بلند ہے اور پانچ در و درجہ اور ہر پین چھ در پر تو یا پادی بطور طغرائی ہے اور باقی در و در پر کتبہ نام نامی شاہ جہان اور تاریخ تعمیر اور تعمیر کیا ہوا ہے جو کہ کتبہ بہت بڑا ہے اور سکا بدین نقشہ میں نقل کرنا بہت مشکل ہے اور محض نقشہ کی رونق اور شان و شوکت نمین سنہ کی اسوا سطا و سکوا اس مقام پر نقل کر دیتا ہوں

کتبہ در اول از طرف شمال

بفرمان شہنشاہ جہان بادشاہ زمین و زمان گیرمان خدیو کشورستان کیتی خداوند گردون توان سوس توان عمل و سیاست شیدار کان ملک و دولت بسیار دان عالی فطرت قضا فرمان قدر قدرت و خندہ راز نجمہ منظر فرخ عالم بلنداشت آسمان خشت انجم سپاہ غورث غیثت ملک بارگاہ

کتبہ در دوم

منظر قدرت الہی مورد کرامت نامشہای منظر کرامت اللہ العلیا مروج اللہ العفیۃ البضا لبحار اللوک والساہلین خلایق فی الارضین النماقان الاعلی الاعظم والحقائق الاجل الاکرم ابو النضر شباب الدین محمد صاحب قرآن ثانی شاہ جہان بادشاہ غازی لازالت رایات دولۃ المنصورۃ واعداد حضرت مقبولہ کو دیدہ بھیرت حق نبی الہی شمشاد انوار ہدایت انامیہ سجاد

کتبہ در سوم

سن آسن باللہ و بالیموم آخر ستیزہ ستیزت کوینہ تعمیر صدق گزینش از اشعہ شکات روایت احباب السلاطین اللہ مساجد مافروغ پذیر این مسجد کوہ اساس گردون ماس کہ کریمہ سبحان علی اتقوی بیان بیابان پادار اوست و بنیدہ واقعی اسفہ الارض رواسی ان تید بکام آبادیان ہتوار و قریب ملک شانہ از قبضات آسمان گذشتہ و شرف و شان

سبب نشان نام و ج کیوان پیوستہ

کتبہ در چہارم

×	×	گر ز طاق و قبه مقصوره اش جوی نشان
×	×	خود بودی قیله گر دودن نبودی ثانی شش

فروغ شمس پیش طاق جهان نمایش روشنی بخش مصباح سموات پر تو کلمس گنبد عالم آرایش نورافراست
قنایل جنات مستبک مرشش چون سحر سجد اقتضای قنات × ×

کتابت در پنجم

مقام قاب تو همین اودانی محراب فیض گسترش مانند صبح صادق کشتا پیشانی بشارت رسان و نقد جلد هم من
ربم الهی ابواب رحمت آرایش صلامی و الله یدعونی دار السلام بسامع خاص و عام رسانیده مبار
سپردارش ندای و یحی که الذین احسنوا بحسنی از نه روان کنبه فیروزه خام گذرانیده سقف رفیع بهشت
تماشاگاه روحانیان کرده افلاک پرورش ششم کتب یا بادی بخت طراوت شسته

کتابت در ششم

صحن وسیع دلکشایش سجد گاه پاک نزلوان مموره خاک روح فضایی فیض امتا و طیب هوای روح افزایش از
روشنه رضوان نکایت کرده و غنویت ماریعین حوض نوشین لطافت آرایش از چشمه سبیل خیر داده در روز
جمعه دهم شهر شوال سال هزار و شصت و هجری موافق سال چهارم از دوسوم جلوس هیئت مانوس بساعت

کتابت در هفتم

و طالع شایسته سربایه اتقیا و پیرایه تاسیس یافت و در عرض مدت شش سال بحسن سعی کار پردازان کاروان
کار گذار و فرط قنایات تمام کار فرمایان صاحب اقتدار و تبدیل جد و جدا استادان ماهر دانشور و وفور کوشش پیش
کاران جایک دست صاحب هنر و اتفاق مبلغ ده لکته زو نه شود انجام طراز انعام پذیرت و معارف تمام در روز عید فطر

کتابت در هشتم

بفرموده اقدس پادشاه ظل الله صافی نیت خدا گذریب و زینت گرفت و اقامت نماز عید و ادا می نماید
اسلام چون مسجد الوام در روز عید اضحی مرجع طوائف انام گردید و سبک اسلام و ایمان امتانت و رحمت کرامت
فرموده سیاحان ریح مسکون مسالک نوروان کوه دماون را از آستانه عمارتی باین رفعت و حصانت در آینه بصر

کتابت در نهم

و مرآت خیال مرشم گذشته و حقایق گذاران و فائق و مبر و فکر کرد و از ان نظیر و مثر که سوا تخم گلزاران بدلتع

ارباب ملک و دولت و صلح شناسان اصحاب کثرت و قدر تندر فاختہ بنای باین شکوہ و عظمت بجزبان
تلم و قلم زبان نگذشتہ فرزند کج گوی ہستی و طراز نذرہ لمبندی و پستی این بنیان رفیع را کہ قرۃ العین پیش و

زینت بخش کا رخاۃ آفرینش است

کتاب دریا زہم

پایدار داشتہ صدائے تسبیح سبحان را بجا گماہ آرائی و ذکر ان جماع ملکوت و زمزمہ تحمیل مہملاتش از نشاء
افزای بر معکفان جوامع جبروت و دارا و دروش منابر معمورہ جهان را بجنبہ دولت جاوید طرازان
بادشاہ و او گزین پروردگار کہ بیامیختہ از مقدس مبارکش ابواب امن و امان ببری روزگار کشادہ است آراستہ و داد حق حق ابدی کہ
ان درونکے و دوطرفت مینارین نہایت بلند و ابلغیت خوشنما و دروہمین زمینہ خوبست ہین کہ اوس سستہ سے مینار کہ او چیل
جاتی مینارون کے او پر بارہ در یکی برجیان سنگ مرمر سے نہایت دلکش و دریا بنی ہوتی ہین ان مینارون پر چڑھنے
سے شہر کی عجیب کیفیت معلوم ہوتی اور نہایت سیر دکھائی دیتی ہے تمام شہر مثل کتورہ کے معلوم ہوتا ہے
اور درختون کی رونق اور مکافون کی خوشنمائی سے ایک عالم دکھائی دیتا ہے شمالی مینار و بسبب یکے کے
گہرا تھا اور اس عمارت عالی میں چشم زخم پہنچ گئی تھا اور صحن کا فرش بھی کہ تمام سنگ مرمر کا ہے جابجا
بکریا تھا سہ کار و دواتہ را انگریزی نے معین الدین محمد اکبر شاہ بادشاہ کے عہد میں کہ او سکوا تھا کہ قریب تین
عرصہ گذرا ہے اس مینار کو بنوا دیا اور فرش بھی درست کروا دیا کثرت نمازیون کی ماثار اللہ اس مسجد میں
مورخ سے زیادہ ہوتی ہے اور امام کی آواز تکبیر سب نمازیون کو نین پہنچ سکتی اس واسطے شاہزادہ مخدوم
فرز اسد علی بن معین الدین محمد اکبر بادشاہ عرش آرامگاہ نے بڑے در کے چچین ایک بلکہ سنگ ناسی کا بہت
خوشنما بنوا دیا ہے کہ اوس بلکہ پر بلکہ کھڑا ہو کر آواز اللہ اکبر اور بنا لک لک سب کے کا نکھا آویزہ کرتا ہے
اس بلکہ کو کہنے ہوئے اتھارہ برس کے قریب عرصہ گذرا ہے مسجد میں تمام فرش سنگ مرمر کا ہے اور زمین
سنگ موسی کی بہت کاری اور پرچین سازی سے مصلے بنا دیے ہین ممبر اس مسجد کا سنگ مرمر کا ہے
اور ایسا خوش قطع بنا ہوا ہے کہ جسکا بیان ممکن نہیں

درگاہ آثار شریف

اس مسجد میں شمال کی طرف لٹان غریب میں آثار شریف جناب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام رکھے ہوئے
ہین اور اوکرا اگر حضرت اورنگ زیب عالمگیر کے وقت میں لاس علیخان جگر نے حجر سنگ مرمر کا حالی دار بنو دیا تھا

اور اس پر پہلے تاریخ نگار کی

پیش آمد مبارک سرور آخر زمان
مسیحوت ساخت دیوار حجاز سنگ سرخ
سال تاریخ بنا چون میر حبیب از عقل و پیش
گفت بافت بہ نمود و اگر دوا بجان

گر پنج برس کا غرمد ہوتا ہے ایک آندھی تیرہ آگنی اٹھی اسکے صدر سے وہ بھر گڑا تھا حضرت ابو الفخر علی بن
محمد بادشاہ غازی خدا کا ذکر از سر نو اس محب کو مرتب کیا چاہیہ انبیک وہ محب موجود ہے

حوض

سبحان کما نہایت دلکش اور بغایت فرحت بخش ہے ایک سو چھیتر گز کے عرض و طول سے اور اس کے
چون بیچ میں حوض ہر فرحت بخش روح افزا دلکش اور دلربا پندرہ گز سے دائرہ گز کا زائنگ مرمر کا اور سیکے چھوٹے
توارہ لگا ہوا ہے اور جمعہ اور عیدین اور اونیوں کو چھوٹا کرتا ہے اور سکی کیفیت دیکھنے سے علاقہ کرتی ہے گویا فوار
نور سے کہ آسمان تک پہنچتا ہے اور با چھینتاب ہے کہ آسمانوں سے مصافحہ کرتا ہے

ز صفتش فیض و گیسو تیان یافتہ
رد اقص قسب ایل قین است
نور خورشید زیر سایہ او
نور خورشید زیر سایہ او

اوس حوض کے عربی گوشہ پر ایک چھوٹا ٹھہرہ سنگ مرمر کا محمد بن علی نے بنوایا ہے اسو سے کہ ہتمام
علی روایت القوام جناب رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام کو بیٹھے ہوئے دیکھا تھا اکاؤں شہر پر یہ اشعار کثرت

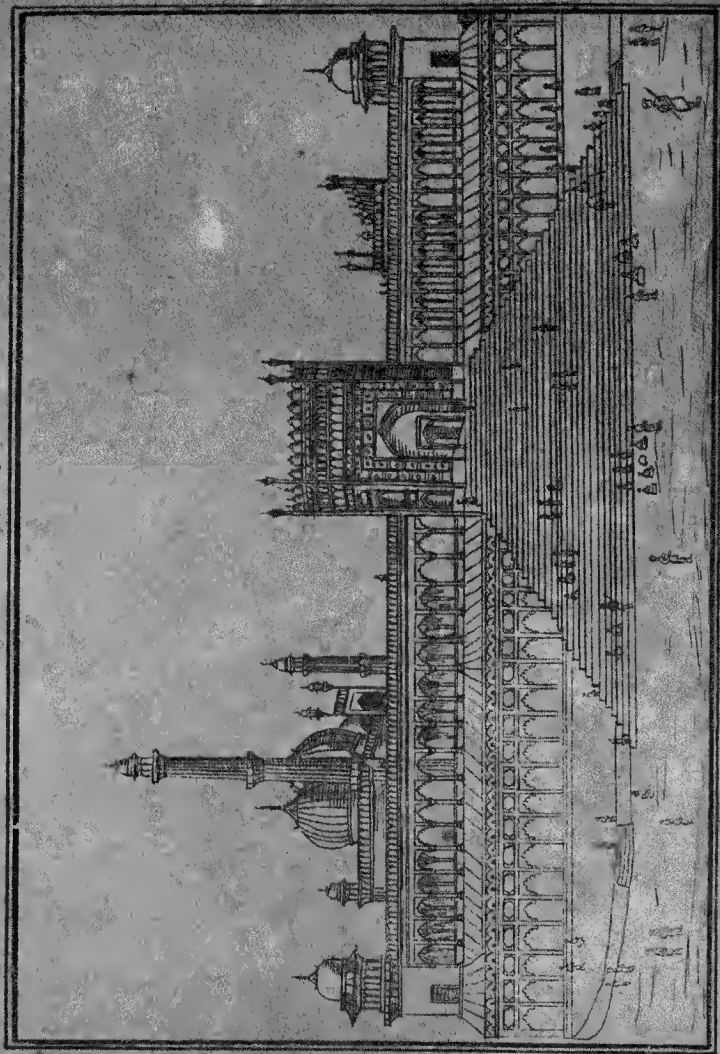
کوثر محمد رسول اللہ

رسول دیدہ انداختا علی دہل اللہ ہو بجا ست گشتو دایں سنگ بنم یا گاہد نبائی ان تحسین آفرین ہا کہ گفت حاطہ جامی

بانی جامی ادب داعی محمد حسین محللی بادشاہی

اس مسجد کے صحن کے چاروں طرف تیان ہا ہی خوش نما اور دالان سے فرحت افزا اور حجرہ ہا سے دلکش اور
مکانات فرحت بخش بنے ہوئے ہیں اور چاروں کوفوں پر چار برج ہیں بارہ درمی کے بہت دلچسپ
کاوٹ سے ایک عجیب رونق اور بہار حاصل ہو گئی ہے جنوبی اور شرقی دالان کے سامنے وادیر ہند
وقت ناز جانو کو تباہ کن لاف اور سکا افق عالم پر فوق کھتا ہے جس سجد کے تین دروازے ہیں بہت عالی
ایک جانب جنوب بطرف بازار چلی قبر اور دوسرا جانب غرب بطرف خاص بازار اور تیسرا جانب شمال بطرف

نقشه شهر مشهد و آداب ۳



نقشه دروازه جنوبی مسجد جامع

بازار پادشاہی اور ان مہنوں و درویشوں پر بھی کوثر نبت کاری کو چھوٹے ہوئے ہیں عداوتِ سجدہ کے واپس باپین طرف دارالشفاء اور دارالقیامت صفا اور لطافت سے تھے ہوسے ہیں اور اسکی تاریخ شہر اسے نامی نے اسطرح لکھی ہے

سن گنیم کعبہ لیکن بانیہ قدر گویم کہ بہت	لیا اوتا و عاشق سجدہ این آستان	پرتوی انوار او چون عالم افروزی
سج را گرد و نفس انگشت حیرت و ہن	سجدہ این است می زید اہم شکر	غلو ت روحانیان رشع با بدی دنیا
دست او ستاد فصاحت از رخاش ساختہ	رو سفیدی ابد ا مادہ گشت بہر گنا	غیبت و درو حاصل اوقات ہن
بزد حامی ثانی صاحب قرآن شاہ جہان	در بنای حرائین سعی کہ داؤدوش	حاصل کان جلد نو گشت آفرین
تا ہمیشہ قبلہ اسلام ست کہ بہت	قبلہ گاہی از رو باد اجناش جادو	سجدہ کان کعبہ ثانی بہت تا کہیں بود

قبلہ حاجات آمد مسجد شاہ جہان بد اس تاریخ میں ایک حد کی زیادتی ہوتی ہے اور جو کہ ایک محدثان میں سے اس واسطے یہ زیادتی کا عدم بھی جاتی ہے اور مؤرخین نے اسکو جائز رکھا ہے اب ہم اس مقام پر نقشہ سجدہ کا اندر سے لکھتے ہیں اور ہر دروازہ کا نقشہ علاحدہ اور اسکی ساتھ اس طرف لکھنا تاکہ ذکر قشون

دروازہ جنوبی مسجد جامع تبریز

جنوبی دروازہ اس مسجد کا چلی قبر کے بزرگ کی طرف واقع ہے اس دروازہ کی سیڑھیوں پر میر سے پر مجمع عام ہوتا ہے اور بساطی اپنی اپنی دکانیں لگاتے ہیں اور طرح طرح کی چیزیں بیچتے ہیں اور خالودہ والہ اپنی دکان کو آرا کرتا ہے اور شربت قند اور پالودہ رنگین جتا ہے اور عاشقانِ نقشبۃ جان کے سینہ بریان میں ٹھنڈک پہنچاتا ہے کبابی ہر طرح کے کباب بناتے ہیں کہ اسکی پور عاشق برشتہ جان حسرت لیجا تے ہیں عجب عجب طرح جانور اور اصیل اصیل مرغ بیٹے ہیں اور جو انان خزشہ صورت ایام نوروز میں پیشہ ہاے مرغ لڑائے ہیں انہیں بھی اونکی جفا کاری اور نیرنگی پر رشک کھاتا ہے باران ہم عمر اور جو انان ہم سیرت ہاتھ میں ہاتھ دیکر ہوتے سیر و تماشا کرتے پھرتے ہیں نمازی آوار اذان سنکر دوڑتے ہیں اور ماتہ فرشتوں کے صعود آسمان کا ارادہ کرتے ہیں بیڑمیان اس دروازہ کی کہ قد لمین تین تیس ہیں نامیسی خوب صورت اور خوشنما ہیں کہ اسکی جنوبی کے میان کی مجال نہیں ہنگ سبز اسکا سرخی لب پان خود مشوق پرفوق لیگیا ہے اور رنگ عمر اسکا کیا فرعون جانان بحر خوشنما یاد ہے ہمہ خاخر اسکا نقشہ دیکھنے سے اس دروازہ کی قوی معلوم ہوتی ہے

دارالہفت

اس دروازہ کی طرف مدرسہ دارالہفت ہے کہ لکھنے زمانہ میں اسمین طالب علم لاکھ تھے

پڑھا کرتے تھے یہ مدرسہ بالکل خراب و برباد ہو گیا تھا اور بالکل قحط و بھوک لگتا تھا جو کہ زمانہ اہل اللہ سے خالی نہیں اور بہتر
 میں کوئی نہ کوئی صاحب ہمت عالی اور فطرت بلند ہوتا ہے اور یہ بہت اور دل اور داد و سخا سوائے اس کے جس پر
 اللہ تعالیٰ کا سایہ رحمت ہوا اور کسیکو میسر نہیں ہوتا اس خبر و زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے جناب مولانا مولوی محمد صدیق
 بہادر صدیق و شہزادہ جہان آباد کو ہمت بلند اور فطرت ارجمند عنایت کی ہے کہ شاید اگلے زمانہ میں بھی کسیکو نہو گی
 مدد و مدد دہنی عالی ہستی سے اس دار بقا کو زرخیز و صرف کر کر از سر نو متب کیا ہے اور شاہجہان طویر جو جو
 اس کے ٹوٹ گئے تھے انکو نئے سرے سے بنایا ہے اور مدرسہ نوکر میں اور طالب علم پڑھتے ہیں اور یہی خبر گیری
 و پاد چہ کی انکی سرکار عالی سے ہوتی ہے سب جان اللہ غور کر و کہ یہ کیا چشمہ فیض ہے کہ انکی ذات فیض آیات سے
 جاری ہے اور شجرہ سب پر بار دین کو پانی دیتا ہے دنیا میں بچہ نیک نامی کے کچھ نہیں رہتا اور عقبیٰ میں بجز اعمال کے
 اور کچھ نہیں جاتا یہ دونو باتیں اللہ تعالیٰ نے انھیں کے لیے پیدا کی ہیں اللہم زود فرود اس دروازہ کے آگے ایک
 بازار ہے بہت وسیع کو اس جنوبی دروازہ سے شروع ہوا ہے اور ترکمان اور دلی دروازہ تک چلا گیا اس بازار
 جو جو مقام نامی میں اور نکاد کر لکھ کر فخر جو نکھوت حال ہی لکھا جاتا ہے اور بعضو کو کما معہ نقشہ اور جب کہ ہم اس جنوبی
 دروازہ سے چلیں تو کچھ مکان جانب دست راست پڑتے ہیں اور کچھ جانب دست چپ اور انکی تفصیل یوں

امام کی سگ

جیہ کوچہ دست راست کو واقع ہے اور اوہ میں مکانات شفا و امواقع ہیں اور اس کوچہ میں قدیم سے امام جامع
 کا مکان ہے اور اسی سبب امام کی گلی مشہور ہے

غازی پتھر کوئچہ کی دکان

اس گلی کے سامنے دست چپ کو غازی پتھر کوئچہ کی دکان ہے یہ پتھر کوئچہ بھی بڑا نامی ہے ہر میلہ میں اسکی
 دکان پر بڑا منگامہ اور نہایت رونق ہوتی اپنی دکان کے سامنے غازی میان کی چھڑیوں میں باغ لگاتا ہے
 اور فوارہ تعبیر کے چھوڑتا ہے اور اتنی روشنی کرتا ہے کہ رات دن ہو جاتی ہے ہزار ہا آدمی سیر تاشے
 کو قہر میں اور محرم میں ایک بڑا چوبی بچہ لگاتا ہے اور اوہ پلٹنیں اور توپیں چڑھاتا ہے اور طرح
 طرح سے روشنی کرتا ہے کہ دس دن تک شام سے صبح تک ہزار ہا آدمی اس کے دیکھنے کو آتے ہیں اور اتنی
 بھٹی ہوتی ہے کہ تل رکھنے کو جگہ نہیں ملتی و ستون شب کو نوگزہ تغیر گشت کرتا ہوا بہرارت رہے اس بڑے
 کے پاس آتا ہے اور سوقت اس بچہ میں سے اسکی سلامی ہوتی ہے اور طرح طرح کی کشاں باری

ہے اور سوت آدھون کی کثرت سے وہ بازار نمونہ محشر اور محاسن قیامت ہو جاتا ہے

مٹیا محل

جانب دست چپ یہ ایک محلہ ہے بڑا سابق میں کچھ دکاناں امر کے ہونگے گراں صرف رعایا ہی ہے

اور یہ محلہ مٹیا محل کہ مشہور ہے کہ کچھ اوسکی وجہ سے معلوم نہیں ہوتی

حویلی جناب مولوی محمد صدر الدین تھان بہادر صدر الصدور

جانب دست راست حویلی ہے جناب مولوی محمد صدر الدین تھان بہادر کی کرسی سابق میں لالہ ہزارہی کی حویلی تھی

مولوی صاحب نے اوسکو خرید کیا اور اسے سرسے بنایا یہ حویلی بہت خوش قطع ہے اور نذر و فرارہ ہیں چابی

میں اور سبب خانہ باغ اور نذر و فرارہ کے نمونہ بہت برین ہے

شیدی فولاد خان کا بیگلہ

جانب دست راست شیدی فولاد خان کا بیگلہ تھا جو محمد شاہ کے عہد میں دلی کا نوال تھا مگر مدت سے اسکا نشان

باقی نہیں بچا نام چلا جاتا ہے اور یہاں سے ایک شیعہ اس نے اس کی بنیاد بنائی ہے اور اسکا نام چوڑی دالون کا ہے

غزنی آبادی کی حویلی

جس کے سامنے جانب دست چپ نواب غزنی آبادی کی حویلی ہے مدت بہت نواب غزنی آبادی کے قریب میں

اب بادشاہی علاقہ میں ہے اس حویلی میں ایک مسجد کشتہ تھی کہ اب اوسکو جناب مولوی محمد صدر الدین تھان

بہادر نے بہت روپیہ خرچ کر کے مرمت کی اور ایک نیا کھانا بنایا

مکان سید محمد امیر خوشنویس

اس کے مقابل متصل بیگلہ شیدی فولاد خان جانب دست راست سید محمد امیر خوشنویس کا مکان ہے اور اوپر

بہت خوش خط عاقبت بنیاد رکھا ہوا ہے اور اسکی چھتیں نہ چھوڑا ہوا ہے

مکان نواب محمد صفی خان بہادر

اس سے آگے جانب دست چپ یہ مکان واقع ہے لہذا بہت اچھا کردہ اور گریس مکان بنا ہوا ہے اور زمین

کی رفعت شان کو سبب آسمان پر فخر پہنچاتا ہے

سید رفقای صاحب کی مسجد

یہ مسجد دست راست کو واقع ہے اور بنا اسکی بہت قدیم ہے لیکن جو کہ سید صاحب موصوف اس مسجد میں بہت

مجھے پہن اور اس مسجد کی مرمت بھی کی ہے اس واسطے اس کے نام سے مشہور ہو گئی ہے یہ سید صاحب شہسوار
مقتدرے روزگار تھے اور ان کے ہاں ایک مجلس بنام حفزہ ہو کر کرتی تھی اور اوس میں مرید خاص حاضر ہوا کرتے
تھے اور یہ قید تھی کہ اوس کے گرد پیش بین عورت نہ اور افکی مریدین خاص کے ہاتھ میں چہرے نہ ہوتے تھے
اور ان سب پر ایک حالت تازی ہوتی تھی کہ اوس وقت دینا و ما فیہا فراموش کرتے تھے اور اوس حالت
میں کلمہ طیب پڑھتے تھے اور وہ چہرے ایک دوسرے کو مارتے تھے مگر زخم کا اثر نہ ہوتا تھا اور ایسا نہ
اگر کبھی ہوا بھی تو فی الفور سید صاحب نے اپنا لب لگایا اور وہ زخم اچھا ہو گیا اور اب سید صاحب
مرے سوتے تیس برس کے قریب ہوئے

اعظم خان کی حویلی

یہ حویلی جانب چپ واقع ہے اور سابق میں تعمیر کی ہوئی نواد اعظم خان کی تھی مگر اب میں محلہ کبشتا

چٹائی قبر

اس حویلی کے مقابل جانب دست راست یہ قبر واقع ہے اور ایسی مشہور ہے کہ دور دور تک اس کا نام
مشہور ہے کہتے ہیں کہ سید روشن صاحب شہید کی یہ قبر ہے اور پانسو برس سے اس مقام پر واقع ہے اب
اس مقام پر اس بازار کی دو شاخیں ہو گئی ہیں ایک بازار کمان دروازہ اور ایک جانب دہلی دروازہ اور یہ
سیدان جو چٹائی قبر اور اعظم خان کی حویلی کے بیچ میں واقع ہے تراہہ ہو گیا ہے اب ہم پہلے ترکان تک کا حال لکھیں

مرزا میر محمد علی صاحب

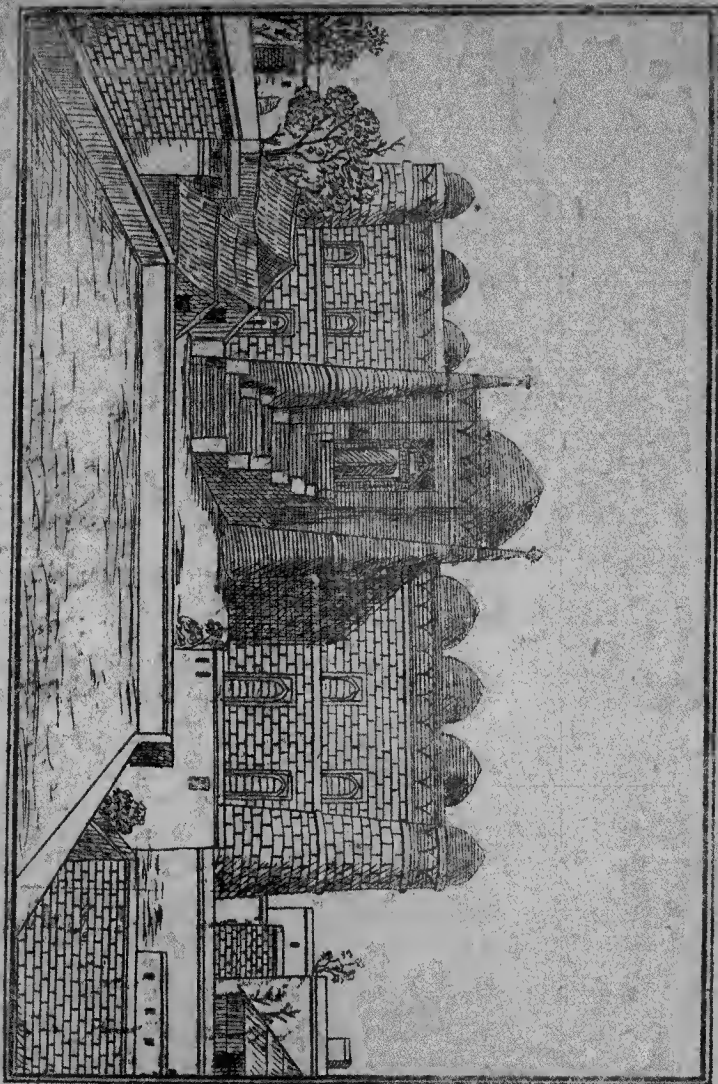
اس بازار کی جانب دست چپ ان بزرگ کی پہلے ایک حویلی تھی اور وفات کے بعد زمین مدفون ہوئے
ہر برس عرس ہوتا ہے اور روشنی کی جاتی ہے اور مرزا سلیم آباد میں حسین الدین محمد اکبر شاہ کی بھی میر میر

شاہ غلام علی صاحب کی خانقاہ

اس سے آگے دست چپ کو شاہ غلام علی صاحب کی خانقاہ ہے کہ بڑے اولیائے کامل سو تھے اور
اسی خانقاہ میں مرزا جان جانان نسل اور شاہ صاحب موصوف اور شاہ ابو سعید صاحب رحمۃ اللہ
علیہم اجمعین کا خزانہ ہے

موم گردن کا چمچہ

اسی خانقاہ کے مقابل جانب دست راست موم گردن کا چمچہ ہے کہ اب میں مایا و شہرہ کا مکان واقع ہے



شاہ حسن کی وکٹری

طی انقاد و تحصیل بہت چسب ہی کی طرف سے بیان کیا گیا کہ لان سا جہاد اور زمین جو فی حق فیہا رہا نہ تھا ان کو اور زمینیں شام کی ایک طرف پیش فریق ہوا
ہا کہ فریقے اور دشمنی کو نہ تھا اور ان کی دشمنی شش سو گئی اور اس کے بعد ملک اس فریق کی اطلاع میں آئی کہ ان کو زمینیں یہاں بھیجے جائیں اور کہ ان کو دارہ کو شہید کیا

مزار رضیہ سلطان میسر

اسی فوج میں ایک محمد علی خان کا سپہ اور وہاں منشی شیرعلی خان اور جناب مولوی رشید الدین خان صاحب کے مکانات ہیں انوں کا زمینیں ایک احاطہ سنگین کھچا ہوا ہے اور اوس میں دو قبریں ہیں ایک خیر سلطان بیگ کی اور ایک سید محمد علی کے عوام الناس اوسکو جی بھیجی کی وگاہ کہتے ہیں شاید کسی زمانہ میں یہ مکان اچھا بنا ہوا ہو لیکن اب بالکل شکستہ تھا ہے یہاں تک کہ قبروں کے توڑ بھی ٹھیک اور ثابت نہیں اور یہ مکان اس لائق نہیں کہ اوسکا نقشہ کھجا جاوے مگر خیر سلطان بیگ اپنے وقت میں ہندوستان کی بادشاہ ہو گئی تھی اور تخت سلطنت ہندستان کو انکی ذات سے رونق حاصل ہوئی تھی اسواسطے انکا ذکر کھدینا مناسب معلوم ہوا اچھا جانا چاہیے کہ خیر سلطان بیگ بی بی ہیں سلطان شمس الدین التیش جنھوں نے قطب صاحب کی لاشخہ اور مسجد توحۃ الاسلام اور موضع شمسینا تھا جبکہ سلطان شمس الدین التیش کا انتقال ہوا اوسکے بعد سلطان کن الدین فیروز شاہ نے سلطان شمس الدین تخت پوٹھا اوسکے بعد سلطان رضیہ نے سلطان تخت سلطنت چلوں فرمایا اوسکے میں سلطان مغر الدین کاکو بڑا قلعہ شہر سندھ میں قید کیا کہ وہ خود رو وفات پائی اور زمانہ فوج میں

کالی مسجد نمبر ۲

بیلی خانہ اور ترکمان دروازہ کے پاس ایک مسجد ہے چٹھانوں کی وقت کی اور اسکو کافی مسجد کہتے ہیں شاید اصل میں کلان مسجد ہو یہ مسجد بہت بلند کرسی وار بنائی ہے کتبیں شیریں چڑھ کر اس کے صحن میں جاتے ہیں اس مسجد کو جو تائشہ الخاں بجان جان این خان جہان وزیر نے فیروز شاہ کے وقت میں ۸۹۹ھ میں بنائی ہے اور اس کے دروازہ کی پیشانی پر یہ کتبہ لکھا ہوا ہے بولسم اللہ الرحمن الرحیم بفضل و عنایت آفریدگار در محمد و دولت بادشاہ دارالباوق تاجدار الرحمن ابو الغفر فیروز شاہ السلطان خلدی سلطان مسجد بنا کر وہ سبہ زار وہ درگاہ جو تائشہ مقبول الخاں بجان جہان خدا برین بندہ رحمت کند ہر کہ درین مسجد یاید بد عاسے خیر بادشاہ مسلمان داین بندہ بجا تھ و اخلاص یاد کند حق فاسے این بندہ را یہاں مذکور جو کتبۃ القیقی والی مسجد عرب شد تاریخ وہم ماہ جمادی الآخرہ ۸۹۹ھ و ثمانین و سبعمائے جوہی ہوا اس مسجد کے نقشہ دیکھنے سے چٹھانوں کی وقت کی عمارت کی قطع بخوبی معلوم ہوتی ہے یہ مسجد بھی ہے اور پانچ پانچ درہر گہ میں ہیں اور اس کے صحن میں کئی قبریں ہیں انھما و انکے ایک قبر تائشہ بجان

باقی مسجد کی اور دوسری خاتمان اور سکے باب کی ہے اب اس کے نقشہ کو دیکھو اور قدرت الہی یاد کرو

درگاہ حضرت شاہ ترکان خیر

یہ درگاہ ہے حضرت شمس العارفین شاہ ترکان بیابانی کی ترکان دروازہ کے پاس اور اسی سبب سے یہ دروازہ ترکان دروازہ کہلے گا۔ حضرت شمس العارفین ترکان بیابانی بڑے ولی اللہ ہیں آپ کے اوصاف اور کمالات اوس سے سوا ہیں جو بیان ہو سکیں اور محمدا آپ کے اسکے محتاج نہیں کہ لکھے جاویں مزار پاک اس کی نیچے واقع ہے ایک مختصر احاطہ بنا ہوا ہے اور اوس میں آپ کا مزار ہے اچکی قبر کے گرد سنگ مرمر کا کھنڈا لگا ہوا ہے اور گرد قبر شریف کے شعوری درمگ رنگ مرمر کا فرش ہے باقی سنگ مرمر کا فرش ہے اس درگاہ میں ایک درخت ہے کہ میان کے خادم صاحب فرماتے ہیں کہ یہ درخت حضرت مخدوم جانیان جانا گشت ہاتھ لگا لیا ہوا ہے دفات آپ کی چوبیسویں حسب مسئلہ ہجری کو ہوئی ہے اور اسی تاریخ ہر برس میان موس ہوتا اور ہر برس بسنت میان بہت دھوم دھام سے ہوتی ہے اور تمام شہر کے لوگ جمع ہوتے ہیں اور چار قبریں اسی احاطہ میں اور میں اور ایک قبر سے فرش میں ملی ہوئی اور وہ فیروز آباد کے مریدوں کی اور ایک قبر بھتیجی کی ہے اور یہ آپ کے مزار کا نقشہ ہے

امیر خان کا بازار

اس بازار کی چلی قبر سے دو شاخیں ہو گئی تھیں ایک شاخ کا جو ترکان دروازہ کو گئی ہے اور سکا حال تو ہم لکھ چکے اب دلی دروازہ کی طرف کی شاخ کا حال لکھتے ہیں کہ چلی قبر سے آگے بڑھ کر دلی دروازہ کی طرف جو بازار ہے وہ امیر خان کا بازار ہے اولہ میں شہر والوں کا بازار اور اور سودے والوں کی دوکانیں ہیں

بنگش کا گھر

اسی بازار میں جانب دست راست فیض اللہ خان بنگش کا گھر ہے کہ رفعت میں آسمان سے باتیں کرتا ہے اور استواری میں کوہ پر طعنہ مارتا ہے اس کوہ کو فیض اللہ خان بنگش نے ہزار بار وہ پھرج کر کرنا تھا آپ بازار کے سامنے تیرا بندہ اور مرزا خجستہ بخت کی چوبلی ہے اور اوس میں سے داتین طرف امیر خان کے گھر کی کوڑہ جاتا ہے اور بائیں طرف چیلون کے کوچہ اور کاسلے محل کو x x

عربی مرزا خجستہ بخت بہادر

یہ عربی مرزا خجستہ بخت بہادر کی ہے جو بھائی ہیں عربی آرام گاہ محمد اکبر شاہ بادشاہ کے اس عربی کی تاریخ

بہت خوب اور وہ یہ ہے کہ مکانِ حُجستہ بنیاد

تیرا بہ سیرم خان

اس سے آگے ایک چھوٹا سا چوک ہے اور سین ایک قوسی رستہ آتا ہے جبکہ ہم فکر کرتے کرتے بن اور اوس کے ایک رستہ دلی دروازہ کو پہنچے جاتا ہے اور ایک کھستہ باقیں میں خلیفہ بن کر بیٹھ جاتا ہے اس واسطے تیرا بہ شہزادہ شاہجہاں علی بن

دانی کی مسجد

یہ مسجد بہت عمدہ ایک مسجد کی اور بہت نامی ہے اور اکثر لوگ اس میں نماز پڑھتے ہیں اور اس کی پیشانی پر یہ تاریخ کندہ ہے

تاریخ

شکر کہ گشت این مسجد از شرفِ مجددہ گاہ اہل طرہ سال تاریخ اخذ و کثافہ گشتہ آباد و کتبہ دیگر ۱۰۶۲

حویلی قواب دیرالدولہ مرحوم

اس سے آگے جانب فیض بازار قواب دیرالدولہ امین الملک خواجہ فرید الدین احمد خان بہادر و مصلح جنگ کی حویلی ہے یہ حویلی پہلے قواب مندی قلی خان کی تھی بعد اسکے انھوں نے اس کو خرید فرمایا

اولیٰ مسجد

اس کو آگے اولیٰ مسجد ہے اور یہ مسجد نئی بنی ہے اور مدخانہ خستہ ادھکی تاریخ ہے اور اسکے آگے فیض بازار

ہے اور ایک رستہ تاریخ کے کوچہ کو جاتا ہے

فیض بازار

واقع میں یہ بازار فیض یار ہے دلی دروازہ کے سامنے سے قلعہ کے نیچے تک ایک بازار ہے وسیع و دلکش و دربارِ فرحت بخش و دلکش ایک ہزار پچاس گز کے طول اور بیس گز کے عرض سے اور ادھر ادھر مکانات عالی و اعلیٰ واقع ہیں پچہ میں نہر موجود ہے اور حوض دلربا بنا ہوا ہے اشجارِ نازک اور دلربا سے بار تازہ حاصل ہے و کلبہ زینہ و فروشوں سے سرسبز ہے جاودانی ہے اس نہر اور حوض میں جیسا زور شور ہے و تاب سے بہرہ مند کھاتا ہوا اور لڑتا ہوا پانی جاتا تھا اس خوبی سے تمام شہر کی نہروں میں نہ تھا مگر افسوس ہے کہ نہر خراب ہو گئی بانی سو گھبرا گیا و دہلے نہر با آب چند روز زمین پر بھی گئی مین جالسنے لگا کہ یہاں نہر جو تھی یا مین جس نے مین کہ یہاں نہر جاری تھی حقیقت میں یہ بہتا نہر ایک ہیشت کا ٹکڑا تھا اس واسطے کہ اس کو بصورتی سے اور کسی بازار میں نہر نہ تھی اور یہ شہر جو ہر صدق و سچ ہر سو نہری و ان گشتان و خیران و تان و تان میں مستحضر

حکیم بوعلی خان کا کہہ

اسی بازار میں حکیم بوعلی خان کا کہہ ہے کہ اب الکوٹہ کاٹا و تیرا لدولہ خواجہ زین العابدین احمد خان بہادر معلم جنگ بنے
خیرید کر لیتا ہے سیر کر بھی کسی زندہ نہیں بہت تھکتا

پھول کی منڈی

اس بازار میں پھول کی منڈی تھی اور گھر و شون کی دوکانیں و باغ عالم چھڑھوتا تھا اگرچہ اب وہ کالین مین ہین
لیکن نام چلا جاتا ہے اور اس کے پاس تھا بیفٹن بازار ہے

مسجد روشن الدولہ نمبر ۲

اس بازار میں قاضی واڑہ کے پاس ایک مسجد ہے وہاں روشن الدولہ کی بنائی ہوئی مناسبت نفیس و لطیف
ترانہ میں اس مسجد میں سر سے پاؤں تک سونے کا کام کیا ہوا تھا اور سنہری مین برج پر شے تکاف کے تھے اور اسی
سبب سے سنہری مسجد کہلاتی تھی لیکن اب وہ کام بالکل خراب ہو گیا اب وہ برج ٹوٹ گئے اور بازو دیکھنے مینار بھی
شکست ہو گئے اب کہیں کہیں نشان اور علامتیں باقی ہیں کہتے ہیں کہ اس مسجد کے شکست برج کو توالی چوڑی کی
سنہری مسجد کی موت میں خراب ہوئے ہیں یعنی بیان کے اور وہاں کی سنہری برجوں کو ملا کر کو توالی کی مسجد کو درست کر کے
جناب مولوی مخصوص اللہ صاحب اکثر میں جیدین شریف رکھتے ہیں اس مسجد کے صحن میں ایک حوض ہے بہت چھپا
و نفیس اب یہ حوض بھی خراب ہو گیا ہے یہ مسجد ایسی سراہ واقع ہوئی ہے کہ اس سبب سے اسکو زیادہ تر
ہو گئی ہے یہ مسجد قمر شاہ کے عہد میں بنی ہے اور اس کی پیشانی پر یہ اشعار کندہ ہیں

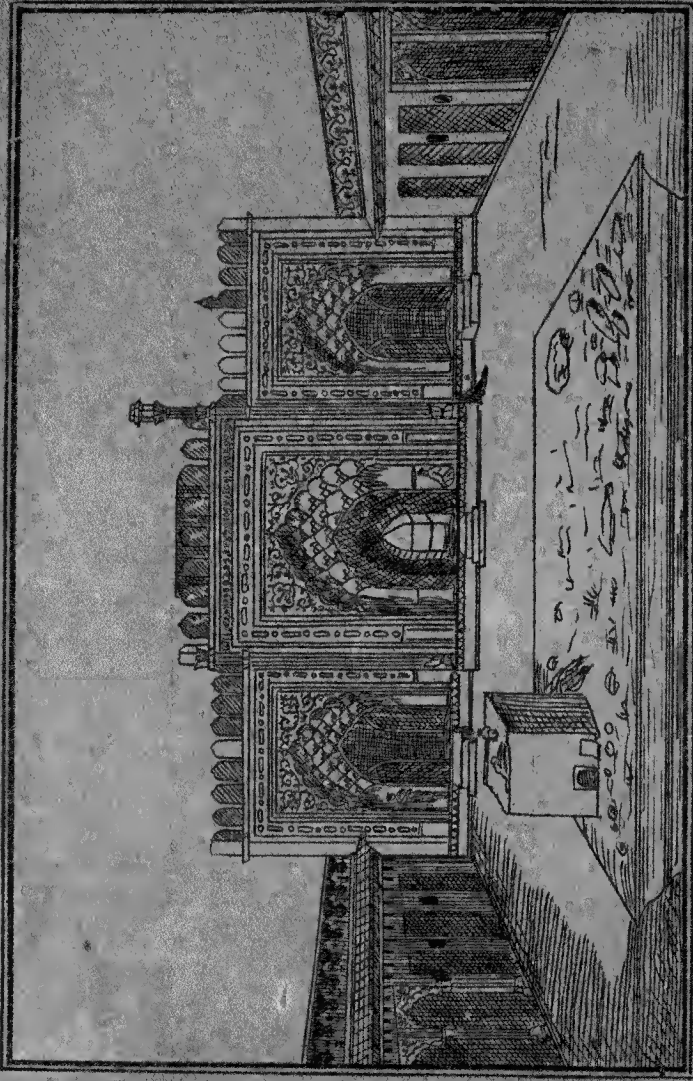
خاکِ حق کو زمینِ فیض سے وفا نہ دے شاہ بیکہاں شہرِ کامل لایستگا
مرد شہنشاہِ اند و لہر خان صاحب جو حکم دے کر تعمیر ملائی مسجد عرشِ اشتباہ
کمرہ ۱۰۰۰ شعلہ و نور و شمع لگایا حوض صاف و آفتابان از چشمہ کوثر دہد بہر کہ از آبش و ضرر ساز و شود پاک
سالِ تاریخش رسائی یافت انما للہا ثم سجد سجود بیت فضلی بطور لکھنؤ

غرض کہ یہ مسجد بھی عمدہ عمارت تھی اور بیت نامی ہے چنانچہ اب ہم اس مقام پر اسکا نقشہ لکھتے ہیں وہ جو ہذا

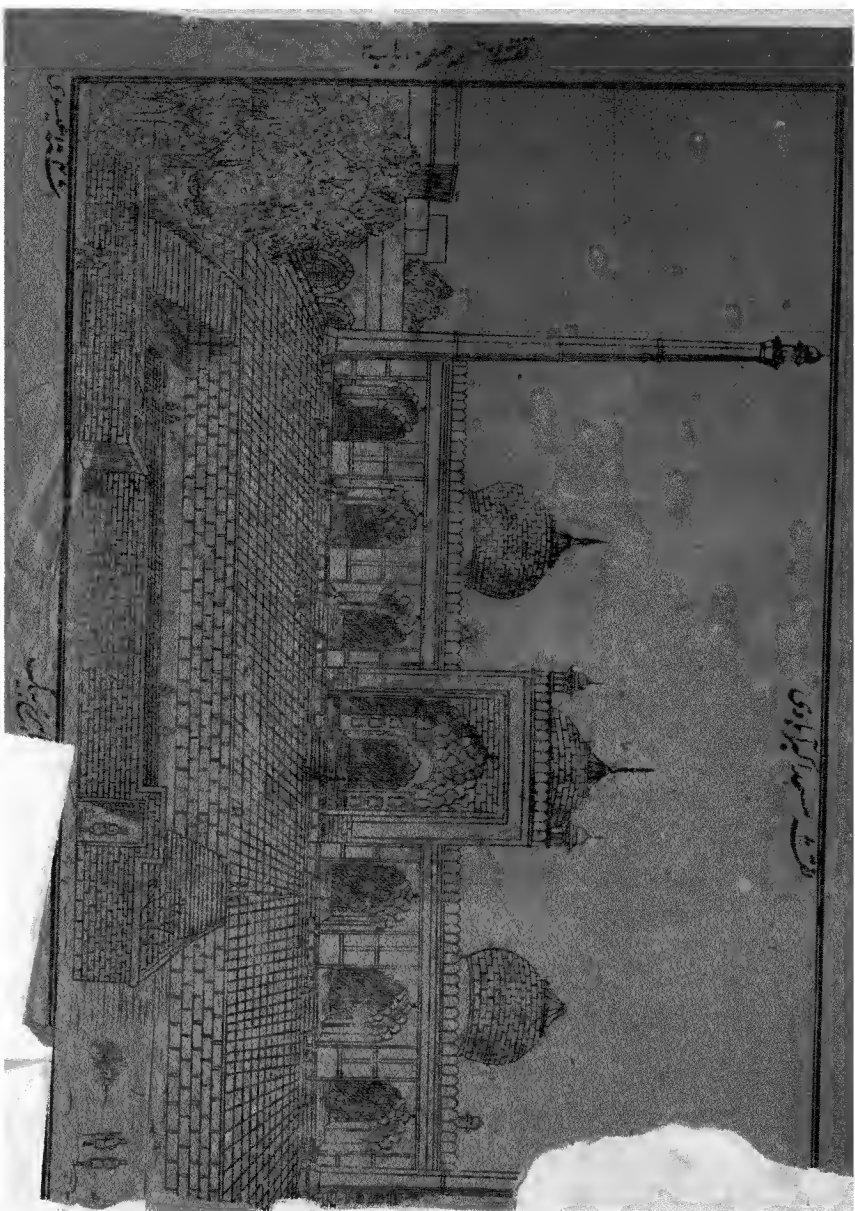
مسجد اکبر آبادی

اسی بازار میں یہ ایک مسجد ہے دلکش و دلربا فرحت بخش مدوح افزا سر سے پاؤں تک سنگ مرمر کی اور کمرہ

نقشه مسجد شافعیه در باب سوم



مسجد روشن الدوله



ایکے مکانات اور جوہر طالب علموں کے رہنے کے لیے جوہر میں ضلع غربی سے ملحق کرسی ویکریہ مسجد بنائی ہے جسکی نشانی
 شان کے آگے گنبد انحرافیت ہے اور جسکی عظمت و جلال کے آگے ملکہ اعلیٰ اگر ہے اس مسجد فیض بنیاد اور اس
 بلکہ بیوی شہاب الدین محمد شہان نے شہنشاہی میں مطابق سترہ جلوس کے بنائی ہے ان کیلئے کا خطا بلکہ
 محل تھا اس سبب سے یہ مسجد بھی اکبر آبادی مسجد مشہور ہو گئی ہے اس مسجد کی تین برج و رسات درین مسجد کی
 عمارت تیرہ گز طول میں اور سترہ گز عرض میں نری سنگ سرخ کی اور اسکا پیشطان سنگ مرمر کا
 پرچمیں کار ہے اور اس کے آگے ایک چوترہ ہے تیرہ گز طول اور سترہ گز کے عرض سے سات چوبیس
 گز کا اونچا اوپر سنگ سرخ کا کچھ لگا ہوا ہے اور اس کے آگے ایک عرض ہے بارہ سے بارہ گز کا کچھ شہنشاہی
 و اسباب پر شرف لیجاتا تھا اور نہر کا پانی اس میں آتا تھا بیت دران محض عرضی بعد آب و تاب و خوشنہ
 چون چشمہ آفتاب و جب سے کہ یہ نہر خراب ہو گئی اس عرض میں بھی پانی نہیں رہا اس کے گرد و چوہر بنے ہوئے
 ایک سٹو چون گز کے طول اور ایک سٹو چار گز کے عرض سے اور ہر حجرہ کے آگے ایک ایوان ہے اور اس کے
 آگے سترہ سچا گز کے عرض سے چوترہ تھا اور اس مسجد کے دو فیار میں بہت بلند منجراؤ کے شمالی منیار بھی کے
 صدمہ سے ٹوٹ گیا ہے اور اسکی دیوہا ہی ٹوٹا پڑا ہے اور اس کے دروازہ پر ایک کتبہ ہے خط نسخ میں چنانچہ
 ہم اسکا اس مقام پر نقل کرتے ہیں یہ کتبہ میں بھی فیض تھا و سراسر راحت جا و حامی لطافت آما و چوک و کشاکش عبادت گاہ
 حق پرستان روزگار و روح افزا سے سترہ و خانہ اقطار و نہر بہت کدہ آسانیان و دار النفع زمینان است و بعد سعادت
 بادشاہ اسلام کون انام سایہ والا پایہ پروردگار خلیفہ برگزیدہ کردگار رحمت اعم فی الجلال منظر ایزد وادار بیال ہوا
 شہاب الدین محمد صاحبقران ثانی شاہجہان بادشاہ غازی پستار خاص بادشاہی پستندہ با اخلاص فضل الہی مقبول
 خیرات و مبرات مودہ سعادت و حسنات انوار النسا مشہورہ بالکبر آبادی محل فرمان معلق بنا کرد و بحسبت ایفا حق شہنشاہی
 افغانی ثواب اخروی و ماحصل سری و محبوبی با حقوق حق ملکہ و خارجہ و حق لازم شرعی نمود و مقرر ساخت کہ اگر رحمت
 این مکمل احتیاج افتد انچہ از حاصل این موقوف بعد التسمی باقی ماند بخدمت مسجد و حامی طالب علم رساند والا تمام را بحاضر
 سلسلہ پندارین منار الہیہ در عرض دو سال بصرف صد و چہ ہزار روپیہ آخر شہر رمضان المبارک سال
 ہزار و ششم ہجری مطابق بہست و چہارم سال جلوس عالم آرا صورت انجام پذیرفت ایزد قائلے اجر این خیر جا
 دفع باقی در روزگار فرستندہ آثار بادشاہ و دنیا بعد رحمت گزین حقیقت گستر و بانی این مہمانی عابرہ دعا کند

آمین یا رب العالمین

سنہری مسجد

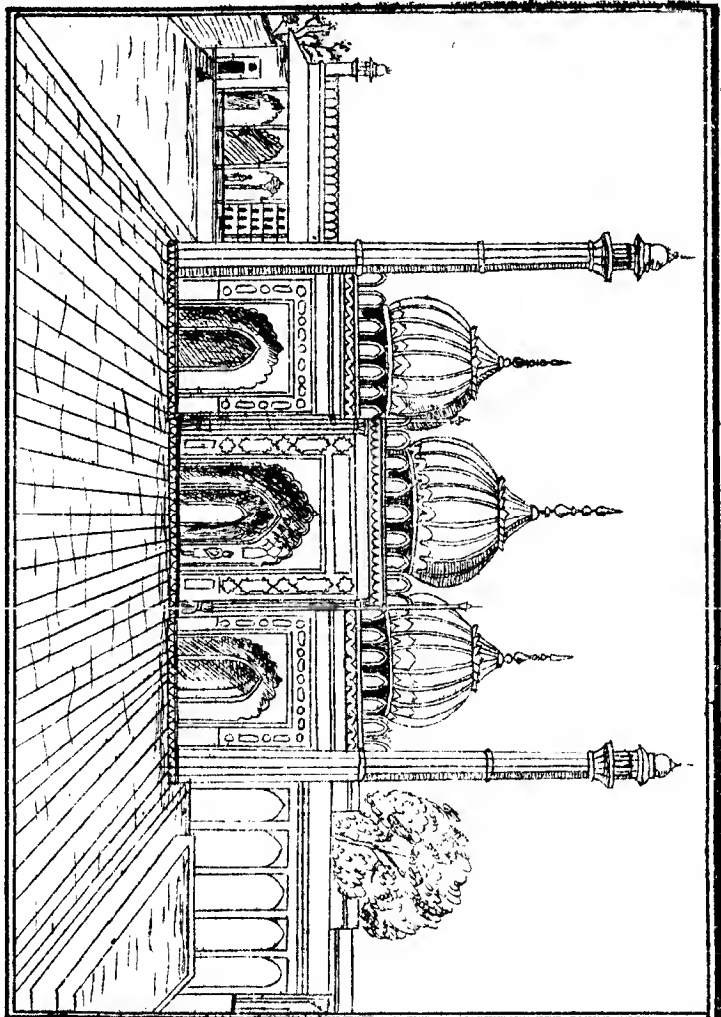
اس مسجد سے تھوڑی دور آگے قلعہ کے چتر سنہری مسجد ہے لطافت اور تراکت اور کی میان سے باہر چربی اور خوشنما
 اور کی حد سے زیادہ ہے قطع اور کی بہت خوب اور وضع اور کی نہایت مرغوب ہے سر سے پانچ لاکھ تنگ باسی کی بنی
 ہوئی ہے اور دو دنیا پرین خوب صورت و دو بھی تنگ باسی کے پین تین گنبد تھے سنہری یعنی کلاٹ کے گنبد بنا کر اور اسکے اوپر
 تانبے کے موٹے موٹے پترے پڑھائے تھے اور دونوں پترون پر سونے کے پترے بطور طبع کے پڑھائے تھے اور پھر
 تمام چیمان اور کی میان اس مسجد کی سنہری چیمان اور اندر سے تمام در و دیوار اس کی سونے سے لٹی ہوئی تھیں چند در و دیوار
 اور سکے بر جو کھاگل گیا تھا اور سچ ٹیٹھے ہو گئے تھے اسکا نقشہ کھینچنے کے بعد بوجہ حکم حضور دلا کے وہ سچ اور تانبے
 لگئے اس مسجد کے بائیں طرف ایک کانگا دالان بنا ہوا ہے اور اوسین تبرکات رکھے ہیں اور ہر برس اور کی زیارت
 ہوتی ہے اور دائیں طرف بہت خوبصورت حوض اور اوسین فوارہ بھی لگا ہوا ہے حوض میں اور کی کوئین کے چکر
 مسجد کے متصل ہے پانی آتا تھا اب بسبب بے حرمت ہو جانے کے پانی نہیں آتا اور فوارہ نہیں چھوڑتا اس مسجد کے
 در پر اشعار کندہ ہیں اشعار شکر حق و حمد احمد شاہ غازی بادشاہ بد خلق پروردار و گرشا مان عالم راہ پناہ بد سجدی
 کردہ بنا فواب قدسی غور و جاہ بد باد و آب فیض عام آن ملائک مسجد گاہ بد سعی فواب مبارک صاحب لطف و کرم بد
 ساخت تعمیر چنین جاوید عالی دستگا بد چاہ و حوض و صاف و صفتش آبروی زہد بہت بد ہر کلام از آتش طہارت کو شہد
 از گناہ بد سال تا کرش چہ خرم یافت از الدام غیب بد سجودیت مقدس مطلع فولاد بد اب ہم ہتمام باد کا نقشہ کھینچنے و پینٹنے

گجراتی

اسی مسجد کے پاس گجراتی جڑ اور اوسیں گجراتی کی قبر جو اور خانہ مانع اب نہیں ہیں ملائین تہ پین آئی کی اس تھا گنبد راج کھاٹ

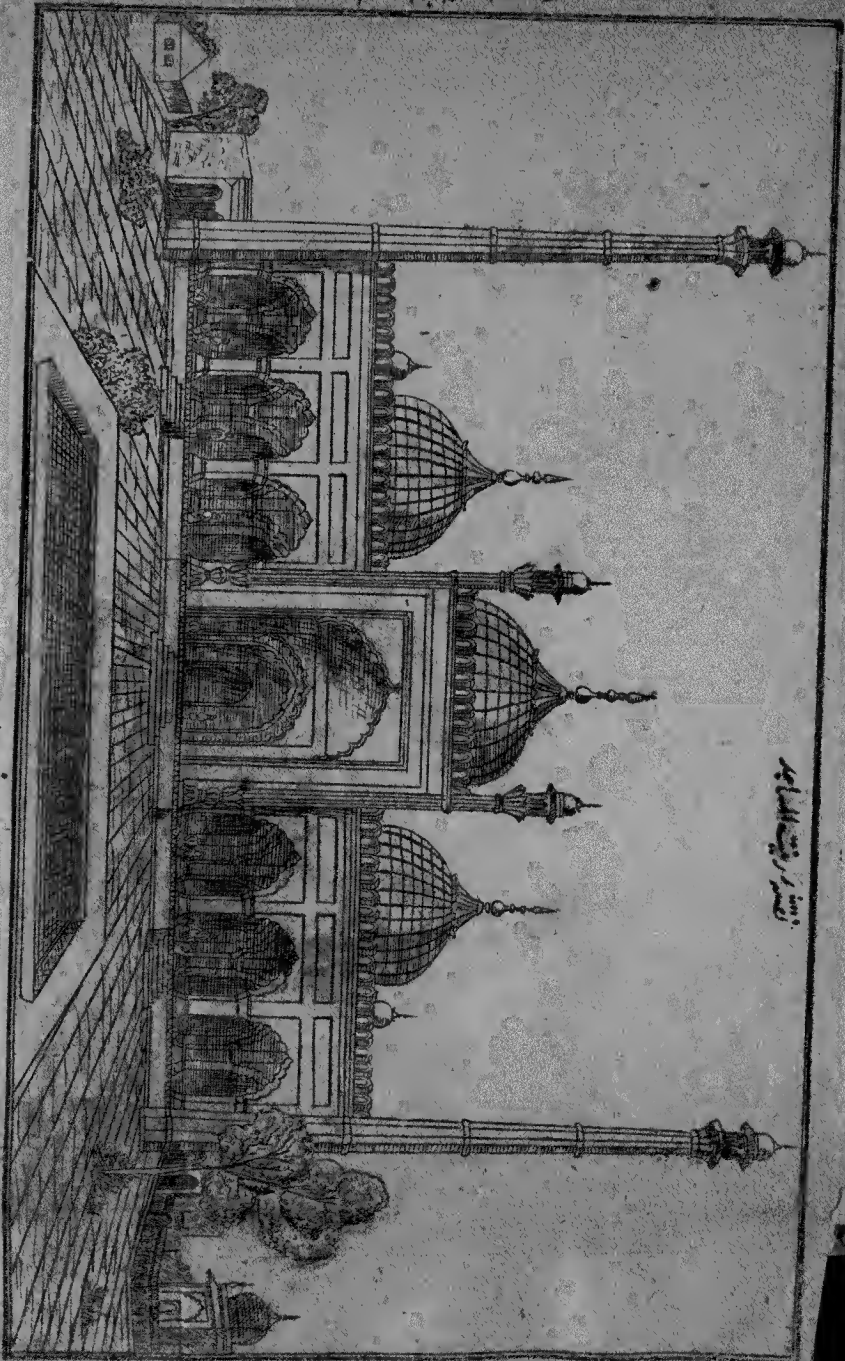
زینت المساجد

یہ مسجد بھی شاہجہان آباد میں بہت نامی ہے اور نہایت بلند اور دیکھنے میں دریا کے کنارہ واقع ہے اسکے منار دور
 دور سے دکھائی دیتے ہیں اور یہ مسجد کو سونے سے معلوم ہوتی ہے اور ہر مسجد کی فضا اور نہایت کاری اور پر چین سازی کی
 بہار اور ادھر سبز و زار کا دکھائی دیتا اور دریا کا بہنا اور طرح طرح کی موجود کالینا خوب عالم دکھاتا ہے واقع میں چھوٹی
 اور لطیف اس مسجد میں بہت کچھ ہے جو کہ سنہری رنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے اور تینوں برج تنگ مڑکین اور اوسین
 کی در حمار بان بنائی ہیں تاکہ چشم بد سے محفوظ رہے اور ہر چوٹ پر نہایت خوشنما سنہری گلس میں کہ اور کی دیکھ آفتاب
 کی چمک کو مات کرتی ہے منار اسکے آسمان سے باتیں کرتے ہیں یہاں شہر فلک سے بھی گزر گیا ہے اس مسجد کے شائق



مسجد جامع تبریز

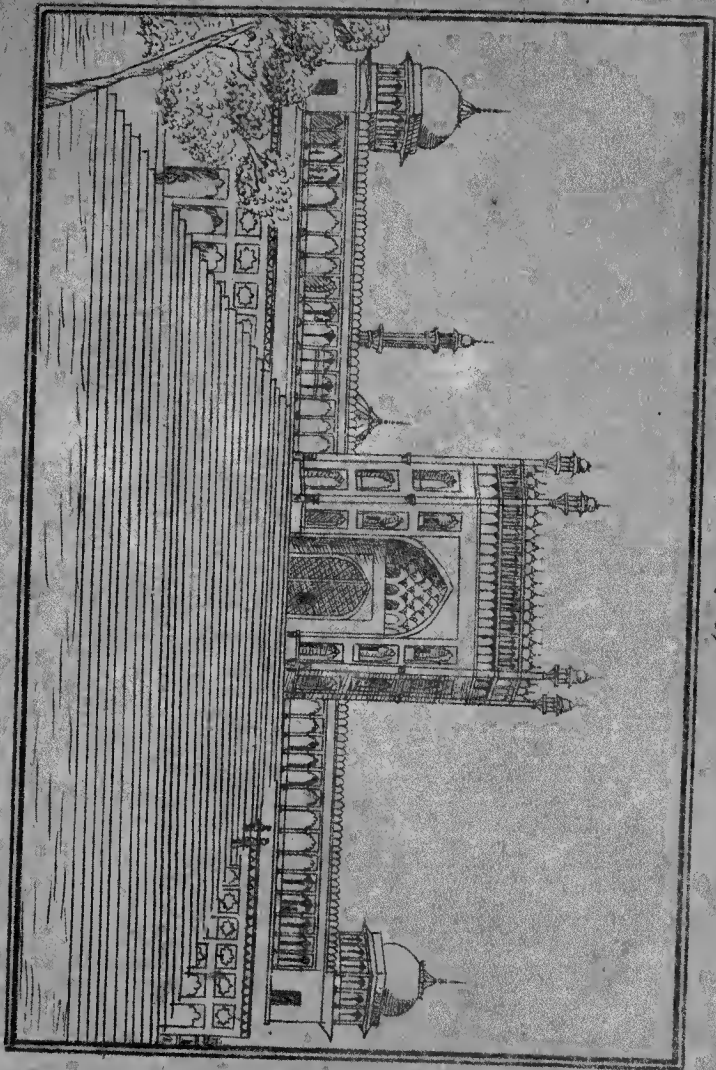
نقشه مسجد جامع تبریز



ش. ۱۰۰

نقشه شمیر منقوله صفحه ۲۱ باب ۳

نقشه دروازه شرقی مسجد جامع



میں بہت خوشنماج کا در بہت بڑا ہے اور ادھر ادھر کے چھوٹے صحن کے کچھ میں ایک حوض ہے دریا مانند
چشمہ آفتاب کے اور پر نور مثل ماہتاب کے اور اس مسجد کے پاس ایک نوان تھا کہ اوس سے پانی اس صحن
آیا کرتا تھا گلاب وہ کو ان بند ہو گیا ہے اس مسجد کو زیب انب بیکم اور رنگ زیب عالمگیری مٹی نے بنایا ہے اور
اوس کا قدن بھی اسی مسجد کے صحن میں شمال کی طرف ہے چنانچہ اسکی قبر کے پاس ایک چھوٹا برج تہکات رکھے کا بنا
ہو اور اوس کے نیچے دو مجسمین ایک مجسمہ سنگ باسی کا ہے اور اوس کے اندر ایک مجسمہ سنگ مرمر کا اور دیگر خوش
سنگ مرمری کا ہو اور تو نیز بھی سنگ مرمر کا ہے اور قصبہ کے سر ہادیہ کیمہ بد قلع عبادی الدین بد کندہ در گریہ عبادت کندہ کی

مکتبہ

مونس مادر محمد فضل خدا شہتا بس بہت ہے اس یہ از ابر حرمت و پوش با بس است

امید وار حسن خاتمہ فاطمہ زینب انب بیکم بنت بادشاہ محی الدین محمد عالمگیر غازی انا اللہ برمانہ شاہ اجمری یہ
مسجد عہد اورنگ زیب عالمگیری بنی ہے اور یہ عہد عالمگیر کے عہد اب ہم اس مقام پر اس مسجد کا نقشہ لکھتے ہیں کہ
کہ اوس میں مسجد اور حجر دو نو کا نقشہ موجود ہے وہو حذا

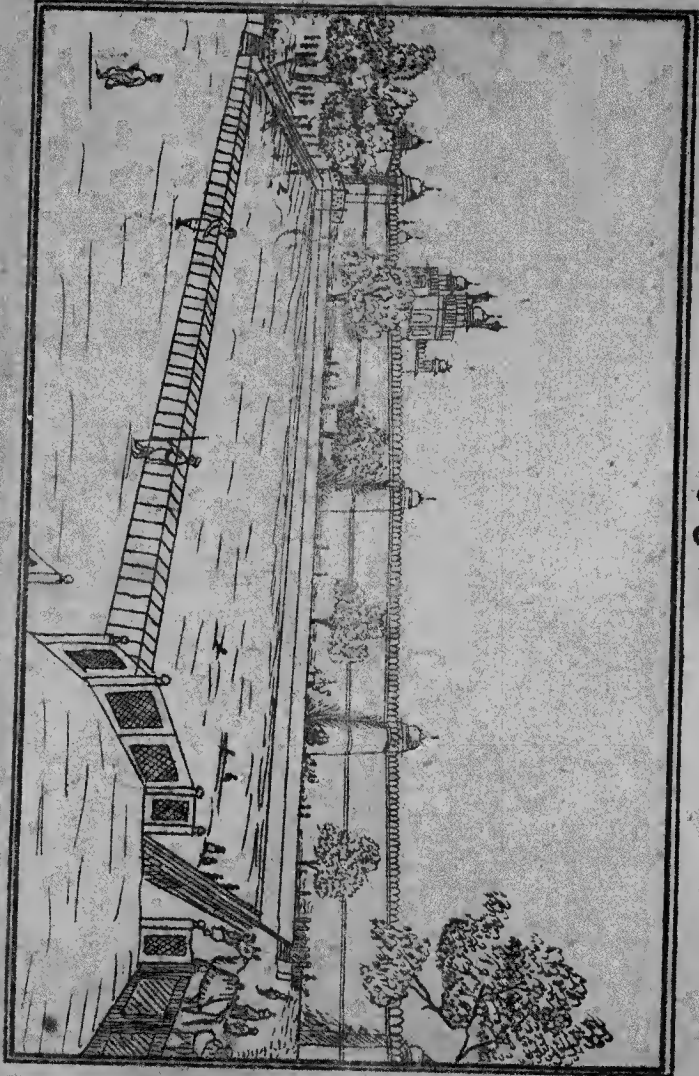
دروازہ شہرقی مسجد جامع

یہ دروازہ اس مسجد عالی کا خاص بازار کی طرف واقع ہے اور اس دروازہ کی سیڑھیوں پر گزری ہوئی ہے
یہ گزری بھی شاہ جہان آباد میں گویا پروں کا سیلہ ہے نیز اس طرح طرح کے کپڑے انگینوں پر ڈالتے ہیں اور جب
مخبر خشتانی سے اپنی اپنی دوکانیں آراستہ کرتے ہیں کہ اونکی رنگ آمیزی اور گل کاری سے دلوں و بارخان
بہشت اور روضہ رضوان پر فوق لیما تا ہے جو ان عشق سرشت طرح طرح کو جانور و غریب و غنی شے خوب کریش
پہرتے ہیں اور اونکی اچھی اچھی آوازیں سناتے ہیں ایک طرف کبوتر دالے کبوتری چمچیں اور ایک طرف شہر و اکر کھوشت
کبوتری چمچیں خریدار و جوق جوق پرچہ پڑھتے ہیں اور ایک ایک پتہ نقد ملے کہ یہ مال بہتین یک چہ چودہ مشتری یک ہلہ پتیارہ نقد حرم

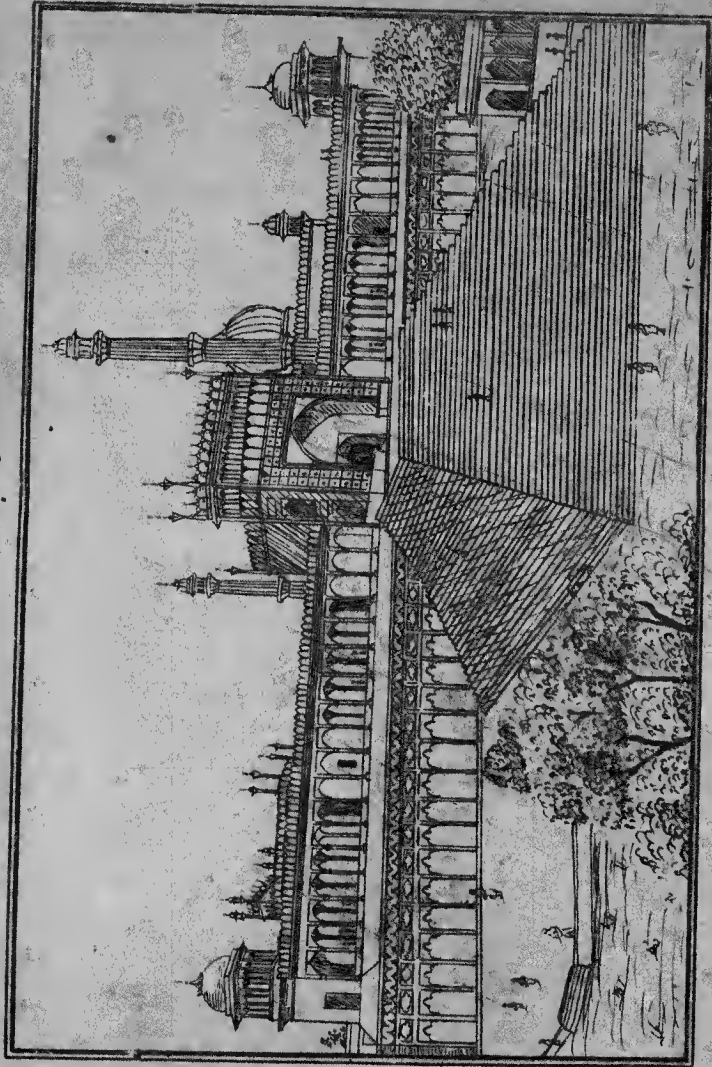
انفال امہ شہر بہت این چہ بازار	شہر مسجد بنیان درو کا گین	چو گل زانر دمہ اسود و مال اند
کہ در زیب نہا باغ بہت دگلزار	کہ این بازار اسن بہت آتین	کہ ہم زار و دمہ صاحب ہلال اند
چہ بار و فوج بودیشہ دگلارش	ندارد آسمان یک شہری بیش	بود صد شہری در ہر دگلارش
	نہ چہ در و شہرین شہرک جرش	

اس بازار کی طرف تیس تیر بیان ہیں اور اسی طرف شاہ پورے پورے صاحب کی درگاہ اور میان

<p>سرد کا شیر واقع ہے چائے اب ہم اس مقام پر اوسکانے لگے ہیں</p>
<p>خاص بازار نمبر</p>
<p>اسی دروازہ کی جانب سے ایک بازار ہے بہت وسیع نہایت دلکش اور سیدھا اس بازار میں سب طرح کے سودے و لون کی دکانیں ہیں خصوصاً ترکاری بیچنے والے بہت بیٹھے ہیں اور ہر طرح کی ترکاری بیچتے ہیں اور کچن خانم کے بازار اور خان دوران خان کی چالی کو رستہ جاتا ہے</p>
<p>سعد اللہ خان کا چوک</p>
<p>یہ چوک بھی بہت نفیس و لطیف تھا اور نہایت سیر و تماشا کا مکان تھا لیکن اب وہ رونق نہیں ہے ایک نام بڑا جاتا ہے</p>
<p>لال کی نمبر</p>
<p>خاص بازار کے آگے قلعہ کی تفصیل کے نیچے جس مقام پر کہ اگلے زمانہ میں گلابی باغ تھا وہاں سرد و ولتمدار اگر تیر کی طرف سے ایک چشمہ زمین بنایا ہے کہ چشمہ آفتاب و ماہ تاب پر فوق لیگا ہے اس حوض کو تیرا سرسنگ سرخ سے بنایا ہے اور چاروں طرف کون پر چار برج کچھ درایت خوشنما بنے ہوئے ہیں اور دو طرف عرض میں شیر حیان بنی ہوئی ہیں اور چشمہ بوجہ حکم قدیم نواب مالغیاب فلک رکاب اللہ والوں برابر ہمارے کے بنا ہوا اور پچاس ہزار روپیہ کے قریب اس پر خرچ ہوا ہے طول اس کا پان تیس فٹ اور عرض ڈیڑھ سے فٹ کا ہے اگرچہ ایسے مکان کی لطافت اور نفاست بڑھانے کے لیے ان میں ہو سکتی لیکن پھر بھی نقشہ کے دیکھنے سے کچھ پائی جاتی ہے اور نقشہ یہ ہے</p>
<p>اور دروازہ شمالی مسجد جامع نمبر ۹</p>
<p>سرد دروازہ مسجد جامع کا پائے والوں کے بازار کی طرف واقع ہے اور اس طرف انارکلیس شیر حیان ہیں اگرچہ اس طرف بھی کبابی بیٹھے ہیں اور سب سودے والے دکانیں لگاتے ہیں لیکن بڑا تماشا اس طرف داریں اور قلعہ خواہن کا ہوتا ہے تیسرے پہر کو ایک قلعہ خواہن موٹھا بچھا ہے ہوتے بیٹھا ہے اور داستان میرزا کہتا ہے کہ یہ قلعہ قلعہ حاتم طائی اور کہیں داستان دستان خیال ہوئی ہیں اور نہ ہار ہا آدمی اوسکے سنے کو جمع ہوتے ہیں ایک طرف داری تماشا کرتا ہے اور بھانٹی کا کھیل کرتا ہے اور پورے کو جوان اور جوان کو بوجھاتا ہے خوشحالان دروازوں پر ہر روز ایک ماسک کا عالم رستا ہے کہ اوسکی کیفیت دیکھنے والی جانتا ہے کہ شہید کی بوداوندیدہ بکسجان اچھا مسجد جو اور کیا شہ اور کیا کہہ ہیں اور کیا بازار اور کیا تماشا ہے اور کیا ماسکات جو دیکھے ہی جلد فراموش اس مقام پر اس دروازہ کا نقشہ لکھتے ہیں اور اوسکی خوبی اور خوشنمائی</p>



نقشه دروازه شمالی مسجد جامع



ایک پرچہ کا غدر و کھلاتے ہیں اور نگار خانہ چین اور نقش ارزنگ بتاتے حسین و ہونہار * *

دار الشفا * *

اسی دروازہ کی جانب شاہجہانی دار الشفا ہے کہ سابق حکم میثتے تھے اور دوائی خانہ رہتا تھا اب لوگ بہترین اور کھڑ بھی بن گئے ہیں

رہت کا کنواں

یہ کنواں بھی نہایت نامی اور نہایت مشہور اور شاہجہانی ہے پہلے میں گنا ہوا اس پر بہت لگا ہوا جس سبب رہت کا کنواں کہلاتا ہے اسی کنوے سے مسجد جامع کو حوض میں پانی آتا ہے بان بہت بڑے خزانے بنے ہوئے اور نئے خوارہ حوض کا چھوٹا ہے

جنینو کا پیرا مندر

یہ مندر و حرم پورہ میں واقع ہے بہت بڑا اگرچہ یہ مندر چننا اینٹ کا بنا ہوا ہے اور شاید کہیں کہیں اندر چھری لگا ہوا ہو لیکن اس کے پیر و پیر بہت خراج ہوا ہے ٹھٹھا میں یہ مندر بنا شروع ہوا اور سات برس کے عرصہ میں چکا اور متی مسکا کھدی تیج ٹھٹھا میں سر اوگیوں نے اپنے مذہب کے موافق اس مندر میں پندرہ چاکری پانچ لاکھ روپیہ اس مندر کے بنانے میں خرچ ہوا ہے اس مندر کو لالہ مر سکھہ رائے اور لالہ موہن لال صاحبون نے بنایا ہے کہتے ہیں کہ اس مندر میں سو لاکھ روپیہ کی تیاری کی صرف ایک مہینہ ہی ہے * *

جنینو کا چھوٹا مندر * *

اسی مندر کے پاس یہ مندر ہے بیٹھہ کی گلی میں اس مندر کو تمام شہر کے سر اوگیوں نے ملکر بنایا ہے اور چھری مندر کہلاتا ہے اس مندر کی تیاری پورہ صدی دوچ ٹھٹھا میں شروع ہوئی اور ٹھٹھا میں تھی ٹھٹھا صدی ترویشی گو سر اوگیوں کے مذہب کے موافق اس مندر میں مصالح براج دان ہوتے ہیں ان دونوں مندروں کو گھس سنہری بین اور اس میں بہت سے مکانات بنے ہوئے ہیں مگر سر اوگی غیر مذہب کو مندر کے اندر جانے دیڑ میں ادھر ہی کی بات جانتے ہیں اس سبب سے ان دونوں مندروں کا نقشہ بن سکا

پائے والوٹکا بازار * *

یہ ایک بازار ہے صبح اور دھکشا جامع مسجد کے شمالی دروازہ کے سامنے اور اس بازار میں ایک ٹراہنہ ہے کہ میں سے خانم کے بازار اور دیہیکو کہتے ہیں

در باب

یہ ایک بازار ہے نہایت معروف اور تجارت مشہور اگرچہ اس بازار کی وسعت مانند اور بازاروں کے نہیں
لیکن اس قدر آباد اور بارونی ہے کہ جب کچھ حساب بنیں اکثر صاحبوں اور سودی والوں کی دوکانیں بین اوریت
اقسام کے سودے والے بیان بیٹھتے ہیں اور سودا بیچتے ہیں

مسجد شرف الدولہ

اسی بازار میں سربراہ ایک مسجد نہایت دلکش اور بہت خوب اگرچہ وہ مسجد قوساری چوڑا اور اینٹ سوجی ہوئی ہے لیکن بیچ اور
سنگین ہیں اگرچہ ادن برجوں کو چھو بھی سنگ مرمری کا چاہئے لیکن عجیب طرح کارزدی لیا ہوا ہے جو کارزدی کا کینا اور اس
چتر کی رنگت میں شیر تاج اس مسجد کی مسجد ہے اور کو نواب شرف الدولہ نے شاہی تخت سے لے کر جوین تاج اور کئی شانی بزرگ کی موی پر کونیا کی گندہ

نہ زبان شہر شہید سیر	مل حق ماہ زمین شادریان	ناصر الدین کے محمد ہست	تیغ او کفر شکن در دوران
شرف الدولہ بن فرمودہ	مسجد و مدرسہ عالیشان	ابن دویت الشرف علم عمل	چو سعدین فلک کردق ان
	سال تاج ناگفت خرد	قلیدج ارادت کیث ان	۱۲۵

اب ہم اس مقام پر اس مسجد کا نقش مندرج کرتے ہیں

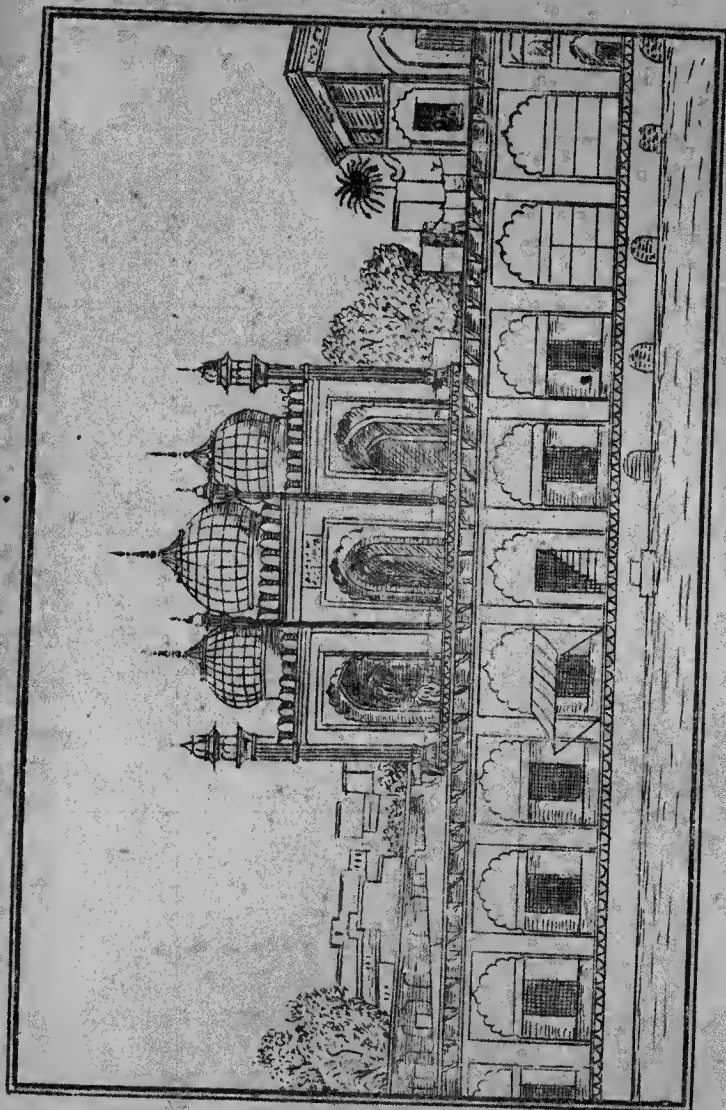
خونی دروازہ

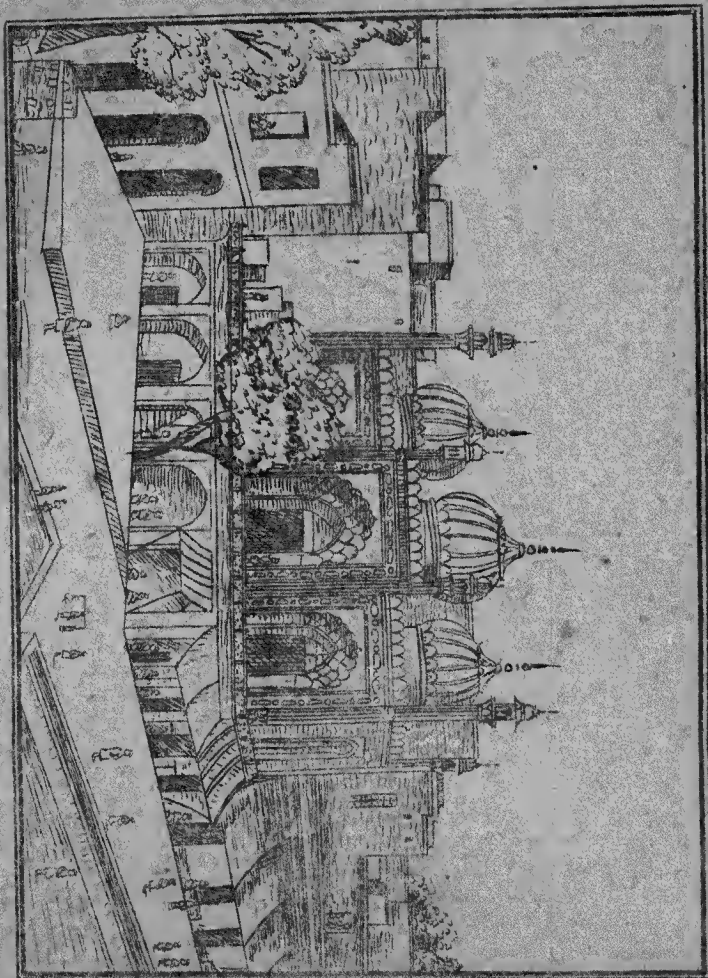
دریہ کے سرے پر ایک دروازہ بنا ہوا ہے عوام دارخوشنما اس دروازہ کا نام خونی دروازہ ہے اور اس کے
آگے بڑا بازار زمین چاندنی چوک وغیرہ سب بازار شامل ہیں مگر اگلے زمانہ میں یہ بازار لاهوری بازار یا اردو بازار
کہلاتا تھا اب اس کے متعدد نام ہو گئے اس واسطے ہم اگلے نام سے اس کا حال لکھتے ہیں

بازار جانب دار سلطنت لاهور

یہ ایک بازار ہے نہایت وسیع کہ عمرہ جہان بھی اس کے آگے تنگ معلوم ہوتا ہے اور بہت لمبے کہ غدر ہیں
بہت سب معلوم ہوتا ہے ہر قسم کے سودے والے اس میں سودا بیچتے ہیں اور طرح طرح کے دوکاندار دوکانیں لگا کر
کیفیت اس بازار کی اوس سے زیادہ ہے جو کہنے میں آوے اور اوس سے بہت سہو جو لکھی جاوے یہ بازار
قلعہ لاهوری دروازہ سے فقوری ملک ہے اس بازار کے پہلے حصہ کو توار دو بلڈ کہتے ہیں اور دوسرے
آگے جہان ترچہ لہ اور کو تباری ہے وہ اس سے نام سے مشہور ہے اور اس کے آگے چاندنی چوک کہلاتا ہے اور اس کے
آگے فقوری کا بازار کہلاتا ہے فقوری کا بازار مالیں کے بازار سے ملتا ہے اور اس میں گروہیں ہیں تاجر خراج اور گروہ

نقشه مسجد اشراف الدولہ





نہ کے دور سے درخت لگے ہوئے ہیں اور طرح طرح کے عجائب مکانات تیار ہیں کہ دیکھنے سے عطا قدر کئے ہیں غنی
 دروازہ سے نکلتے ہی تو شہر کی سبکی لگی کوٹھی سے کراہ بھرا کمال سدا کھدیستیں

نمرو کی پیکر کی کوٹھی

یہ ایک کوٹھی ہے نہایت دلکش اور فرحت بخش بہت عمدہ کوشش ملک نے بھی دیکھی ہوگی اس کو ٹھیک گو کریں کہ
 بنایا ہے اور کرسی میں مگر کسے گودام کے اور شاگرد پیشہ کر لیتے بناتے ہیں اور اس پر یہ کوٹھی سے کہ ایک درجہ
 اور نکاح بہشت ارم سے بہتر سے علاوہ خوبی عمارت کے بلوغ کی آراستگی اور سرو کو درختوں کی خوشنماںی اور زینہ کے
 زور و شور کے بے نیس اور ہی لطافت و کیفیت ہو گئی ہے اس کو ٹھیک کو اپنا اسے گلکاری سیرکارین نمود و صاحب کی
 بیگم نے جاگیر دار سردہ تہ تعین بنایا تھا جو کہ باہر سے نمود کو ٹھیکوں کی کٹر ہوئی ہے اس واسطے میں اس مقام پر

تحریر پر حال پر گفتگو

کوتبوالہی حیوترہ

یہ سیاست گاہ ایک چوک میں واقع ہے اور صورت اسکی یہ ہے کہ یہی بازار جسکا ہم ذکر کرتے ہیں جو مقام شروع ہوا جو وہاں سے چار گنا اسی گز پران کر ایک چوک ہے اتنی سے اسی گز کا اور اوس میں حوض ہے اور جانب جنوب کو تو لائی جو تیرہ ہے اور جانب شمال تر پولی تھا اور رستہ جاتا تھا کہ اب تر پولی تو ٹوٹ گیا ہے مگر رستہ بہ طور چلتا ہے کہ یہ مقام ہمیشہ آفت خیز رہا ہے ایک زمانہ تھا کہ بیان دریا بہتا تھا اور اس میں بھلا کہ بھینو پڑتا تھا کہ نہرا ہشتیان غرق ہوتی تھیں اور اب یک زمانہ تھا کہ بیان جنگل ہو گیا اور شیر لگنے لگا کہ کسی ذی روح زندہ نہیں چھوڑتا تھا اب بیان کو تو لائی جو تیرہ ہے اور لوگ پکڑے جاتے اور عذاب بیگتے ہیں اسی جو تیرہ کو سندھی مسجد ہے یہ مسجد کے زیر سایہ خراب چاہتے ہیں ان کے بعد قبلہ جاجات چاہتے

سنہری مسجد کو تو الی نمبر ۱۱

یہ مسجد ہے نہایت دلچسپ و دلکش اور ایسی سرسبز و زار واقع ہوئی ہے کہ جس کا کچھ بیان نہیں اگرچہ یہ مسجد چارواؤ
 اینٹ کی ہے لیکن بہت خوش نما اور خوش قطع بنی ہوئی ہے برج اس مسجد کے سنہری ہیں اس سبب اس سنہری مسجد
 کھلائی ہے اس کے برج بھی مثل برج مسجد فیض بازار ٹھٹھکے تھے لیکن ان دونوں مسجدوں کو برج کو ملا کر اس مسجد
 برج چھ سو میسے بنا دئے ہیں کلاب جو بنی مرتب ہیں اس مسجد کو بھی نواب روشن الدولہ لفرخان نے مسجد چھ سو
 بن یا ہے چنانچہ اس کی پیشانی پر یہ اشعار کندہ ہیں

بعدہ بادشاہ ہفت کشور بہ سلیمان فرحب شاہ داور بہ نذر شاہ بیکہ آن قطبہ فاق بہ شہرین مسجد بنیت جہاں فاق
خدیانیست لیکہ روحی ملک بہ بنام روشن الدولہ غفر خان بہ بنائیں بنورت تاشا رہ بہ بنیکہ کھدوسی و چار بہ
غرض کہ یہ مسجد بھی بہت خوب اور نہایت نامی ہے چنانچہ اب ہم اس مقام پر اس کا نقشہ لکھتے ہیں وہو ہند

چاندنی چوک

اسکے آگے چاندنی چوک ہے یعنی اس مقام کے آگے چار سو اسی گز کا لنبا بازار ہے اور اس مقام پر ایک چوک ہے
شہر تو گز سے تنو گز میں اور اس کے چھ مین بھی شہر جو ہے اس چوک کو چاندنی چوک کہتے ہیں خوبی اور خوشی
اسکی میان سے باہر ہے آدمی کی طاقت نہیں کہ بیان کر سکے تیسرے پیر کو اس چوک میں عالم طلسمات ہوتا ہے اکثر
جوانان جوان دل را رام اور شاہزادے سیر و تماشہ کو آتے ہیں اور سیر کرتے پھرتے ہیں اس چوک کے گرد و شاہ
نہایت سلوکی اور خوشنمائی کے ساتھ بنی ہوئی ہیں اور انہیں ہر قسم کے سودے والے بیٹھتے ہیں تمام دنیا
کی چیزیں بیان بہم پہنچ سکتی ہیں اور ایسی کیفیت ہوتی ہے کہ خامرہ و زبان کو اسکی بیان کی طاقت نہیں ہے

سیک کا باغ

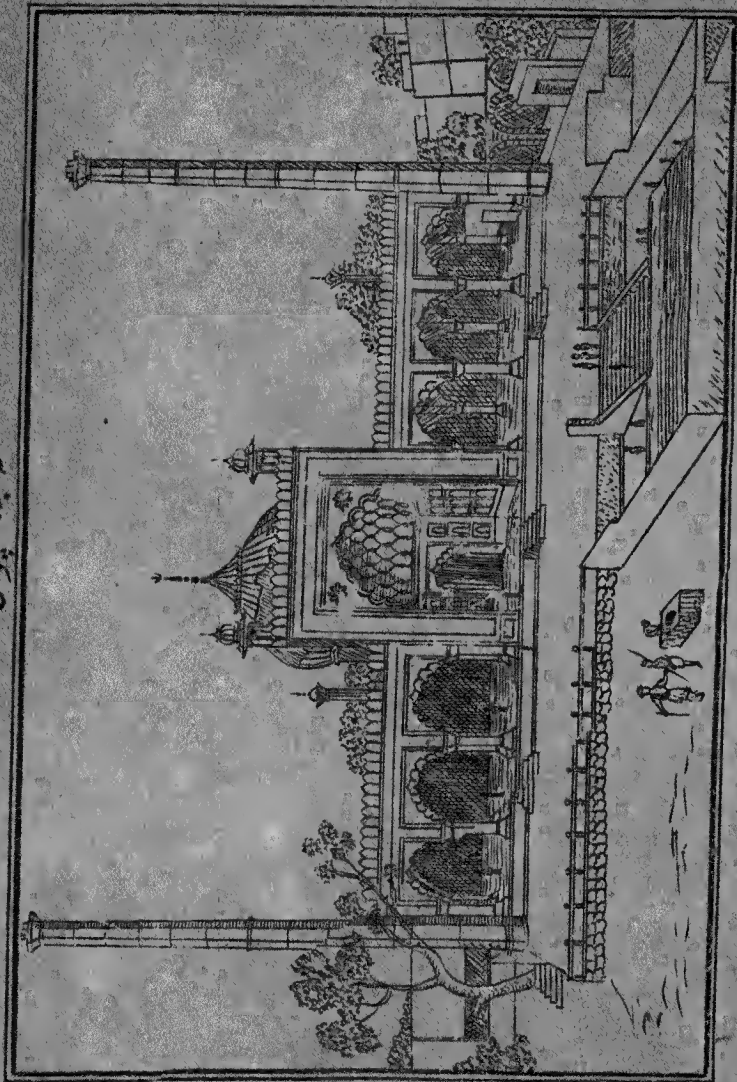
اس چوک کے جانب شمال مکانات و کشتا اور چھکپ ہے ہونے تھے اور ایک باغ تھا نو سو گز کا لنبا اور
دو سو چالیس گز کا چور باغ میں عجیب عجیب بارہ دریاں اور مکانات تھے اور نہر جاری تھی اور بہر جا جو
و فرارے تھے اگرچہ اب وہ صورت نہیں رہی اکثر لوگوں نے اس میں مکانات بنا لیے ہیں اور ایک تھی بس گئی
ہے لیکن اس پر بھی باغ موجود ہے اور نہر جاری ہے اور اگلے زمانہ کی کیفیت یاد دلاتی ہے اس چوک کے
جوبہ کی طرف بھی اس عمارت کے جواب میں عمارت و کشتا بنی ہوئی تھی چنانچہ اب بھی اس کا نمونہ باقی رہ گیا ہے
یہ باغ صاحب آباد کر کہ موسوم تھا اور یہ سب عمارت اور باغ جہاں آرا یک بہت شاہجہان بادشاہ کے حکم سے
نبا تھا جبکہ دیکھنے سے نقش عمارت شکستہ خیال میں پھر جاتا ہے یہ نقش نگار درویدار شکستہ ہے شاہ پند و صنادید

مسجد فتحپوری

یہ مسجد اس بازار کی انتہا پر واقع ہے بہت تحفہ اور نہایت نفیس اور ایسی نیک نیتی سے بنائی ہے کہ اسکی
اس میں بہت کار خیر ہوتے ہیں اس مسجد میں صد ہا لوگ حافظ قرآن مجید ہوتے الحمد للہ علی ذلک طول اس مسجد کا
پہن تالیس گز کا ہے اور عرض بائیس گز کا اور سر سے پاؤں تک سنگ سرخ کی بنی ہوئی ہے گنبد کے دروازے
ایوان دروازاں میں تین تین در کے اور کسی اور جا رہ میں تمام بہت کاری کی ہوئی ہے اور فرش بھی سنگ مرمر

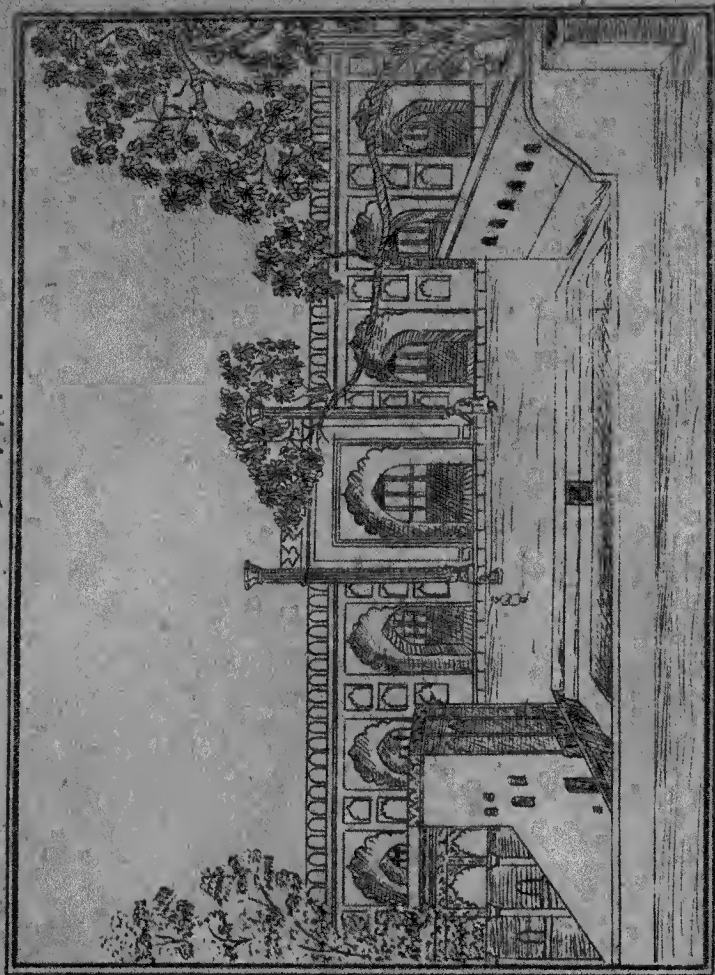
نقشه مسجد مشهوری
متعلقه صفحہ ۲۶ باب سوم

نقشه مسجد مشهوری



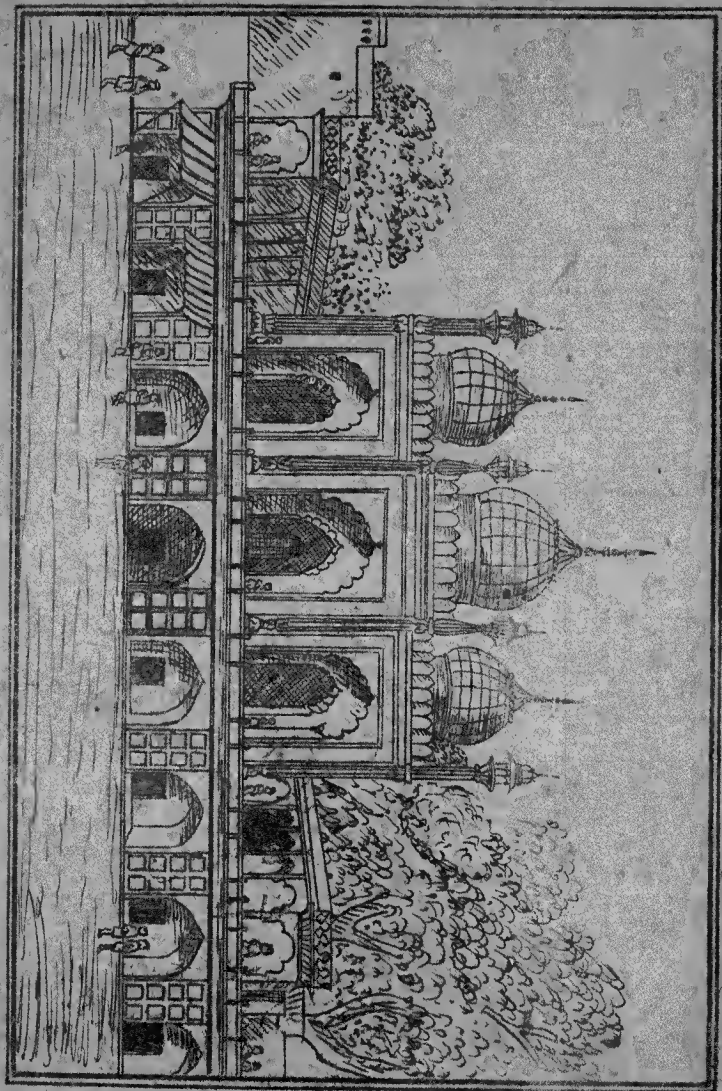
نقشه شهر اسلام آباد

نقشه مسجد خانی کمره



نقشه شهر اسلامیه متعلقه صفحہ ۲۰ باب سوم

نقشه منیر الساجد



ہے اور دو نو کو فون پر دو مینار ہیں جن میں گرنے اور نیچے نہایت خوشامگراپ اور کسی بریجان ٹوٹ گئی ہیں صرف چند باقی ہیں
اوس مسجد کے آگے ایک چوترہ ہے سنگ مرخکا پیتا لیش کی گز کا لٹا اور پتھر میں گز کا چتر از سنگ مرخکا اور اوس چوترہ کے
پائین حوض ہے فرائیں سولہ گز سے چودہ گز کا چاندنی چوک کی نہر میں اس میں سے ہر کپانی آتا ہے اور گرد حوض کے
اوتھترہ گز یا آٹھاسے عمدہ طالب علموں کے رہنے کو بنے ہوئے تھو اور اون ایوانوں کی اگر ستر سترین گز کے حوض سے
چوترہ چوچر میں مسجد کا تنو گز سے تنو گز کا ہے اسکے عقب میں لاہوری دروازہ ہے اس مسجد کو ذاب فقہوری محل کہتے
بنایا ہے جو بنی تھی شاہجہان کی اور اس کا نقشہ یہ ہے

مسجد پنجابی کٹرہ

پنجابی کٹرہ ایک مکان تھا اس میں سودا گروں کا اور اوسمین اکثر پنجابی سودا گروں کا رہتا کرتے تھے اس سبب پنجابی کٹرہ
مشہور ہو گیا ہے اوس کٹرہ میں یہ مسجد ہے مصفا اور دلربا زری سنگ سرخ کی اور کسی غریب و خوشحالی میان سحر باہر ہے
اور ایسی نیک نیت بیگم نے بنائی ہے کہ ایک آباد ہے اور مولوی عبدالخالق صاحب اندمولوی محمد نذیر حسین صاحب
اسی مسجد میں درس و تدریس فرماتے ہیں اور دن رات قال اللہ و قال لرسول کا ذکر رہتا ہے اس مسجد میں ایک شخص
بہت پاکیزہ اور مکافات و لچسپ بنے ہوئے ہیں اگرچہ اس کا صحن جیسا پرتوڑا پہلے کتاب بنیں رہا اس واسطے بعض شخص
لوگوں نے اسکے صحن کو اپنے مکانوں میں ملا لیا ہے لیکن پھر بھی بہت باکیفیت مسجد ہے اس مسجد کو فرائیں گز کا
بیگم فرجیویہ تھیں اور سنگ زیب عالمگیر کی اوسی بادشاہ دین پناہ کے وقت میں بنایا ہے اور انوار اعمال نیکیا گار
چٹوڑا ہے پناہ چاب ہم اس مقام پر اس مسجد عالی کا نقشہ لکھتے ہیں کہ اوسکے دیکھنے سے اس مسجد کی قطع اور خوبی
اور خوشحالی بخوبی معلوم ہوتی ہے اور وہ نقشہ یہ ہے

مسجد مساجد

یہ مسجد دارالبشیری دروازہ کے پاس واقع ہے اگرچہ مسجد بہت بڑی نہیں ہے لیکن ایسی خوش قطع بنی ہوئی ہے کہ پندرہ
نہیں رکعتی خصوصاً اس مسجد کے برج ایسے خوبصورت ہیں کہ روئے زمین پر ایسے خوش گنبد فلک صرف اس مسجد کی
گنبد وں کے رنگ و سرکردان ہے اس مسجد کو سر بٹا کر سی دیکر بنایا ہے اور کسی میں کئی دوکانیں نکالی ہیں جو کہ ہر
مسجد کی تمام سنگ مرمر کی ہے اور باہمی سنگ سرخ کی دھاریاں لگی ہوئی ہیں مسجد کے اندر جادہ رنگ سنگ مرمریت
غنیس لگا ہوا ہے برج اس مسجد کے زمرے سنگ مرمر کے ہیں اور سنگ موسی کی اوسمین دھاریاں بنائی ہیں گس اس مسجد
کے بالکل ملائی ہیں مسجد کے اندر کا فرش سنگ مرمر کا ہے اور باہر کا فرش سنگ مرخکا اس مسجد کے صلیب جنوبی میں داران

سنگین نہایت عمدہ بنایا ہے اور اس کے جواب میں ایک دالان ضلع شمالی میں ہے مگر اس کے دو نورط درہ بنے ہوئے ہیں اور جانب درہ شمالی ایک حوض تھا نہایت خوش قطع اور پاکیزہ اور اس میں فوارہ بھی لگا ہوا تھا مگر اب حوض بھی بگڑ گیا ہے اور فوارہ بھی بند ہو گیا ہے اس حوض کے متصل ایک حوض ہے کہ اس میں نہر کا پانی آتا تھا اور اس میں سے یہ فوارہ چھوٹا تھا اور حوض بھرنا تھا اس مسجد کو فاطمہ خزانہ بیگم زوجہ نواب شجاعت خان نے اس میں بنایا ہے جبکہ نواب شجاعت خان نے اس جہان سے رحلت کی اور بی بی بیوی نے اپنی عمارت میں سے یہ مسجد اپنے خاندان کے لئے بنائی ہے تاکہ احسان اس کے نامہ اعمال نواب مرحوم میں لکھے جاویں اور تا ابد آباد اس کا ثواب اس کے لئے ہو اور یہ ملک کا نام نیک یادگار ہے اس مسجد کو دروازہ پینگ مرہ میں خواجہ صاحب کھڑا ہوا ہے اور مسجد کی پیشانی پر یہ اشعار کندہ ہیں خان دین پرورد شجاعت خان بخت یافت جاہد بار خاں حق تعالیٰ از طیف مٹھے ابد صدر خاتون کنیز فاطمہ خجہ جہان یادگار ش ساخت این مسجد بفضل مصطفیٰ و اب ہم اس مقام پر مسجد عالی نقشہ لکھتے ہیں اس کی خوبی اور خوشنمائی اس نقشہ سے ظاہر ہے

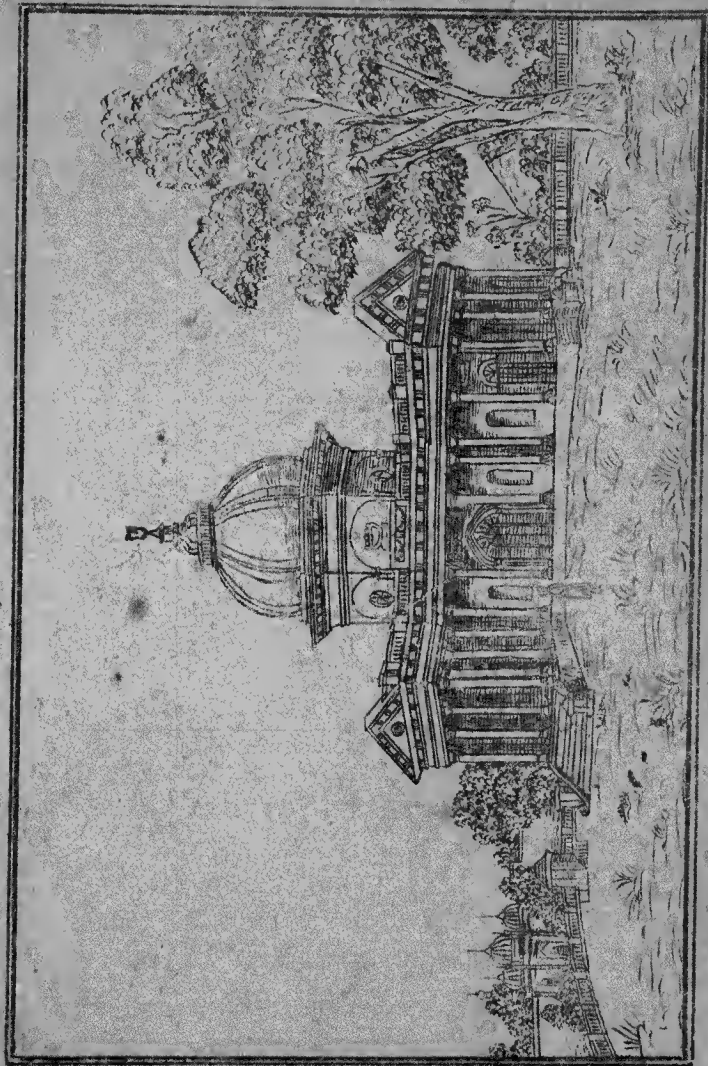
گرجا گھر

اس مسجد کے پاس یہ گرجا گھر ہے کہ اس کی عمارت کی خوبی اور خوشنمائی بیان سے باہر ہے حقیقت میں یہ بات ہے کہ اب خوب صورت گرجا گھر اور گدین دیکھنے میں نہیں آیا اس کا کلیں کہ شکل صلیب بنایا ہے بہت خوبصورت اور سنہری ہے اور اس کا گنبد اور کئی گھر بہت خوبصورتی سے بنائے ہیں اندر کو وغیرہ سنگ مرمر کا بہت نفیس فرش ہے اس گرجا گھر کو گرینل جیسن صاحب بنادرنے کہ برے عالی بہت اور نام اور بیخوابی ذات کا روپیہ خرچ کر کر بنایا ہے اس کی تعمیر ۱۸۴۴ عیسوی کو شروع ہوئی تھی اور دس برس کے عرصہ میں بن کر تیار ہوا ہے اور نوے ستر ہزار روپے سوائے قیمت سنگ مرمر کے کہ وہ گرینل صاحب کے پاس موجود تھا خرچ ہوئے ہیں اسی گرجا گھر کے آگے میں جانب غرب قبر ہے ولیم فریزر صاحب بنادرنے کی جو صاحب کشتہ تھے اس شہر کو مدت ہر کے اور بھگے کوتاہ اندیشوں نے اور کولفرزب قرائین ہانک کیا تھا یہ صاحب ہندوستانی ترسون کی بہت قدر کرتے تھے اور اسی سبب سے ان کے مارے جانے کا بہت ہندوستانیوں کو نہایت افسوس اور رنج ہوا تھا فریزر صاحب کی قبر بھی بہت عمدہ سنگ مرمر کی منت کا بنی ہوئی ہے اور اس کے گرد آہنی کٹرہ لگا ہوا ہے غرض کہ اس مقام پر یہ نقشہ لکھتے ہیں کہ اس کی خوبی اور خوشنمائی اس سے ظاہر ہے

حوالی نواب عبداللہ صاحب خان

اسی طرح میں یہ حوالی بھی نواب عبداللہ صاحب خان کی کہ نند اور حوض اور فوارہ اور باغ سے آراستہ تھی اب انہی کے بعض

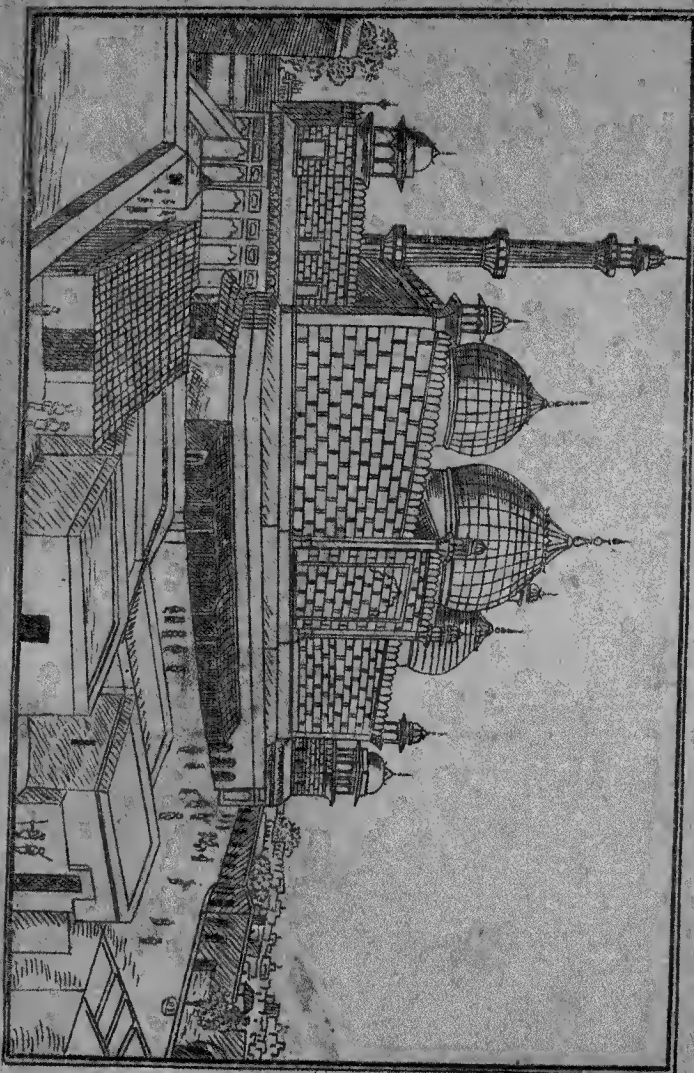
نقشہ نمبر ۱۵۱ متعلقہ صفحہ ۳۰ باب سوم



نقشہ گرجا گھر

نقشه نمبر ۱۴ مشتملہ صفحہ ۲۹ باب ۳

نقشہ عقیق جامع مسجد



مکاتون میں مدرسہ سرکاری ہے اور بعض میں کچھ بیان عدالت دیوانی کے مقررین

حویلی منصو علی خان

اسی حویلی کے پاس منصو علیخان کی حویلی ہے بہت عمدہ اور نہایت بڑی آراستہ نہ جاری اور نوارہ اور اوس حویلی کے پاس ایک حمام ہے بہت خوب یہ حمام آرائنگ آراستہ ہے اور ہر سال چائے میں گرم ہوتا ہے

میگھ زین سرکاری

انہیں حویلوں کے نزدیک ایک میگھ زین سہ کاری ہے اور سب طرح کا اسباب بیکار ہے جو سہ اور ہر طرف دستی ہے

پن چکیان

اسی کے قریب نہ جاری ہے اور یہ وہ ہے جو تلون میں گئی ہے اور قلعہ کے تمام مکانات میں جاری اسی نہ میں چکیان بھی ہوتی ہیں اور ہر دفعہ ہنس پانی کو زور سے پستا ہے اب بیان سے عقب جامع مسجد کا حال لکھا جاتا ہے

عقب مسجد جامع

جامع مسجد کی بہت بھی بہت بھاری ہے اور اس کا نقشہ عقب سے بھی بہت کیفیت دکھاتا ہے اور جامع مسجد کی دیوار اور برجوں کی نمود اور میناروں کا دکھاؤ اور برجیوں کی قطار عجب عالم دکھاتی چنانچہ اب ہم اس مقام پر اس کا نقشہ لکھتے ہیں

چادری

جامع مسجد کے پیچھے کا جو بازار ہے وہ چادری کر کے مشہور ہے اور بہت بڑا بہت وسیع اور کچھپ اور سیرگاہ عالی ہے سب طرح کے سودے والے بیان بیٹھتے ہیں مگر دل والے اور کچھ دلاؤ کا غدی فکیر کی بہت مٹی کا بنی

شاہ لولا کا ٹر

چادری ہو آگے یہ بڑ نہایت نامی ہے اور شاہ لولا ایک فقیر بیان رہا کرتا تھا کہ اس مقام پر اس کی قبر ہے اگرچہ وہ درخت اب نہیں اس کی جگہ اور درخت ہر گز ملامت

قاضی کا حوض

اس بڑے ٹر ایک کھادی کنواں تھا کہ اب وہ بند ہو گیا ہے اور اس کا قاضی کا حوض نہایت مشہور ہے وہ حوض بڑا کھنڈہ لیکن ٹپا پوٹنشان باقی ہے اور وہ مقام پر جو اس کے قریب ہی رہتا ہے اور ایک نہایت چیری دارہ کھانا چارویک ستیہ نامہ کہ بازار میں اس کی کوئی بک

لال لتوان

یہ بازار بھی بہت بڑا وسیع ہے اور اس میں بدل بیگ خان اور حافظ عبد الرحمان کی حویلی ہے اور مسجد میں چھٹی چھوٹی

واقعہ میں اور سکونان بھی انکے موجود ہے نہ اس سنگ سرخ کا اور اسی سبب سے لال کنوان شہور ہو گیا ہے

کھارسی باولی

اس سے آگے بڑھ کر کھارسی باولی ہے اگرچہ وہ باولی اب آٹھ سو تین سو رہی و کاؤن میں دب گئی ہے لیکن
اور کتا پتہ اور نشان بلکہ باولی کی صورت بھی معلوم ہوتی ہے یہ باولی بہت قدیم اور شاہجہان آباد کی آبادی سے بہت
پیش کی ہے یعنی سترہ سو چوبیس ہجری محمد شیر شاہ دین باولی تہی شروع ہوئی اور شہر میں تمام جموں جہانگیر اس باولی پر
یہ عبارت کندہ ہے فیضہ فطرت جو پڑ ہے مین گئے وہ بھینہ نقل کر دیتے ہیں ۶۰

کتبہ دروازہ

يَا اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُكَ يَا اَللّٰهُ

ا کتبہ اندرونی پیشانی دروازہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَبِهِ بَاکُشْتَنے رب بعونت تمام خدا این باوری و چاکہ در واکہ و منشا
سنہ نہ صد و پنجاہ و ہشت ہجری فتح محمدی مسطیعی رسول در گاہ حضرت الہ در راک
عادل اسلام شاہ بن شہین شاہ بن اکد لا کار کہ خیر از حملہ پیش خواجہ عماد الملک
عرفت عبد اللہ لا ذر قمر شہی مسند لا کان کو باور اسے امید وار عنایت و حقیت
کرد و با بر س می بایستک

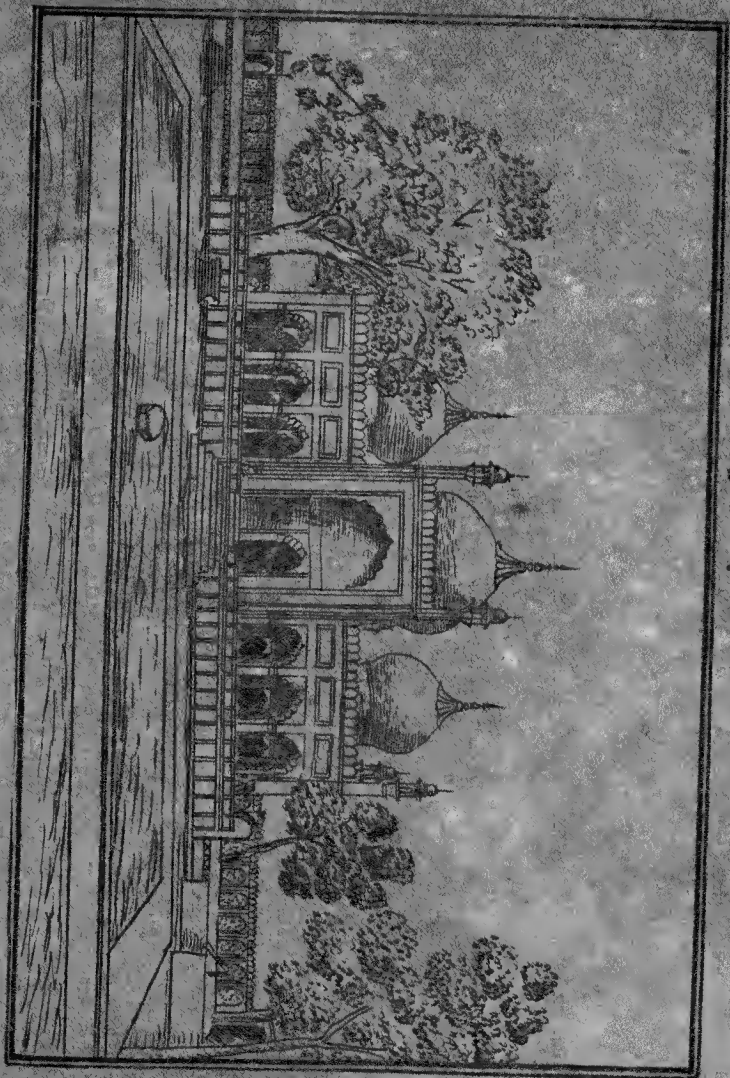
کتبہ دیوار شاہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَرَعْمَل و زیمان شاہ سلطانی السلاطین و المظفر
اسلام شاہ بن شہین شاہ سلطانی خلد اللہ مملکتہ و سلطانیہ بنا کرد لایم حاکم بنویتی
اللہ و بن و ح رسول اللہ مملکت عماد الملک عرفت خواجہ عبد اللہ لا ذر قمر شہی بدلا الملک
حضرت دہلانی سنہ اثنت و خمیس و تسعمات

بازار اجمیری دروازہ

یہ بازار بھی بہت وسیع ہے اور بہت عمدہ مکانات اور چھوٹی چھوٹی مسجدیں اسکے دو جانب کوئی بہن اور اس
دروازہ کے پاس دروازہ خاندان خان کا ہے اب ہم اس کا ذکر نہیں

نقشه مدرسه ارباب خانی المذنبین خان



نقشه مدرسه ارباب خانی المذنبین خان

بیاد حسانت خواب احتضار اولہ نمیدار الکس سید فضل علیخان بہادر سہراب جنگ کیک لاکھ ہفتاد ہزار روپیہ بڑی جتنی
علوم در در سر ہذا واقع و پانی خالص مولد و موطن خویش ایضا جان کینی انگریز بہادر توغیض نمودند متعوض گردیدہ در وقت شام

کتب سید امیر نصیری

ہر چند اس میں مدرسہ حوض سے بہت کیفیت نہایت شغف تھی لیکن انگریزوں نے اس لحاظ سے کہ اس میں پانی بند ہوتا
اور اس سبب سے تنحن ہو کر ہو اگر فاسد کرتا ہے اور فساد ہوا موجب بیماری کا ہوتا ہے حوض کو بند کر دیا اور
اوپر ایک چمن لگا دیا تھا اور چمن کے دروازہ کو دو چوکھٹیں لگا کر کبھی ایک کمرہ کے بنوا دیا اور اسکو استخان گاہ
قلعہ مقرر کیا اب دو تین برس کے عرصہ سے مدرسہ فارسی دعویٰ اور جاسے مقرر ہوا اور اس مکان کو دارالشفاء
مرضا ٹھہرا دیا چنانچہ اکثر بیمار و بان بستے ہیں اور سرکار سے اونکے کھانے پینے اور دوا کی اعانت ہوتی ہے



عبدالمکرم و مکمل فضیلت و مومن
عبدالمکرم و مکمل فضیلت و مومن

کتاب طاعت و عبادت و طهارت و طهارة و طهارة و طهارة



تصنیف و تدوین و تالیف و تالیف و تالیف و تالیف

مطبعه مشرقیة و مطبعه مشرقیة و مطبعه مشرقیة و مطبعه مشرقیة



بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب چوتھا دلی اور دلی کے لوگوں کے بیان میں صفت حضرت دلی کہ سواد اعظم ہے۔ ہست منشورومی از حسنا اللہ نشان

حضرت دلی کف عدل داد	جنت عدست کہ آباد باد	ہست چو ذات اہم از صفات	حسنا اللہ عن الہامات
دویش از ان کاہ کہ پر کار شد	دایرہ جیش ز پر کار شد	تا کہ بنایافت گنجیدہ بیش	در ہمہ عالم ز برگی جوش
از د و عصارش دجہان کی قیام	وز د و جہان کن فیض صد سلام	حصن برویش ز عالم بردن	عالم برویش بحسن اندرون
حصن برویش لوگوں کی مگر	چرخ زریہ ہست عصارش زبر	گفت عصار نوادر اسبہر	کامی فلک نو کمین دار مہر
ہر دم از ان نکتہ منور شد	قلعہ فیر و زشد دشت خشت	چون فلک تابناک صفت	فی جہ فلک امی و گری نبات
برج فلک متقلب کہ سوار	برج عصارش تہلیب شمار	درج بہ بریش درجات سپہر	گشت بگردہ سوار و دہر
نگار و گشت زبان جلیہ تن	دادہ باد سوار سخیں +	چرخ نادر و درو یوار کس	نکیہ بدوار درش کردہ بس
فلک ز دروازہ افق باب	سہرہ دروازہ افق باب	نام بلندش ہا لا گرفت	انجمن شد رہ لقا گرفت
گر شد دفعہ این ایستان	کہ شد عطا ایفہ ہندستان	شہر نی را بسرا و قسم	شہر خد گشت ز ستیش اہم
درفش از چرخ چو دیو عطا	گفتم روست گفتم خطا +	قبہ اسلام شدہ در جہان	انستہ او قبہ ہفت آسمان
ساگاہ جہلہ زبرگان ملک	گوشتہ گوشتہ ہمار کان ملک	شکلہ اجیران لبس +	گشت اقبال نشان بہر مند
گوشتہ ہر خانہ بستی سنگرف	گشتہ بستی زبر زمر فرف	بر سر ہر کر زبر زمرگان معنی +	درف ہر خانہ نشان زرفنی
مردم یکجاہ و صغیر می +	مردم یکجاہ و صغیر می +	خانہ یک مردم و صغیر می	

اگر زمین یہ ارادہ کروں کہ ابتدا سے دلی کا حال ملکوں اور ہندوؤں کی تاریخ کے موافق اسکا بیان کروں
اوسکو تو ایک دفتر چاہیے اور اس مختصر میں کہاں گنجائش کہ وہ سب آسکے اسواسطے تھوڑا تھوڑا اسکا حال
لکھ دیتا ہوں کہ دلی کو تیسری اقلیم میں کہتے ہیں طول اسکا بڑا تر خالداد سے ایک سو تیرہ درجہ اونچتین دقیقہ
اور عرض اسکا خط استوا سے اٹھائیس درجہ اور اونچاس دقیقہ ہے اور ساعات اوسکی عمر ہرین

اندر پرست

پہلا نام اس دلی کا اندر پرست ہے۔ اندر نام ہے اکاس کے راجہ کا جو ہندوؤں کے مذہب میں
ایک مقرری راجہ ہے اور پرست کہتے ہیں دونوں ہاتھ بھر کر دان کرنے کو ہندوؤں کے اعتقاد
میں یہ بات ہے کہ یہاں راجہ اندر نے کسی اگلے زمانہ میں دونوں ہاتھ بھر کر مونیوں کا دان کیا تھا جب سے
یہ جگہ اندر پرست مشہور ہو گئی۔ مگر کثرت استعمال سے پرست کا پتہ رگ گیا اور لوگ اندر پرست نہایت کہنے لگے
چنانچہ اب تک پڑا نے قلعہ کے پاس موضع اندر پرست موجود ہے لیکن اوسکی آبادی جہاں پہلی تھی وہاں سے
ویران ہو گئی ہے اور وہاں کو زیندار خان پیر نے قلعہ میں بستہ ہیں

دلی

اس بات میں بڑا اختلاف ہے کہ اندر پرست کو دلی کب سے کہنے لگے۔ اور زمین میں روہین میں ایک
کہ یہ لفظ ڈہلی ہے ہندی دہلی سے۔ اور ڈہلی ہندی میں نرم زمین کو کہتے ہیں کہ جہاں بیج گرنے کے
بیان کی زمین بھی بہت نرم تھی اور بیج گرنے کی بھی اسواسطے اسکو بھی دہلی کہنے لگے۔ دوسری
روایت یہ ہے کہ دہلو ایک زمیندار تھا اوسنے اپنا نام پر ایک گائون آباد کیا جب سے اسکو دہلی کہنے لگے
تیسری روایت یہ ہے کہ راجہ دلپ نے اپنے نام پر شہر آباد کیا جب سے دلی کہنے لگے اور
اب لوگوں کی زبان پر دلی بغیر ہے کے جاری ہے اور اگلی گائون میں دہلی ہے سو کھلے
فر فیصل ہیں یہ کہ راجہ دلپ سے پہلے دہلی ہی کے ساتھ مشہور ہو گا اور پھر دلی بغیر ہے
کو کہنے لگے ہونگے اس سبب سے دونوں نام لکھنے بولنے میں آئے ہیں

پہلا قلعہ

پہلے پہل دلی میں راجہ انیکپال نے قلعہ بنایا ہے چنانچہ وہ قلعہ اب تک شاہجان آباد سے دو ڈھائی کوڑ
جنوب کی طرف موجود ہے۔ اس قلعہ کے سال بنائے بھی تھوڑا سا اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ

کہ سمت چار سے اوتیس میں بنا ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ سمت چار سے چالیس میں۔ غرض کہ اس پہلو کوئی نامی عمارت نہیں ہے

قلعہ رائے پتھورا

بعد اسکے جب کہ نورون کی قوم کی حکومت جانی رہی اور چوہا فو پاس ہو چکی اور رائے پتھورا جس کا اصلی نام رائے پرنی راج ہے بادشاہ ہوا اور سوقت اور سننے سمٹا اکھزار دوسو میں ایک قلعہ بنایا چنانچہ اس قلعہ کا اب تک قطب صاحب کے پاس لائندہ کرمب نشان موجود ہے

قصر سفید

رائے پتھورا ہی کے قلعہ میں سلطان قطب الدین ایبک نے ایک محل بنایا تھا اور اس کا قصر سفید نام رکھا تھا مگر اب اس قصر کا نام و نشان نہیں رہا۔ اور جو کہ سلطان قطب الدین شہنشاہ ہریانہ بادشاہ ہوا۔ اس واسطے کہایا کہ اس ہے کہ اس سب کے بعد یہ قصر بھی بنا ہوا

قصر ہزار ستون

اور اسی قلعہ میں یا اسی قلعہ کو پاس کہ اب اس کا نشان نہیں لہذا سلطان ناصر الدین محمد غازی۔ ایک محل بنایا تھا اور اس کا قصر ہزار ستون نام رکھا تھا۔ اگرچہ سال بنا اس کی بھی معلوم نہیں لیکن سلطان ناصر الدین شہنشاہ چہ سی چالیس ہجری میں بادشاہ ہوا ہے اسی سال پر اس کی بنا کو بھی خیال کر لینا چاہیے لیکن وہ عمارت سلطان ناصر الدین کے سامنے پوری نہ ہوئی کہ اس کی عمر پوری ہو گئی اور سلطان غیاث الدین بہمن نے اس اور سی عمارت کو پورا کیا

سبز غن

بعد اسکے جب سلطان غیاث الدین بہمن بادشاہ ہوا اور سن ۶۶۱ھ چہ سی چالیس ہجری میں ایک قلعہ بنایا اور سبز غن اس کا نام رکھا۔ اس قلعہ کا بھی نشان نہیں معلوم ہوتا۔ مگر لوگ کہتے ہیں کہ جہاں حضرت نظام الدین کا زاریہ و ان تھا لکھ اور سیلی آبادی کا موضع غیاث پور نام ہے

کیلو کھری

جب کہ سلطان ناصر الدین کی قباد بادشاہ ہوا اور سن ۶۶۱ھ چہ سی چالیس ہجری میں ایک قلعہ بنایا اور کیلو کھ نام رکھا۔ اگرچہ اس قلعہ کا اب نشان نہیں لیکن اسی جگہ ہادیوں کے مقبرہ کے پاس

موت کیلئے کفری ہو جو دہ ہے اور دس پانچ چھوڑے پڑے ہیں اور حضرت امیر خسرو نے قرآن السعدین میں اسکی تعریف لکھی ہے وہ شعر یہ ہیں

صفت قصر نو و شہر نو اندر لب آب + مہ کہ بود عمره رفت دور و این ایوان

قصر گویم کہ سبب تنی فراخ پای چو منجاب بایش مناد رہ بسوی روزگار و جہت اہ باک کشادہ دراد و سبب م	رہ نہ طوبی دراد و البتہ گشت زد و دران نیرین فضا سج ندادہ بسوی خوشی فراخ رفت بدر نہ بد و رازہ ہم	بام سفیدش فلک سودہ سر رفت درون درو او افتاب رفت مبارزان درو دیو خوش ادرا بارش و دجہان بستاو	کردہ مجور شید سپیدی اثر وقف زمین کرد و خج مناب گفت ندانم درو دیو ارکس قلونہ در سشدہ و لبستاو
از شرف پایہ او زردان آینہ نشین زنج سان فشت ہر چہ کہ نقاش بہ کیسو کشید نقش لبندش ہو افسانہ راند	پایہ پایہ شدہ بر آستان دید در و صورت خود پخت عکس بدو روگر شد پدید تسخہ معقش لبہا تا خواند	کالبد چرخ بختش کیست ہر کہ دران آئینہ بنید جوان نیست در و حاجت نقش اصف دیدہ بدخواہ از ان عاجز فاش	خشت زمین کالبد پیش نیست پیر دران فشت نہ بنید جوان بسکہ شد از عکس کسان رونما نیز بسی خور در ہر نیز کس
قطرہ دران بام نہینا دینر گشت چہا رب و بنگا کو ب ہمچو دو آئینہ مقابل زمانہ عکس ہمیش مثل نیار و در	اگر گریندہ ز باران گیر کرد بختش ہم کس ہر چو ب آب در عکس نا او در آب گر چہ کہ سر زیر کند پایہ ز بر	شکل ستونش بتعام الیاد طرفہ عروسی کشد آراستہ چو نگہ گذر و خیال عیان علاق لبندش فلک گشت بخت	قعر بوم راشدہ ذات العاد آئینہ از آب روان ساختہ + قصر نمود از تہ آب روان قابل و شد فلک اندر نہ بخت
گلنگر طاقش نیران دراز کب طرفش آب و گر سوی باغ	پیش فلک گشت نمنا بہ از باغی و آبی ز نو و سوش باغ شاخ بہار بگے کرد راہ	سنگ سپیدش کہ شدہ بر بہر آبی از ان باغ بروماندہ زرد جاگیر پایہ شدہ بارگاہ	آمدہ از مہر شدہ ہم بہر باغی از ان آب بجان گشتہ زرد

کوشک محل

بعد اسکے سلطان جلال الدین خلجی نے فرستے ہجیر جی میں ایک محل بنایا اور کوشک محل اوسکا نام رکھا۔ اب اس محل کا بھی نشان نہیں ملتا کہ کمان تھا اور کیا ہوا۔ اور معنیے لوگ کہتے ہیں کہ یہ محل حضرت سلطان جی کی درگاہ کے پاس تھا۔ اور ایک عمارت جو محل محل کر کے منسوب رہے اور پہنے اوسکا نقشہ بھی کھنچا ہے یہ عمارت اسی عمارت کی بیان کرتے ہیں انہی عند اللہ

قلعہ علاء اول

جبکہ سلطان علاء الدین خلجی بادشاہ ہوا اوسنے اپنے عہد میں کہ ۷۹۰ھ ہجری میں شروع ہوا تھا ایک اور قلعہ بنایا اور اوس قلعہ کا سری نام رکھا چنانچہ اب بھی قطب صاحب کو جاتے ہوئے بائیں ہاتھ کو اوس قلعہ کا کچھ کچھ نشان پایا جاتا ہے اور سننے اور محل پر اوسکا ذکر بھی کیا ہے

تعلق آباد

جب کہ نوبت سلطنت کی سلطان غیاث الدین تعلق شاہ تک پہنچی اوسنے ۸۲۵ھ ہجری میں اپنا قلعہ جدا بنایا اور طرح طرح کی عمارت سے آراستہ کیا چنانچہ یہ قلعہ اب تک موجود ہے اور ہنوز سب سے پہلا اسکا سال لکھا ہے

عادل آباد

بعد اسکے کہ سلطان غیاث الدین تعلق شاہ مر اور اوسکا بیٹا سلطان محمد تعلق عادل شاہ عرف سلطان خونی بادشاہ ہوا۔ اوسنے تعلق آباد بھی کہ پاس اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد ۸۲۵ھ ہجری میں جدا بنائی اور عادل آباد اوسکا نام رکھا اور اوسکو عمارت ہزار ستون بھی کہا کرتے تھے چنانچہ اسکا سال بھی لکھا ہے

فیروز آباد

جبکہ یہ بادشاہت ایک کے ہاتھ سے دوسرے کے ہاتھ اور دوسرے کے ہاتھ سے دوسرے کے ہاتھ ہوتے ہوئے سلطان فیروز شاہ تک پہنچی۔ اوسنے انجو عہد سلطنت میں یعنی ۸۵۵ھ ہجری میں ایک اور قلعہ بنایا اور ایک نیا شہر آباد کیا اور فیروز آباد اوسکا نام رکھا۔ لیکن اب اوس قلعہ کا بھی حال نہیں معلوم ہے تاکہ کمان تھا اور کچھ نشان بھی نہیں معلوم ہوتا۔ یعنی کہتے ہیں کہ یہ قلعہ اوس مقام پر تھا جہاں اب فیروز آباد

گافون بسنا ہے

کوٹہ فیروز شاہ

اسی بادشاہ نے اسی سنہ میں یعنی ۸۵۵ھ ہجری میں ایک اور عمارت بنائی اور اوس پر ایک تاجر کی لاش لگائی۔ چنانچہ یہ عمارت جب تک سوجا رہی اور ہم اوسکا نقشہ بھی لکھ چکے ہیں۔ سرکارِ دولت دارا لکھنوی نے اس کوٹہ کے دہانے کا حکم دیا ہے اور جہاں کہیں تاجر کی خواہش ہوتی ہے یہاں سو ٹوٹ کر جاتا ہے غریب یہ بھی نیست و نابود ہو گیا اور اور قلعوں کی طرح اسکو بھی کوئی نہیں جاننے کا کہ جانتا اور کیا ہوا اگر اللہ اس کتاب میں تو اسکا نقشہ رجھا دے غرض نقشی است کو زلایا داند بلکہ کہستی را

نئی بنیم بقاعی بدگوار احمدی روز سے برحمت بدگند برمال ابن سلکین دماغے

خضر آباد

پس زمانہ میں کہ امیر تیمور صاحب قرآن دلی میں آیا۔ اور دلی کو لوٹ کر کوچ کیا۔ اس کے بعد خضر خان بادشاہ ہوا
اوسنے ششہ ہجری میں دریا کے کنارہ یہ قلعہ بنایا تھا۔ اگرچہ اس زمانہ میں اس قلعہ کا بھی نشان نہیں ملتا
لیکن لوگ بیان کرتے ہیں کہ خضر کی گٹھی کے پاس یہ قلعہ تھا۔ ہنسنے خضر کی گٹھی کے سال میں یہ بات لکھی ہے
کہ ہم نہیں بتا سکتے کہ خضر کی گٹھی کس کا مقبرہ ہے اور اس تحریر پر اب یہ ثابت ہوا ہے کہ شاید یہ خضر کی گٹھی اسی
بادشاہ کی قبہ ہو

مبارک آباد

جب کہ سلطان مبارک شاہ خضر خان کا بیٹا بادشاہ ہوا اوسنے ششہ ہجری میں ایک اور قلعہ بنایا اور مبارک آباد
اس کا نام رکھا یہ قلعہ مغد جنگ کے مقبرہ کے سامنے تھا چنانچہ اب بھی اس جگہ ایک گاؤں بتا ہے اور
مبارک پور کو کہہ لگاتا ہے

دین پناہ

یہ وہی قلعہ ہے جسکو راجہ انیک پال تنور نے بنایا تھا اور اب پرانا قلعہ کر کے مشہور ہے لیکن یہ قلعہ بالکل
شہدم ہو گیا تھا۔ جبکہ نصیر الدین محمد ہمایون بادشاہ نے دلی کو فتح کیا اوسنے ششہ ہجری میں اس
قلعہ کو از سر نو تعمیر کیا۔ اور اب جو کچھ عمارت اس قلعہ کی دکھائی دیتی ہے وہ اسی بادشاہ دین پناہ کی
بنائی ہوئی ہے چنانچہ ہم اس کا نقشہ لکھ چکے ہیں

نیر شہر

جبکہ شیر شاہ ہمایون بادشاہ بر غالب ہوا اور دلی اس کے ماتھے لگی اوسنے اسی قلعہ میں کچھ کچھ مکان بنائے
اور ایک مکان بطور جہان نما کے بنا کر اس کا نیر شہر نام رکھا تھا۔ چنانچہ یہ مکان پرانے قلعہ کی
سجد کے پاس موجود ہے اور اس کا بھی نقشہ ہم لکھ چکے ہیں۔ اور جب کہ ہمایون بادشاہ
دوسری بار آیا ہے تو اوسنے ہمیں کتب خانہ کیا تھا لیکن اس عمارت بنانے کے بعد ششہ ہجری
شیر شاہ کو قلعہ بنانے کی ہوس بھی ہوئی اور اسی قلعہ کے پاس اوس کو ایک چھوٹا سا قلعہ بنایا اور اس کا بھی
نیر شہر نام رکھا۔ لیکن اب اس کا کچھ نشان نہیں معلوم ہوتا بالکل ٹوٹ کر برابر ہو گیا

سیکھ گدہ

اس قلعہ کو اسلام شاہ بن شیر شاہ فرستے ہجری میں جا لاکھ روپہ خرچ کر کے بنایا ہے چنانچہ یہ قلعہ بڑا کٹارہ محل قلعہ کے سامنے موجود ہے۔ بلکہ گواصل قلعہ میں گلیاں جو اس زمانہ میں بادشاہی لوگوں نے اس قلعہ کا نام بدل دیا جو اور سیکھ گدہ کہ بدلتہ لوگ گدہ کہتے ہیں

شاہجہان آباد

یہ سب عمارتیں تو اگلے زمانہ کی بنی ہوئی تھیں اور ایک کو ایک سی سواروں نے بنی۔ لیکن شاہجہان بادشاہ نے شہنشاہ ہجری میں سلطان علی شاہ کے ایک بیٹا قلعہ بنایا اور ایک اور شہر آباد کیا کہ وہ اب تک موجود ہے اور حضور والا ابو ظفر سراج الدین محمد بہادر شاہ بادشاہ اسی قلعہ میں تشریف رکھتے ہیں اور اب بھی شہر آباد ہے اللہ اسکوا آباد کرے۔ چنانچہ ہوا کا مصل حال باب ملوہ میں لکھا ہے۔ ہر کہ آمد عمارت نو ساخت بہ رفت و منزل بدگیری پردہ رفت بہ اب بیان کی آب و ہوا کا حال سنو

آب و ہوا کا بیان

اگلے زمانہ کی آب و ہوا کی بہت تعریف مسمیٰ مانی ہے۔ لیکن اس زمانہ میں سیر و نزدیک خاص شہر کی آب و ہوا اچھی نہیں۔ شہر میں عموماً سب کمزور ہیں کھاری ہیں لیکن جو جو کوئٹہ شہر کو کٹارہ پر ہیں اونکا پانی سیتھا ہے دیا کے پانی کو بیان کرنے کی کچھ حاجت نہیں کہ جیسا دریا کا پانی ہوتا ہے ویسا ہی ہے بلکہ اس سبب سے کہ اب دریا میں پانی بہت کم رہ گیا ہے اور جا سجا شہر میں نہ گت گیا ہے دریا کا پانی بھی اچھا نہیں رہا کہ کو دنگا پانی گرمیوں میں بہت سرد ہوتا ہے اور برف اور شورہ کو پانی بھی نہ گت کرتا ہے اور لگا بھی ہوتا ہے لیکن جیسا چاہیے دیا انہم نہیں۔ اور میں یہ بھی نہیں کہتا کہ وہ پانی کچھ مضر ہے مگر اس میں کچھ شک نہیں کہ تعریف کے قابل نہیں۔ ہوا بیان کی نہایت مطلوب ہو گئی ہے اور بہت آدمی بلکہ تمام شہر کے لوگ امراض مضعفہ اور نزلہ میں گرفتار رہتے ہیں۔ اعشان خواہوں کا سجزا سکے اور کچھ نہیں معلوم ہوتا کہ آبادی شہر کی بہت کثرت ہے اور ہر حرفہ کے لوگ رہتے ہیں اور اگلے زمانہ کی نسبت گلیاں بازار بھی بہت تنگ ہو گئی ہیں اور شہر کی صفائی بھی جیسی چاہیے ویسی نہیں رہی۔ اس سبب سے آب و ہوا کے مزاج میں اختلاف ہو گیا ہے۔ گرمیوں میں گرمی اگرچہ بہت شدت کی نہیں ہوتی لیکن امراض و بانی اکثر شہر میں پھیلتا ہے شہر کے باہر کی آب و ہوا بہت اچھی ہے پانی بھی انہم اور ہوا بھی بہت خوشگوار ہے

بہت کم خصم و مقابلہ صاحب کی آب و ہوا بہت اچھی مشہور ہے اگرچہ اب وہ بھی اس سبب سے کہ بادشاہ و ان بہت جاگرتے ہیں اور از دام خلقت کا ہونا ہی اور کوڑا کرکٹ پھیلنا ہی جیسی پہلے تھی ویسی نہیں رہی لیکن سچے غنیمت ہے باوصف ان سب باتوں کے میان کی آب و ہوا اور شہر و ن سے ہزار ہزار درجہ بہتر ہے۔ کوئی مرض مخصوص میان کی آب و ہوا کا نہیں۔ خدا کے فضل سے سب لوگ اچھے گورے چٹے خوبصورت خوبصورت ہوتے ہیں اور

اپنی اپنی جوانی میں عجب عجب عجب دیکھنے والے ہیں نظم

ہر کہ درین ملک دمی آب خورد	گشت دل از آب خزانہ سحر	بیک رنگ وید خراسان سپہر	گشت ہمد سال از وسر و سہر
در چہ درین ملک بہت گرم	از تنگی ہی خراسان چہ نرم	مہر فلک گرم شد اندھا خفاش	گرم زبان گشت جہانزاد ہواش
کل ہمدل و چمن خوش نسیم	نک کہ گدھا شدہ پرز رو سیم	تری صد برگ بعد برگ تر	کوزہ ہر خاک بر آب و گدگر
خط تر سبز و بعد او گشت	لغز گرفتہ ز سودا بہشت	سیوہ رہندہ ز خراسان لہجہ	دانشہ خور وہ خراسان کسی

زبان کا بیان

میان جواب زبان مروج ہی اور زمین سب لوگ بولتے چلتے ہیں اور سکامام اردو ہے اور تحقیق اسکی یوں ہے کہ اردو فارسی لفظ ہی اور اسکے سننے بازار کے ہیں اور اردو دوسری ماد اردو دینی شاہجہان ہے۔ اگرچہ دہلی بہت قدیم شہر ہے اور ہندوؤں کے تمام راجہ پرباؤں کا ہمیشہ سی دار السلطنت رہا ہے لیکن سب اپنی اپنی بجا کما بولتے ہوئے ایک کی دوسری سے زبان نہیں بنتی تھی جب کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی عداوتی ہوئی اور مسلمان لوگ ان غمروں میں آئے اور بھی شکل پڑی اور اس نئی زبان کے لوگوں کے آنے سے سودا سلف لینے دینی بچنے بچانے میں دقت پڑنے لگی۔ اول اول تو مسلمانوں کی عداوتی میں اختلاف رکھتی تھی لیکن بادشاہت رہی اور کبھی کبھی اسکی غوری آئے اور کبھی لودھی اور کبھی چٹھان اور کبھی مغل اس سبب ہی زبان کا بدستور اختلاف چلا گیا اور کوئی شخص اسکی اصلاح کے پیچھے نہ پڑا۔ جبکہ اکبر بادشاہ ہوا ایک گورنر سلطنت کو قیام ہوا اور سب لوگ اپنے اپنے شہر میں رہے اور علم عامی چرچا ہوا۔ لیکن اس زمانہ میں فارسی زبان کی ایسی قدر تھی کہ لوگ اور کسی طرف توجہ بھی نہیں دیتے تھے جب کہ شہاب الدین شاہجہان بادشاہ ہوا اور اسنے انتظام سلطنت کا کیا اور سب ملکوں کے اہلکار کے حاضر رہنے کا حکم دیا اور دہلی شہر کو نئے سرے سے آباد کیا اور قلعہ بنایا اور شاہجہان آباد اور سکامام رکھا۔ اسوقت اس شہر میں تمام ملکوں کے لوگوں کا مجمع ہوا اور ایک کی گفتار رفتار جدا جدا تھی ہر ایک کا رنگ و ہنگ نرالا تھا۔ جب آپس میں معاملہ کرتے لہجہ ایک لفظ اپنی زبان کا دہ لفظ اسکی زبان کے میں لفظ

دوسری کی زبان کے ملا کر بولتے اور سودا سلف لیتے۔ رفتہ رفتہ اس زبان نے ایسی ترکیب پائی کہ یہ خود ایک نئی زبان ہو گئی اور جو کہ یہ زبان خاص بادشاہی بازاروں میں مروج تھی اس واسطے اس کو زبان اردو کہا کرتے تھے اور بادشاہی امیر اور اس کے بولا کرتے تھے گویا کہ ہندوستان کے مسلمانوں کی یہی زبان تھی ہوتے ہوئے خود اس زبان ہی کا اردو نام ہو گیا۔ اور بدقت سہی اس زبان نے ایک رونق حاصل کی اور دن بیا تراش فراش آئین ہونی لگی سیانک کہ جس زمانہ میں میر اور سودا نے آوازہ انہی خوش زبانی کا بلند کیا تھا اور یہ آویزہ ہر ایک کے کان میں پھیلا تھا اور وقت یہ زبان بہت درست ہو گئی تھی اور عجب رنگ و ہنک نکال لائی تھی۔ اگلے بعد کچھ کچھ اس زبان میں اور تغیر و تبدیل ہوئی اور اب ایسی سمجھ گئی ہے کہ قیامت تک اس سے بہتر ہونی ممکن نہیں اور اس زبان کو شاہجان آباد سے ایسی نسبت ہے جیسے فارسی کو شیراز سے یعنی میان کو لوگوں کی زبان تمام اردو بولنے والوں کو پسند ہے۔ نہیں تو بقول میر اس کے اپنی دستار زقار گفتار کو کوئی برا نہیں جانتا اگر ایک گنوار سے پوچھیے تو شہر والے کو نام رکھتا ہے اور اپنے تئیں سب سے بہتر سمجھتا ہے خیر عاقلان خود میدانند۔ اگرچہ اس زبان میں اکثر فارسی اور عربی اور سنسکرت کے الفاظ مستعمل ہیں اور بعض خوبصورت کچھ تغیر و تبدیل کر لی ہے لیکن اس زمانہ میں اور شہر کے لوگوں نے یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ اردو زبان میں یا تو فارسی کی لغت بہت ملا دیتے ہیں اور یا فارسی کی ترکیب پر لکھنے لگتے ہیں۔ یہ دونوں باتیں اچھی نہیں اوسنے اردو میں نہیں رہتا۔ اور ظاہر ہے کہ اس بات کے لیے کہ کس قدر فارسی کی ترکیب دیا دے اور کون کون سی لغت اور زبانوں کی نہ بولی جاوے کوئی قاعدہ نہیں مقرر ہو سکتا یہ بات صرف اہل زبانوں

کی محبت پر منحصر ہے

شاہجان آباد کے لوگوں کا بیان

اگرچہ لوگ یہ خیال کریں گے کہ میں جو اس شہر کے لوگوں کا حال لکھا ہے وہ بغیر حجب و طعن ہو گا لیکن جن لوگوں کے مزاج میں انصاف ہے وہ میری اس ساری کتاب کو دیکھ کر جان لیں گے کہ میں جو حال لکھا ہے وہ افراط اور تفريط سے خالی ہے۔ حقیقت میں سیان کے لوگ ایسے ہیں کہ شاید اور کسی اقلیم کے منہ پر نہ ہو لیکن شخص ہزار ہزار غریبی کا مجموعہ اور لاکھ لاکھ ہندوؤں کا گلدستہ ہے ہر ایک علی و ہند سے شوق اور دن رات لکھنے پڑھنے ہی سے ذوق ہے۔ ہر ایک کی جبلت میں اخلاق الیا سلا ہے کہ اگر ایک ایک بات اذنی لکھی جاوے تو ہزار ہزار اخلاق کی کتاب بن جاوے اور میر علم دیا ہی ہے مردن ویسی ہی ہے دوست برستی کا کچھ بیان نہیں لکھتا

اور جس کا کچھ نشان نہیں ہے کفر است در طریقت اکینہ داشتن + اکینہ است سینہ جو اکینہ داشتن + ہزار آدمی ہونگے جنہوں نے تمام کرمات ترک کر کر اور خواہش نفسانی کو چھوڑ کر طریقہ سنت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار کیا پس یہ خیال کرو کہ جو غریبی طریقہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے وہی غریبی بیان کرو کہ آدمیوں میں ہے

مردم در جملہ فرشتہ سرشت +	خوشنہ دل خوشخو و چو این شست	ہر چہ نزدیک دل و گور خون	رقہ چو جان در تن مردم درون
ہر سر سو بر تن ایشان ہنر	دامدہ و دیوی شگافی لہر	ہر چہ بعینت سببہ عالم است	است در ایشان دنیا و دست است
وز قلعی ۱۱ چہ بر آرد قسمل	دانشچہ گنجہ زبان قلم	بیشتر از علم دوا بہر ہند	راہل سخن خود کہ شمار دہ چند

اگرچہ بعض بعض جوانان از ادوارہ طبع بھی ہیں اور بعضی سعدی علیہ الرحمۃ کی رسم در ایام جوانی چنانکہ آفتہ دانی + آوارہ فرام اور بود و بعضین بھی معروف ہیں اور جو بختبازی اور ادویات کو اور کچھ کام نہیں کرتے لیکن اسپر بھی سبب باین ایک عیا کاساختہ ہیں اور مٹی کے اور جہل شکار کھیلنے میں انہیں غنیمت است کہ کچھ تو مایہ ہے اور ہزاروں جوان سادہ رونیک خواہیں ہیں کہ باوصف جوانی اور عالم شباب کو مطلق دہشت کی طرف متوجہ نہیں اور وہ طریقہ سلامت روی اور نیک طبیعتی اختیار کیا ہے کہ کچھ تو مایہ ہے اور ہزاروں جوان سادہ رونیک خواہیں ہیں کہ باوصف جوانی اور عالم شباب کو مطلق دہشت کی طرف متوجہ نہیں اور وہ طریقہ سلامت روی اور نیک طبیعتی اختیار کیا ہے کہ کچھ تو مایہ ہے اور ہزاروں جوان سادہ رونیک خواہیں ہیں

ای دلی دای بان سادہ	یک بہتہ ریشہ کچہ نہادہ	خون خور و دستان با شکار است	گرچہ پیمان خورند بادہ +
خزانہ بند زانکہ استند	از نایت ناز خود مرادہ	نزدیک دل آئینہ نگہ جان	برداشتہ گوشہ نہادہ
جای کہ برہ کنند گلگشت	در کوچہ دنگل پیادہ	آسیب صبار رسید بروش	دستارچہ بر زمین فتادہ +
شان در درہ و ماشقان بنال	خونناہ ز دیدگان کشادہ	ایشان ہمد با حسن در سر	وینا ہمہ دل بباد دادہ +
خورشید پرست شد سلطان	زین کہم کلہان شخ سلوہ	گردن در اظہار و سرست	ہند و بیچگان تاک زادہ +
	بر لبہ شان بھوی غول	خسرو جیگیت در قلاہ	

اب میں تھوڑا سا بزرگان سامرین علیہ الرحمۃ کا جی بھش میں سے ہیں شرف ہوا ہوں با اوس زمانہ میں اوس کے وجود یا جود میں عالم کو رونق بخشی حال لکھتا ہوں

ذکر کبار مشائخین رضی اللہ عنہم اجمعین

جناب حضرت شیخ الشیوخ مولانا شاد غلام علی قدس سرہ

سیر کیا مقدور ہو کہ آپ کے کلمات ظاہری اور مقامات باطنی کا حال کچھ سکون کیونکہ حالات آپ کو اوس سے سو ہیں جو بیان ہو سکین اور مقامات اوس سے بہت ہیں چہ کلمہ میں آدین سجان اللہ علم اعلیٰ اور فضل مکال اور تجرید اور تجربہ داور علم و کرم اور مقامات اتم اور ایثار و انکسار آپ کی ذات پر نعم تھے جو کچھ آیا اور جسقدر ہوا سب نام لکھ دیا اور

کبھی کبھی کاظم نکلیا۔ دن رات اللہ اور اللہ کو رسول کو ذکر میں بسر کی اور دنیا اور دنیا کی خبر نہ رکھی۔ میں آنکھ کھلے کس کس کمال کا
 ذکر کروں علم ایسا تھا کہ کھلیکے ہوتا ہوا زہد اور مجاہدہ ایسا کہ بیان اور سکانت میں ہو سکتا تقویٰ اور روح اس درجہ پر کہ سوا اوکھ
 ممکن نہیں اور سچا اور سچا و لیا ہی انکار دلیا ہی اتباع سنت اور درجہ پر کہ انچو اچھے لوگ وہاں قدم نہ رکھ سکیں
 آپ کی صحبت سے استفادہ فیض حاصل ہوا کہ میٹھکر اسٹھنے کو جی سچا تھا۔ وطن اصلی آپ کا موضع ڈالہ ہر پنجاب کو ملک میں
 انہر سر کو پاس واقع ہے اور آپ سادات ملوی سے ہیں۔ والدہ اجداد آپ کو بھی بڑی زہد اور مایہ تھو اور شگلوں میں جا کر
 ذکر و حیر کیا کرتے تھے اور یہ مینوں بناس تپی پر قناعت فرماتے تھے۔ آپ کے پیدا ہونے سے پہلے ایک دفعہ آپ کو والدہ اجداد نے جناب
 امیر المومنین علی ابن ابی طالب کو ام اللہ وجہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ تمہاری ان غریب لڑکا پیدا ہونے والا ہے
 اور مسکو سیر ہو نام کم کرنا۔ اور آپ کی والدہ ماجدہ نے کسی بزرگ کو دیکھا کہ اونھوں نے عبد اللہ آپ کا نام رکھا۔ اور آپ کے
 عم بزرگوار نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اشارت سے اپنا بارت سے عبد اللہ آپ کا نام رکھا اور اسی سبب سے
 آپ کا اصلی نام عبد اللہ اور عرف غلام علی تھا۔ شش ماہی میں آپ نے اس عالم میں قدم فیض لوام رکھا اور اپنی
 جمال جہان آرا سے عالم کو منور کیا بعضی شہر نے آپ کی ولادت با سعادت کی تاریخ میں بھی منقولہ کین اور نہیں سو لک یہ بھی ہو
 سے چون نجم چنچ ہر حضرت غلام علی بد شدہ ظہور فکون در جہان جہان بگفت ہد سن ولاد نہ پیش جو سبب نہ
 دل ہد سہ سپہر ہایت شدہ طلوع بگفت ہد غرض کہ اپنے سولہ برس کی عمر تک تو اسی فوجی میں بسر کی شش ماہی
 آپ کو والدہ ماجدہ نے اس ارادہ سے دہلی میں بلوایا کہ انچو چرنا نامہ ام الدین قادری سے چکلا خزانہ عید گاہ کے چھپے ہے
 بیت کرداد مجاہدی۔ آپ کے پہونچنے سے پہلے شاہ ام الدین صاحب نے انتقال کیا اور جب کہ اللہ تعالیٰ کو اور ہی کچھ بردہ
 غیب حق ظاہر کرنا تھا یہ بات نقاب نقاد فی المتوا میں رہی۔ تب آپ کو والدہ اجداد نے اجازت و اختیار دیا کہ جس سے چاہو بیت
 کرو۔ شش ماہی میں بائیس برس کی عمر میں آپ نے جناب مرزا باستان صاحب علیہ الرحمۃ سے بیت کی اور یہ شہر چھا
 از برای سجدہ عشق آستانی یافتیم ہد سز مینی بود منظور آسانی یافتیم ہد بعد بیت کہ سالہا سال آپ نے پیر و مرشد انچو کی
 خدمت میں اوقات بسر کی اور وہ زہد و مجاہدہ اور ریاضت کی کہ بیان نہیں ہو سکتا۔ دن بدن عروج کمال اور
 شاہدہ جمال شاہدہ بزرگوار اور یہ کاشغہ اور ترقیات فائقہ ہولی مانتا کہ انچو وقت کو شیخ الشیخ اور صاحب ارشاد
 ہونے اور تلقین و ارشاد سلسلہ و ہر وی انچو پیر و مرشد کی جاری فرمایا اگرچہ آپ نے بیت سلسلہ قادریہ میں کی تھی لیکن
 ذکر و کار و شغل و اشتغال طریقہ علیہ نقشبندیہ سے جاری کیا اور ہر طریق کی اجازت حاصل کی۔ اور اپنے
 پیر و مرشد کو انتقال کو بعد سجادہ نشین ہونے اور حقیقت میں سیر و افتادہ بموجب انچو پیر پر بھی فوق لیکٹی سبحان اللہ

کہا آزاد دی تھی کہ مطلق دنیا کا لگا دیتا تھا۔ اللہ اللہ کیا اعانت سنت تھی کہ سرسوی فریق نہ تھا۔ تو کل اس درجہ پرست
کہ کبھی سیطرح کا خیال دل میں نہ آتا اور بادشاہ آرزو رکھتے تھے کہ ہم خانقاہ کو فکر کر لیں کچھ وظیفہ مقرر کر دیں ہرگز آپ
منظر نغرافی۔ ایک دفعہ نواب اسیر الدولہ امیر میرزاں دلی نوک نے بہت التجا سے درخواست تفرہ وظیفہ کی گی اوسکے
جواب میں آپ نے صرف یہ شعر لکھ دیا ہے: ما آبروی فقر و قناعت نمی بریم۔ با میرزا خان گوی کہ روزی مقرر است۔
پہلی ذات فیض لایت سو تمام جہان میں فیض پھیلا اور ملکوں ملکوں کے لوگوں نے ان کی بیعت اختیار کی پیو حضرت کی خانقاہ
میں اپنی آنکھ سے روم و شام اور بغداد اور مصر اور چین اور حبش کے لوگوں کو دکھایا جو حاضر ہو کر بیعت کی اور خدمت
خانقاہ کو سعادت بادی سمجھی اور قریب قریب اکثر مشرکوں کا مثل ہندوستان اور پنجاب اور افغانستان کا نوکچہ ذکر نہیں
کہ مٹی دل کی طرح اوسندہ تھے سچ ہے جو کعبہ قبلہ حاجت منداز دہرے عید۔ روز خلق بدیدارش از بسی فرسنگ۔
حضرت کی خانقاہ میں ہاں تو فقر سے کم نہیں رہتا تھا۔ اور سب کا روٹی کپڑا آپ کے ذمہ تھا اور ابودیکر کہیں سو ایک جبر
مقرر نہ تھا اللہ تعالیٰ غیب الغیب سب کام پہنچاتا اور سپہ فیاضی اور سخاوت اس قدر تھی کہ کبھی سایل کو محدود نہیں پیرا
جو اسو خانگا وہ دیا۔ جو پیر عہدہ اور تھنہ آگیا پس آتی اوسکو بیچ کر فقرا پر صرف کئے اور میرا گزی گاڑھا موٹا جھوٹا
تمام فقروں کو میسر ہوتا دیا ہی آپ بھی پہنچتے اور جیکھا نا سب کو میسر ہوتا ہی آپ کھاتے۔ سبھا فخر کر کہ بشر کی طاقت
کو ایسی بات کر سکی اگر کوئی عرض کرے کہ حضرت آپ انچر لیے تو یہ کپڑا لہجہ اور یہ آرام کی چیز بنائے تو آپ یہ قطعہ پڑھا
کرتے قطعہ خاک نشینی است سایا نیم۔ تنگ بودا فیر سلطانیم۔ بہت بسی سال گرمی پوشش۔ کہ نہ نشہ جان
عریانیم۔ اگر کبھی کچھ اسباب اور سامان دنیا کا ذکر آتا تو ارشاد فرماتے: عرض قلع نیست بیدل و زرب اسباب
جان۔ ہرچہ ہاں اور ہم زبان ہم اکثری در کار نیست۔ آپ کی اوقات شہین نہایت منضبط تھی کلام اللہ اکبر
حفظ تھا اور تحقیق قرأت بھی بہت خوب تھی۔ نماز صبح بہت اول وقت ادا فرما کر دس بارہ کلام اللہ کے
تخم قرانی اور بعد اوسکے حلقہ مریدین جمع ہوتا اور تا نماز اشراق سلسلہ توبہ اور استغراق جاری رہتا بعد ادا کر
نماز اشراق کے تدریس حدیث اور تفسیر کی شروع ہوتی۔ جو لوگ اس جلسہ کے بیٹھنے والے ہیں اوسو پوچھا جاسی
کہ اوسین کیا کیفیت ہوتی تھی اور پڑھنے پڑھانی سننے سنائی داون کا کیا حال ہوتا تھا جان نام رسول خدا کا
آپ بیاب ہو جائو اور اس بیابی میں حاضرین پر عجب کیفیت طاری ہوتی تھی سبحان اللہ کا بیخ تھوافتی باللہ اور
ماشق رسول اللہ۔ علم حدیث اور تفسیر نہایت مستحضر تھا اگر با جبار علوم نقلی خاتم المؤمنین و المفہرین تعمیر کیا جاو
تو بھی زیبا ہے۔ اور اگر با جبار علوم عقلی سراد فلسفیان متقدمین اور متاخرین لکھا جوی تو بھی مجاہد ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان کو کیا بیچ معلوم پیدا کیا تھا کہ ہر ایک علم ظاہری اور باطنی میں درجہ کمال بہ انتہائی کمال حاصل تھا۔ بعد اس
درس و تدرب پس کو آپ کچھ تھوڑا سا لکھا کہ عبادت معبود کو کافی ہونا دل فرما کر اتباع سنت نبوی فیلولہ استرحت میں آرام
کر دے تھوڑی سی دیر بعد دل وقت اظہر نماز اظہر اور فکر کچھ درس و تدرب پس حدیث و تفسیر و فقہ اور کتب لغت میں مشغول ہونے
اور بعد نماز عصر نماز مغرب حلقہ مریدین جمع ہونا اور ہر ایک آپ کی توجہ سے علوم دین حاصل کرتا۔ ہمیشہ تمام رات آپ بیٹیاں
فرمانے سے شاید کہ گھڑی دو گھڑی بمقتضای نسبت غفلت آسانی ہو سودہ بھی جانا نہ پڑ برسوں آپ جو چاہا پانی پر استراحت نہیں
فرمائی اگر نیند کا سبب غلبہ ہو یا وہ نہیں اللہ اللہ کہ فریضہ۔ آپ کی خانقاہ میں عجب عالم ہوتا تھا بورہ کا فرش رہتا تھا اور
اسی کی سر پر ایک مصلے کبھی بورہ کا کبھی اور کسی چیز کا پڑتا تھا اور وہیں ایک کتبہ عجیبی کا لکھا تھا آپ و نزات اوسی
مصلیٰ پر بیٹھو رہتے اور عبادت معبود کیا کرتے اور سب طالبین گرد و گرد آپ کا منہ باندھ بیٹھتے اور ہر ایک کو بعد اذنی مصلیٰ
ہوتا۔ اگر کسی کچھ فرش فروش کا ذکر آتا تو آپ ارشاد فرمائی کہ مصلیٰ زیر دھنگے بالا۔ نہ غم دزد و نہ غم کالا۔ گر کی بوریا و پوشکی
و کی پیر دزد و دوشکی۔ ایفقد پس بود جہا لی را۔ عاشق رند لا ابالی را حق یہ جو کہ ایسا برشتہ تان شیخ و کینے میں نہیں آیا۔
اور میں تو اسباب پر عاشق ہوں کہ باوجود اتنی آزادی اور از خود رنگی کہ سر ہوا حکام شریف سے سنا دزد تھا اور جو کام
تھا وہ ابنا بلع سنت تھا فقہ شنبہ سے شایب پر پیر کر فرما اور مال شنبہ ہرگز نہ لینے جو شخص خلاف شرع اور سنت ہوتا اس سے
شایب خطا ہونے اور اپنی باس اوسکا آگاہ کرنا اور فرماؤ قطعہ امر وایا رازق پر ہن ہا بلکش برغانمان انگشت میل
باکمن باجلہا ان دوستی ہا یا باکمن خانہ در فرور دہل ہا میری تمام خاندان کو اور خصوصاً جناب والد ماجد کو آپ سے
شایب اعتقاد تھا اور میری جناب والد ماجد اور میری پڑی سبائی جناب انتظام الدین و سید محمد خان بہادر مرحوم کو آپ کی
سویت تھی۔ اور آپ کی میری خاندان پر اس قدر شفقت اور محبت تھی کہ میری والد ماجد کو اپنی فرزند سی کم نہیں سمجھتے تھے
میری والد ماجد بھی آپ کی صحبت کی برکت سے آزادہ مزاج اور دارستہ طبع تھے کبھی کبھی بہودب اس مصرع کے
کہ رمای تو مار کو گناخ ہا کوئی بات گستاخانہ عرض کر تو باکوئی حرکت آپ کو خلاف مرضی سرزد ہوتی تو آپ بار بار ارشاد فرمائی
کہ اگر چہ جو اپنی نیت غم نون و فرزند سی دور رکھا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کی مرضی منوی کہ اس شخص کی محبت اپنی فرزند
سی ہوا ویدی۔ چہا ہو سو کو اور چہا ہو سو کو۔ میں ہر روز آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا تھا اور آپ اپنی شفقت اور
محبت سے مجھ کو اپنی باس مصلیٰ پر بیٹھا لیتے اور شایب شفقت فرمائی کہ کبھی میں کچھ تیز تو ہوتی نہیں خصوصاً حاضر میں
چہا ہا سو کو چہا ہا سو کو تازہ برکت تیز تیز مجھ سے دہن اور آپ اوں سب کو گوارا فرمائی تھے اپنی داد کو تو نہیں دیکھا آپ
کو رواد حضرت کہا کرتا تھا۔ آپ کے کلمات اور فرق عادت اوسی سے زائد میں کہ بیان میں آسکین اس واسطے

اس مختصر میں ادنیٰ گناہیں نہیں دیکھتا اور میری نزدیکی ایسے شخص کی کرامت کا بیان کرنا اور سبکی تیرے سوا کسی کو نہ کہ فقیر کا
رہنے اور سوا کسی کو ہے۔ غرض کہ سالانہ سال تک آپ کی ذات فیض آیت سید عالم منور رہا۔ اور جو کہ ہر ایک کو اس دارالافتا
سودا رہا تو چلتا ہو آپ نے بھی اہستہ کردن صغریٰ بانیسویں مسئلہ ہجری میں اس جہان سے انتقال کیا اور آپ کی خانقاہ
میں آپ کی پیر کے مہلو میں دفن کیا انا تھو وانا الیہ راجعون۔ نور اللہ مضجیہ۔ آپ کی انتقال کی تاریخ ہے۔ آپ جو وصیت فرمائی
تھی کہ مہلح خواجہ بزرگ شاہ نقشبندی علیہ الرحمہ کو جنازہ پر پیشہ مرشد ہو گو تھے اوسیلح میری جنازہ پر بھی پیشہ مرشد ہوں اور
وہ شعر یہ ہیں۔ فلسفہ نیم آمدہ در کوی تو نہ شئی اللہ از جمال رومی تو نہ دست بکشنا بانب نسیل اماہ آفرین
بر دست و بر بازوی تو نہ اور آپ جو بھی فرمایا تھا کہ یہ دو شعر عربی اور فارسی بھی میری جنازہ پر بالجام خوش پڑھنا
شعر عربی وقت الی الکرم بغیر زادہ من الحسنات والقلب سلیم فان الزاد اقیع من قبیح اماہ اذا کان الوفود
الی الکرم اماہ اشعار فارسی بر سر ناک من بیانندہ ر عشق بر سر اماہ کز جذبات عشق تو فوہ رزناک بر زخم نہ بعد ہزار
سال اگر کہ دم گذر کنی اماہ مشک شود و غبار من روح شود ہمتہ تم اماہ محبوبت کہ یہ اشعار پڑھو مجاہد سخن ہزار آدمی حاضر
سخو اور سب لوگ ہمایو ر و ن سخو اور عجیب لطف اور فیض اور کیفیت تھی۔ آپ کی ملفوظات بھی بہت خوب خوب ہیں
اور نین سو ایک یہ بھی ہو کہ آپ فرمایا کرتے تھے کہ فقیر میں چار چیزیں چاہئیں دو تو توئی دو بات اماہ باؤن تو ٹوٹے
اور دین انہیں ثابت

جناب حضرت مولانا شاہ ابوسعید نور اللہ مدظلہ

آپ حضرت شاہ غلام علی صاحب کو خلیفہ اعظم میں اور آپ کی انتقال کو بعد آپ ہی سجادہ نشین ہوئے تھے لیکن اس بات کو
بھی خیال کرو کہ آپ حضرت مجددی اولاد میں ہیں جو حضرت شاہ صاحب کو پیران پر سخو اور واقع میں حضرت شاہ صاحب
بھی آپ کو دیسا ہی سمجھتے تھے اور نہایت تعظیم و تکریم فرماتے تھے۔ نسب آپ کا حضرت مجدد دیک اسطرچہ پہونچتا ہو کہ شاہ
ابوسعید بیٹو حضرت صفی اللہ کہ اور حضرت صفی اللہ بیٹو حضرت غزیر القدر کہ اور حضرت غزیر القدر بیٹو حضرت محمد عیسیٰ کہ اور حضرت
محمد عیسیٰ بیٹو حضرت سیف الدین کہ اور حضرت سیف الدین بیٹو حضرت خواجہ محمد مصوم کہ اور حضرت خواجہ محمد مصوم بیٹو
حضرت مجدد ثانی کہ رحمۃ اللہ علیہم جمعین۔ اور حضرت مجدد شیخ فاروقی ہیں یہ شرافت اور علوم تیرے توازن و تواضع کے
تھا اور علاوہ اسکے صفات ذاتی اور کمالات ظاہری اور باطنی ایسے تھے کہ جب کا کچھ مدد و حساب نہیں۔ حافظ کلام اللہ
اور عاشق رسول ابیہو دم دینی آپ کو بہت مستحق اور دن رات انہیں کو درس میں گذر فرماتے تھے علم قرأت میں بکثرت
روزگار سخو کلام اللہ ایسی خوش آواز اہل کمال قرآن سو پڑھتے کہ گوں دور دور سو سخو آتی۔ پہلا پہل قرآن نے

سولانا شاہ درگاہی صاحب علیہ الرحمۃ سو کھ بڑی اولیاء وقت سے سلسلہ قادریہ میں سیت کی تھی اور نسبت باطن بجزئی حاصل کر کے پیری و مریدی کی اجازت لے تھی۔ لیکن ان پڑھانوں کو نسبت فی زور کیا اور اسی طریقہ تشبیب کی طرف مہینا کہ آنچو دوبارہ حضرت شاہ غلام علی صاحب سو سلسلہ نقشبندیہ مجددیہ میں سیت کی اور از سر نو تمام مقامات کو حاصل کیا۔ آپ کی شکل و شمایل بہت ندرانی تھی بڑھیاں راچی صحبت میں حاضر رہتے کو دل چاہتا۔ اور جب ایک شیخ دوسو سہ شیطانی لکھ داتا۔ اوقات آپ کی بعینہ حضرت شاہ صاحب کی اوقات تھی۔ عرف خالصہ اندر شش خط نسخ کلویان صاحب سو کی اور کلام اللہ کو لکھ کر وقف کچھ۔ اگرچہ تعلقات ظاہری شکل زن و فرزند آپ کو حضرت شاہ صاحب کی نسبت زائد تھے لیکن ویسی ہی و تعلق حاصل تھی باہرہ اور بیہمہ سو بھی کچھ زیادہ قدم رکھا تھا۔ اشاعہ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بدرجہ کمال تھا کوئی بات خلاف سنت نہ کہ تو اہر دم پیر وی سنت ہی کا خیال کھتے۔ اخلاق محمدی اس وسعت سے تھا کہ ہر شخص ملحق والا بھی جانتا تھا کہ مسی عنایت اور شفقت آپ کو میری حال پہ اس سے سوا دوسری برہنیں۔ حقیقت میں نواضع کو بدرجہ کمال پہنچا تھا اور سخاوت کو حد زیادہ اختیار کیا تھا۔ حضرت شاہ صاحب اکثر فرمایا کرتے تھے کہ مجھ کو ابو سعید سو فری تیرے اگر فقیری کی تو کیا اگر کسی کا کچھ غم نہیں رکھتا ابو سعید کو دیکھو کہ باوصف ملائق دنیاوی کو کیا انچہ سود کی عبادت میں مصروف ہے کہ گویا مطلق کچھ تعلیق ہی نہیں رکھتا۔ آپ کی صحبت سے ہر شخص کو ایک فیض ملتا۔ اور اجماع خاطر اور توبہ الی اللہ حاصل ہوتا۔ وہ دادہ طریقہ پر کو خوب بنا ہا بلکہ اس سے بھی ایک آدھ قدم اگر رکھا۔ آپ کی ذات سے بھی ہزار آدمیوں کو فیض ہوا اور طرح طرح کا فیض ہر ایک کو آپ سے ملا۔ بعد انتقال شاہ صاحب کے آپ ان کی جگہ سندر شاہ پیر شیخ اور سالار صاحب کو گون کو آپ کو فیض صحبت سے علوم رتبہ اور کمال مدارج حاصل ہوئی کہ اسی اثنا میں صحبت رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام فرست غلبہ کیا اور آنچو زیارت حرمین شریفین کا ارادہ کیا اللہ فرمادہ بھی پورا کیا اور حج اور زیارت مدینہ منورہ نصیب کی۔ ہر وقت مرحمت کے بمقام ٹونگ ایک انتقال ہوا۔ آپ کو لاشہ مبارک کو دلی میں لاکر دفن کیا۔ حضرت شاہ صاحب کو پہلو میں دفن کیا۔ ولادت آپ کی شمس الجہری میں ہوئی اور یہ سمر متاریخ ولادت۔ ہے سمر ع حافظہ و عالم و ولی بادادہ وفات آپ کی شمس الجہری میں عید کردن اہنہ کہ ہوئی۔ اور نیزہ اللہ مضجہ۔ آپ کی وفات کی تاریخ ہر اور یہ قطعہ بھی تاریخ وفات میں ہر قطعہ امام و مرشد یا شاہ ابو سعید سعید بہ بعد فطر چنڈہ وصل جناب خدا + دلی شگستہ و منوم گفت تاریخ شش بہ ستون محکم دین بنی قتادہ زیا

جناب حضرت مولانا شاہ احمد سعید صاحب سلسلہ اللہ تعالیٰ

آپ شاہ ابو سعید صاحب کے بڑے بیٹے اور بانی شین میں۔ کالات ایک اوس سے سوا میں جو بیاضین آدین اور صفات

آپکی اوس سی بہت ہیں جو کبھی جاوین۔ حافظ کلام اللہ ہیں اور طبع سنت رسول اللہ۔ انجی پیردن کی طرح سلسلہ ارشاد و فیوض اور نوبہ اور استغفار جاری ہی۔ اور حق پونچھو نواب انصاف کی ذات فیض آیات سی خافقہ کوروفتی ہی۔ علم حدیث وفقہ و تفسیر بدرجہ کمال حاصل ہی۔ و نزات شغلہ درس و تدریس جاری ہی سایل دینی آپکو فیض سوسل ہی تو ہیں اور فتویٰ شرع سنہیف آپ کی مہر سی سبکل کیجی مانی ہیں قدم مقدم انجی بزرگوں کو طریقہ برعلی ہیں اور انجی بیرون کا طریقہ برتو ہیں نسبت باطنی بہت مستحکم ہی سیکڑون آدمی آپکو فیض و معارف شکلا سی نکلتی ہیں اور مدارج اعلا کو پہونچتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسی بزرگ کو سسلا رکھیں سی خاندان مجدد و یتیم ہی آمین ثم آمین۔ ولادت آپکی سلسلہ اجری میں ہوئی ہی اور۔ سطرہ نردان۔ آپ کی ولادت کی تاریخ ہی۔ اگرچہ عمر شریف چھ یا سبیل حد سنین طوفان تو ہیں لیکن مدارج کمال کو ہزار در ہزار لو تو ہیں۔ آپ نے بھی جناب حضرت شاہ غلام علی صاحب سی بیعت کی ہے اور اونسین سی خلافت پائی ہی لیکن انجی جناب والد سی بہت سافین حاصل کیا نرنی در ترقی پائی اور انسوی بھی خلافت حاصل کی۔ اب اوکو انتقال کو بعد آپی سجاد و نینسین ہیں اور ارشاد و نصیحتیں میں معروف۔ اللهم مع السلیل بطلو حیاتہ وضاعف مدارج المؤمنین بطلو بقائہ

جناب حضرت مولانا شاہ عبدالغنی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

آپ بھی جناب شاہ ابوسعید صاحب کو فرزند ارجمند ہیں اور حقیقت میں نور خاندان ہیں آپکا طوہر ہی عباد ہی اور رنگ و ہنگ ہی نرالا ہی۔ آپ بھی حافظ کلام اللہ ہیں اور عالم الحدیث رسول اللہ۔ ولادت آپکی چھ سوین شعبان سنہ ۱۱۳۰ اجری میں ہفتہ کو دن عشا کو وقت ہوئی ہی۔ خورد سال ہی میں جناب حضرت شاہ غلام علی صاحب آپکو توبہ دیا کرتے تھے۔ جب بڑی ہوئی انجو والد اجد سی بیعت کی اور طرح طرح کا فیض حاصل کیا بعد اوکی انتقال کو جناب مرزا شاہ مغربیگ صاحب سو کہ بڑی خلفا ہی حضرت شاہ غلام علی صاحب سو تھے اور قوت نسبت بدرجہ کمال رکھتے تھے ہزار در ہزار فیض حاصل کیے۔ اوقات آپکی ایسی خوب ہی کہ اگلے زمانہ کو اچھی اچھو دیندار لوگوں کی بھی شاید ایسی ہوئی ہوگی۔ مسجد میں بیٹھو رہنا اور طریقہ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بر تاد نزات آپکا کام ہی خوشحال اوس شخص کا کہ جو انجی کی طرف کو برنی اور دنیا و مافیہا سو خبر نہ کو۔ اسقدر ابداع سنت اختیار کیا ہی کہ اگر آپکو آسمان و زمین کے رہنے والو محی ہستہ وقاس ہدیہ لکھ کر پکارین تو سباجی۔ اوکو نزدیک سوا ہی اعتراف کہ مکرم شریف کو سخت سی سخت کئی سعیت نہیں۔ ارتکاب اوس امر خلاف سنت کا جبکہ ہم کم محبت لوگ بال سی کم جان تو ہیں اوکو نزدیک امر محال ہی اس تقویٰ اور روح کو خیال کرو کہ عرف اس خیال سو کہ ہندوستان میں جو طریق پیچ و شر بعض بعض نوکر وغیرہ کا جاری ہی وہ از رو ہی شرع شریف کے درست نہیں اول پیردن کو مڑو سو واقف نہیں۔ جب کوئی ایسا کرے تو محال

پیری زبان نہیں جو میں آپ کی اور سو او ذہنت کی قرآن کر سکون مرث ابتداء سنت کو لہو ہزار اہمت و نیا و دون پر
لات ماری جو اور گوشہ نشینی اختیار کی جو ملاقات اور مکالمات میں ہرگز پیری سنت کی نہیں چھوڑا اور او ذہنت کے
ترک سو کسی چیز کو برا نہیں جانتا تو فانی الفت اور موفی الشریعت اور شہسوار میدان طریقت اگر پوچھو تو آپ کی ذات
فیض آیات جو۔ پس جس شخص کا اور او ذہنت میں یہ حال ہو تو بوجہ غیال کر کہہ بری بری باتوں میں کیا در اعتیاد
ادیکار بربہ اتقا ہوگا۔ اہم بلکہ فی عمو دارنہ در تہ فی الدارین آمین یارب العالمین ۔۔۔

شاہ محمد آفاق طالب شہاد

آپ کی کمالات اور مجاہدہ اور زہاد اور مکاشفہ تمام عالم میں مشہور ہیں آپ بھی اس زمانہ کو طرے ولی اللہ ہون میں
سوئے۔ لبث باطنی اس قدر قوی تھی کہ بڑی بڑی صاحب نسبت او سکرا و دشمنان کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ مقامات
فقیری بہت صاف تھی نسبت الی اللہ بہت درست تھی پیری سنت رسول مقبول نہایت مد نظر رکھتے تھے سو سیکینی
اور شگنی بدرجہ کمال حاصل تھی انچوتین بھی مثل اور نقش و نگار دیوار تصور فرمایا کرتے تھے۔ نسب آپکا بھی حضرت
مجدد الف ثانی تک پہنچتا جو اور آپ بھی حضرت مجدد کی اولاد میں ہیں۔ حضرت خواجہ مبارک الدین صاحب سے
کہ بڑی بر دست فقیر تھے سلسلہ مجددیہ میں انچوتین کی تھی اور کمال مدارج حاصل کر کے اجازت پیری بریدی
کی حاصل کی تھی اور انچوتین سے کہ انتقال کر گئے اور انچوتین ہو کر اور ان اشعار سے ایک سلسلہ خوبی معلوم ہوگا اشعار

اور آفاق افسانہ صاحب بنی	انچوتین سے کہ انتقال کر گئے اور انچوتین ہو کر اور ان اشعار سے ایک سلسلہ خوبی معلوم ہوگا اشعار
خواجہ میرزا علی صاحب بنی	خواجہ میرزا علی صاحب بنی
خواجہ میرزا علی صاحب بنی	خواجہ میرزا علی صاحب بنی
خواجہ میرزا علی صاحب بنی	خواجہ میرزا علی صاحب بنی

اور ملادہ اسکو آپکو سب سکون میں اجازت پیری اور بریدی کی حاصل تھی آخر کرسی مضمون صادق آیا کہ مصرع
فرض خاستا سوفا ہو گیا۔ یعنی محرم اشعار کی ساتوین تاریخ کو بدہ کردن نماز مغرب کو کہ اور آپ فر اس جہان
فانی سو عالم جاودانی کو رحلت فرمائی انا اللہ وانا الیہ راجعون جمعرات کردن آپکو مثل پورہ میں دفن کیا۔ خواجہ بلوچ
احمد صاحب نے جو بڑے بڑے خواجہ ملا الدین احمد صاحب کے ہیں یہ شعر تاریخ وفات میں نظم کیا شعر
از سرایس گفت اہل جہان ۔۔۔ شاہ آفاق رفت از دنیا

حاجی علاء الدین احمد سلمہ اللہ تعالیٰ

آپ شاہ آفاق صاحب کی خلیفہ اور سجادہ نشین ہیں اور حقیقت میں انچوتین کی نشان دہانی ہیں اس زمانہ میں ایسے کو کہ

خلق کو فیض باطنی کی طرف ہدایت فرمائی اور مسئلہ اخیر میں عالم بقا کو راہی ہوئی حضرت ابوبکرؓ کی جناب جنت ماب مولانا فخر الملت قدس سرہ نے اپنے پیر و الاقتدار کی خدمت میں علوم ظاہری اور باطنی کو تحصیل کر کے مرتبہ خلافت حاصل کیا اور بعد ازاں کچھ سال نواب نظام الدولہ نام رنگ اور ہمت یار خان کی سرکار میں بسر کی اور وہاں بھی ان کو انعام و شہرت کی برکت سے بہت کم تشنگان باوہیضالت فرما رہے ہدایت حاصل کی۔ ازلیکہ قدیم الایام سے تعلق پر ترک غالب شادان سودا برداشتہ ہو کر اجیر شریف کی طرف تشریف فرما ہوئی اور چند روز اس بارک خدوہ و اسلان بارگاہ ذوالجلال قطب الاقطاب خواجہ حسین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کو وسیلہ سے روانہ کیا قیام اغینا کر کیا۔ اور بعد ازاں کچھ عرصہ ملاوٹس احمد شاہی میں کم مطابقت شہداء ہندی کو ستا شایہ جان آباد میں تشریف لائے اور وہی ہدایت و ارشاد سے ایک خلق بہرہ مند اصحاب تیار ہوئی اور یہ عجب کرامت حضرت کی ذات فانیہ البرکات کو ظاہر ہوئی کہ آپ کو خلفای بادشاہ اطراف ہندوستان میں باعث نجات گشتگان روزگار اور مادی مکران تہ کار ہوئی۔ چنانچہ اس زمانہ میں نواح پاک پٹن میں حضرت شاہ سلیمان صاحب شکاشمہ وفات سے قاف تک پہنچا جو آپ ہی کے خلفا میں سے ہیں کہ اوہی برکت سے ہزار باطنی اور فیض باطن نصیب ہوا اور از بسکہ حضرت مدوح مقبول خدا کی لایزال مخلوق الدین بھی ایسا قبول خاطر ہمہ پہنچایا کہ گروہ گروہ وصول نجات اور تحصیل ہدایت کو واسطی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور آپ کے ارشاد کو ناسخ و حکم وحی کے راست اور درست چلتے۔ چنانچہ اسے ذوالاقتدار اور سلطان عہد تھے آپ کی بیعت سے شرف ہو کر آپ ہی کی خاک در کو وسیلہ آبر و اور آپ ہی کے غبار آستانہ کو "ایع عزت و اعتبار سمجھتے تھے۔ لیکن سہمان الدن نشان مقبولیت یہ ہو کہ حضرت باوجود اس عہد و ارباب دنیا کے ہر دن کو ساتھ و خلق محمدی خرچ کرتے کہ اس کا بیان خاصہ راقم کی مجال نہیں باوجود اس کمالات ظاہری اور باطنی کے کہ اوہ دنیا داروں کی نظر توجہ کو فیض سے ہزار درویش بالکال پر شرف رکھتا تھا۔ آپ سادہ دینی کے ساتھ رہتے اور لباس درویشانہ وجہ اور عامہ فقیرانہ کے چندان عقیدہ سنوئے کیا خوب کاشیغہ فیہ از علیہ الرحمۃ و العزیزان نے حاجت بیکارہ ترکی دشمنت نیست۔ ہر دین شریف باخش و کلام تہری دار یک کتاب نفعاً عمیقاً اور رسالہ درجہ اور فخر جس حضرت کی نالیفات سے ہے اور کا دیکھنا آپ کی ماست علمی پر دلیل قاطع اور بران مسلط ہے۔ سن تشریف متبرک ہو چو سچا اور مسئلہ اخیر میں عالم بقا کو راہی ہوئے۔ خورشید و دجانی۔ آپ کی رحلت کی تاریخ ہے۔ فرار کا پکا متصل مروافہ جاردیواری مرتد مبارک حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی نعمہ الدن فقیرانہ کے دفع ہے اور اس کا ذکر باب اول میں ہو چکا۔ ہر چند راقم نے مسک یہ امتیاز کیا تھا کہ بن بزرگوں کی خدمت میں خود پہنچایا ان کے جال بالکال سے اپنی نگاہ کو شرف کیا اور کمال اس تذکرہ میں مندرج کر کے جو احوان حضرت کے زمانہ سے اس عہد تک بہت فاصلہ ہے لیکن جو کہ ان کا زمانہ کر

احوال سے فرین کرنا اس کتاب کا مد نظر تھا کثرت عقیدت اور ارادت و فرما کہ حضرت کو احوال کا لائق تھا کہ اس خیران کو کہہ کر جو

جناب مولانا قطب الدین علیہ الرحمۃ

حضرت موصوف کو فرزند ارجمند ہیں اور حضرت کی وفات کے بعد اس خلافت پر بیٹھیں رہے۔ اپنی تہذیب و قوم میں کھینچ کر
کچھ حاجت نہیں یہی کافی ہو کہ ایسی جہن کے فوہمال اور ایسی فوہمال کے شمرے شعر اصل و فرعی کا کہ بی بی حاصل
کبار اندہ آفتاب و پرورش از ہم جدا ہوا گرفت ہا شہر ہوں ماہ محمود الحرام مسئلہ جہی میں عالم غانی سو رنگ
بقا کی طرف راہی ہوئی اور ہزار مبارک خواہ قطب الدین بخیار کا کہ علیہ الرحمۃ کے جوار میں مدفون نامہ دانا اللہ عین

جناب حاجی حضرت غلام نصیر الدین عرف کا الیہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

آپ جناب حضرت مولانا قطب الدین صاحب کے فرزند ارجمند ہیں۔ عمامہ آپ کے غیر تحریر اور جلیل تقریر سے باہر ہیں افغان
اس وصیت سے ہے کہ جب کا کچھ بیان نہیں ہو سکتا سکینی اس درجہ پر ہے کہ اس کا اظہار نہیں کر سکتا۔ اوقات آپ کی
بہت خوب اور حرکات آپ کو نہایت محبوب ہر دم و لحظہ و طیفہ سخاوت نہیں رہتے بات کرنی بھی اچھا گو یا مشکل ہوتی ہے
جب کوئی کچھ پوچھے اس کا جواب لاچار دیا جاتا ہے اگرچہ اس وقت ظاہر میں زبان تشغیل ہی باذرتی ہے لیکن دل
اوی طرح مشغول حق رہتا ہے۔ اس زمانہ میں ایسا نامی گرامی شیخ نہیں ہے۔ حضور والا اور تمام سلاطین اور
جمع امرا و عظام آپ کے نہایت متقدم ہیں جس مجلس میں آپ تشریف لاتے ہیں ہر شخص بڑا اختیار و روتا ہے اور قدموں پر
گرتا ہے اور اپنی سعادت ابدی سمجھتا ہے۔ سختی مدت ہوئی کہ آپ پر شوق الہی غالب ہوا اور انہو داد صاحب کو فیض
حاصل کرنے کو دل چاہا اگرچہ وہ فیض سینہ سپرہ اپنی جناب والد ماجد مرحوم سے پایا تھا لیکن یہ شوق ایسا ہی اور نچیت
وہ ہو کہ طالب اس کا بس نہیں کہ نامتناہی و تیر جاؤ و تیرا ہی اور نامتناہی تیرے سفر اختیار کیا اور زیارت میں شرفین سے
شرف ہوئی اور پاک پٹن میں تشریف لگئے اور شاہ سلیمان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ کہتے ہیں کہ شاہ سلیمان صاحب
اس بات کو نہایت غنیمت سمجھے اور ان کے قدم و مسیت لازم ہو ہزار بافر کیے چند کروہ استقبال کو آئی اور باغز و کلام
لگئے۔ چند مدت آنچہ وہاں تشریف لگے اور کچھ فیض اور برکات انہو داد صاحب کی تھی اوکو پھر تجدید کیا اور خست ہو کر
شاہ جہان آباد میں تشریف لا کر اب ہمیں رونق افروز ہیں۔ سن شریف آپ کا پاس سے متجاوز ہے۔ محبت آپ کی غنیمت ہی
اللہ تعالیٰ ایسی بزرگان حق پرست کو سلامت رکھے

خواجہ محمد نصیر رحمۃ اللہ علیہ

آپ کے صفات حمیدہ اور اخلاق پسندیدہ اس سے سزا ہیں جو کہنے میں آویں ادا اس سے بہت ہیں جو کہے جاویں۔

آپ کو اس میں خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کے جو بڑی نامی مشائخ تھے اور ان کا نام تمام عالم میں مشہور ہے۔ ولادت آپ کی
 ششلاہری میں ہوئی اور ابتدا میں طالب خدا ہو کر محبت میں ہی میں حضرت خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر رہتے
 اور قویہ لیتے بلکہ اسی زمانہ میں خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ سے بیعت کی تھی۔ جب کہ آپ کا سن شریف دس برس کا ہوا خواجہ
 میر درد علیہ الرحمۃ نے وفات پائی اور دروعدالی کا آپ کے نصیب ہوا آپ ہمیشہ انجیر کی عبادت میں دل شکستہ اور باخشنہ
 سا کرتے تھے سچ پر سچ یہ داغ دے ہو کہ دشمن کو بھی نصیب نہ ہو بلکہ اگر کافر علوم میں خصوصاً با مینات میں بہت خوب دخل تھا
 علم سنی بہت خوب جانتے تھے اور مال اور لے سے ایسی واقف تھے کہ بڑی بڑے استاد ان کے سامنے کان کپڑے تھے
 اور نیک جا بگزام لیتے تھے علم صاحب کو اس سے زیادہ جانتے تھے اور مسائل حساب میں وہ مہارت بہم پہنچاتی تھی کہ مسائل کا ناخجل
 جوابانی مل فرماتے تھے چنانچہ خیال اور صاحب میں ان کی تصنیفات سے رسالہ موجود ہیں۔ یہ توصفات ظاہری تھیں اور کمالات باطنی
 میں ان سب سے رتبہ بڑا تھا اور وہ مقام ہی اور تھا۔ کمالات باطنی خواجہ میر اثر صاحب سے کہ خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کو چھوٹے
 سبائی تھے حاصل کیے جبکہ خواجہ میر اثر علیہ الرحمۃ کا انتقال ہوا خواجہ صاحب میر علیہ الرحمۃ خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کو فرزند ارشد
 ستارہ نشین ہوئے۔ جبکہ ان کا بھی انتقال ہوا تو آپ کی ذات فیض کیات سے اس سند باطنی کو رونق تازہ حاصل ہوئی ہر مہر و نور
 اور چھوٹے میں کو مجلس میں لازمی کی آپ کے دربار ہو کر رہی۔ آپ کو صبر میں درجہ کمال حاصل تھا اور دنیا سے مطلق لگاؤ نہ تھا
 اور آپ بڑی مالی خاندان میں۔ نسب خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ کا نواب قطب خان جاناگیر ہی تک پہنچتا ہے اور ان کے پوتے خواجہ محمد ناصر صاحب
 منصب داران بادشاہی میں تھے کہ یکایک خدا طلبی کا شوق ہوا اور شیخ سعد الدین العارف شاہ گلشن صاحب کی خدمت میں
 حاضر ہو کر ادریت تک فیض حاصل کیا اور اس دنیا و دون کو چھوڑ چھا کر بموجب ہایت شاہ گلشن صاحب کے خواجہ محمد زہر
 صاحب سے بیعت کی اور بہت جلد اور مجاہد دیکھے اور قطب دست ہوئے کہ اب تک یہ سلسلہ سلسلہ بسلا چلا آتا ہے۔ والد باہر
 آپ کے میر کو صاحب اکبر آبادی بہت صحیح نسب سادات سے تھے اور نسبت دادادی کی خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ سے کہتے ہیں اور بیعت
 بھی انھیں سے کی تھی۔ اوصاف حمید و انجلی لافعد و لا تھوی ہیں میر علی طاقت اور ان کے بیان کی نہیں۔ آخر کو دوسری شلال
 شلالہ اجری کو آپ نے وفات پائی اور دوسرا وقت مخلصان خاص کو دیا کہ بھی کبھی آپ شریعتی کہا کرتے تھے اور شیخ غلصر
 کیا کرتے چنانچہ یہ چند اشعار آپ کی طبع از دستہ ہیں

اشعار ہندی

خط و کھرا دھر تو میرا دم اولٹ گیا	تھامد ادر دھر بدیدہ پر شہم اولٹ گیا	یقین ہو گیا دیکھا اوسکا فاست
کہ بیشک قیامت میں دیدار ہو گا	کہو کہی نکال جانب دشمن پر باہم	کہ تو جو چڑھی جوبات مکی خاص مام پر

بادشاہ کے جو ہمیشہ ہی یاد دلانے	نورہ نصیر شاہی سے پہلے کوٹھمن	دل یہ جگہ پہ پہلو میں بنان بھٹا ہو
یوں نہا ہو کہ اوسو بھی خفاں نہا ہو	کوٹھمن میں ملت یہ خدائی میں کسب کی	جو طہر ہوا اپنا مسدائی میں کسب کی

مولوی یوسف علی صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

سجادہ نشین حضرت خواجہ محمد نصیر علیہ الرحمۃ کے ہیں اسکے اوصاف حمیدہ لائقہ دلائل سے میں خاصہ نظم کو طاقت نہیں کہ انکو محامد بن ناقب کو لکھ سکوں حضرت سادات کبار سے ہیں اور صاحب اخلاق پندیدہ اور زبانی - انکی سجادہ نشینی سو اس خاندان کو زب دزیت اور ہی ہو گئی ہو - سن شریف آپکا قریب پچاس سال کو ہو ماقہ نے ان حضرت کو جمال اکمال سے اپنی نگاہ کو گھبین نظر دہ اور انکی اوقات کو چشم شاہد کیا ہو

حضرت شاہ غیاث الدین قدس سرہ

اولاد حضرت خواجہ مودہ دہشتی علیہ الرحمۃ سے ہیں اور عرف خواجہ کھاری والہ - بسبب حسن اوقات اور کثرت طاعت کی مستقامت روزگار سے تھے خلق مجسم کنا چاہیے - انکی اولاد و اطوار خلق محمدی کے مصداق تھے - رات اور دن میں سے ایسا کم وقت ہو گا کہ عبادت و وظائف سے فارغ رہتی ہوں خود وہ خواب کو بعد از وقت بشری کہ میات ستار کی بقاء کو کافی ہو کام میں لائی و الاطاعت و اداریہا میں معروف رہتو - مریدان باخلاص کو آپکی ذات بابرکات سے ارشاد راہ ہدایت اور رہبری سبیل سعادت ایسا ہوا کہ کم کسی سے تصدیق ہو - مرجع انام اور مرغان میں

تھو - عرصہ اندیس برس کا گذرا کہ ایک اور ایسی عالم فانی ہوئی

جناب شاہ صاحب بخش صاحب علیہ الرحمۃ

زبدہ مقبولان بارگاہ الہی سید صاحب علی معروف بسید صاحب بخش خشتی سلا سادات خٹلم اور زبدہ الی خاندان خشتی والدہ امجد آپ کے سید شاہ نصیر الدین ابن شاہ غلام سادات خشتی قدس سرہ بن شیخ عبد الوہاب عرف نوال شاہ شہان براہ و زادہ خشتی نقب ہمارے میں حضرت شیخ محمد خشتی قدس سرہ الغفریر تھے - ہر چند حضرت مرحوم نے محبت اکثر مشائخ کبار سے جو آپ کے سامنے کسب فیض باطن کیا لیکن کمال طریقت و حقیقت اپنے جد امجد شاہ غلام سادات قدس سرہ کی محبت کو وسیلہ سے حاصل کر کے مرید باخلاص اور سجادہ نشین بااختصاص ہوئے - تفصیل سلسلہ خاندان ہدایت نشان حضرت موصوف کی یہ کہ شاہ غلام سادات خلیفہ تھے حضرت شاہ محمد نصیر قدس سرہ کو اور وہ حضرت شیخ محمد خشتی کو اور وہ حضرت شیخ ابراہیم راہبدری کے قدس سرہ الغفریر - آپکو حضرت بابرکات شاہ غلام سادات جد امجد اپنے بچگی خلافت حاصل ہوئی کہ یہ وجہ ہے کہ شاہ نصیر الدین صاحب یحیو والد امجد ان حضرت کے بسبب ایسے کہ علم فانی اقیان میں

ساری بولا حضرت رحمہ اللہ بوقت رکت چوتھی اپنے پیر بزرگوار کی حیات میں اوکلی عین رخصت ہوئے غلامت پر ممکن ہو کر مردان
 اعلا کو کش کی ہدایت میں مصروف ہوئے۔ اتفاقات سے اپنے والد ماجد کی حیات ہی میں سفر آخرت کو اختیار کیا
 حضرت شاہ غلام سادات نے منصب خلافت جو اپنے فرزند ارجمند کو عطا کیا تھا اوکلی وفات کے بعد اپنے پوتے سید شاہ صاحب
 عرف صاحب بخش علیہ الرحمۃ پر سلم رکھا اور باوجود ہونے اور اولاد کے بسبب قابلیت مادہ کے انھیں کو شرف بیعت سے
 شرف فزا کر انہی سجادہ نشینی کے وسیلہ سے ارشاد ہدایت کا امر ان کو تفویض کیا اور لنگر کامرٹ اور انعقاد مجالس عرس اور
 خدمت مساکین اور خیرگی صاف و وارڈ کی انکی ذات سے متعلق ہوئی۔ فی الحقیقت آپکی سخاوت سے ماحرطائی کا نام
 صفحہ روزگار میں ہو گیا اور طاعت و عبادت کا حال ان بزرگ کا قلم و زبان کی مجال نہیں کہ لکھ سکے۔ ترجمہ برسی
 عین شہادت جہری میں جو دعویٰ برج الاول کو بارگاہی رات گئے راہی دارالباہر ہو کر درمیان خانقاہ کو جو شہر
 شاہ جہان آباد میں متصل دریا گنج واقع ہے اور آپ ہی نے واسطے ورود مساکین کی تعمیر کردہ الی تھی مدفون ہوئے۔
 ان حضرت کے بعد فرزند و خلیفہ رشید آپ کے سید عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے خلافت پر ممکن ہو کر واسطے خدمت فقرا میں رہے

جناب میر محمد علی صاحب غفر اللہ لہ

آپ کا سلسلہ جناب غفران آب مولانا مولوی فخر الملتہ والدین قدس سرہ الغریب تک پہنچتا ہے۔ مقبولان بارگاہ کبریا
 انہی سے تھے قبول خاطر خاص و عام بھی بابت تک حاصل تھا کہ امر و مصلحتیں آپ کے دیدار فیض انوار کو نفع کبرے اور
 آپکی خدمت میں حاضر ہو کر ایک سو بہت غلو سمجھتے تھے از بسکہ جناب باطن کی تاثیر سے مسکین تمام شہر کو حضور صاف
 قلوب مبارک کے علی الخصوص شاہزادگان جلیل القدر آپ سے بہت رجوع رکھتے تھے عوام کا لاف نام عمل تسخیر کا گمان
 کہتے۔ بہ چند اعمال بھی آپ کے ایسوی روح الاثر تھے کہ آپ کا نفس دم مسیحا اور آپ کے ہاتھ کی خاک کی چکی اکیہ کا مکمل
 کہتی۔ ایک مدت ہوئی کہ جہان فانی سے علم باقی کو راہی ہو کر انجری دیو خانہ میں جو متصل چلی قبر کے مدفون ہوئے
 چند شاہزادہ و خصوصاً مرنجستہ بخت بہادر آپکی خلافت کا دم بھر تے ہیں

جناب میران شاہ نانو علیہ الرحمۃ

اصل وطن آپ کا ستانیر ہے سلسلہ حضرت کا جناب برکت انتساب سرگروہ اہل اندر تیج جلال الدین عثمانی سر علی علیہ الرحمۃ
 تک پہنچی اور واسطوں سے پہنچتا ہے۔ بعد تحصیل کمال اور تفصیل فیض باطنی کے شہر شاہ جہان آباد میں وارد ہو کر
 حرم مسجد فتح پور میں ایک حجرہ واسطے سکونت کے اختیار کیا اور قریب قریب کی راست اور فیض باطن کا شہرہ الیا بڑا کہ
 کہ وہم کو اعتقاد آپکی خدمت میں ہم پہنچا انہوں کو آپ فیض ہدایت سے فائدہ کثیرہ حاصل ہوئے اسی برس کی

مرکز قریب وفات پائی اور اوسے مسجد کے حجرہ میں مدفون ہوئے جس آپکا انجک بدستور ہوتا ہے

جناب شاہ جلال علیہ الرحمۃ

یہ تلیف تھے حضرت میران شاہ نافو صاحب مغفور کے۔ اس اوقات کا آدمی اس خبر و زمان میں بہت کیا بہ حضرت میران شاہ نافو صاحب کے مجروحہ میں منہ خلافت پر بیٹھ کر عمر بسر کی اور نفس واپسین تک اہل دنیا کی طرف رجوع نہ کی۔ باوجود توکل و تکیہ تھام کے وقت سساکین و فقر کو اپنی طرف سے تسمیہ ہر تالیف حضرت بھی بعد وفات کو انچہ پر لکھ کر قریب مدفون ہوئے

جناب مولانا محمد حیات سلمہ اللہ تعالیٰ

وطن اصلی آپکا ملک پنجاب ہے اوسے نواح میں تحقیق علوم رسمی و فرائض حاصل کر کے ہندی اطراف ہندوستان میں لباس طالب علمی بسر کی اور پھر شہر شاہجہان آباد میں وارد ہو کر اہل دہلی میں شاہ سید مبار علی معروف بشار و منشاہر رشتہ اللہ علیہ کی خانقاہ میں فروکش ہو کر درس علوم مقبول اور مقبول میں معروف رہے۔ چونکہ علم و فضل آپکا بیشک اقراں و امثال تھا۔ طلبا اطراف و جانب سے تحقیق علم کے واسطے حاضر خدمت ہو کر انکی تعلیم کی فیض سے مرتبہ فیضیت کو پہنچو اور آپکی بیان کا ادبہ طالب علم اور جہاد کے فضلاء میں بتر گنا جاتا تھا چند تلمیذ آپ کی فیض خدمت سے کہتا ہی عمر اور بیگانہ دہر ہو گئے خصوصاً حافظ عبدالرحمن کہ آپکی توفیق اور توصیف علم و فضل کی غیر مقال اور محیطہ گفتگو سے باہر ہے باوجودیکہ یہ بزرگوار بشارت سے معذور ہیں کوئی علم عقلیہ اور نقلیہ سوانح بیان کر اوسکو محققانہ بجا نہ ہوں اور طرفہ تریہ ہے کہ ہیت اور ہندسہ باوجود دنیاوی نمونے کے اسطرح بے تکلف پیر جاتے ہیں کہ اور ماہرین اس فن کے اگرچہ از مشہور عالم و شب در درموت کتاب کریم تو نہایت خطوط و دواہی ویسی آپ نہ سمجھیں اور نہ ذلتین تلمیذ کے کہ سکین از بسکہ حضرت موصوف کے فرائض تقدس استخراج پر فہم و لایاں سو ترک غالب تھا جب ایسے تلامذہ بالکمال کو فارغ تحصیل اور لائق درس تدریس کے پایا اپنی طبیعت کو اسطرح اور شکار ذکر و اشغال کی طرف معروض کیا اور کل فقر اور عطا و شلای سے فیض باطن کو کسب اور لقا و حضوری کو حاصل کیا اور رنج سفر اپنی ذات سیدہ بیت آیات پر گوارا کر کے پاک بن میں جا کر حضرت شاہ سلیمان صاحب کی خدمت سے مشرف ہوئے اور انکے فیض محبت سے تعضیہ قلب اور تزکیہ نفس کو کمال پہنچایا اور رخصت انفراد حاصل کر کے پھر وارد دنیا و جان آباد ہوئے ادب و فن میں شاہ صاحب بخش صاحب جان خانی سو راہی عالم باقی ہو چکے تھے ادنیٰ خانقاہ کی بود و باش کو ترک فرما کر ایک اور مسجد میں کہ قریب قلعہ مبارک کے واقع ہے سکونت اختیار کی اور آجنگ وہیں تشریف رکھتے ہیں انکی برکت قدوم سے اوس مسجد کی درمت ہر حال

ہوئی رہی ہے اور ایسی آباد ہو گئی ہے کہ اب دوسکو باعتبار کثرت عبادات اور وفور طاعات غیر المسامحہ اور بفضل العبادہ
کہا جاہیے اب من شریف آپکا قریب شتر کے پہنچا ہے خدا و غزویل آپکی عمر کی ترقی کری کہ طالبان صادق کو آپکے
فیض باطن سے فرائد کثیرہ اور ہدایت موفورہ حاصل ہوتی ہے

حضرت سید احمد صاحب قدس سرہ

جناب ہدایت انتساب زیدہ و مسلمان درگاہ سید احمد صاحب طاب خزاہ و جبل الجنۃ متواہ سادات عظام اور مشائخ
کریم سے تھے موطن اصلی آپکا بریلی اوایل حال میں شوق طالب علمی میں وطن سے وارد شاہجہان آباد ہو کر حضرت
ابیرکت مولانا عبد القادر علیہ الرحمۃ کی خدمت سرسرا فادات میں حاضر ہو کر مسیحہ اکبر آبادی میں فروکش ہو کر اور من
و نحو میں فی الجہا سواد حاصل کیا از بسکہ ذوق درویشی اور سکینی طینت میں پڑی ہوئی تھی اکثر خدمت مسعود اور
اوس مقام کے وارد و ان خصوصاً درویشان پاک طینت کی جود و دراز سے تحصیل علم باطنی کے شوق میں جناب مولانا
عبد القادر صاحب مغفور موصوف کی خدمت میں حاضر رہتے خاطر داری اور سر اسجام مہام میں ایسے بدل سرگرم
ہوئے گویا اس امر کو اہم مہام سمجھے ہوئے تھے اور اوس زمانہ میں بھی اپنی اوقات کو طاعات و عبادات میں الیہا سرفشا
کیا تھا کہ جو لوگ من اسی امر کے واسطی کچ نشین اور گوشہ گزین تھے اونی بھی اسطرح خاطر مجموعہ اور خصوصاً قلب سے
ظہو میں نہ آتے تھے اکثر مولانا و مغفور رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اس بزرگ کی احوال سے آثار کمال ظاہر ہوتا ہیں
اور اود اس سعادت نش کے ترقی مدارج طلیا کا قابل نظر آتا ہے اوسی اثنا میں سرگرد و علما و انام اسودہ لبنا و عظام جامع
کلمات صوری و معنوی خامو حدیث شریف بنوی مولانا و بفضل مولانا مولوی شاہ عبدالغفر دہلوی علیہ الرحمۃ سے وجیت کا
ارادہ کیا جب ادنیٰ خدمت میں گئے مولانا و مدوح جو کہ انکے حالات سے واقف تھے فرمایا کہ اگرچہ حق جل و علو نے اس
صاف باطن کو اختیار طریقہ رشد و ہدایت کے باب میں واسطے کا محتاج نہیں رکھا اور وسیلہ کا نیاز مند نہیں کیا لیکن
اہل ظاہر کے نزدیک ہر چیز کے لیے ایک سبب ضروری رفع حجت عوام کے واسطی کچہ مضائقہ نہیں ہے آپ نے مولانا و
سروص سے ہیبت کی کچہ خدمت کے سفر اختیار کیا اور اطراف و جوانب میں خدا شناسان پاک باطن سے فیض حاصل
کرنے میں سرگرم رہے از بسکہ مقامات عالی روز بروز کھلتے جاتے تھے اور رات علیا اٹھنا ترقی میں تھے اس دولت
بڑی وال سے اہل ظاہر کو آگاہی ہو چکی اور ہر طرف سے لوگوں نے ہجوم کیا اور کہنے بیت اور کہنے رواج حاجات سے
سوال کرنا شروع کیا۔ چونکہ اغناس مال اور ستر احوال منظور تھا خیال میں یہ آیا کہ اگر اہل دنیا کو لباس سے ملے ہو کہ
علم باطنی کی تحصیل اور تکمیل کیا دی تو یہ ہجوم عوام کا وجیت اوقات میں خلل انداز نہ ہو گا اس خیال سے لوگ کی طرف

تشریف لیگئے اور نواب امیر خان کی رفاقت میں بسر کی اور از بسکہ شجاعت اور جوانمردی سادات مجسم النسب کا جوہر ہے اور اس اثنا میں ترددات غلطہ آپ سے غلو میں آئے اور با انہیہ تلاش اہل باطن کی روز و شب پیش ناہنجی اور اکثر دن کو ہدایت کی راہ بھی آپ ہی حاصل ہوئی جب اس عرصہ میں جس مراتب کی تکمیل ہو گئی آپ ترک دنیا کر کے پھر ناہجان آباد میں تشریف لائے اور مسجد اکبر آبادی میں وارد ہوئے اس اثنا میں مولانا عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو چکا تھا مولوی محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مقام علوم سہی کو درس و تدریس میں مصروف تھے اور اہل باطن کی طرف خیران الفت متنبہ تھے جب اس دفعہ آپ کے تشریف لائے سے مومنین ایک غافلہ مٹ گیا تھا اور طالب فیض باطن کے کثرت سے جو کم کرنے لگے۔ اکابر مولوی صاحب موصوف نے اتفاق مولوی عبدالجی رحمۃ اللہ علیہ کے آپ کی خدمت میں جا کر عرض کیا کہ ہکو نماز حضور قلب ہو گئی میرے نہیں ہوئی اگر آپ کی ہدایت سے یہ امر حاصل ہو جاوے تو میں درجہ و رفعت و کشف باطن سے معلوم کیا کہ یہ بطریق امتحان اسطر صے کہتے ہیں تبسم کیا اور فرمایا کہ مولانا آج شب کو اس حجرہ میں تشریف لاؤنا یہ بات غلو میں آجاوے انکو زیادہ استعجاب ہوا اور شب کو دونوں صاحب تشریف لیگئے اور آپ نے اپنے مکان انکو نماز میں کھڑا کیا اور جب نماز پڑھ کر اٹھ کر فرمایا کہ اب عبد العزیز بن ہرکھ و دو در کھٹ طلحہ پڑھو یہ جب کھڑے ہوئے تو اسطر صے کا استغراق ہوا کہ ان دونوں صاحبوں کو اسٹین و در کھٹ میں شب بسر ہو گئی۔ جب یہ فیض باطن شاہد کیا جس کو دونوں صاحبوں نے محبت کی اور سپا تا تک آپ کی گفتش برداری میں حاضر ہو کر آپ کی گفتش برداری کو غر سے سمجھ کر چند روز کے بعد اپنے فرمایا کہ مولانا شہید الہی ہیں یہ جو کہ تم کو کسب اس علم کی اور تہمید ان مراتب کی سفر میں حاصل ہو انکو ہر راہ لیکر کہ سفلہ کا سفر کیا اور راہ میں قریب ہزار آدمی کے اپنی ہر راہ لیکر اور انکو یا محتاج کو تکفل ہو کر جمع ہوا کیا اور وہاں سے پھر ہندوستان کی طرف تشریف لائے اور آپ جو ترویج رسوم شریعہ اور المعروف بہت کرتے نہایت کا رواج اور کثرت قدم کی برکت سے اکثر اطراف سے آؤ گئے ایک طرف یہ ہے کہ شہر کلکتہ میں جب تک آپ نے تشریف رکھی شہر باطلق نہ کیلئے باقی اور کلال خانہ بندرا اور اس نواح میں آپ کے مریدوں کی کثرت لکھو کہ جو گزر گئی اور آپ کے اکثر خلفا کو قطب اور فاد کا مرتبہ حاصل ہوا۔ اور جو کہ از رو کشف باطن کو معلوم ہو گیا تھا کہ انکو بہت کثرت سونین پاک اعتقاد کے سعادت شہادت حاصل ہونے والی ہے مولانا اسماعیل اور مولانا عبد الجی کو اجازت ہوئی کہ انہیں ہندوستان میں دعوے کو اور بیشتر جاد اور فضیلت شہادت بیان کر دہر چند یہ اسکا نشانہ جانتے تھے اور پھر دیکھئے کہ اس ارشاد کا سبب کیا ہو لیکن جو کہ مریدان خلاص تھے سرور تبار دنیا اور فرزانہ بجالائے۔ انکو غلطی لکھو کہ وہ شاہراہ ہدایت پر آئے اور شوق ماہو الحق و یمن جم گیا اور جہاد کی افضلیت و ہونین بیٹھ گئی اور خود بخود جہاد

کہ اگر خان دہلی راہ الہی میں عرف ہو تو میں سادات کو بدعت کے ان بزرگوں کو حضرت نے لکھا کہ اب ہمارے پاس چلے
آؤ یہ قویان تیار تھے مجھ کو حکم کے نشان میں دیکھو کہ نوجوان چھوڑ کر خدمت بادشاہ بن رہی ہو تو اور حضرت انکو ہمارا دیکھ
کھوستان کو چلے گئے اور یہ ہنوز اس کو فتناسی واقعہ نہیں۔ جب یہ مختارین وارد ہوئے قوم افغان با انکہ جوش سے
کم نہیں حضرت کو ایسے شہد ہوئے کہ آپکا ائمہ پر عیت امامت کی اور حد کیا کہ اگر حضرت جہاد کریں تو ہم سب دوشی کو مانتے ہیں
آپنے سکون کی قوم پر جہاد قایم کیا مہر دم ہندوستان اس خبر کو سنتے سے اطراف و جانب سے راہی ہوئے اور سوائی قوم
افغانہ کے مہر دم ہندوستانی لاکھ آدمی کے قریب جمع ہو کر اور غلبہ آپکے نام کا پر چا گیا دور دورا مہر دم ہو گیا چند منزلیں تک
غیر طریقہ اسلام میں ایک نوع مزاج کی ہوا آپکے پاس آئے لگا۔ پناہ دار بعض اور مکان کھسکی عذر داری سے ٹھکرا غازیان
اسلام کے طرف میں آگئے سکون کے باوجود اس شوکت و شان ظاہری کے آپکا ایسا عرب ولین پیغمبر کیا کہ کچھ ملک
دینے پر راضی ہوئے سچ ہے عاقبت حق است ابن ازملق نیست۔ لیکن حضرت کو جو کہ ترویج اسلام منظور تھی
تو لے لیا کہی سال تک یہی سلسلہ رہا۔ اور سولہ سو دوی عبدالحی علیہ الرحمۃ کو باری بدینی سے سفر آخرت پہنچا
دیا۔ بعد ازاں جو کہ قوم افغانہ بندہ نزار اور نہایت طامع ہیں سکون کے اغوا سے آپ سے خوف ہو گئے اور میں سرکہ
جنگ میں آپ سے دھماکی از بسکہ شہید الہی میں دولت شہادت آپکے نصیب میں تھی قریب بالاکوٹ کے حضرت نے
سے سولہ سو سیمیل اور اکثر مومنین ممان افتخار شہادت بائی انا اللہ والیہ الامون حضرت کی شہادت کو حیدر بندہ بکا کر گزرتا

رسول شاہ سونکا بیان

اس سلسلہ کا بیان کہی کتاب میں بعد از مومنین اس واسطے ممکن مناسب معلوم ہوا کہ حضور حضور اس سلسلہ کا مال رسول
شاہ صاحب سے لکھ دوں اگرچہ رسول شاہ صاحب جنگ نام سے یہ سلسلہ جاری ہے میری زبان کے بہت پہلے
نہو اور بیٹے جہان شاہ صاحب کے اور کچھ مومنین دیکھا تھا لیکن اول سے حال لکھنے میں بہت اچھی توفیق ہوا دہلی
اور آئندہ کو یادگار رہے گی

رسول شاہ صاحب

آپکا سلسلہ خاوند سہروردیہ میں ہوا اور حضرت شیخ شباب الدین سہروردی علیہ الرحمۃ تک پہنچا ہوا۔ آپ پر جذب
بہت غالب تھا اور ہمیشہ کہ شان الہی میں سمجھ کر کرتے تھے دوسری فیروز دہلی اگر کوئی نکرہ روٹی کا اٹھ لگ گیا
کھالیا دہر نہ کچھ بدواہ نہیں اور عطر کے اہل جذب کا دستور ہے اس طرح انہی سب کو عبادت میں معارف ہنر
اور دنیا اور ایذا سوزی ہر نہ کتنے کثرت مذہب اس قدر تھی کہ تکالیف شرعیہ اور پیر سے سبکی سب ساقط ہو گئی تھیں۔

لباس کی کچھ نیرتھی کوئی چھترا سر کو باندھا باندھا جانے لگا اور سیطرہ اگر کچھ ہوا تو اس کا ٹکٹوٹ کر لیا اور نہ اس کی بھی کچھ پہ ماہ نہیں غرض کہ عالم غیب میں رہتے اور صد اکر ارات اور غرق عادات اوسی عالم میں اور اوسی حال میں اولیٰ و مباد اور ہوتیں۔ آپ سادات بہادور رضا فاضل اور سیدی بن اور اصلی نام آپ کا سید عبدالرسول ہے وہاں کہ لوگ نہایت معتقد تھے اور وہ اسی مقامات ان کے انفس متبرکہ سے جانتے راہ اور نشود نا انہی ریاست کا آپ ہی کی ذات فیض آیات سچ سمجھتا تھا اور نہایت اعتقاد رکھتا تھا۔ سلسلہ آپ کا حضرت شیخ شہاب الدین سرحدی تک اس طرح پہنچا ہے۔ کہ رسول شاہ دیکھنے لگے نعمت اللہ شاہ کے اور وہ دیکھنے والا شاہ داد و دوسری کے اور وہ دیکھنے والا شیخ حبیب کے اور وہ دیکھنے والا شاہ اسماعیل کے اور وہ دیکھنے والا شاہ مرقے اند کے اور وہ دیکھنے والا شاہ رزاق پاک کے اور وہ دیکھنے والا شاہ اللہ داد کے اور وہ شاہ پیر بندگی کے اور وہ شاہ بن گوشتہ نشین کے اور وہ شاہ محمد کے اور وہ شاہ حضرت اسی کے اور وہ شاہ داد و دوطائی کے اور وہ شاہ راجہ قتال کے اور وہ مخدوم جہانیاں جہان گشت کے اور وہ حضرت سید جلال بخاری کے اور وہ حضرت سید احمد کیر کے اور وہ سید شاہ جلال بزرگ کے اور وہ سید مخدوم شاہ بہاؤ الدین کے اور وہ حضرت شیخ شہاب الدین سرحدی کے رحمۃ اللہ علیہم جن میں ایک بابت اس کو ایک جذبہ تبارہ برسی عمر میں شاہ نعمت اللہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ایک دم میں جذب الی اللہ حاصل ہوا اور شکل اور پہاڑوں میں نکل گئے اور دن رات اللہ کی یاد میں بسر کی اور ایسے میں جامی الثانی سنہ ۱۰۱۰ ہجری کو انتقال کیا۔ اور سواد الدین اور اس مقام میں جہان کیم رسول شاہ بنو نکاح اول او کو دشن کیا پھر حبیب ایک سانحہ کے کہ اس کا بیان اس مختصر میں نہیں ہو سکتا آپ کے انخوان کو او کماثر کر فریز پور جبر کہ میں مدفون کیا انا اللہ وانا الیہ راجعون ۔ ۔

مولوی شاہ حنیف صاحب

آپ کا اصلی نام مولوی سطر حسین ہے اور وطن آپ کا قصبہ میرٹھ بڑے عالم زبردست اور امرا و خاندانی ہیں۔ نسب آپ کا نواب فیروز خان اور فرحت اندیش خان تک پہنچتا ہے ہمیشہ درس و تدریس میں مصروف رہتے اور مسجد میں بیٹھے رہتے کہ یکایک رسول شاہ صاحب کا ایک فقیر پہنچا اور آپ سے کہا کہ چلو رسول شاہ بگائے ہیں یہ سنتی ہی آپ سب کچھ چھوڑ جاؤ ساتھ ہوئے اور اپنے پیر کی خدمت میں حاضر ہو کر وہی عالم ہو گیا اور اسی طرح عالم جذب میں بسر کی اور صد اکر ارات اور غرق عادات اوسی عالم میں ظاہر ہوئیں۔ آخر شراہ میں شہان سلاہجری میں انتقال کیا اور اپنے پیر کی طرح سید الور میں اور بعد اوسکے فیروز پور جبر کہ میں مدفون ہوئے کبھی کبھی آپ اوسی عالم میں اشعار بھی فرماتے تھے اور ایک مثنوی گایاں جو سر بہر حق تصوف اور ایک شرح گلستان کا کمالیہ دیکھو اور پیر شاہ کراچی

اشعار فارسی

دل بی خطر و خطر ذات است	بحرین موج بین مرآت است	خدا را چه جوئی تو خود را بجو	چو خود را بیابائی توئی جملہ او
تو بین خود را سر سو یک نفس	تا بدانی خالق خود ہر نفس	گر نبودی خود فقیر اندر زبان	کی شدی قایم خود در دیوار تن
	گر نبودی باغبان باغ تن	کی شدی رونق بہار باغ چین	

شاہ قدح حسین صاحب

آپ کا اصلی نام خواجہ نجیب الدین احمد بنی اور آپ اولاد حضرت خواجہ یوسف ہمدانی سے ہیں۔ اٹھارہ برس کی عمر سے فقیری اور خاکساری اختیار کی اور اپنی پیر کی خدمت میں فراغت تحصیل علوم سے کی قصوف میں بہت بڑا لکھ تھا اور خصوصاً لکھ وغیرہ کتب مشککہ قصوف کو بہت آسانی سے پڑھاتے تھے دیکھ سے مطلق لگاؤ نہ تھا اخلاق و خاکساری بدرجہ کمال تھی گوشہ نشینی اور زاویہ گزینی حدیث و سوانحی صحبت عوام الناس کی بہت نالیند فرماتے اور ہمیشہ تنہا بیٹھ کر رہتے تمام خاکساروں کی سبکی اور اینٹ سرخانی رکھی اور زمین پر یا پتھر پر پڑ رہتے اگرچہ آپ کے مزاج میں سلوک جذب پر غالب تھا لیکن کبھی شان جذب بھی ظہور کرتی تھی۔ میں برس تک اور میں اپنی پیر کی خدمت میں رہے اور طرح طرح کی ریاضت کی اور اپنے پیر مولوی محمد صنیف صاحب کی وفات کے بعد انکی جگہ مستجاب دیشین ہوئی اور پھر بسبب بعض سوارخ کے دلی میں تشریف لائے اور چالیس برس ایک مجروح میں بیٹھے رہے۔ بعد ازاں کے راجہ بنی سنگ اور والے فرمائیت تمنا کی کہ پھر اسی تکیہ میں آنکر رہیں اگرچہ آپ کو اس زمانہ میں لبس لمحق امراض متعہ کے ہوش عراس ظاہری نہ تھی لیکن آپ کے مزاج اوس مالین آپ کو وہاں لگائے اور پختہ بعد ازاں باکر اٹھارہویں محرم ۱۱۸۷ ہجری میں مہجرات کے دن انتقال کیا اور وہیں مدفون ہوئے۔ آپ کی ذات بھی عظمت روزگار سوتھی۔ اور بیسویں فرق عادات آپ سے ظہور میں نہیں تھی۔ میں خاتم سلسلہ رسول شاہیہ ہوئے اور آپ کی ذات فیض آیات سے اس سلسلہ کو رونق نازہ ہو گئی تھی خلفا آپ کے بلاؤں دراز میں گئے ہیں چنانچہ بہت اہل علم و ادب اور شہد وغیرہ بلا دین آپ کے فقیر موجود ہیں کبھی کبھی آپ اپنے پیر کی خدمت حاضر ہیں شریک فرماتے تھے اور غنوی بن موسیٰ آپ کی طبع زاد و سوسو جو کہ بعض متقدمین نے جمع کی ہے۔

اشعار فارسی

راہز دین دیدار ہمہ کار نیست در دنیا	کشفات با جزوات رسول اللہاری نیت در عقلی
خوشیوں را دہ عیان فرمودہ	احمد شازد جسم و جان مجبورہ
اکہ شکستہ و اکہ زائہ نشینی	ادروں کوہ دل صورت خدائی
	کاف نفس واحد قسیر مودہ
	واحد فی کل نفس بود
	نسبت طاعت و خجوع و عیان
	نسبت عصیان و خجوع و عیان

اور اکثر اہل حاجت انجی راہی حاجات کو واسطے وہیں آجکی حدت میں سہولت ہے اور منظر و ماحول خبر ہے مولوی صاحب مرحوم بھی غالبان باخلاص کو سامنے اکثر آپکی تعریف بیان فرماتے تھے کہ مولوی صاحب بیمار ہوئے اور صاحب فرارش ہوئے جب کہ نوبت نفس واپسین کی سپرد پئی یہ بزرگ اپنا بستر کندھ پر ڈال کر کسی طرف کو روانہ ہوئے اور جو کہ یہ امر خلاف عادت تھا لوگ اس حرکت کو بہت تعجب ہوئے جب آپ کے قریب گئے تو کلمات تاسف آپکی زبان پر جاری تھے اور یہ کہتے تھے کہ اب قدر دان ہمارا دنیا کو چلا گیا ہر بیان رکھ کر کیا کریں گے اور اس طرح سوچنے لگے کہ کسی نے سنا کہ اگر کس طرف رہی ہوئی بعد کتنی دیر کے حضرت مولانا جہان گذران سے ملے اتفاق کی طرف راہی ہوئے جو کہ وہ بزرگ کبھی مسجد کے اندر نہیں جاتے تھے اور باہر سے بھی نہ جاتے تھے مولانا کے انتقال پر گماہ ہو جانامرت آپکی کشف سے علاوہ کہنا ہے بعد چند روز کے یکایک پیدا ہو سکے اور مسجد جاتے کے ایک جہرہ میں سکونت اختیار کی کر اس میں آپکی آتش شادہ اور سعادہ میں باوجود عظیم جذبہ کی تھار کی طرف بھی اکثر مدعوں رہتے لیکن پانچ وقت میں نہ تھے اور اکثر ایک گوشہ میں بیٹھ ہوئے قرآن مجید بطالع کھانڈی اور کسی سیان کرتے نفس واپسین تک بھی ایک حالت آپ سے شادہ ہوئی اکثر روساؤں ذی مقدور آپکی خبر گیری سے غافل نہ رہتے تھے خصوصاً بھتیجی مولوی شکر کہ لکب اس پر شاہجہان آباد سے تماشہ و روز خدمت گذری میں مدعوں رہتا تھا آپکی خوراک دو نوں وقت دہی اور پیڑی تھے اور نجب یہ جو کہ کبھی یہ خوراک آپ کو نصرت نہ پہونچانی تھی اور کبھی یار نہ پڑتو باوجود کہ قریب ہشت برس کے تھے لیکن رنگ ایسا سنہ و سفید تھا کہ دنیا عالم جوانی میں ہوتا ہی۔ تمام عمر میں لکبھی دغہ بیاہ ہوئے جو مرض الموت تھا موت ہوتی ہی کہ سرزمین نورانی سے عالم باقی کی طرف راہی ہوئے

سیر احمد دیلوانہ

آپ کے اہل مال کو کچھ واقفیت نہیں ہمیشہ از خود رنگی اور بیون زدگی میں رہتے مگر سبھی اکثر مردم انجی راہی حاجات کو واسطے آپ کے پاس آتے اور بہت سوگوں کو نصفت کلی آپ کو کچھ فرادین سو ہوئی۔ شب و روز چلی قبر کی فوج میں رہتے جس دکان کو عالی دیکھتے اور سین شب کو بسر کرتے۔ باوجود از خود رنگی کے کسی نے ہر ہند آپ کو نہیں پایا جہان ظلی کو چھوڑے ہوئے ایک عرصہ ہوا

دین علی شاہ

شب و روز جذبہ کی حالت میں رہتے ہیں پہلے ناز میں مویا کمان کی طرف پھیرا کرتے اور میں کسی گوشہ میں پڑ رہتے اب چند مدت سے قدم شریف کی فوج میں ایک گنبد میں سکونت اختیار کی ہے سبب کمال از خود رنگی کہ ہر ہند مطلق رہتے ہیں اور جو ہم مردم کو وقت کلمات (مرفہ زبان پر بہت جاری ہوئے ہیں لیکن اہل حاجات جب

اون کلمات کی طرف توجہ کر دین تو وہ باعین و اہل ظاہر کو نزدیک لا طائل اور بڑھل میں بعینہ اودن سبب کو مطالب اور حاجات کا جواب ہوتی ہیں اور طرفہ یہ ہے کہ سوالات مختلف کا جواب اودین باقون سو ہر ایک کو حاصل ہو جاتا ہے اکثر اوقات طوارق عادت آپ سے ظاہر ہوتی ہیں

خانم صاحب

ایک عورت باخدا بنیم باعینار صفائی باطن کے ہزار دروسے کبوتر ملی مارون کے محلہ کے قریب شیر انگن خان کی حویلی میں رہتی تھیں۔ ہر چند جذب مزاج پر غالب تھا لیکن نہ اس قدر کہ از خود فحشی تک نہایت پیچھے بہتر لوگ خواص و عوام سو آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی سو حاجات کے واسطے سوال کرتے اور بیشتر شاہد ہوا کہ جس امر میں آپ کی زبان کو کچھ نکلا جو کم و کاست وہی ہوا دوبارہ پہلے کا عرصہ ہوا کہ جہان غانی کو رخصت کیا

بانی جی

سیک محدث تھیں بالکمال شہر شاہ جہان آباد کے باہر قریب عید گاہ قدیم کے ایک چھپر میں تمام عمر رہ کر دی معلوم نہیں کہ اصلی نام کیا تھا لیکن گوگ بانی جی کے نام سے مشہور کرتے تھے اتنا ہی کلام میں اکثر آیات قرآنی جاری ہوتی تھیں خصوصاً انا اعطیناک الکفر و دیکھا گیا کہ جب کوئی اپنے مطلب کے واسطے اون کے پاس گیا تو شرعہ کو زبان اوس ال میں سے جہان کے پاس لیجا تا معلومہ کر کر شرعہ و فوز میں برسر کھڑے زمین سو اوستھا میں اور ہر دفعہ آیت انا اعطیناک کی پڑھتی جاتیں اور بعد کچھ دین آنا سائل کو کھد جو میں لیکن قدرت الہی کو ناشاکرنا چاہیے کہ جو اوس وقت اون کی زبان سے نکلتا بعینہ وہی امر جو کم و کاست و دفع میں آنا قریب ایک سال کا ہوا کہ جہان غانی کی رحلت کی

عاجی غلام علی نقیب الاولیا

بادشاہی عہد میں نقیب الاولیا علی کا بہت سوز عمدہ تھا اور غیر گہری تمام فقیر دن اور گوشہ نشینوں کی اور فقر و غلیف لادن لوگوں کا اوس سو متعلق تھا اگرچہ اس زمانہ میں وہ بان نہیں رہی گرام جلا جاتا ہے۔ مرنکہ خواجہ غلام علی اس زمانہ میں اوس عمدہ پرستے اور نہایت صاحب کمال آدمی تھے اور واقع میں نقیب الاولیا علی کو لایا تھے۔ نسبت باطن کے بہت درست عشق رسول مقبول میں جو رستے نماز و غلیف میں بہت مفید فیض صحبت و رویتوں نے ایسی تاثیر کی تھی کہ البانذاق اون کو حاصل ہوا تھا کہ کاجیکو ہوتا ہے۔ اوسی شوق میں زیارت میں شرف میں کی۔ اور ہمیشہ دفعہ منورہ رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یاد میں رہا کرتے۔ اب حضرت خواجہ ناصر الدین صید احمد اوار کی اولاد میں سے تھے علی قریب میں مولانا جامی فرماتے ہیں شعر چو فرزند ریاس شاہی آمد بہ بند علی علی

آپ کے بزرگ محمد شاہ کے وقت میں ہندوستان میں آئے اور پہلے یہ عہدہ خواجہ رفیع الدین صاحب کو ملا اور انتقال
کے بعد خواجہ محمد راوی کے سہا بنی اس منصب پر سرفراز ہوئے اور ان کے انتقال کے بعد یہ بزرگ صاحب اس منصب کے ہوئے۔ غلام علی
تاریخ ولادت ہے اور یہ محمد مرزا علی نام میں است و غلام علی بہادر کا فرزند ہوئے تاریخ ویکھو کی تاریخ لاجپور میں غلام
ہوئے اور ترکمان دروازہ کیا ہوئے کہند کہ مرزا ہوئے

خواجہ احمد علی نقیب الاولیاء

اون کے انتقال کے بعد اون کے بیٹے خواجہ احمد علی صاحب اس منصب پر سرفراز ہوئے اور ان کے ولادت کی

ذکر علما کی کرام ذوی البجہ والاحترام

حکیم حسن المدخان

حکمت آب کلمات اکتساب بات فائز علوم بانی بابی فہوم ماکم ماکم حکیم محمد حسن المدخان القاطن بختیاب
احقرام اندر ولہ عہدہ الحکماء اللہ ماذق الزمان حکیم محمد حسن المدخان بہادر ثابت جنگ۔ یہ سرگرد و باب کمال شیخ
صافی اور ہرانی الاصل ہیں۔ سلسلہ ان کے نسب کا حضرت خواجہ زین الدین ہراتی رضی اللہ عنہ تک پہنچا جو کہ عرفا و دہ
اور کلمہ کی روزگار سے تھے اور طریقہ پیری مریدی کا ان کے خاندان میں جاری تھا اور وہ دم روزگار کی ذات فیض بہات
سوی استفادہ فیض باطنی اس کثرت سے تھا کہ تفران محبت پر غوث اور قطب کا احوال ہوتا تھا اور ان کی ہر بات کی سوجھ
سوی غم غریب معصم فرما کر کشمیر خشت نظیر میں تشریف لائے اور وہاں قیام انینا کر کیا اور وہاں قضا حیرانی کو قاضی
مکلفیت حدائق کشمیر سے سیر ہو کر سیر گلستان خیابان کے واسطے راجی عالم باقی ہوئے اور حضرت کا مزار برکت آثار چشمہ
ڈل سے گذرہ برداق ہے اور بنام زمیندار شاہ موسوم ہے۔ فان کے رہنے والے اور ان کی روح مطہر سے سبب
کمال اعتقاد کے اسید و ارادہ باطنی اور امانت متوفی کے رہتے ہیں جب یہ معلوم ہو گیا اب سننا چاہیے کہ حکیم صاحب
سرموت کے اجداد ہندو روزگار پیشہ رہے اور عائد روزگار کی سرکار میں شامب عہد سے سرفراز والد اجداد کو
حکیم محمد عزیز المدخان مرحوم کے کلمات اون کے غیر تحریر اور خط تقریر سے خارج ہیں۔ اپنی ذات سے تحصیل علم طب کی
طرف متوجہ ہوئے اور اس فن شریف کو احکم الحکماء ماذق الملک حکیم محمد کا والد المدخان مرحوم و مغفور سے حاصل کیا اور
اعلیٰ و نامی شہر شاہجہان آباد سے اس فن میں سبقت لگئے۔ انھوں نے فنون حکمت و ہندسہ و نسبت خدمت غلام
عمر سے حاصل کر کے فن طبابت کو انچہ والد اجداد سے حاصل کیا اور ان کے حافظہ بارہ لوح محفوظ تھا اور طبیعت خیر و نقد
سچی خدمت سے و ان کمال سے کوئی باقی نہ کر گیا ہو اور شفا و دوا دالہی سے چکی زندگی سے سیمانی و اعتدال ہوئے

انگوٹھے سے جی گیا اسید اسے ساکنین شہر مل تاجلین دہر سوا اس زہدہ اہل کمال کے اور کدیلین رجوع کرتے۔ جبکہ
 شہرہ فضل و کمال کا گوش فلک تک پہنچا او اہل عالی میں خلاصہ روسا و نامدار غزالدہ و نواب انجمن خان مرحوم والی
 خیر پور بہرہ کی ملازمت میں کمال عزت و توقیر کے ساتھ منصب طبابت پر نامور ہوئے اور انکی رحلت کے بعد اسدال دہر نواب
 فیض محمد خان مرحوم والی جو کہ باس اسی منصب عہدہ پر مقرر ہوئے از بسکہ فرامدادی اس صاحب من سا کہ جسے دین جہر اوس
 سردار ذوی القدر کا افتخار والی طرف استوار ہو گیا کہ اپنی زینت انہیں کی توجہ سے جاتا تھا اوس کیس کو انتقال کے بعد
 ترک روکار کر کے چند زمانہ نشینی اختیار کی لیکن از بسکہ ہر حرف انگوٹھے کا ہوا شافی ہے اور انکا نفس نفس عینو کا خواص رکنا جو
 حضرت معین الدین محمد بکر شاہ بادشاہ عرش آرا نگاہ سے فہم کر کے فیض ملازمت سے بہرہ اندوز بنوں اور جہر سے ہو سکا اپنے
 باس بلا کر عطا و خلعت اور عنایت خطاب عہدہ الملک جاذب الزمان کو مشرف فرما کر خاص انجو صاحب کیو اسطی معین کیا اور تمام
 یہ سمجھے کہ اگر یہ سلامہ کرام ایک دم الگ ہو تو زندگی اوس بادشاہ گردوں جاہ کی محال ہے وہ اور انکو انتقال کے بعد شیدگان
 گردوں تو ان حضرت علی النبی فلک بار کا ہی ابو ظفر محمد راج الدین بہادر شاہ بادشاہ غازی خلد اللہ علیہ وسلمانہ و افاض
 علی الدلائل بہرہ و احسان نے کمال قدر دانی و تربیت شناسی کو اپنے سہرہ جلوس میں طلب کیا اور سعادت بخش گیری سے مستعد فرما کر
 احترام الدولہ اور عنایت جنگ خطاب سابق پر زیادہ کیا وہ اور از بسکہ حضور فیض گنج و حضرت علی اللہ کے فرج اقدس میں ان
 کمالات جاگیر ہوئے و وزیر در ترقی مدارج اور ارتقاء مناصب نمودار میں آئے نکا چنانچہ رفتہ رفتہ بہاننگ بادشاہ و جماعت کی نسبت
 تصرف ہو کر کوئی امر جزوی دہلی سے فرستورہ و صلاح اس صاحب تدبیر صاحب کو وقوع میں نہیں آسکتا وہ امر اگرچہ
 متعلق منصب وزارت ہی ہو یہ لیکن سبحان اللہ اس عہدہ و ظرف عالی پر ناز کرنا چاہیے کہ ہر چند ترقی مدارج بہاننگ
 کہ فقیر و قلعہ مبارک صرف اسی والا تہ کی ذات پر موقوف اور مدارج امیر سہ کار بادشاہی کا اسی بلند مقام
 شہر سے خلق کو اس مرتبہ پہنچ گیا جو کہ ہر اس نے کی کارروائی میں وسعت سوزناہ مصروف ہونا اور ہر صاحب
 غرض کو اتماس کو بلبل متوجہ ہو کر سماعت کرنا الہی شہر سے کہ ہو گا کہ انکو پناہ من نہ بھتا ہو

حکیم غلام نجف خان

سلا کہ کرام نقادہ غلام زہدہ جانیان حکیم غلام نجف خان ابن حافظ محمد سیح الدین شیخ پوری سکن شیخ پور کہ
 بایون کے مصافات سو سہدہ اصل میں شیخ فاروقی میں اور بسبب عنایت سرکار شاہی کے خطاب ثانی سے
 سر فراز ہوئے یہ پیشین انگوٹھے فریاد علی طب محترم خان احمدی طبل اشان عہدہ جہانگیری شاہجہان سے تھے کہ
 منصب چہراری ذات و پانچ ہزاری سوار سے سر فراز تھے یہ بموجب انکی کسبتہ عالم حضرت جہانگیر بادشاہ سے

چار ہزار بیگم اور انھی موضع موہی میں سے آبادی و سکونت کے واسطے رحمت ہوئی اوس سز میں میں ایک قلعہ کی بنیاد ڈالی اور اوس کا نام جہانگیر کے نام پر شیخ پور رکھا کھاسو واسطے کہ حضرت جہانگیر کا نام ایام شہزادگی میں مرزا شیخ پور مشہور تھا اور والد شیخ فرید کے نواب قطب الدین خان منیرہ حضرت سلیم چشتی چیموری کے اولاد حضرت اکبر بادشاہ کے عہد میں صوبہ دار ہی صوبہ بہار اور حضرت جہانگیر کے عہد میں منصب پٹنہ زاری ذات دسوار و نعلت خاصہ و شمشیر و اسب خاصہ بازمین وضع اور اور غنایات شانہ سحر فراز ہو کر دار الملک بنگالہ اور اودھیشہ کی صوبہ داری سے کہ پاس ہزار سوار کی جاسوسے مامور ہوئے جب انکو سب اسلاف کا حال معلوم ہو چکا اب انکا حال سننا چاہیو کہ شیخ پور سے ہمراہ انکو حاکم وزیر گوہر میر سید علی صاحب کھنکھام عہد یعنی صاحبان انگریز بہادر کی خدمت میں عہدہ جلیلہ تھیں داری پر مامور رہے اور آخر کو نواب گورنر بہادر کی خدمت میں عہدہ میرمنشی سے سرفراز ہوئے پانچ برس کی عمر میں شہزادہ جہان آباد میں وارد ہوئے جب سن تین کو چوبیس برس کی سکونت اختیار کی وہ اور دریکہ فن طب اشرف فنون اور اعزہ ملک و شہر اس فن کی طریقت توجہ ہو کر کتب درسیہ اس فن کی حکیم صادق ملیحان ولد احکم انکھاکیم شریف خان جو تحصیل کی اور شہر سنہ نویسی اور معالجہ مرضا کی حافظ الملک حکیم احسن احمد خان کی خدمت میں بہم پونہ پائی جو کہ انکو حافظ الملک موصوفت و قرابت قریبہ بھی تھی انکی تعلیم کمال کوشش و سعی کو کار فرمایا یہاں تک کہ یہ حضرت شہزادہ جہان آباد کے مشابہہ اطباء سے ہوئے اور حضور بادشاہ ظل اللہ سراج الدین بہادر شاہ سے خطاب عہدہ والدہ حکیم غلام نعمت خان بہادر پایا اور اب سرکار کپٹی بہادر سے عہدہ طبابت پر واسطے معالجہ مرضا کے مامور ہیں چہ راقم انکو بسبب کمال شفقت اور مخلص نوازی کے اپنے ہمین برادر سے زیادہ تصور کرتا ہے اور اکثر اوقات بل جمیع حالات میں اپنی نسبت وہ اطفا و رحمت مشاہدہ کی ہے کہ اگر اوسکو قلم بند کر دوں تو مادہ ایک کتاب کا بہم پہنچے چہ واقعی و حقیقی اور طبع طبیعی ایک امر خدا داد چہ جسکو دیا و یا اور جسکو عطا کیا کسی ہر کسی کے بانسنہ نہیں آیا اوسنے اوصاف عمدہ اور اخلاق پسندیدہ خیر خیر سے خارج ہیں چہ قدرت الہی ہے الہیہ دست شفا نہیں دیکھا کہ وہ امراض جنگل وادارہ علاج کتنے ہیں اندک توجہ اور توجہ و اوقات میں اسطرح و ازل میں کہ کچھ نام عمر اوس جاری کا نام و نشان باقی نہیں رہا چہ مردم روزگار مرد و پسند میں کہ امیر طبیب حافظ اور حکیم دانا ہوتے بقر ادا و سرفرازا کا نام لیتے ہیں وہ بھی اگر اس زمانہ میں ہو تو اوس حکیم بافرنگ کے مجربات کو سراہتے اپنے کمال کا ٹھہرائے اور انکے قوانین علاج کو اپنا دستور العمل مقرر کرتے اوسے فتنہ نویس انکو طب کا علوی خان کو مستطہ بہ حوت رکھ سکنا ہی انکو دات سے خاک کی ٹپکی حکم انکو کراہتی ہے اور انکی زبان سے نفرین خاصیت نفی عیسیٰ کی چہ ہر چند جی چاہتا ہے کہ انکے عہد و مناقب کو کہ جہانگیر کا زمانہ سادہ ہو جان کیے جاؤں لیکن قلم شکستہ زبان کو

حکیم عظیم شاہی کے

حکیم صادق علی خان

حکیم عزت منش طبیب عیسوی رویش سرگودھ کما کی کرناں حکیم صادق علی خان ولد سر امہ کما کی رویش حکیم شریف خان
آج اس کمالات ظاہری و باطنی کا جامع عرصہ روزگار میں جلوہ گر نہیں علم عمل کے ساتھ اس بزرگ بلند فطرت کی ذات پر
جمع ہوا ہے والد ماجد اپنے عصر میں سر امہ کما اور سر حلقہ اطباء تھے آج تک اون کے کمالات کا شہرہ گنبد دار میں ازیں
بلند جو مابینوس وارسو کا غلطہ اوس کے سامنے ایسا ہے عیساطوئی کی آواز زخانی میں نہ اولیٰ تحقیقت اس روزگار کے
اکثر اطباء زامی و نہیں کی نسبت شاگردی سے سرمایہ اعتبار کار کھتے ہیں جو کہ انہوں کے اچھے ہی ہوتے ہیں حضرت مداح
بھی اپنے زمانے میں یکتا اور بے مثل ہیں نہ ان کے علم کی صفت زبان قلم پر آسکتی ہو اور نہ ان کے عمل کی تعریف اندیشہ میں
سما سکتی ہو سارے زمانے کے کما کو جبکہ خاندان کی نسبت شاگردی سے فخر ہو اوسکی تعریف اسے قدر کافی ہے ۔

حکیم امام الدین خان

قطع نظر کمالات طبی جو جامع مقبول و منقول حاوی ذوق و اصول درس و تدریس و تفسیر شفا سی ہی اگر بالفرض
انقلاب روزگار سے تمام عالم سے نسخ مقبرہ و کا وغور ہو جاوین اور سارے جہان سے کتب سلف دیا بروہر جاوین
اس سرگودھ ارباب فضل کے حافظہ کی مدد سے پھر کتب خانہ روزگار کا مہر ہو سکتا ہو جو حرکت بنفس موج پچھن کر دیا ہو
معلوم کیا اور گ ابرقیان سے استقامت صدف کو دریافت صنوبر علاج خفکان کے واسطے ان سے رجوع لانا ہو
اور گل نرگس چارہ برقیان ان سے چاہتا ہو جو انکی بزرگان والا نزد کو سہ کار بادشاہی سے مناسب ارجسند اور
مراتب بلند عطا ہوتے رہے ہیں اور یہی حضرت جہانگیری کی طرف سے عمدہ طبابت پر مامور ہیں

حکیم غلام حیدر خان

ارشاد تلامذہ حکیم شریف خان سے ہیں مقامات کتب طب و افق زعم راقم کے جیسے انکی خدمت میں مل ہو آہن
غالب یوں ہے کہ اس جزو زمان میں اور کہیں نہوتے ہوں خدمت اسانہ کو رام شل مولانا محمد و منامو موسیٰ
عبدالغفریز دہلوی اور مولوی رفیع الدین اور مولوی عبدالقادر صاحب ارفع اللہ درجہ اتھم سے سالہا سال
استقاہہ کیا اور انواع فوہن حاصل کیے شفا کو کمال کو دست حق پرت میں دیتے ہر انکم کو حضرت موصوف کی خدمت میں شفا کی

حکیم نصر الدین خان

معلوم تلامذہ مثل منطق اور معانی و فلسفہ و ہیئت و ہندسہ کی حضرات شہتہ یعنی مولوی عبدالغفریز اور مولوی الفی الدین

اور نولوی عبدالغادر صاحب قدس سرہم افغانی کی خدمت سر پابکت سے حاصل کیا اور علم طب کو احکام الہامی کے تحت شریعت میں
مروج و منفور سے تحصیل کیا پاد کتاب والی و جسد صاحب اور عرض شناسی میں بڑی مثل و انداز میں چہ رسائل متعددہ
یہ بیان اور جہ یافت مزاج نغمہ مرکب وغیرہ میں تصنیف کیے ہیں اور ان رسائل سے اس کے تبحر کا حال معلوم ہوتا ہے چہ
اوایل حال میں نواب فیض محمد خان رئیس ہجری کی سرکار میں عہدہ طبابت پر مامور تھے بعد اوس کے اور عہدہ ہجری و دیگر
سرکار میں منسلک رہے چہ اب پھر نظر قدامت کے نواب عبدالرحمن خان رئیس ہجری کی خدمت میں جو نواب منفور کا بیڑ
اور ہجری کا مسند نشین ہو اسی عہدہ سے سرفراز ہیں

حکیم فتح اللہ خان

کمدین برادر حقیقی حکیم نصر اللہ خان صاحب کے ہیں تحصیل فن طب حکیم صاحب موصوف کی خدمت سے کی ہے اب اس
فن میں دستگاہ کامل رکھتے ہیں مدت مدید سے نواب اکبر علی خان رئیس دیوبند کی سرکار میں عہدہ طبابت پر مامور ہیں

حکیم میر بخش

صاحب ذہن رسا ذہین فطرت والا حکیم میر بخش خان حضرت بادشاہ غلام احمد اکبر شاہ دہلی پٹیکہ و غنایت سے
بجایاب حکیم دوران مخاطب ہیں سلسلہ نسب کا انکو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما پہنچتا ہے طرف والد ماجد جو اور
حضرت غوث انصاری سیّد عبدالغادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ تک طرف والدہ منظرہ سے چہ اگرچہ وطن آباد اور کاشغر تھائی
لیکن انکا مولد و مسکن ہی خاک پاک جو یعنی حضرت شاہ جہان آباد و حسنا الدین انصاری تحصیل علم طب حکیم نصر اللہ خان
اور شیخ فخر گھاری اور ملاح محمد منشی حکیم حسن اللہ خان کی خدمت میں کی اور اس فن میں دستگاہ کامل بہم پہنچائی چہ
راقم کے ساتھ رابطہ محبت کا برادرانہ سلوک رکھتے ہیں نہ انکو خلق کی صفت بیان میں آسکتی ہے اور نہ کمال کی تعریف کھی
جاسکتی ہے ایک موصوفہ دہانہ سے نواب بہادر جنگ رئیس بہادر گڑھ کی سرکار میں عہدہ طبابت پر مامور ہیں اور اس
نواح میں انکا وجود مقہوم ہے وہ ان کے کوٹھکوں کی ذات سے وہ ماضی و حال میں جو نفس عیسوی کو بھی مقہور نہ ہوں

حکیم حسن بخش خان

سرگرم و کلام و شہرت زبیدہ و فاضل و ہر اسودہ دانشمندان زمان حکیم حسن بخش خان دہلی اسکے آبا و اجداد کا تہنہ
اور مولد و مسکن انکا شہر شاہ جہان آباد و جمیع فہون اور علوم میں مثل منقول و حکمت و ہندسہ و ریاضت و مہارت کا
رکتہ تھے اور کتب طبیہ بسبب کمال حافظہ کے قانونچہ سے قانون شیخ انوریس تک بلاشبہ مثل عبارت قرآن مجید
انہر دیو یا تحصیل علم عقیدہ کی صداقت کو سیکھو معاصرین سے اسکے ساتھ بارہی مناظر و نہ تھا چہ بارہا مستاد ہوا

کہ جس مجلس میں اس تہذیب و آداب کمال کا بجا آئے گفتگو گرم ہو اجمع حضار مجلس مثل تصویر کے ساکت اور رعایت رکھ کر
اولیٰ حال میں نواب فیض محمد خان رئیس جمہور کی سرکار میں منسلک رہے اور اوس رئیس کی وفات کے بعد چند سے
نمائندہ نشین اور بعد اوس کے حضور سرسراج الدین بہادر شاہ دہلی صاحب عالم زافر الخالدین بہادر کی سرکار میں متعدد طلبہ تشریف
لاہور ہوئے دو تین سال کا عرصہ گزرا کہ جہاں خانی کو دواغ کیا

حکیم غلام حسن خان

برادر حقیقی حکیم غلام حیدر خان موصوف بصفات کمال کتب طبہ میں مہارت تامہ اور علاج معالجہ میں دستگاہ تیار
رکھتے تھے یہ تحصیل فن طب حکیم شریعت خان کی خدمت ہوئی اب عرصہ چند سال کا ہو کہ اس جہاں سے عالم باقی کی طرح

حکیم محمد یوسف خان

فرزند ارجمند حکیم غلام حسن خان کو کتب درسیہ سے فارغ اور فن طب میں مہارت تمام رکھتے ہیں باوجود اس
کمالات کو اخلاق پسند یہ میں لگانے دو گارہیں

حکیم عبدالحکیم معروف بہ آٹو خان

برادر حقیقی حکیم یوسف خان کو کتب درسیہ کو نہایت تحقیق و تدقیق سے انون شیر محمد کی خدمت میں اور کتب طب
انجو والد ماجد سے تحصیل کیا معالجہ انکا اکثر معاصرین بفرمان ہو اور باوجود کمالات ظاہری اور باطنی کے تگاہ اخلاق کو کھنڈر و برباد کیا
کہ اوسکا کچھ بیان نہیں ہاں کہ دست شفا ایسی غنایت کی کہ کہ جن بیمار کو کمال علاج سے سبب بھی عاجز ہو وہ انکا ہاتھ نہ ٹھٹھا پائی ہوا

نوکر علمای دین رضی اللہ عنہم جمعین

جناب مولانا مولوی شاہ عبد العزیز قدس سرہ العزیز

اعلم العلماء افضل الفضلاء اکل الکلمات اعرف العرفاء شرف الافاضل فخر الامجاد والا فضل رشک سامع داغ حلق افضل
المحدثین اشرف علماء ربیعین مولانا و بافضل اولانا شاہ عبد العزیز دہلوی قدس سرہ العزیز ذات فیض سمات ان خیر
بابرکت کی فنون کسی دوسری اور مجموعہ فیض ظاہری و باطنی تھی یہ اگرچہ جمع علوم مثل منطق و حکمت و ہندسہ و سیرت کو
خادم علوم دینی کا کو کر تمام مہمت و سرسری کو تحقیق خواہش حدیث نبوی و تفسیر کلام الہی اور اعلائی اعلام شریعت متعدد
حضرت رسالت پناہی میں مصروف فرماتے تھے یہ اور سوا اس کے جو کہ جلاسے آئینہ باطن بتقیل عرفان و ایقان سے
کمال کو پہونچ تھی طالبان صافی نہاد کی ارشاد و تلقین کی طرف توجہ تمام تھی اسپر بھی علوم غلیہ میں سے کون
علم حکاکہ اوسمیں کتنا فی اور یک فنی نہ تھی یہ علم اسکے خاندان میں بطنائیدین اور صلیا بعد صلیا سطر حویلا آتا ہے

مسیحی سلطنت سلامین تہذیب کے خاندان میں بدچہرہ پندرہ برس کی عمر میں اپنے والد ماجد ارشد الامام عبدلہ علی حقیقت آگاہ و شاعر علی والد قدس سرہ کی خدمت میں تحصیل علوم عقلی و فنی اور کئی کمالات باطنی سے فائز ہوئے تھے اسکو چند مدت کے بعد حضرت شاہ موصوف نے وفات پائی اور انکی ذات فاضل البرکات سے مسند خلافت فرزیت دہا اور وسادہ الرشاد دہا سے رونق پلے منتما حاصل کی کہ چونکہ علما ان فرسب الدین اور مولانا عبد القادر جو تہذیب اللہ ہوا کہیں برابر متقی آپ کے جنگاؤں کو تفصیل آئیگا والد ماجد کے روبرو سن جغیر رکھتے تھے تمام علوم اور فہم کو انہیں حضرت کی خدمت میں کسب کیا کہ علم حدیث و تفسیر اور انکو تمام ہندوستان سو مفتوح ہو گیا کہ علما و ہندوستان کو خوشہ چین اسی سرگروہ علما کو خرم کمال کے ہیں اور جس سچ کلام اس دیار کے جانشین گرفتار اسی زبیدہ اور بابا جتھتکے مامہ فضل و انضالی کے ہے یہ آفت جو اس جزو زمان میں تمام دیار ہندوستان خصوصاً شام جہان آباد و سرہا امین اللہ علیہ و انصار میں پھیل ہوئی وہابی کے عام ہو گئی ہے کہ ہر عامی اپنے تئیں عالم و برہنہ جابل آپ کو فاضل سمجھتا ہے اور نقطہ اسی پر کہ چند رسائے مسائل دینی اور ترجمہ خزان مجید کو اور وہ بھی زبان اردو میں کسی فی استاد سے اور کسی مدرسے سے اور زور طبیعت سے بیڑہ لیا ہے اپنے تئیں نقید و مفسر سمجھ کر مسائل و دو علم کوئی میں جرأت کر بیٹھا ہے آپ کے ایام میں اسکا اثر نہ تھا بلکہ علما بشعور و فضلاء مغضی الحرام باوجود نظر غایر اور اساطیر جزئیات مسائل کے جب تک اپنا سمجھا ہوا حضرت کی خدمت عرض نہ کر لیتے تھے اس کے اظہار میں لب کو داندکرتے تھے اور اس کے بیان میں زبان کو جنبش نہ دیتے تھے حافظہ آپ کا نسخہ لوح تقدیر تھا بارہ اتفاق ہو کہ کتب غیر مشہورہ کی اکثر عبارات طویل اپنی یاد کے اعتماد پر طلب کو لکھو ادین اور جب اتفاقاً کتابین دست یاب ہوئیں تو دیکھا گیا کہ جو عبارت آپ نے لکھوادی تھی او میں من اور من کا فرق نہ تھا باوجود اس کے کہ سنین عمر شریف قریب انتہی کے پہنچ گئے تھے اور کثرت اراض جسمانی سوطاقت بدن مبارک میں کچھ باقی نہ بچی تھی خصوصاً قلت غذا سے لیکن برکات فیض باطنی اور وحدت قوای روحانی سے حسب تفصیل مسائل دینی اور تبیین وقایع یقینی پرستند ہوئی تو ایک دریا سے ذخار موج زن ہوتا تھا اور غلط افادات سے حصار کو حالت استراق بہم پہنچتی تھی او اہل حال میں فرقہ اثنا عشریہ نو سرخویش کو بلند کیا اور باعث تفرقہ خاطر جمال اہل تہذیب ہوئے حضرت نے بسبب اتماس طلبین کمال کے کتاب تھہ اثنا عشریہ کہ غایت شہرت محتاج بیان نہیں بدل تو تجلیل بصر اوقات و جہیز سے باین کثرت محتاجت تصنیف کی کہ ہر باب علم بنے یا یہی علما و شیعہ کے ساتھ مباشرت و مناظرہ میں کافی ہو گیا ثقات بیان کرتے ہیں کہ آپ تصنیف کو وقت عبارت اوس کتاب کی اس طرح سوز پانی ارشاد کرتے تھے کہ گویا ازبر یاد ہے اور جو کہ کتب شیعہ کے جنگو علما سے فرقہ مذکور نے شاید مجہد نام کے

سنائے ہوگا باعتبار حفظ بیان ہونے جاسکتے اور اسپرستان بھارت اور طائف و طرائف مسیحی و ہندو ناطقین پر
 برید اسے جہاد اور پوپ اپنی غور میں آئے تھے بحال پیش سے باہر جن جہاد بختہ میں دو بار مجلس و خطہ خطہ جاتی تھی
 اور شایعین و صادق العقیدت و صافی نماذخ و اعلیٰ دعوام سے مورخ سے زیادہ جمع ہوتے تھے اور طرہ نشہ و بہرہ
 استفادہ کرتے سنہ بارہ سو اسیکھیل میں اس زمانہ طائی سے سفر و حرکت کو اختیار کیا بعض ہندوین مسیحیان نو
 دو تین خطہ رائج و کثات میں ہندوین کیے لیکن انہیں سے ایک خطہ لکھنؤ میں خطہ حجت اللہ ناطق و گردان شاہ
 عبدالعزیز مخدوم بہ روز شنبہ و ہفت شوال در میان پشت سانب و طعن بہ ہر نصف النہار و در عرفان ہمش بدخیر
 در ہجرت ہ از سر طفت و علم تائیش بر کھنی اور عتہ گفت سن زبان عربی میں نظم و نثر نہایت و فصاحت و بلاغت
 کی ساتھ بخیر ملک حدن ملک ان حضرت سے بہت یادگارین اگرچہ وہ شعرانی جسکو آپ نے دل لگا کے لکھا ہو
 راقم کو دستیاب نہیں ہوئی اگرچہ چار ربع جو آپ نے نظم برداشتہ نہایت سیر سری طور پر لکھ دیئے تھے ہاتھ لگاؤ نہیں
 ایک رقعہ تینا لکھ دیا ہوں اور اگرچہ نظم آپ کی و خرو و خیرہ و خیر و سب لیکن اقرا از اعران الاطاب و دو قطعون پر کہ
 حضرت شاہ جہان آباد کی تعریف میں اور شیخ احمد عرب کرنا قب حیدری کی تعریف میں لکھو خود انہیں پر قناعت کرتا ہوں

رقعہ عربی

سلام علیکم قد قرأت کتابکم	بقرة معنی خاق فضل خطاکم	اورت صلات انظم فکر لکھنؤ	والغرض اعادی و عالم باکم
نقلت بقلب خاشع خضر	بضا عفت بر بنائی نیک و باکم	و بیٹیک فی الدارین نیر و ولایت	و میرن ملک السور باکم
و مفرق ابواب الکمان جیسا	فقیہا کیوں نہ باکم و باکم	و صلیک از حسن مشن و لید	بجز الدین و الدنیا و حسن باکم
	و قد لایع بالبرائی من مبارک	بزرگ الدین شیب شاکم	

و بعد فقہ وصل ایسا کہ یکم رومہ بخیر و ذکرہ بعد الاولی و کان غیر مدعرات و اعلیٰ بقرة معنی غلام و ذوالمشوش خواطری زموہر
 سبحانہ ان شیفیہا عا جلا کا ماسلحہ ان اخوانکم کلکم فہم مادہ سورہ اقصیٰ کانت فیکم فی ایام ہبھا عاکما و انات منہم و اعرضت لاحد
 منہم الا ورا و حیث ان پیشی میں نہیں و عیادی بن الرعلین استعمل المادۃ المربوۃ و زوال الاعطال للورود و بہر تقدیر کثیرا و البیت بقدرہ فادارہ
 بوقتہ عاجلہ بنی ان ریاضی ہذا لادھبہا اکمن انہما بقدرہ و المدد الشافی و غیر معنی اسلام خطاکم کلکم و والدکم الما جہدہ و خواجہ محمد امین
 و اقر الی شیخ محمد امیر عبدالسلام ان فی قدم والدکم کثرت شکر تہرت بہر العدم و تعینت حیا و حاجت الی اشن شکت تم بہر ہر ہر خطہ و کفان کرنا

بقدرہ ایات فی تقریظ المناقب الحمد ربہ شیخ احمد ابن محمد انصاری الیمینی اشر وائل
 رایت کور قات بدل شہرا علی فضل محمد امیر الیہ سیدہ و محمد و جہ فی ذاکال نظر من حیدر سہی امیر المؤمنین ابو یوسف

وفا و وفادان قہار اکرام مبدع	ادب افضل محمود و خورشید احمد	لقد مدد منی للشرعانی و ان لہوا	علیہ راہین الرأۃ تشہد
و فی نظر مطلق حسن بلاست	نیل لدریکل نظم و نظم	قدام علی بر الدیو و بلادہ	نیز علی الاکس طرا و یزید

عبدۃ الہیات فی وصف الہی علی

یا من یسائل علی دینی و رخصتہا	علی ہمدانی و ما ہر شہر شرف	ان البلا و ایاہی سیدۃ	و انہا و نیک و الکی کا ہمدان
فاقت بلا و النوری فرا و نقبتہ	غیر الحار و غیر العبدین فہون	سکا نہا خیال الارض ہون	خلفا و خلفا محبت و لا صلف
ہما د ارس و طاق البعیر ہما	لم تنق عینہ الا علی المصع	کم سجدت و قد ہما سارۃ	لوقایۃ شمس الفجر کس
ولا غرو ان نیت الدنیا و ہما	کم سب تو ہما یاری ہما	و ما جون جری ہما ہما	انہا زلزلہ جری فی ہما الفجر

جناب مولانا مولوی محمد صدر الدین خان بہادر سلمہ اللہ تعالیٰ

ہزار بار بشویم دین ز شگ و گلاب مد ہنوز نام تو نقش کمال ہے اوست ہذا ہم ہے کہ جب بد احسان ادب سرشت کہ
 اثناسی سخن میں اعتبار ہوتی ہے کہ اپنے ممدوح کی طرف اشارت کریں سخن کو اس طرح پرا داکرتے ہیں کہ او انھما ہمنی اس
 او کو مطلب پر لے جاتے ہیں اور اگر اس سے زیادہ توضیح کے نیاز نہ ہوتے ہیں ایسے چند اوصاف مجیدہ اور حماد گزیدہ
 یاد کرتے ہیں کہ سامع کا ذہن اس پر گزیدہ فہم و اتفاق کی طرف منتقل ہو جاوے اور غرض اس سے ہے کہ جو جاہل ہند
 اور مرتبہ ارجمند ممدوح کا ارفع ہے اس امر سے کہ اس کے نام والا مقام کو زبان پر لائیں جیسا ہے کہ جنی الوست ترک
 تصریح کریں اور جو کہ بعض محل کا اقتضائی ہوتا ہے کہ اس کے نام نامی اور کسم گامی کو نہ کہ کرنا چاہیے بقتضای اس سہا
 تنزل میں اسرار کے ایسے اکابر عظام اور ایسے علما والا مقام کو نام بھی سوائے حلو شان کے مدح متبرک ہے پس جیسا ان کی
 رعت جاہ اور وفاق دستگاہ اور بلندی قدم و مقدار اور بزرگی شان و اقتدار پر چند نام دلالت کریگا ان صفات سراہی
 کون سی صفت ہے کہ اس کے قائم مقام ہو سکے اس واسطے قی مل بر علی بھی کہی اپنے نام پاک کو صریح یا د فرماتا ہے ہذا
 اول ازادہ ادب کے طریقہ صفات میں رگر ہوتا ہے اور چونکہ اس سے تاسرہم علاق پسندیدہ ہے کہ او صفات مجیدہ و حماد
 اور اندازہ تقریر سے تجا و زین عنان ادب کو اخص سے دیکر دست توسل کو ذیل اسہم سماج میں تشبہ کرنا جو کہ ایسے
 نام کا لینا گویا صفات غیر متناہیہ کا حصر اور بدیا کو کوری میں بند کرنا جو نامی کہ سوا اسے ناہیے قوام

آغاز رسد

اکمل کمالی و روزگار فضل فضل و ہر دیا ہر حاکم محاکم و حلال منگی را یک اقبال کلید دروازہ فکر توح طلسم مسلم
 عالم محقق بجز برق سحر جلاہی متالین ریش مناشات حکا و شہین محبوب فضل خصوصیات احوال تفصیل مقدمات

تھیں آئینہ تیرے ناظر صورت نقدیر غلبند مدافعت فصل و انصاف منظر صفات بدول و محال جامع حماس عبوری و مضمونی متعبر
کمالات ظاہری و باطنی کا شغف و فائق سقول و متقول و رقت حقائق و زمزمہ اصول و نمونگی صورت و روش سیرت انسان یک
لک سرسبز صریح ماب جہان و جہانیاں کو لانا مخدوم و منافعی محمد صدر العقیان بہادر ظلم کو کیا قیامت کہ انکو اوصاف حمید سے
ایک حرف گئے اور زبان کو کیا یار کہ اسکے محامد پسندیدہ سے ایک لفظ کے قطع نظر اس سے کہ اس زندہ جہان و جہانیاں کی
صفات کا احصاء محالات سے اور کمالات کا حصر بہ پیشہ عزت سے ہے بہ وقت قلم چاہتا ہے کہ کوئی صفت صفات دین سے لکھے
یا زبان ادا وہ کرتی ہے کہ کوئی مدح مدح عین سے کہے جو کہ بہ صفت قابلیت اولیٰ مکمل کی اور ہر مدح مباحث پہلے بیان کر
رکتی ہو مدت تک ہی عقدہ بند زبان تحریر اور گرد و لسان تقریر نہ جتنا ہے کہ کون سے صفت کو آغاز و کون ہی مدح سے
ابتدا کو کرے شعر مجلس تمام گشت و دیباچان رسید معروضہ باچہ خان دراولیٰ و صفت تو نامزد ایم و بادشاہہ لکھن و بی امیر شہر مباحث
ایسا فاضل اور ایسا کامل کہ جامع فزون شتی اور متبع علوم و فنون ہوا اب سو اس سرگرد و علمایہ و دربار کے بسا طالع عالم پر
جلوہ گر نہیں ان حضرات کی طبع رسا شکل راجع سے پہلے اس سے نتیجہ حاصل کرتی ہو کہ بدی الامتاج سے ارباب فہم و ذکا
اور ناخن ٹکڑی عقدہ لا محال کو پہلے اس سے واکو تا ہے کہ گرد و حباب کو گشت موح در باسخی نمی اس ورجہ کہ رہتہ و دست
سمجھ دیا کہ زبان سوسن کو کیا کہا اور رزق شناسی اس مرتبہ کہ واقعی معلوم ہو گیا کہ نگاہ زنگس کو کیا اشارہ کیا اگر انکا حدس
صاحب مسکن گل پر تفسیر اعتنا بلبل امی محض رہتی اور اگر انکا فکر ساسطہ شمشاد کے سنی نہ بیان کہ تا قری ہی صبح خوان نوبی
اکلی وقت طبع اور مدت فہم کے سامنے لا کہ کو دفع دل اور سنبل کی پریشانی اور انخوان کے جگر خونی کی وجہ مضمون شیریا
انفاد وہ ہو اگر انکی راہ روشن ہو نہ ہو فقط موبہم کو اشارہ انگشت کو تقسیم کو ہے اور جزو لای تجزی کو و نہی قلب لبوس و شمشاد
کو یا انہیں کے دل کی شان میں ہو کہ حاصل وحی اسکے انفاس فیض اقتباس کے واسطے کوش بر آواز رہتا ہو اور لی مع امد
ان پر علی الدوام صادق ہو کہ جو کہ کوئی وقت ایسا نہیں ہے کہ جبریل بارگاہ قرب الہی پر دو ترک اجازت بار کا منتظر نہ ہے
راہ حق میں تیز و اور مسلک و دنیا میں کامل کوش لیکن نگاہی ظاہری و روشنی معنوی کی پردہ پوش ہو کہ کسا پیکر راہ خدا و شمشاد
چنین خرقہ زید قبا و شمشاد اگر کوئی جامی زندہ ہوتے یہ بیت بیت جو فقر اندر لباس شاہی آمدہ بہ تیرہ عبید الہی آمدہ
سو اس برگزیدہ انفس و آفاق کے ہو کسی کی شان میں نہ کہے جو کہ ارباب معنی پر یہ بات ظاہر ہے کہ لباس فقر میں فقر و
معاذت ہونا اور گوش خلوت کو واسطہ ذریعہ عبادت کے اختیار کرنا موجب شہرت ہے اور صحبت بلند سبب کثرت اہل دنیا
اس شغل اہم سے باز رکھتی ہے لباس اہل غائبہ کو اختیار کیا اور ایسکے اعتقاد حق اور فریادری عباد اور مدد و انصاف
ہو فصل عبادت پر منصب صدارت کو ملنے و نہ پر لیا یہاں الہی کی طریقیہ و موہو اور کیا سرشتہ انصاف ہے کہ فو شیردان

انکو دیوانہ عدالت میں عدد و پنکاری کے لائق بھی نہیں سمجھا جاتا باقی رہا عدل عمریان بسبب ادب و کچھ نہیں کہا جاتا
شکوہ ظاہری و خفیہ کے دیار میں و اگر کو اگر زمین اور جلالت باطنی سے انکی خلوت میں فرشتے کو بار زمین باوجود ان کے
اور اس منصب اچھند کہ خلق محمدی اعتبار کیا ہے کہ افادہ معلوم اور اخلاصت مسائل دین کو وقت ہر ادنیٰ کو اجازت
سخن ہر بغیر اویطیعو اللہ و اطيعوا الرسول کے موافق سخن کی طرف بھی متوجہ ہو کر عظم و شرف میں اوقات شریفہ کو صرف
دراستہ بین نبی امت خاتم المرسلین اس جگہ بقدر کمال کمال کا ذکر ہے کہ نثر آپ کا درج کتاب کرتا ہوں تاکہ معلوم
کہ نصاحت و بلاغت کو کیا رتبہ عطا کیا ہے

دیباچہ رسالہ ناشر الرجال

الحمد للہ الذی جعل البیت امنا و مشابہ للناس جمیع و جعلہ مدی و مبارک للعالمین و بفضل المدینۃ علی سائر البالد
و شرفها بجلول غیر العباد و جمع لہا بین طریقت افضل و التقدیر و ہی تخی الناس کا تخی الکبریت الحمد ید فیما روضۃ من البغیر
والغزل فیما من الماشقۃ بدو شرف بیت المقدس و بارک حوالہ و اشہر بن الناس مجید و طولہ و جعلہ محیط الوحی و تجدد البالد
و متفرع عبادہ الملکین و الصالحہ و فضل المساجد الثمینیۃ علی سائر العالم و عظمیٰ ما و کرم فضائلہا کما ان تکتبہ و قد بعدہ او
مختصر کلام او تخصی بنظام تشہ الرجال ایسا من کل بلدہ و قریۃ و فلاۃ و اصلوۃ فیما بانیۃ الہ اولت او حساسۃ صلوات
و الصلوۃ علی سیدنا محمد النبی ہو فضل من کل راکع و ساجد و علی آلہ و اصحابہ الطاہرین العزیزین لا یجوز ان لا یسجدوا لہ
فی المساجد و رضوان اللہ علی المتقین باثارہم الدین بذکرہم ہم فی استنباط الاحکام و تحقیق عقائد الاسلام و قبول علی تہذیب
اصولہا و قوانینہا و تحفہا و براینہا و ابو اواء الدین و ممد و با و رضوایا نیما و شہیدہ با و ارشدہ و المسترشدین
بایضاح الحجۃ و الزمو الطمانین باقامۃ الحجۃ و مخطوۃ قواعد شریعہ اخصیغہ اسمہ البیضا من ان نزل لہا شہادۃ لہ العبد
والا ہو انکسر اللہ سعیم و اعاد الینا نعمہ و اباعد فیقول العبد انکسین محمد صدر الدین و فقہ المدخل فی یومہ مہدۃ
قبل ان یخرج الامر من یدہ ان العلم فی ہذا الزمان قد اندرس آثارہ و سقط عن القلوب محملہ و مقدارہ و نصبت لہنا
و قلعت اشجارہ و غار ماہ و کمد رہو اہ و اعظم فضاہ و تغیرت خضرہ و تبدلت لغزہ و ذہبت طراوتہ و یسیت ندائتہ و
غیرت شہوسہ و اقامہ دولت اصحابہ و انصارہ و اثلت ثوابتہ و سیارہ و رحلت اجارہ و اجارہ و حتی صارا الیوم
عیسا فاما و نقصا و ضما فاضعی العلم مغلوبہ باو النقص کما فی الحق حلالہ و الکمال و بالاد و حکمتہ ضللا لا و معقل
فصلو لا و انہی عقبہ لا و البیۃ سنیۃ و فضلا و حکمتہ و الفرت الہم عن تحصیل الحق یا تحقیق ذلت الاندام من سواد الطرین
بحسب لا یجوز ان فی العلم لا اطلب للبصیۃ و صارت الطیاح کا نا جوبہ علی البصیر و الرزق و البانی من العبد

عفا الله عنه ما جناه فاعفی خطت له العبد المذنب و ضعیف

نثر فارسی

درین منت بخت میدارم که من هیچ در حساب در آنکه چون حرف باطل بخلط بهم بر زبان گوهر نشان نمیکشد از دستهای
 بی اختیار ی پر او ده بدوشناس شهرستان صحبت خطاب گردانید و از شیب گاه فراموشی بالا داده و بر فراز
 و بالا پلگی یا تو کوری رسانید یاوری طالع را گدازی بسر وقت بیدلان افتاد که دور گردان بزم و لغو زد را که چون غبار
 شکست در کناران راه نواختندی بخت از سر سپری دادی بی دانشی روانید و از نزدیکی بساط صحرانگیزه و سامانی
 فراهم و ادکاروان شمع مصر و بیت العزیز با رقامت بر کشاد ساربان زام تا که میلی را بکفت اختیار قیاس شکسته پاداد
 قطره ام و ایسم کمیای خرم گوهر خمار شکم گل رخسارم و کوش روز با دادم و رنگ نوروز و دودم و دو کردم و توتا خوشه ام خرم
 سپرد ام سنی یا سم امید خرم بیا بجا دید که دید سپهر را باندی طالع ام را در بختی شجر را سحر فیس را اثر سحر فکندیم و سحر
 شکسته خاطر ام را در نوازی پدید آمد چنانچه یون خال طائر سایه اقبال بگستر که خطاب سیاهان به روز تا توان رسانید
 و زبان حال را بر و دان بر و کردیمه انی انی انی کتاب کریم گویا ساخت سراپای دل را خنک و کثیفی رود و در چنگاه
 سیدنا ابو العجب انشراح و گرفت ناخر پیشان را بر سر ایه خروقی بحیث و مایه نمودندی آرایش حاصل شد نسیم
 الحاف قدیر بنا رنگی و دید و گلشن عافیت از سر نو شکفت چون از دور افتادگان از یاد فرغند و فراموشان از طاق اول
 افتاده پرس و جوئی لبسان بود و غافل سرست اند و زنگون کلام را نیندازد و بود بلیع انبساطی را روزی و روزگار را خلاص شد
 گوید و بیست نیافت صبر دم آغوش دوست از بر دوست به متنی که دل از تو که این پیام گرفت به اذن باز که با فصل
 خصوصیات را بر گردن گرفته انفس گرامی را بنایا بست و او ده ام نفوش سخن گزاری و نکته سرانی از ساحت ضمیرم
 یک نظم مندره و تار عنکبوت نسیان بر زوایای سرادفات آن یکسر تنیده آمد و اسرار لال تمیلات آن که در خزانه خمار
 درشت بناراج اختلاط مشی از پست نشان سست فطرت که حفظ ضوابط معموله عدالت را عرش المعرفه بالغ فردی و در سینه
 دانش بر روی شمرده اند و او ده افزونی تعلق و فراوانی غفلت و دیگر ضمیمه است و دست مایه آسودگی چندانی بدست
 نیا رستم آید که غنی آئین طرزی و نکته بنی را یکبار بر مگر چون آهنگ این صناعت را با گوهرم سرشته اند که گاه
 هیچ آن آید و تسبیح این طالع را زهرم میگسلاند و هرگاه بهین بدیه نواز ادکان طبع از احوالی خودانی بر فراز آهنگساز
 منزل بنگید و بچوبیلی که بدستان سرانی بلبل و دیگر در جمن بخروش آید و آهنگ ناله سازد و بی اختیار بخواهی جان خوار
 از خاطر ابدیان بریزند و بسر جوش شوق بخودی جوش بی هنگام ناز از جایر و در هر چند از آشوب و درونی و برین بی پروا بر سر

و

دختر را آینه بیکه باید که آرد ام و گزین کاری بسزای نساخته ام ایا فرودید و فر بجان انصاف گویند سخن سرایان و پیر و اولیا
 مسئله العبد راجع و روان تو را نم نمید که کنونی اند حال غم نیز گواری تو میسر شقای ایشان از نادره ملکوت و در درجانی
 و مایه حیرت و دلان و دریات بکار ساز صیقلی روی نیایا آورده و در ملامت غم آملی را در یافتند شرح آن بکلامه گفتار و در گفتندی بکلامه
 بسزای نساخته ام ایا فرودید و فر بجان انصاف گویند سخن سرایان از نادره ملکوت و در درجانی
 و مایه حیرت و دلان و دریات بکار ساز صیقلی روی نیایا آورده و در ملامت غم آملی را در یافتند شرح آن بکلامه گفتار و در گفتندی بکلامه

محمد صدر الدین ختم الله بکسب

غزلیات فارسی

دل ز خنوب چاکر سوخت و در کمال سوخت عشق آن داغ که در سین سوخت بچ که چرخ بختا پیشه نیساخت که سراپای مرا بخت عیب نام سوخت برگ چو بیت دیوان جزا به هم خورد میر شود بدین زانو می باران سوخت دل پر در و بخنوب چاکر سوخت آتش بود که در غم ایام سوخت کز آتش سخن چاکر سوخت	را که از داغ و کردید که تو نام سوخت بسته مریم او مهر قیامت باشد در شب وصل تو اندیشه جو نام سوخت رحمت از بهر عذاب کش ای ناب جیم چون مقابل شده بایست سوخت باز آن بهتر خاست و همان باشک بخت خوابید و سر خاکه شهید نام سوخت برنگه کان بت ترساید و کارم کرد خاست از هند صحرای که گشت نام سوخت لیکن آرد و از دجانی خود نام سوخت	آتش عشق ملک و دل در جان سوخت آخر این شعله به پیدایم و پنهان سوخت ز دیوان تو سوخت و در است و دل شکر از بوی که زاده شرافت نام سوخت شیر و درخ جاناب بسی بود بلند بخت از شمع و در داغ از افق نام سوخت بزم افزه ز شبستان نشدم آن شمع آنکه یک عمر باد ساخته ام نام سوخت گویند که ز سیرب و زرد و سبز کنند
---	--	--

وله

با در دیکه جزا و بچ چیدار نبود خواهش بودی گل از نذر دیوار نبود بود از گردش چشم تو گشتان دل ما لن ترانی ادب آموز بیک نبود عشق بی پرده ناسازی باش میگرد قصه نکشش بسجده و ناسازی	آفت همه بلامی بت از ناز نبود هر در می از نغم از و نغمه رفوان و بود جمله پرست و می هر صله بر و زب بود رب از بی زلب مستی من سر میزد کار نایا بود کشتی بود و دیگر کار نبود بود سر رشته کارم بسزای زلف بیام	حسن کی راه زن کاف و دینار نبود چو دیده مرا مانع دیدار نبود اگر چه شور و در صحبت زندان بود در میان واسطه ثنابت و سباز نبود مست در گوشه میخانه و وحدت بودیم بخت و زور و وعده و مدار نمود
--	--	---

دست مانند نقابش بر ساقو دم دم مدد شکایت لب و رخصت لعل باز گرد غم جز دل نماند و علی مگر یزد در نہ دشوار تر از حرکت فلک باز شود	روی دل خیز بطرف خانه فلک نبرد سجده بود و عجب ووش میان بین باز خارج کمر فرود این چشم لعل کار بود سمل و آسان شده امر و زبرد پند	شکر مدد و بطوف حرم آوردند سعی خوش بود و مگر محبت مدد کار بود دل خون گشته مدد کرد و مگر نہ بد در نہ آینه امت بل ز کار بود
لطف ساتی جنگد و در بین آخر کرد ز سر ششم تو بان گریه مدد کار بود طرح تراکش تنخی الطبع من ایجاد و پیش از خنس گران رتبه در بار بود	حنس بود گران ماز خسریدار بود در دم آن تره صد خنجر لاشکست گر مسیحا تمنای تو بیمار نہ بود آه از خجلت از کرد بسیار جزا	از کساد شهرت انیکه بیم غم نہ چون ادوا حلاله ساغر شکار بود از علاج دل بیمار چه دست کشید پیش ازین این روش دیشوہ لاشکست

و لہ

سوز دم نمود و بالا گریستن تاراج داد و مشعلہ با گریستن جز جو تو سنگدل تو از شد از گمر خواهم جو زخم از همه اجزا گریستن داعط اگر باد قدی گریه بار دست پشت از ان گرفت زنجار گریستن رسوا شدن چو برق لودیا نم آہی کجا کج جمع کنم با گریستن آوردش بر جم بطری گریستن چشم نرم نمود ز رسوا گریستن دل را چشمتہ خندہ من خون کنو گل ای دیدہ تا کجا جدا گریستن یارب نگاه تو الوہ سم وہ کہ شد بنیم گریه رسد کجا با گریستن	شد بسکہ بی اثر بدعا با گریستن دل قطره قطره خون شد از شکر بر رحم تاباورد و اورا گریستن از تشنگ ریزی شرہ غالی نشد خواهم در خزان بہ تشنگ گریستن شوید ز دیدہ لذت خوابی کدیده بود انیت در دیدہ و بطحا گریستن ابر آب شد ز گریہ ام و برق شند از کساد کاوان شرہ دریا گریستن طوفان نوح بود حدیثی شنیدہ خندیدم تبسم بود با گریستن سوی بن کہ تر کنم ابر بار را با خندہ مہمان بود و دینا گریستن سیراب ازین غزل کرد گریہ ام	خواهم دم و عابد عانا گریستن این درد را گشته مداد اگریستن پیشش ضبط گریہ بگو ششم ز شکر مگر لیکن مجال من دنا گریستن بی عذیب خوش بود ما درین باز از چه روست ازین طوبی گریستن ای چشم و جلد زرد و زنگار دار ای ابر با گریستن با گریستن از سوز سینه خوف نداریم کربابت غرض صرفہ برد از لب گویا گریستن در پیش بقدرم و در غم بیج نبکا قدم جگر تلم با گریستن ای دل غنم مباشرت با غنم از بر نہ او حجاب غماش گریستن
---	---	---

ای دل بیا که خاک کنم از برت یا بجز چشم من توانی آن باگزیت	از تو بخون تپیدن و از ناگزیت از زرد و خیز کاغذ عرفی و دلبا	اشترار درین غزل اندک رطوبت از تو قعیده خواندن از دنیا گزیت
--	---	---

غزلیات ریحانه

تا کون می میرد کب تنه و بالا جهان بیا رنگ و لکیم مجی رنگ خرن نیز	کب آسمان زمین درین آسمان جانی بود فلک کامری خج کایان	محبسای کوی عشق همین بودگان نیز آن ناتوانون کو بود نجی توان نیز
تا قتل کاشم تر تو به منبط آه و کینه تو چرخ جو همیشه چنین جو خیال نهین	چون شمع سر کیمی بدو کھایان معوان نیز کشتا چون او ز پیو کجی من نکھایان نیز	آنکھو نسو دیکھه کسرتی عجب نامنا نیز کمی کو بود تو سگی زمان آذر زان نیز
ای بلبلان شعله دم ایک نام آدو بجا حالت قبول خاطر پیر نشان نهین	گم کرده راه باغ بنون یاد آستان نهین لکھا ہوا ہے بیت خرن و کھنکا کو بی	او لشکر کھر کو سجده متناہ کس سو ایا لیم مصر کا ہو کاروان نهین
اوس نرم من نهین کوئی گاہ در دست کدن کھلا ہوا در پیر نشان نهین	دمان خندہ زیر لب او بر انگ نشان نیز لب بند ہو تو روزن سفینہ کو کب لکن	افسردہ دل نمود در محبت ہمیش بند تھقا تو مجھے نالہ آتش میان نهین
ای دل تمام نفع ہو سودا و عشق من جاسا کی دمان ملک گنایان تو نهین	اک جان کا زبان ہو سوا لیا زبان نیز کیا کجھ نکر کھلون بر اکن کو واسطو	ای خدب شوق رحم کو مظلوم بار لٹا بھی ہو کو منصب نفی آسمان نیز
نار و نگر و دش سبب لاگو من جان پن لب تو کیا نگر بھی ہوئی بر تان نیز	ہو کون او اودہ تیری کہ جو جانشان نیز وہ نشان نخل خشک ہو نہین گنج مانع من	شب او سکھ حال دل تو خایا کیمہ طر دیکھی ہو بھول کر بھی بھی باغیان نیز
نشان بر سر ہو بہر مصیبت اک خرن بھی بلا بھی قیامت بھی جان نیز	مکو تو سادگی ہی تری یہ گان نهین پو قت آنی دیر من کیا شو شمع کزن	اچھا ہوا کھل گئی او خرن کو ساقھ ہم پیر دیر مسکدہ بھی نوجوان نهین
از رده فی بجز ہی غزل کی میکہ دین گل	دو صاف تھر کسینہ پیر نشان نهین	

ولہ

شب خوش گریہ تو مجھ کو یاد شراب نیز یہ رہی برق آگ لگا دی نقاب من	تھا غرق میں تصور آتش ہے آب من مست تو دیکھہ کنوئی گرہ کچھ تو گھما	کیا جانو جو اشتر ہے دم شعلہ تاب من ناخن عمار کوٹ کو بند نقاب من
یارب وہ خواب حق من میری خواب گیت مرد ضعیف بیستم گویا ہا شہ زات من	آدو رہ مست خواب مگر میرے خواب من ہر وقت آرزو عذاب محرو سے	حال اوس نگر کا دسک ہمراہ من گیت حالتوں سے محرو ہونہ کیا نہ زات من

<p>از کرد و نادر دستے ہی مجلس سوا و کشت سوا قلاب بین تری گردناب نیز کیا پوچھتو چو چارم از خوش رنگان تھا نقص کہ نہ جو ہر مہربا عواہن آواز صورتی شید دلی روجش زادہ فری کا جلوہ یہ دیکھا جو خوابین جو دیکھتے ہیں اوس جو گذرا کہ نہیں کھا ہوا آہستہ یون تو سہی کو کنا بین ہر ہر روئین جو شہر کی مری جو پیکان بکم نکا بیان تری بزم شرابین اس چشم انگبار کو کہو کہ ماسو جلو کے بعد خون نین رہتا کبابین انوار فکر کو نہو کچھ بھی انکشاف حضرت یہ باتیں ہمیشی ہیں عمدہ شابین</p>	<p>سو نہند اب تکھنوں کے آفتاب بین غیر شید زار ہوئی زمین وی عجب سودا و دون کو ممکنہ اعتبار بین بی اعتبار میان مری غرت ننگ بین اب جو سو ہو ڈوبو وی یہ کشتی شرابین او غمتی میں سیج کی یہ کمان سرگراہین دل کو نہ ڈانسا تھا سوال جوابین تحقیق ہو تو جانو کہ میں کیا ہوں قس کیا دل کش ترین جو حکم کس حسابین می اور ذوق یادہ کشتی لیگی مجھے آیا پسند دل میرا اس انتخابین امداد چشم کیا ہو گی دلوگ جب جیسا جو سیری دل میں نہیں جو مہابین یہ عمر اور عشق جو آرزوہ جامی شرم</p>	<p>یار بیکشہ جو سوا و لٹا قلاب جو ہر گفتگو ہی شک نہ تھی ایسی بات کی کیا عقل غمت کے ہر لایا جو کسب کر سو جا سو چاک جامہ جو سوزن نما بین ہم جان دلی کو دی کچھ سو ہدم امید پر کشتی تھی اک ہنگام سو کا نو کدہ جو آرز کچھ بھی گئی زخمی ڈوبو وی رہی سہی میتوب کو خیال ہر پہنکا جو خوابین انفت میں دلی اب تو ہی جانو کی کچھ تعمطر سو وہی اسی از زم کر آبین تھی جہان میں روز نازل جاوہر کی رویکامادہ ہی نہیں جو حسابین ہر دو نوش شیشہ بیان شکست جتنا پڑی ہم اور پڑی جا قلابین</p>
--	--	--

ولہ

<p>عندہ کوئی ہی نبی او کونو بھی جہت کھا بزم با تم ہی گو انجمن سور نہیں خانہ غیر تکی کہہ جو اور نصیب حالات او خوشی کی فرامادہ رنجور نہیں دل پر رنہ ہی کو آگ لگا دی جسے ایکسا جہان بھی اسے دین ہو نہیں جو تھامادہ یہاں فرج کا فاعل کھین کیون ہی بیکار گریہاں تو را دور نہیں</p>	<p>ور نہ ہونا کہو یون جلوہ سرور نہیں ہیں تو ہمیں نہ اہم نہوسالان طرہ بر ہم افشا و سر اتر میں ہیں مامور نہیں مرثوہ امی جرج کہ اب میری طہور کستا کون سا داغ پر سینہ میں جو نامور نہیں محبوب کو کیا بیکار تری آنکھوں نے بر بھی جہتی سر پیشا جو کہ غلو نہیں وامن اسکا تو بھلا دور جان کو نہیں</p>	<p>صورت کیشان جو یہ رہی سو نہیں جو کہا کوئی تھی رسوا ترا مندور نہیں لاکھ ہنگامہ منصور دیکھا دین تم میں ہنگو جز روز ساد و شب جو نہیں چارہ اب کیا ہو جو پوشت و درم کیان چارہ جز شعلہ بی خانہ زنبور نہیں پر زنی پر زنی نگر نامہ مرابن دیکھے دیکھنا بھر کی انگلی ہوسکی دستور نہیں</p>
--	--	--

میں ہوں اور گوشت و شہد یہ تمنا جو اب شعشعہ تہائی غلط کندہ گوشت میں سکون سادوں کو خوشید جانا تب سحر لوح پر عرش کی چوٹا کبھو مسکوٹھیں ترک روی خوش آرزو و محلات سحر	مستی و درویشی فکری سہو رہنم مددای بر تو طاعت بنوئی گوئی علی ہو تو پچا پچا کھو کھو جلی طو رہنم پا پر عرش پرانا تھا و گرنیہ نام سلسلہ بیستہ ناری چوہہ کھو رہنم برون شدائی تو خدا کی سچو کھو رہنم	ریت یہ جو کہ چون آیت حکیم جہاد خدا ویش سلطنت قیصر و ملکہ رہنم آستان چو تری اور کا وہ تکی پر تو خاک دوسری دروازہ گرو رہنم ہون اور انظم میں کس طرح مناسب رہنم
--	---	---

جناب مولوی رشید الدین خان رحمۃ اللہ علیہ

جامع مقبول و منقول ہادی وقوع و اصول یگانہ روزگار بہین تیرہ قرون و ادوار گیتی میں زمان قدومہ دوران مولوی محمد رشید الدین
طاب لہواء و جل اللہ بختہ مشاہدات اگر رشید اور مخلص فاضل العقیدت جناب محبت تاب زبہ اکابر دروازہ کولانا نفع الدین
رضوان اللہ علیہ کے تھے اور ان کی خدمت میں ایسا اخصاصہ افر کئے تھے کہ حضرت موصوف آپ کی تربیت میں مادہ الہی
ایسے مصروف تھے جیسے کہ باب فرزند کی تربیت میں اگرچہ کسب و کمال ان حضرت کے دونوں بھائی یعنی مولانا عبدالغنی
اور مولانا عبدالقادر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت سے بھی کیا تھا لیکن تکمیل جمیع فنون انہیں کی خدمت میں انصرام کو پہنچائی
ہر چند سب علوم متداولہ میں یک فنی تھے لیکن علم ہیئت اور ہندسہ میں علم گیتی بلکہ کیا تمامات العرفہ انامیہ کے
ملاسو سباحہ و مناظرہ کیا اور باہم تحریر رہی اس بحث میں رسالہ ہامی متعددہ فراہم ہوئے طریق مناظرہ کا یہ دیکھا گیا کہ
تقریر یا تقریر میں حصہ کو بجز اعتراف محرم کے چارہ تھا تقویٰ اور زہادت اور شریعت اور عبادت کا بیان خاصہ برید زبان کی
مجال نہیں کہ ایک شہرہ او سکا لکھہ سکے ہر چند حکام وقت چاہتے تھے کہ انکو مددہ فضا سپرد کریں تاکہ انکی نیک بینی اور
عدل و انصاف سے عباد اللہ کی حق رسانی ہوئی رہی لیکن از بسکہ اپنی اوقات کو پیشتر تربیت مستفیضان کمال میں صرف
رکھتے تھے قبول نکلیا جب تقاضا سو فرمایا ان مختلفہ میں حکام کی طرف سے وقرع میں آیا اور بعد ہونی سب کمال قناوہ
ایک امر جزوی پر نافع ہو کر مدہ و مدد برپا جہان آباد قبول فرمایا از بسکہ انرا و کرم جلی تھا سو روپہ کی تھا اور انکو برگز
کھا بہت گہری تھی اور خدمت فقر اور مساکین کو کسی وقت اپنی زمینیں مدد نہ کرتے تھے بقدرے دور سے دور سے میرزا بدیل
علیہ الرحمۃ نے خوب کہا جو رباعی بیدل وادو طبع اہل بہت ہوتا تھا سخا جلد و خندین صورت و باجمہ و ان چند کھتا جان
سیمہ و باخودان طاعت و بازرگان خدمت و عمر آپ کی قریب ستر برس کے تھے اور آخر عمر میں ارادہ ہیئت و عبادت
کیا چونکہ ہر ارادہ پر ارادت اللہ غالب ہو مرض مصعب میں مبتلا ہو کر اور احرام کعبہ منوی میں دینا رقیعہ النور شاد چشمی
بانہ کو در آخرت کو باہمی ہوئے آپ کی وفات کو غیر موجودہ برس کا عرصہ گذرنا چاہے بسبب کثرت توکل علوم و دینیہ اور

بباضات علی کے انشاء نفی کی طرف سے کہو متوجہ ہوئے تھے مگر تکلیف خطاب اور بہانہ جواب سے گاہ گاہ فخر عربی کا اتفاق ہوتا تھا انرا نقل یہ رقعہ دستیاب ہوا کہ لکھا جاتا ہے

رقعہ عربی

اسرب القضاہ من اہم خبراۃ علی انی من قدم ہوت الخیر من جوی اوفدۃ البعد و جی انکدرہ الوجہ الی جانب الجیب الذی تترہ قدمہ الملی عن القدر والنیب الذی استوعب نہ منوف الدرہ الذی اذناظم خجل قلاۃ القضاہ واذا شرب غبط قلاۃ الفخر المردو فخلق عظیم و طبع کرم و بختہ سر نہ و عہہ علیہ نامن علم الہا صاب مشککہ و نامن من انعام فی کبار تحقیقاتہ انما لاوب بقدر شیدار کاۃ و اما القفۃ فقد ابرم شیاہ و اما المقول فمننا و الیہ و معول ارباب المناہات الیہ و اخرہ انضایل فخر الانا مل صدر الانا فاضل زین الحافل مولانا المولوی محمد صدر الدین الانا مل اعلیٰ ازانت علی روس المستفیدین اما بعد ایداد ایدایا السلام و ادا المناہک الاحترام و الاعظام فیننی درو و مشرق و مشرق حشد حقانصا تم مفریہ و بخت کلمات بغیر الوجود الانا و ریتہ فقبلتہا مرارا و قالمبتہا بالاجلال الکنا و ادا و انما سر و کلمہ تحقیق الصدق فخرت انی معانیا قادی لانی ربطتہ و اسواسا من المعانی جزلہ و انما من الانا فاضل فخرتہ المتق من غرات الانا فاضل فخرتہ من الزمان ہذا صلیت خبر ان البجران فوی الذی جانا بجنبک و جہنا من صغۃ اجبک انی نذرنا کلمہ حاطیقہ متعلقہ بالنوم و بالوقت بلیقی عن النوم یسر لنا اشد نقا کر بکر بکر بکر فی آخرک و ویناک و السلام بالوف الاکرام

جناب مولانا شاہ رفیع الدین علیہ الرحمۃ و العتران

موی الکرام محمد و ملا نام عالم باہل فاضل اجل اسوۃ افاضل عرب عجم زیدہ ارباب ہم سدا کا برادر و فخر کا شہر دیار جمعی الشریع والسنہ نامی ہوی و بدوتمہ بنو سنس اساس دین مدین باو دنیا مولانا حضرت شاہ زین العابدین قدس سرہ العزیز یہ حضرت مخلف الصدوق حضرت شاہ ولی اللہ مقرر اللہ کے اور جو درو معانی مولانا محمد شاہ شاہ عبد العزیز و دہلوی کے تحفیل علوم مولانا اور سند حدیث نبوی کی خصوصاً اپنے والد ابجد کی خدمت میں علوم و فنون میں مستدالہ ارباب استعداد تھے چونکہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب مرحوم مغفور بسبب کہ صاحب صنف مزاج و کثرت امراض کے دماغ تعلیم و تدریس طلبانہ کھتو تھے سلسلہ تدریس کا حضرت کی ذات پر جاری تھا فاضلا سے نامی ہوا اسکے کار ارباب کمال سے منشور کیا فی حاصل کر کر کے جب آپ کی خدمت میں پہنچے اپنے تین فاضل امجد خوان اور مقتدی محض سمجھ کر ابتدا سے انتہا تک بغیر تحفیل فلم کر کرنا ہوتے اسی واسطے

و مارہند وستان کے جمیع فضلا ونامی انہیں حضرت فیض مہبت کو مستفیضوں میں سے ہیں چہ ہر فن کے ساتھ
اسطر محلی مناسبت تھی کہ ایک وقت میں فنون متباینہ او علوم مختلفہ درس فرماتے تھے جب ایک کی تعلیم سے دوسری کی
تعلیم کی طرف متوجہ ہوتے تھے ہزار خدمت کو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا اسی فن میں جامہ یکتائی ان کو قیامت استعدا
قطع ہوا جو باوجود ان کمالات کو افاضہ فیض باطن کا یہ حال تھا کہ جبید بغدادی اور حسن بصری کہ اگر انکو وقت میں
ہوتے تو بیشک وریب اس فن میں اپنی تئیں کترین مستفیدان تصور کرتے اور سخا و کرم کا یہ حال تھا کہ زرد و اور گل
درمہ کو گلدستہ میں عجوبہ مشاہدہ کرنا سخت ناگوار ہوتا تھا انہیں ملکہ تھے صورت بشر میں نہ کوئی زبدہ ملاحظہ
او مصافحہ میں کمان تک زبان غلام کو فرسودہ کرے کہ اگر بالفرض ایک حرف اوس دفتر سے لکھا جاوے ایک کتب خانہ
ملیہ رہو سکتا ہے۔ حضرت نظم و نثر زبان عربی میں بہت ہیں مگر چند اشعار پر قناعت کرتا ہوں چہ

ہذہ آیات فی بیان معراج النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام

یا احمد الفتاری ازین اکوکر	یا خاتم الرسل یا علما	یا کاشف الدرار من مستند	یا جمعی الخیر من والاکا
بل کان غرک فی الانام من شہر	فوق البراق و جاذ لا فلاکا	و سنک الروح الامین کاہ	فی سیرہ و استخدام الاطلاکا
عرضت لک الدنیا و دعو لہ	نسخت بعتک ملا سعید و اکا	فردو تمہ فی خدیجہ عن تصدیہم	المدی صانک منہم و وفا کا
واخترت من لہن نمہ فطرہ	الاسلام یا مدی الیہ ہم اکا	تعدت لک الرسل المعظم ترفا	تعدت منہم و لہم سر اکا
و اتممت فی القدس بعد جوازہ	منہم باہر المداد و لا کا	و کی اکلیم لہم راک علویہ	و منہم فسوک بحق فہم ذاکا
و تزیینت حور الجنان بکشیہ	بک سیدی شوقا فی بغیا کا	و تیشبش النور المطفہ لاشا	جبدیک نال الفضل اذا واکا
خلفت روح القدس علیہ	انقصوی نیات من الجلال اکا	او ذاک لبک فی منازل قرئہ	جلی لک الاکوان ثم جہاکا
و اتم نعمتہ علیک فلم تسئل	ان توشرا لا نفاق و الا ما کا	القی الیک کنوز اسرارہ	عن جیلہ الا فہام و ذنا جہاکا
و سالت فیما العفو نہ شفاعتہ	فاجاب ربک قد بہت متاکا	حتی اذا تم الکر و الترت	سک المویہ فی سنا مولاکا
فرازیہ جہد الجیمی فی ذرہ	ماکان الا المدینہ مہلاکا	حکساک نور امن اشہ ذاتہ	افناک عنک اذ ابہ البقا کا
فلک لمن صلب و سیاہ لکوک	و خلا فہ الرحمن یا شہر اکا	جملت لک الا قدر و الا نوار	الجنات و النیر ان فی حر اکا
اعطاک تحقیقا و تشر اے	دین قوم حکم حقہ کا	و سواہ من نعم جام ہالہا	عدو حسد شیشہ اولاکا
فرجت سرور ہا فی المیہ	و جمیع خلق المد قد بنا کا	اجریت دین المد و رضوہ	و محوت راس الجہد و الا شر اکا
فلقد انیک سیدی تہ یا	من سیک المد را حرج الا کا	یا قینہ قدرت منک بنظرہ	فی بر و جہ نور الا علما کا

جناب مولوی مخصوص المدد علی

عالم باعمل مبارک عرض و اہل زہد فقہا و زان اسوہ صلیحی جہان مساکرت و شگاہ مولوی مخصوص المدد فرزند شہید
مولانا رفیع الدین مرحوم متوفی بہین جہان ذکر سابق ہو چکا جو وہ علم و فضل میں گوی سبقت اقران و ایشال سی و یک پوین
ایک مدت دراز تک تدریس و تعلیم طالبان کمالی میں مصروف تھے اور علوم دینی اور فنون یقینی کے مشاغل میں
مشغول و روزاوقات گرامی کو خرچ کر دے جو کچھ میسر ہو بریں تک مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ العزیز کی خدمت میں
روز و رات قرات کلام الہی و حدیث رسالت پناہی کے کرتے تھے اور تقاریر سدا سدا قادت مولانا کی موصوف کو ذخیرہ
گوش ہوش فراغت تھے یہ حدیث و تفسیر میں ایسا نیک کمال بہم پہنچا کہ اس دور و فتن کے نکات جو ان حضرت ک سنیہ بیگینہ
ہیں اور کہیں نہیں لیکن از میں طبیعت عبادت و عہدت کو مزاج زہادت پرست واقع ہوا جو ایک عرصہ ہو کہ سر شریعت تدریس
کو با تھ سے دیگر گوشہ نشین ہیں اور اوقات آپ کی ایسی مجموع ہو کہ شاید سلف میں اولیا کرام کی اوقات ایسی ہی
ہوگی از بسکہ توجہ عبادت اور تقویٰ شکاری کی طرف مصروف ہو نظم عربی اور انشا سے تازی کی طرف میل نہیں سوا سوا
بقیہ کلام آچکا اس کتاب میں مندرج نہیں ہوا

جناب جنٹ ناب مولوی عبدالقادر قدس سرہ

حضرت بابرکت کثیر القادرات جناب غفران آب کامل و اہل زہدہ علماء و متابعین اسوہ کلامی رہا بنین محقق مسائل
دین و دس معانی شرح میں ہادی شریعت پر لہر لہر مولانا شاہ عبدالقادر صاحب غفر اللہ بہ آپ خلف اراکین
ہیں حضرت شاہ ولی المدد صاحب کو اور کہیں برادر مولوی شاہ عبدالعزیز اور مولوی شاہ رفیع الدین قدس سرہ
آپ کے علم و فضل کا بیان کرنا ایسا ہو کہ کوئی آفتاب کی قوت و فروغ اور فلک کی مدح و بلندی کو ساتھ کر سے
زبان کو کیا طاقت کہ ایک حرف حضرت کی صفات کو لکھ سکے اور قلم کی کیا مجال کہ آپ کی مدح و اسح سو ایک ذرہ لکھ سکے
کس فیض باطن سوا و الدار ماجد کے اور بہرہ گوں کی خدمت سے بھی اتفاق ہوا اب اس جزو زمان میں ایسا کاشف
صحیح کہ کسی اہل کمال سے اتفاق ہوا جو بہ بار باثبات کی زبان سو سنا گیا کہ جس امر میں کچھ فرمایا ویسا ہی و کرم دست
خبر میں آیا باوجود اس کے سبب کثرت اختلاف کر کیسے حق میں کچھ ارشاد کیستے اور کیسے کو فرمایا کہ ادھر بیٹھ یا ادھر
لیکن میں جانب المدد گوں کے دل میں آپ کا ایسا رب چھایا ہو اٹھا کہ روسا میں شہر جب آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے
بسیاب کو دور و در خواہوش قیمتیہ و دل آب کی تحریک کے مجال سخن پناہ و ایک دو بات کہ سوا یا را نہ دیکھتے کہ
کچھ اور کلام کریں کہ کرامت حضرت بعد تو اثر ہو چکے ہیں اگر انہ بیان کیا جاوے گا کتاب میں گنجائش نہیں

بلایت مردان خدا خدا بنا شدند، لیکن خدا خدا بنا شدند، از بسکہ مرگ حضرت کو مزاج میں بہت تھا تمام عمر اکبر آبادی مسجد کے ایک حجرے میں بسر کی، آپ کا کچھ کلام نظم و نثر سے راقم کو دست یاب نہیں ہوا غالب یہ ہے کہ جو آپ کی اوقات منفرہ تھی اس کو کہ انجی طبع اقدس کو ان امور کی طرف متوجہ فرماتے اور ہر ملقت نہیں ہوئے ہونگے، تیس مہینے برس سو زیادہ گزرتے ہیں کہ حضرت نے جہاں فانی سے رخت سفر عالم نوزانی جا و ادانی کی طسروٹ باندھ کر جو ارحمت الہی میں آسائش کی

جناب مولانا عبدالحی عفر المدللہ

افضل الفضلا کمل الکمل قانع بنیان بدع و ابو ابانی و مبانی زہد و تقویٰ فضائل و سنگاہ نوافل پناہ جامع صفات جلال و جمال قانع اساس کفر و فساد مولانا عبدالحی صاحب غفر اللہ لہ مولانا عبد الغفریز قدس سرہ کی خدمت میں نسبت دامادی اور شاگردی کی رکھتے تھے، ہر فن سکے ساتھ نسبت خدا و آدمی کے جس فن میں جس کو آپ سے بحث و مناظرہ چاہا اسی فن جانا کہ شاید دوسرا انکا نظیر نہیں پیدا ہوا ایک مدت دس و تدریس علوم میں صرف بہت کی اور آخر میں زبدہ سادات کرام اسوۂ اولیاء علیہم السلام سید احمد منور بہرور کی خدمت میں جبکا ذکر اس سے پہلے نزل او بار و سلیمان ہو چکا ہو پہنچ کر بیعت کی اور تادم نسبت اس کے ساتھ عافت سے کبھی ملوہ نہ ہو سفر و حضر میں مثل سایہ کے اونکی بیعت میں حاضر رہتے اور نہیں کی خدمت میں سفر نسبت المد کو اختیار فرما کر فرض ج ادا کیا اور وہاں سے مراجعت فرما کر چند ہی وجوب ارشاد پر طریقت کے وظیفہ کوئی میں اوقات شریف کو بسر کیا اور لوگوں کو نہایت ہدایت حاصل ہوئی اور اتفاق ہوئی محمد اسماعیل صاحب کو جبکا ذکر بعد اسکے بقصیل آتا ہو ترغیب جہاد فی سبیل المد میں سہ گرم رہے جب سید صاحب غفر اللہ اس ارادی پر کہ ہستان کی طرف تشریف فرما ہوئی اسی میں چند سال تک رفیق رہا اور پھر مرض ہو اسیر کی شدت سے سفر گزیر نہایت پر کیا اتنا المد وانا الیہ راجعون

محمد اسماعیل قانع البید المدللہ مولانا مولوی محمد اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ

علم پرکش ای آفتاب بلند	غرامان شوامی ابر شکیں پند	بنال ای ای مدھن کوں شاہ	بند نامی لب برقی چون صبح گاہ
بار بار ہوا قطرہ ناب را	بگیر ای مدد در کین آب	برآ ای دراز قمر دای خوشتر	بلج سر شاہ کن جای خوش

یعنی شاہ کشور شریف گسری ملک الملوک و یار دین پروری قانع بنیان شرک و بنیان حادی ہوجات علم و الیہان موسس اساس کمالی مہذب و مصلح حال و حال ساک ساک ہدایت و ارشاد و ملی آئینہ صافی و عقدا مرکز دایہ علوم منطقہ آسمان نمود مرقی درج و جہات عالی پیشرو ای و ادانی و عالی مرجع آب فضائل کامروای عباغ اناضل سوز غم

سرور تفسیر قرآنی و دقیقہ باب معالم تقدیرات ربانی جامع کلمات صوری و منوی مکنتہ شیخ کلام الہمی و مدنی نبوی قدس و اہل
پیشہ کا قبول جلال و اعز منقول و منقول بانی مہمانی فضیل و انفعال مسدود تواعد کسب و اگمال جادہ حق یقین ثبوت دلائل و این
مولای محمد و محمد و الامامی مولوی محمد اسماعیل قدس سرہ آپ کو حضرات کلمتہ یعنی مولانا شاہ عبدالعزیز دہلوی اور مولانا
رفیع الدین اور مولانا شاہ عبدالقادر غفر اللہ عنہم کے ساتھ نسبت برادرزادگی کی تھی اور بسبب اسکے کہ جناب جنت تاب
مولانا شاہ عبدالقادر صاحب نے بعد انتقال والد ماجد انکے بجائے فرزندان کے پرورش کیا تھا اور حضرت سرور مغربی
نواسی بھی انکے ساتھ منسوب تھیں انکی تربیت اپنے ذمہ پر لیکر فرزند خورشید حضرت کی تکمیل میں ساعی تھے از بسکہ جو ہر
آداب نسیج تربیت اور نیاز مندی تعلیم نہیں ہوتا آپ کو آیتہ خاطر نے مصقلہ تائید الہمی سے ایسی صفات اور جلال حاصل کی تھی کہ
اوسرار ازل سے جناب آپ پر کشف تھے اسی واسطے او اہل حال میں مطالعہ کتب کی طرف جذبات انکشاف فرماتے تھے
اور حال یہ تھا کہ حضرت سرور کی خدمت میں زانو بہ زانو غائی تکرار کر دیتے از بسکہ سبب اشتغاک کے یہ محفوظ نہ رہتا تھا کہ
سبق کس جاوے نہ شروع ہوگا کبھی اوسکے ابعاد کی عبارت سے شروع کر دیتے جب حضرت مغفور وہاں سے امتناع فرماتے
تو آپ فرماتے کہ اوس مطلب کو آسان سمجھ کر نہیں پڑا اور فی الواقع اگرچہ مطلب عقدہ الاخیل ہوتا اس طرح اوسکی تقریر
کرنے کہ موجب حیرت آخالی اور اوائی ہوتا اور کبھی اوسکے ماقبل سے آغاز کر دیتے جب حضرت اوس سے متنبہ فرماتے
تو آپ انہیں کچھ شبہ کر دیتے اور دوش بہ ایسا ہوتا کہ حضرت اوستاد کو اوسکے دفعہ میں بہت متوجہ ہوئی حاجت ہوتی
اوس استعدا و خداداد کی اعانت سے پندرہ سولہ برس کی عمر میں تحصیل منقول و منقول سے فراغت حاصل ہو گئی جو کہ
آپ کی ذہانت کی وجہ تمام شہر میں تھی اگر مفضل کو کمال کی دعوی کتاب دانی و دقیقہ شناسی کا رکھتے تھے وہ مقامات
ہر ایک کے تھیکہ صحت کرنے میں روزگار دراز فکر کرنا چاہیے آپ سے سرراہ ملائی ہو کر باعتبار ظاہر کے بطور مناظرہ
اوسکا استفادہ کرتے اس لحاظ سے کہ اگر انکو مکان پر جاویں تو شاید مطالعہ کتاب یا اعانت شروع اور جوشی سے
اوسکو بیان نہ کریں اور آپ نے تامل اوسکو اس طرح سے تقریر فرماتے کہ اونکو اس جرات سے کمال نجات حاصل ہوتی
تو کہ اس زیدہ ارباب کمال کا داعی ہے کہ ہزار ہزار مجاہدہ پسندیدہ کو زبان سر لاکر اندکے آتش شوق کو تسکین دے
بدیت گہر نثار کند ہر سربازان چشمہ مرا چو نام شریف تو بزرگان آید لیکن کیا کہ کو کہ زبان کو طاقت تقریر ہے
اور ذوق کہ بار اوی تحریر منقولات میں انکا نتیجہ دہر مشیقیات اور منقولات میں آپ کی تنہا نقل مانند متواترات فقہ کا
یہ حال تھا کہ ہر سیکہ کو آیات و حدیث کے ساتھ مستند فرماتے تھے بشرطیکہ کتب علم منقول پر جوشی متحرک اور ازل
ایک طبیعت و تازہ حدیث و فکر کی طرف ناگہانی ایک صراطِ مطہق میں گھما اور اوس میں شکل اول کے بعد الطباع اول و کمال

ابدہ البیہات ہونے کا دعویٰ کیا اور اس کے دلائل اس قوت و استحکام کے ساتھ مذکور فرمائیے کہ اگر علم اول موجود ہوتا
اپنی برائین کو نامرکبوت سمجھتا اور ایک رسالہ اثبات رفع بدین بن مسیٰ لقبرۃ العینین فی اثبات رفع البدن
نافع کیا اور عدین اشہر اور نہایت قوی سے اس کا استدلال کیا جو اور دلائل فقہاء سابق جو اس کے مقابل میں
ہیں اپنے سوالات سے اس طرح پراونٹا ہے کہ منصف غیر متعصب کو سوا تسلیم کے اور چارہ نظر نہیں آتا اور رسائل
کثیرہ غزون شستی میں آپ سے یادگار ہیں، جی چاہتا ہو کہ آپ کو حال ہدایت اشتمال میں سے قدرے ہدیہ ارباب کمال
کیا جاوے تاکہ خلق ہونا ایسے فرد کمال کا نمونہ قدرت رب ذوالجلال سمجھا جاوے۔ اوائل حال میں از بسکہ کسب فیض
باطن کا بہت خیال تھا جناب خفران مآب زبدہ اولاد حضرت خیر الانام سہی عبدالمجید علیہ السلام میر احمد قدس سرہ العزیز
کی خدمت میں اغقاد ہم پہنچایا اور دفتر فیض باطن کو کسب کیا اور پیر کی رقابت میں سفر حکماز اختیار کر کے مناسک کوچ کو اکیا اور
وہاں ہندوستان کو مراجعت کر کے حضرت کی خدمت میں اطراف و اوانب میں ہسبر کی اور ہدایت و ارشاد و عبادت کو راست
دکھائی۔ اس شان کا احوال تو اس قدر ہیں کہ زبان قلم و سحر نقوش نہیں ہوئی جو اگر میں بارشاد سید الطائفہ پیر طریقت کے
احوال مردم شاہ جہان آباد کی طرف ملتفت ہو کر راہ رشد و ہدایت کو اکیا اور وعظ و نصائح سے اہل غفلت کو
کان کھول دیے جو جو مسائل کہ اوپر موزنیت کر فی ضروریات دین سے تھے اور بسبب سستی اور کابل کوئی کلام سے
وقت کے عوام روزگار کی قابل خواص کے گوش و ہم تک بھی نہ پہنچے تھے آپ کی سعی و جدت سے سب پر مکمل گئے
اور آوازہ اعلام سنت اور ہدم بنیان مشرک و بدعت کا وضع و تشریف کے کان تک پہنچ گیا اور جو یکبارہا مشغف
اور صاحبان تفہیم کے سلسلہ اعتقاد و سیرت شہداء و اوت خاص و عام کا اذ کو ساتھ مستحکم تھا اور کیسکو اذ کی ہمت کا
گمان نہ ہوتا تھا اس گمان سے کہ اگر مسائل حقہ گوش مردم روزگار تک پہنچا تو ہمارے حق میں موجب ضعیف اغقاد کا
ہو جائیگا علم منازعت اور دل و موخافت بلند کر کے درجے اویث و امانت ہوئے لیکن چونکہ موبد بتائید اللہ سلف
اوس ہدایت و ارشاد سے باز نہ آئے اور خلق کو ہدایت تک توفیق اختیار سنت بنوی اور ترک بدعات و احادیث
ہونے کہ ایک اور بی طرح کا نور ہر ایک کی پیشانی احوال سے چلنے لگا اور ان معصیان مثل کا بانا کا سہ ہو گیا
اور لوگوں نے جان لیا کہ یہ بزرگ بطبع اخذ و جز کے امور حق کو آج تک چھپاتے رہے اور بچشم خود دیکھا گیا کہ ضعیف
شریف کو توفیق نماز کی ایسی ہوئی کہ مسجد جاج میں نماز جمعہ کے واسطے ایسی کثرت ہو گئی جیسی عید گاہ میں نماز عیدین
کے واسطے ہو کر تھی اور دناؤ اللہ الہی اور ان کی صدق نیت اور خلوص طہیت کی برکت سے الی الان وہ ہم
حال چلا جاتا ہے اور یہ ثواب انہیں حضرت کے جبریدہ اعمال میں گنہا گیا اور آج تک اسکا اجرا دیکھی ہو چ رہنمائی

پوچھتا جا تا ہے الحمد للہ علی ذلک آپ کی عادت یوں تھی کہ روز جمعہ اور روز شنبہ کو مسجد جامعہ میں مجلس و غلو کو مرتب فرماتے تھے طرہ تریہ ہے کہ ساسمین کو کہ ہزار ہا سے نماز پڑھتے تھے اس چار روزہ کے عرصے میں سبب اغوا و مغویان ضلالت نہاد کے یا سبب اغوا و نفس مارہ کے اگر شبہ پیدا ہوتے اور ارادہ کرتے کہ اپنے و غلطین آپ کی حسن تقریر سے اوسکو دفع کریں گے جب درس کی مجلس میں انکو حاضر ہوتے تو حضرت ابتدا و غلطین کلمات چند بطریق متبید کے ارشاد کرتے اور انکی تقریر کی جامعیت سے وہ چیزیں مذکور ہوتیں کہ ہر شخص انوشبہ کا جواب پالیتا اور کچھ غلطہ باقی نہ رہتا یہاں تک کہ بعد اتمام درس کو لیکو یہہ غلطیاں نہ رہتا کہ ان شبہات کو پھر اپنی زبان سے میان کر کر دلیل طلب کرے اور عمدہ مقاصد تردید شرک و عبت اور احیاء سنت تھا آپ کی حسن تقریر سے وہ مسائل فاسقہ کہ طالب علم کو بعد رود و صبح کے ذہن نشین ہو جاتا اور حامی کو مجروح و استماع کر سمجھ میں آجاتے تھے اور اسطرح منقوش خاطر ہوتے تھے کہ مخالفین سے بعضے اہل علم و عباد کہ کچھ دلائل علمی سے اوسکو رد کر کر دے دہن سے نکالیں ممکن نہوتا جب یہ مطالب خوب چھین گئے ہو جب ارشاد و سید اصفیاء یعنی سیر طریق ہذا کو اسطرح سے تقریر و غلطی بنا ڈالی کہ مسائل عبادی بسبب اللہ بیشربیان ہوئے اور یہاں تک آپ کو حقیقت تقریر سے مسلمانوں کا آئینہ باطن مصفا اور مجلا ہو گیا اور اسطرح ہر راہ حق میں سرگرم ہوئے کہ بے اختیار چاہتے گئے کہ ملو و کارہ خدائیں خدا ہو اور جان انکی اعلیٰ و اعلیٰ دین محمدی میں صرف ہو و بعد رت کے پیرو سنگبر نے طلب کیا اور آپ متقدمین کو تشنہ چھو کر اذکی خدمت میں راہی ہوئے اور بالاتفاق حضرت مدوح نے جماد پر کرانہ جی اور کوہستان میں تشریف لیجا کر اطراف ہندوستان میں خطوط طلب بھیجے اس نوح سے جو قریب روانہ ہوئے اور حضرت کی خدمت میں سواری مردم کوہستان ہندوستانوں میں سے لاکھ آدمی سے زیادہ مجمع ہوئے اور کارای نمایان راہ خدائیں نظر میں آئے نا ئید الہی سے ان حضرت کا رعب کفار کے دل میں ایسا شکنجہ ہوا کہ جس جگہ گروہ قلیل غرات مسلمین سے متوجہ ہوتا اور اوسکا سر گروہ یہ حضرت ہوتے لشکر کفار اگرچہ مورخ سے زیادہ ہوتا نہ ہر و پاؤ راہی ہوتا اور وہاں کو معاملات کی تفصیل حضرت بابرکت زبدہ اولاد سید المرسلین کے احوال کے ضمن میں ہو چکی ہر چونکہ مشیت الہی میں سلسلہ اس کام کا یہاں تک تھا اتفاق تقدیر سے لشکر کفار کو غلبہ ہوا اور یہ حضرت قلعہ بالا کوئی کی نوح میں چراہ سیر طریقت اور اکثر مسلمین غزوة کے جنت اعلیٰ کی طرف راہی ہوئے انا لہود و انا لہیہ بل جہون اس واقعہ کو چودہ ہزار ہر س گزرتے ہیں اور چونکہ یہ طریقہ آخر الزمان میں بنیاد والا ہوا ان حضرات کا سہہ ایک اوس سنت کی پیروی عباد اللہ نے ہاتھ سے نہیں دی اور ہر سال

مجاہدین اور اہل ان مختلفہ سے بہت جہاد و اسی فوج کی طرحت راہی ہو اگر سے بین اور اس امر تک کا ثواب آپ کی
روح مطہر پر ہمیشہ ہو بخیر رہتا ہے ہر کیم اگر چہ نظم و نشر عربی بھی آپس یا دو کا رہو گا لیکن راقم کو دستنیاب نہیں ہوا اس واسطے
یہ کتاب اس زیور سے خلیع العزرا رہی

زبدۃ المسحوقین جناب مولانا محمد اسحاق غفر اللہ

محمد دمی محمد دم الانامی افضل الکرام شرف العظام ملک سیرت فرشتہ صورت جانح عروج حقیقت و طریقت مودت طلب
ادامہ شریعت فخر علمای دین سند محمدین یگانہ آفاق مولانا بابا افضل اولانا مولوی محمد اسحاق آپ فو اسہ بین
مولانا شاہ عبدالغنی صاحب مرحوم قدس سرہ کے علم حدیث کو شاہ صاحب مبرور و متفوق کی خدمت میں حاصل
کیا اور بیس برس کا ل تک یہ فن شریف اور عظیم نفع آونکے حضور میں بشیہ کر طلب جدید الفکر کو پڑھایا امتناع
سنت کو کوئی کام آپ سے سرزد نہوتا تھا کہ وہ فعل رسول غمنا رہتا جو کہ حق جمل و ملا فی مندرت اور سیرت دولو
مطالع کی تھیں آپکی صورت سواتار مصابت ظاہر ہوتے تھے اور یقین ہوتا تھا کہ حضرت سید الشقیں صلواہ اللہ علیہ والہ
وسلم کی صحبت کا فیض جنوں لویا یا جو کلا اونکی یہی صورت و سیرت ہوگی ع زہی است خاتم المرسلین و بعد وقت
شاہ صاحب موصوف کے ان کا فرق مبارک و ستار خلافت سے مرین اور تام معتقدین صافی اعتقاد کی رجوع آپکی
طرف ہوئی نازا و فخر کو ناجا بیسہ ایسی خدا جوی پر کہ سب کچھ چھو کر سفر حجاز ختم یا کر کیا اور وہاں مع قبائل و عشائر
ہونچ کر فرمن حج ادا کیا اور پھر قشرین لاکر مواعظ و نصائح سے خلق کو راہ ہدایت دکھا کر رہے بعد ایک مدت کو
ازبیکہ شتائرا سلام میں ضعف اور رسوم کفر و بدعات میں قوت آتی جاتی تھی نیت ہجرت کو مصمم کر کو تمام قبائل کو
ہمراہ لیکر راہی مکہ منظر ہونی اور بابا و مصنفیکہ تمام کسانو شہر اور سلطان وقت سیاحت تمام مانع آئے چونکہ شتوں
ماہو الحی غالب تھا آپ منسج منوئے اور مکہ منظر جا کر قوطن اختیار کیا اور بسبب کثرت کرم کے آپ کا کیمہ
ہمیشہ خالی رہتا تھا خصوصا اون لوگوں کی مراعات کی سبب جو ہندوستان سوا دای حج کو دار مکہ شریفہ موافق
وہاں کے لوگوں نے حضرت کے وجود مطہر کو از بلاد مختلفات بھما اور دو کٹھا ویاں ہونا موجب برکت جانا پھیلایا
جدائہ کو اس میں چھ برس کا ل قشرین کمل پائی یک برس کا عمر ہوا نکلا دسی دبا رہیں وہاں خالی کو دو اع کیا اور عالماتی کی طریت اپنی
چونکہ حضرت بابر کن حدیث نبوی کی خدمت سے ایک لمحہ فرصت نہ تھی نظم و فکر طرین ہرگز انکشاف نہ کر سکتا تھا اس لیے ہم کلام کو باوجود

جناب مولانا مولوی محمد یعقوب سلمہ اللہ تعالیٰ

صاحب خلق محمد بن تاج شریعت احمدی جامع تمام صفات مادی و اوقات خالق کے محب اور عارف کے

محبوب مولوی محمد یعقوب کہیں برادر حقیقی مولوی محمد اسحاق مرحوم کے ہیں علم و فضل میں اقران روزگار سے پایہ کم نہیں رکھتے الا خلق جمیل اور صفات جزیل اور قناعت اور استقامت میں اپنا نظیر نہیں رکھتے اگر تو دیکھا گیا کہ جب کوئی بطریق پیشکش و بدریہ کے کچھ لایا کبھی قبول نہ کیا جو سرمایہ اپنے پاس رکھتے ہیں اوسمیں اوقات بسر کرتے گزارہ ہٹنگی اور خواہ بوسعت اور حسب استعداد اپنے مال کے رکھوٹھا کرتے رہتے ہیں اس کم استعدادی میں توفیق ایسی امور خیر کی ایسی ہی مردان خدا کام چاہنے بھی ہمارا اپنے برادر مرحوم کے ہندوستان ہجرت کی اور کراۃ عظیمہ میں توطن اختیار کیا۔ جب تک شاہجہان آباد میں رہے وہی اپنے گوشہ غفلت میں پابدا میں رہتے تھے اور اپنا ہی روزگار کیلئے کبھی رجوع نہ کرتے تھے اور یہی حال جو اس بلاد میں بھی کہ کچھ وجہ قلیل میں جو کسی کسب حلال سے ہم ہونچتا ہوا اپنی اوقات گزار ہی کرتے تھے اور اوقات شبانہ روزی کو عبادت خالق زمین و آسمان میں بسر کرتے ہیں حق جل و علا ایسے زندہ اہالی روزگار کو تاویل سلامت رکھ کر اپنی خاندان عالیشان کو یادگار ہیں آمین رب العالمین

جناب مولانا نواب قطب الدین خان سلمہ اللہ تعالیٰ

تحصیل علم و فضل خصوصاً فقہ و حدیث خدمت بابرکت مولانا اسحاق صاحب مرحوم مغفور ممبر و سرگرمی اجتماع تلمیذ میں سب پیشروان مسلک دین و انکا قدم لگے چھلے ہو اسے وضع و لباس میں اپنے استاد عالی نہاد و سرگرمی مشابہ ہیں کہ جسٹری انکو نہ دیکھا ہوا انکو دیکھے اخلاق و علم ملاوہ فضل و کمال علی گریسا آپ کی ذات میں جمع ہو کر اور نہیں بہت کم پایا گیا ان دو نونون میں تو غفلت مکمل بہم ہونچا یا تقویٰ اور وسیع کا نوصاب نہیں آپ کے ابداد و الاتباب عالی خاندان والاد و دامن سے ہمیشہ پیشگاہ سلطنت سے مناصب جلیلہ رکھتے تھے اب اس جزو زمان میں بھی آپ کو تقرب حضرت سلطانی سے وہ عزت و جاہ حاصل ہے جو چاہیے۔ چوتھے دن اپنے استاد کی پیروی اور خلق کی رہنمائی کو لیے مجلس وعظ منفرد فرماتے ہیں اکثر رسائل زبان ریختہ میں واسطو فائدہ عام کے تحریر کیے اور اوسمیں مسائل منجربہ ہر طرح کے مندرج فرمائے اور حق یہ ہے کہ ان رسالوں سے خلق کو بہت فائدہ ہوا کہ ضروریات دین سے ہر شخص مطلع اور آگاہ ہو گیا کتب حدیث و مشکوٰۃ کا ترجمہ زبان اردو میں بہت صاف و شستہ و فائدہ مند کیا جو اور اکثر فوائد کتب متداولہ وغیرہ متداولہ سے اوسپر ڈھایا۔ جب اوس کتاب کا چھاپہ ہوا باوجود بسوط ہونے کے خلق ہاتھوں آٹھ خسہ بدلیا اور ہر روز رواج دین اور تقویت شرع میں مصروف رہتے ہیں انہم زود فزاد جو شخص راہ ہدایت پر چلے گا نواب اوس کا انہیں کے جدیدہ اعمال میں مرقوم

ہوگا ان اللہ لا یفسع اجر الحسین

جناب مولوی عبدالخالق سلمہ المدنی

آپ کا شہرہ علم فضیل کا و اہل مال سے آجنگ شہر شاہجہان آباد میں ایسا بلند ہے کہ اس کی گوش خاک کر جو دین و دار
اور نقوی شہر ترویج ملت میں سامعی بین اور اعلائی دین پر داعی بہت لوگ اسکے ارشاد و ہدایت سے راہ رست پر
آئے اور بہت شائقان تحصیل کمال کو انکی خدمت میں فوائد علمی سے بہرہ حاصل ہوا وضع بہت متین اور کلام بہت
زیر باخلاق و بیباکی امانت و دیانت دینی ہی اس جاہلیت کو کئی کم نظر و گنہگار ہو

جناب مولوی نذیر حسین سلمہ المدنی

آرہدہ اہل کمال اسوہ ارباب فضل و انضال مولوی نذیر حسین صاحب بہت صاحب استاد و دین خصوصاً فقہ بین
ایسی استاد کمال بہر پہونچائی ہے کہ اپنے نظائر و اقوان سے گوئے سبقت لیگئے ہیں روایت کشی بین آج نو نظیر ہیں
باوجود اس کمال اور اس استاد کو مزاج میں خاکساری اور علم گو یا کوٹ کوٹ کر بھرا ہے باعتبار سن کے جوان اور
باعتبار طبیعت جلیم اور وضع متین کے پیر

جناب مولوی محبوب علی سلمہ المدنی

اجلہ سادات کبار سے ہیں علم حدیث و فقہ بین اقوان و اشعار پریش جہانیدہ و سفر کردہ تفصیل علوم عقلیہ و نقلیہ
جناب مولوی شاہ عبدالغفر زلموی قدس سرہ الغفر کے خاندان رفیع الارکان سو کی ان فنون میں ایسی حدت کہتو
ہیں کہ مسائل جزئیہ مثل لوح محفوظ کے انکے شریحہ مانظ پر نقوش ہیں جو کہ راقم سک و اللہ بظہر رحمہ کے ساتھ اتحاد
قدیم تھا اسی نظر سے اس احقر کو بھی نظر الطاف سے منظور فرما کر بزرگوار عنایت کرتے ہیں

جناب مولوی نصیر الدین شافعی ندیب سلمہ المدنی

شاگردان جناب مولانا محمد اسحاق مغفور مرحوم سے ہیں کتب درسیہ خصوصاً دینیات میں بہت اچھی مہارت کہتو ہیں
باوجودیکہ سبب علوم دینی رح عوام و خواص ہیں خصوصاً تقریب بادشاہی سے سرفراز ہیں لیکن ارحم کو اظہار
کچھ پاس و لحاظ مطلقاً نہیں رکھتے بالفرض اگر اسکے اظہار میں اپنا ہی نقصان ہو پر و انکو کور و اچھی کو کبھی نہیں
چھپائی اس امر میں گویا شہر بہرہ کا حکم رکھتو ہیں ایسے زمانہ ناہر سان میں اب اسحق گو پس غیبت ہو اور پھر فحاش
اور ہستہ خفا اور منافات وضع اور سلاست روی ایسی ہی کچھ بیان میں نہیں آسکتی

جناب مولوی کریم المدنی سلمہ المدنی

جاس فنون میں خصوصاً دینیات میں دیکھا کمال ہے توکل و قناعت میں اپنا نظیر نہیں ہو باوجود عیال داری اور

اموال کے اہل دنیا کی طرف کم جوع کرنے میں بیشتر اوقات گراہی کو تہہ میں غلبہ شوق میں مصروف اور
عنان بہت افادہ دہا لین کی طرف معطوف رکھتے ہیں

جمہور شوق خیر و برحق مولانا فضل امام صاحب شراد

اکمل افراد شوق منی بہت افادہ دہا لین قدسی سراب سرچشمہ عین البقیع موسس اساس ملت و دین مامی
آنکرم جل ہدایہ بنای انصاف ہی ہر ہم علم بانی مانی انصاف قدر و کمال ہی قبول حاوی معقول و منقول اسناد کا بہ
روزگار مربع اعلیٰ داد اتنی ہر دیا ہر مزاج دان شخص کمال جامع صفات جلال و جلال سور و فیض ازل و ابد
مطرح انظار سعادت سرمد صدیق مفہوم تمام اجزای واسطہ و عقد سلسلہ حکمت اشتراق و مسامح زبدہ کرام
اسود و نظام مقتدر ہی انام مولانا محمد و منام مولوی فضل امام اوغلہ اسناد المتعام فی الجنتہ انعم بطعہ المعیسم
بحال نہیں کہ آپ کو اوصاف حمید و اور حماد پسندیدہ تقریر کر سکی اگر ہزار برس شوق سخن کرے اور اسی ذکر میں زبان
سرخ نبی سے مدافعت کر کے یقین ہے کہ ہزار سے ایک نہ ادا ہو سکے علوم عقلیہ اور فنون حکمیہ کو انکی طبع و فاد سے
اعتبار تھا اور علوم ادبیہ کو انکی زبان و ادبی سے افتخار اگر انکا ذہن رسا و لائل فاطمہ بیان نکرنا فاضلہ کو معقول
نہ کھنڈ اور اگر انکا فکر صائب براہین ساحلہ قائم نہ کرنا انکال ہندسی تا غنکبوت سوسست تر نظریں آتی اس
نواح میں ترویج علم حکمت و معقول کی اسی خاندان سے ہوئی گویا اس دہ وہ والا تبار سے اس علم کی جہتی ہم پہنچائی
باوجود اس کمالات کے غلو اور علم کا کچھ حساب نہ تھا ہمیشہ سرکار حکام وقت میں مناصب بلند سے سرفراز و در
انجامی عمد سے ممتاز رہی بابہ بہت آپ کا بلند تھا اور سلوک آپ کا حق پسند و سبب کثرت انبار کوشش دست خلافت
دیکھ نہ سکتے تھے اور سبب خالق وسیع کے ہر عاجز و زبون کو عرض و نیاز سے مستمع نہ کرتے اگرچہ وطن اصلی آپ کا
خیر آباد تھا لیکن چند و چند اسباب سر حضرت شاہجہان آباد میں اس طرح سے توطن اختیار کیا کہ گویا ہمیں کو رو سا بیڑ
محسوب ہونے لگے ہر ایک مدت مدید ہوئی کہ ترک روزگار کر کر بذات خود وطن موقوف کی طرف تشریف لیگے اگرچہ سب
اہل و عیال کی یہاں بدستور بود و باش رہی اور جب سو گئے پھر معاودت نغرائی عرصہ اوئیس برس کا ہوتا ہے کہ عالم
مافیٰ سوا ملک باقی کی طرف سفر ناگزیر ہوتا تھا اور یہ واقعہ جانشاہ پانچویں ہجریہ و سنہ ۱۲۰۸ھ میں واقع ہوا اگرچہ نظم و نثر
تاریخی دوری آج کا بہت ہی لیکن ترتیب کتاب کی بہت راقہ کو پاس موجود تھا اس واسطے یہ نہ اس شرف سے مشرف نہوا

جناب مولانا محمد و منام مولوی فضل حق نور اللہ تھانے فرمودہ

مستحق کمالات صوری و منوی جامع فضائل ظاہری و باطنی بنای فضل و انضال بہار تہذیبی چمنستان کمال

ہنگی اور ایک اصابت رسی سسندھین و ہوان انکار رسای صاحب غلق محمدی سور و سادات انلی وادی ہی حکم حکم شافو
فرمان روامی کثیر محاکمات کس آئینہ صافی غیر ہی ثالث آئینہ بدینی و حیرری المی رقت و لوزعی اوان و فروق ہمد
و بعد و دران بطل باطل و حق حق مولانا محمد فضل حق یہ حضرت خلت الرشیدین جناب مستطاب مولانا فضل امام
غفر اللہ عنہ النعام کے اور تحصیل علم عقیدہ اور تعلیم کی اپنے والد ماجد کی خدمت بابرکت سے کی ہے زبان علم نے
انگو کلمات پر نظر کر کر فرخ خاندان لکھا ہے اور تکرار دقیق فی حسب شکر کار کو دریافت کیا فرخ جان بابا جمیع علوم و فنون میں
یکتا و درکار ہیں منطق و حکمت کی نوگو یا انہیں کو نگر عالی نے بنا دالی ہے علمای عصر میں فضلای دہر کو کیا طاقت ہے
کہ اس سرگردہ اہل کمال کے حضور میں بساط مناظرہ آراستہ کر سکیں بارہا دیکھا گیا کہ جو لوگ آپ کو بیگانہ فن سمجھتے تھے
جب انکی زبان سے ایک حرف سنا دیا کہ کمال کو فراموش کر کر نسبت شادری کو اپنا فرخ سمجھے یا انہیں کلمات علم اور دین
ایسا علم سرفرازی بلند کیا ہے کہ فصاحت کو واسطے انکی عبارت شستہ معجز عروج معاج ہے اور ملاحت کو واسطے انکی طبع
دست آویز بلندی درایع ہر جہان کو انکی فصاحت سے سرانہ خوش بیانی اور ارم و اقباس کو انکو انکار بلندی و عجاہ
عروج معانی افغان پاکیزہ انکے رشک گوہر خوش آب و ہوا معانی رنگین انکے غیرت فعل ناب سر و انکی ملو عبارت کو
آگے پاگل اور گل انکی عبارت رنگین کے سامنے جمل نرگس اگر انکو سواد سے نگاہ کو ملا دیتی مصحف گل کے پرنہو سے
عاجز نہ ہتی اور سوسن اگر انکی عبارت فصیح سے زبان کو ہٹا کر قی صفت گویائی سے عاری نوعی دل تروہ ہے
کہ اگر ان اوصاف نامحدود کا شمار بھی ہو سکا تو طرف تنگ سخن میں کیونکر گنجائش ہوگی اور بالفرض اگر حوصلہ
سخن میں بھی سہا قلم فرسودہ زبان آنا طعی مسان اور کاغذ چارہ اس قدر وسعت کہاں سے لاء و اور علاوہ انکو
اندیشہ اپنی جان پر لڑان ہے کہ اس سخیل سرگردگان روزگار کے اوصاف جمیل میں مثلاً بلندی شان کے
مدح کے درجے ہو تو بالضرور تلاش معنی بلندی میں منتہا عالم بالا کی طرف صعود کرنا چاہیے اگر خدا ناخو استہ
ایہ مقام سے پاؤں پٹا تو گو کہ جس جگہ گر گیا وہ بھی معنی بلندی ہی ہو گا لیکن از بسکہ اس سے اوس تک
ہزار سالہ راہ بالا ہے اس مچاؤگی باون سر کی غیرت کا ٹھکانا نہیں لگتا ناگزیر عنان تفکر کو اس وادی منتہا
پہنچ کر کچھ حال سعادت اشمال لکھتا ہوں ہو تو ہینت آمو و آپ کا لکھنا اجری میں ہوا ہے سبحان اللہ و کیا زمانہ
سید اور وقت حمید تھا ایسے طالع پر طارہ کو غیرت ہے اور اوسکی سعادت پر مشنری کھوت اب سن شریف آپکا
باون تک پہنچا گو ہو چکے طبیعت کو ویسی ہی رسائی اور زمین کو ویسی ترقی ہے اس ترقیات روز افزون کو
ساتھ یہ آرزو ہے کہ ایسے صاحب کمال کے ترازو عمر میں بھی ترقی روز بہ عطا ہو آمین رب العالمین

و خرد و العبد و والسلام	و اخضره القوسی حاجیه	باز شاق ملا رش السام
و بل سنی الی یوم علیام	خلیفه الصیون عمل سکور	کاف رضا به صفوا لدرام
زک الخضر مکی الحسام	یرینی فرغانه فوق الکیمیا	و جی میل علی بدر التمام
نیور بالاقلع لدری التمام	بنفسی من تلافی طول جبر	خوافی با خستمال و خستام
فغانی اقص من باقرام	شقی من کان قد شقی الفطر	الاسی و اسی کلامی بالکلام
شقی فرعی و لیسری سکه	تجانی و قد علقت ید انا	بد بخلدی و لید بحسام
و یکتا فی التمام و ضلالم	بیتنا با عشاق و فغان	و کان صبور خفا خستام
بجاه محمد خیر الانام	تفجیع الخلق احمد هم جمیع	حمید الخلق محمد و العفام
لغادیم و لا جان و حام	و خستیم ابو هم ثم نوح	و ابراهیم من نیل المرام
او زنا عوا با بهوال عظام	نجا و الاذن بن فادوس	و تجاهم من الداء المعقام
و او تا هم جمیع بالذم	همان فی السما و الارض فخر	غلیس و لسی او ماسه
و الافضل فیهم من الفم	غلیس له مدیل فی فمدال	و عدل او قسم فی قسام
نما اعلاه من ناح و جاه	معی و سما فها حام و سام	یلیه فی بنی حام و سام
بهرج و نوح باقرام	و ابراهیم اکراما و یس	یمینه دیوسفت باوسام
و حکیم بین ارباب انعام	و اهدام علی العلی و حبیه	و حبیه فی المنازی اتمام
بدین کامل قیسیم مدام	کشمش شرف صفوا فضل	اکو اکب فی الظلم و انعام
نظم علی اکو اکب با نظام	همام بیخاش کل بیستم	بیکشف کل هم باهستام
شفاعة الشیم من الانام	الی فمدی مرطاس تقیما	عن محمد اخیاری فی یوحی
بجاه آله اسی الاستی	اریم رحمة بزر زو منست	بودی با دیه صفوح ذود انعام
سلسله امام من امام	کلام بهاییم و حنین جند	و نطق حصی و تسبیح الطمام
بمصباح فو تا بنسنام	و انعم کل منطیق بذکر	حکیم لاینا مرض فی انظام
و اشرف سابعه علی اندام	نعا و بعدد کسری کسیرا	و العنق لکسری بازغا
لا من قاطنی البطلان	الا باعاصی من کل بزیلی	و یاس من جبل رافعه مصدا

جناب آخون تیس محمد رحمة الله علیه

الحمد لله و استاذ اول مبدع فیض نزل و ابد آخون شیر محمد طالب شراف و جل بخت ستهواد - سوله که ایچا افغانان متاسکین ایچا ستهوار
 باراده تحصیل علم و فضل که وارد هندوستان بخت نشان هو که اراون و جوانب بین علمای کرام کی خدمت و فیض علم دات مصلک کیا
 او جیبش اجهان آبا دین وارد هو و سولانا شاه عبدالقادر قدس سره کی خدمت سراسر افادت بین علم مدیت کو تحصیل کیا
 او سولانا و بفضل اولانا مولوی محمد رحیم الله علیه که چشم بر روی جو که خاغت او توکل ایک جابه تماکینا طافضان اولان
 قنانت مستعد و پرسیا جتا حکیم غلام حسن بر جمع که مکان پرسکونش اجهان کی اهر مدت العمر رگز جوان زمان او را بنا می روزگار
 روی انصاف ناز او رشب و روز شغل ظاهر می اندرین علوم عقلی و نقلی رهنی او رشنده باطن نوعیه الی الله زبان ثانی که سانه گفتار
 زو او دل غل که سانه شمول به دو کام آن مدین قوال راسر فنکال حکیم نفسی که او طی سطل بین سح بی - پای سته لالیان جبین
 بود و پای جبین سخت و نیکین بود و سوا علوم ظاهر می که کسب فیض باطن خدمت حضرت یارکت شاه غلام علی صاحب قدس سر
 سو کیا او در سته خلافت کایا اگر سلسله بری مری کایا پیواری نہیں کیا لیکن استحقاق اس امر کا ہزار ہا ہزار سہیل کچھو - او
 ازین سکونت هندوستان کودل پر رفته ہو که باراده هجرت او را ای جم که بیت الله کی طرف روانه ہو و فرستای راه بین اولان سکون
 ماہ صفر ۱۱۸۷ هجری بین نقد حیات کو ستمایان اجل کو سپرد کیا ان فقه کھنہ بر سکام مرده ہونا ہے

جناب مولوی امان علی سلمه الله تعالی

الحمد لله و فاضل اجل صاحب بطرا صدق و مقام زبده کلام و اسوه انقیاد مولوی امان علی - سادات صحیح نسب بیون او تحصیل علم
 فیض و اہست - نانا شاہ عبدالقادر قدس سره کی جو بقیات و متفقا کہ کبھی اجل و کار کی طون روح نہیں کی او پیشہ ذرا لکھتو
 کو دین او جو کہ زانق انس میان کو خزانہ تقدیر و فیض روز و شب سہم اسی پر قانع ہو کہ اغراض نبوی کو وسیلہ تلقی و خشنام خوانان
 نہیں کیا جو کہ علم و عمل و طب بین مہارت نامہ رکھی بین اس بہانہ سحر لطف رب جلیل و شفا و سقام لکھ نامہ فیض لکھ کی با نیند و بخت کھی ہو
 او اس مہلک و نفوذ تواریخ و وی لکھ غیبیہ علمین فودہ تودہ ہم ہونہ جانی بین راقم کو انکی خدمت بین نیاز و اعتقاد بر کمال حاصل ہو اولی
 طوفانی نامہ جی رب الطاف نازدہ و زلیخه وقوع بین اولان بین غم کی مقلد سید و سولانا نہیں بین انجانش کچھو کھنہ و سیکار کا کار کا کار
 جناب مولوی محمد جان غفر الله له

کتب تحصیل کی کوچی و سوسو چہا تھا او در سائل علمی سناست متختم و فاضل اجل محمد او عالم اکمل طبیعت لطیف و شرفی کی طرف بہت اکتی سہیل
 و نظم نگار و فنی کا کابینہ و اس کمال با طلاق ایسا کہ کسی بین او سکانونہ نہیں دیکھا ایو او رشتا شوق و ادب سانی او رلانا ابا شک
 کہ کسی ادب بین او سکانونہ شاد و نہیں بخت تک کرا لکھ بر بین عمدہ شرفنداری و فوداری بر او را ہو و جو کہ نہایت خوشامیاد و بہت

کہا کہ ہر نماز اور ہر روز کی اس دعا کی کو خدمت کیا کرتے ہیں یہ سب قربت کو محبت مفرد کہ کچھ کی کو یہ لفظ مفرد کہ ہر روز کی ہر نماز میں	کہا کہ ہر نماز میں کہ ہر روز کی اس دعا کی کو خدمت کیا کرتے ہیں یہ سب قربت کو محبت مفرد کہ کچھ کی کو یہ لفظ مفرد کہ ہر روز کی ہر نماز میں	کہا کہ ہر نماز میں کہ ہر روز کی اس دعا کی کو خدمت کیا کرتے ہیں یہ سب قربت کو محبت مفرد کہ کچھ کی کو یہ لفظ مفرد کہ ہر روز کی ہر نماز میں
در وقت جو نمازی کی در تار کند	انہی تہ سوسہ گاہا جملہ عورت کند + بیزار غرض میں جملہ عورت کند	کہا کہ ہر نماز میں کہ ہر روز کی اس دعا کی کو خدمت کیا کرتے ہیں یہ سب قربت کو محبت مفرد کہ کچھ کی کو یہ لفظ مفرد کہ ہر روز کی ہر نماز میں
ای بیٹا اندازی روزگار گشتی	وامنت بیتا طاعت و نماز تری + تا کجا تو مہموری بداند کارش	کہا کہ ہر نماز میں کہ ہر روز کی اس دعا کی کو خدمت کیا کرتے ہیں یہ سب قربت کو محبت مفرد کہ کچھ کی کو یہ لفظ مفرد کہ ہر روز کی ہر نماز میں

مولوی نواز شمس علی سلمہ اللہ تعالیٰ

شاہ جہاں آباد کو ملائی خدمت میں کتب تحفہ کی اس مصل کیا اور حدیث نبوی کو خدمت بابرکت مولوی محمد اسحاق محدث دہلوی نے خدمت میں چھاپا تھا
کامل کتب میں از کتب طبعیت و ایت و از کتب طبعیت کل پر از کتب طبعیت مجلس غلطی انکو ان خدمت ہونی ہو اور اس کتب میں شاہ جہاں آباد کو ملائی خدمت میں
داستان و وعظ کو کہ واسطی ایچ ایچ گھر میں انکو کتب و غرض میں خلق و علم میں یگانہ روزگار اور قناعت و توکل میں شہرہ آفاق ہیں

مولوی محمد رستم علی خان سلمہ اللہ تعالیٰ

تحفہ کی اس مصل کیا اور حدیث نبوی کو خدمت بابرکت مولوی محمد اسحاق محدث دہلوی نے خدمت میں چھاپا تھا
کامل کتب میں از کتب طبعیت و ایت و از کتب طبعیت کل پر از کتب طبعیت مجلس غلطی انکو ان خدمت ہونی ہو اور اس کتب میں شاہ جہاں آباد کو ملائی خدمت میں
داستان و وعظ کو کہ واسطی ایچ ایچ گھر میں انکو کتب و غرض میں خلق و علم میں یگانہ روزگار اور قناعت و توکل میں شہرہ آفاق ہیں

حاجی محمد سلمہ رحمہ

ساکن میں نواح جو بنور کے اور بعد ازاں حج بیتا لکھنؤ شاہ جہاں آباد میں دار و مدار اور مولانا محمد اسحاق صاحب کتب بیتا کو تحصیل کیا
کہا کہ ہر نماز میں کہ ہر روز کی اس دعا کی کو خدمت کیا کرتے ہیں یہ سب قربت کو محبت مفرد کہ کچھ کی کو یہ لفظ مفرد کہ ہر روز کی ہر نماز میں

ملا سہ قرا سلمہ

یہ بھی بڑے مستند شخص میں کتب مقبول و مقبول و مکنت و ہند و حدیث بابرکت سے چرچا ہے میں حدیث نبوی میں
بیتا مولانا مولوی صدر الدین خان بہادر جو بھی ہو اور اب جناب محمد کی طرف سے مدرسہ دار البقا میں مدرس ہیں

ذکر قرار و حفاظت شکر اللہ عظیم

اگرچہ اس شہر کرامت بہرین فضل الہی سے حافظ اس کثرت سے ہیں کہ رمضان شریف میں باوصف کثرت جہاں کے کہ حد شمار سے باہر ہیں کوئی مسجد ایسی نہیں ہوئی کہ او میں دو دو تین تین شخص کلام اللہ تراویح میں ختم ہو کر نہ ہوں اور مسجد جامع میں نو شمار سے باہر کلام اللہ تراویح میں ختم ہو تو یہ ہیں لیکن تین یا چند اشخاص نامی کا ذکر لکھنا

قاری قادر بخش سلمہ اللہ تعالیٰ

حروف کو خارج سے ادا کرنا جیسا کہ حق ہے اور پھر الحان و آؤدی سے حق اسی حق رسیدہ خدا شناس کا ہے اور درود و تقویٰ کا حال نرمیسا ہے اوسکے بیان میں زبان قاصر ہے کمال فصاحت سے وجہ قلیل پر اکتفا کر گونہ مسکنت میں اس پر کفر میں عمر شریف آپ کی قریب شہر برس کے ہو چکی ہے

حافظ احمد سلمہ اللہ تعالیٰ

لیکن براہِ تحقیق قاری صاحب موصوف کے اگرچہ قرار ت میں وہ مرتبہ کمال کا نہیں لیکن کلام اللہ کو اس صحت کے ساتھ پڑھتے ہیں کہ بافوق اوسکے متصور نہیں اور ادا و دو خلافت میں اوقات شبانہ روزی صرف ہوتی اور صورت سے لائیت ظاہر ہوتی ہو

قاری محمد بیگ عظمیٰ اللہ

علم قرات میں اقران و اشغال سے کوسے سبقت لیکھتے تھے اور خارج حروف کو اس خوبی سے ادا کرتے تھے کہ حروف کو خود اس امر پر باز تھانے کہ جامع علم و عمل تھے اور ان کا فصاحت و دلکشی سے ان حضرت کا خیر تھا تمام عمر اغنیاء کے دروازہ کا نام نہیں لیا و تین برس کا عمر گزرا کہ دنیا و فانی و آخرت کی امانت امانت لکھتے تھے

قاری احمد سلمہ اللہ تعالیٰ

ایسے عامل علم قرات ہیں کہ جب کایان نہیں ہو سکتا اور زبان اوسکی ادا و ف سے قاصر ہے۔ مینداری اور ابتاع شہر لیت اور اکل حلال اور کتاب خیرات اور اجنباب از نو اسی سبب ایک وقت ستودہ صفات میں جمع ہیں اس جامعیت کے ساتھ افراد و شہر سے کہ نغمہ میں گزرتو

حافظ عبد الرحیم سلمہ اللہ تعالیٰ

اگرچہ علم قرات حاصل نہیں اور بخیر حروف مجید را چاہیے اور اوسکا نام قرات رکھنا جو دوسے اوسکے چہرے میں محسوس نہیں ہوتی لیکن فضل و اسب العلیات سے آواز خوش اور طیب لیمہ اس طرح عطا ہوا ہے

کر غیور کو طیران اور پانی کو جریان سے باز رکھتا ہے اور سکا ایک اونٹے وصف ہے جس مجلس میں اس مرد خدا نے قدم رکھا اور بار بار وہ فرات قرآن لب بلایا اہل مجلس سرابا گوش اور گوش سرابا پیش ہو کر متوجہ ہو جاتے ہیں بلکہ جہوت خاص و عام کے گوش زد یہ ہوتا ہے کہ آج فلاں مجلس میں اس صاحب کمال کا گزرو گا اجتماع فلاں سے وہ مجلس حکم مایہ ماہم بھیجتی ہے اور اونٹے قرآن کے پڑھنے میں وہ اثر ہے کہ قوت اجتماع کے سامعین کو دنیا و مافیہا فراموش ہو جاتے ذلک فضل اللہ یؤتہ من یشاء۔

فکر بلبل یوزایان ہوا و تہمت آباد حضرت شاہجہان آباد

بہر کا کہ روم و صفت دوستان گویم | براسی یار فرخشی و کان نمی یابد +

جناب مرزا اسد اللہ خان غالب مدظلہ العالی

ہمارے ادب فاضل و معالی ہمارے سدرۃ المنتقی مراتب بلند و مدارج عالی موسس اساس شیوہائی بانی بناسے الفاظ و معانی عند دلپ بہارستان سخن گستر ہی طوطی شکرستان معنی پروری ادب سما سے برتری و اولاد بکری منہ سپہ بلند اختر و دیگر دن اقتداری شاگرد حسن استاد و حبان المعنی زبان لوزی بیان فرزند و دہر و لبید ادب ہی دمی رسول اللہ جناب مسطاب مرزا اسد اللہ غالب تخلص دیوان حافظ انکی زبان انیسوی کے عہدین و لون سے فراموش زبان خلاق المعانی انکے معنی ایجاد کے زمانہ میں خاموش چراغ انوری انہیں کے شعلہ فکر سے روشن اور سینہ آوری انہیں کی آتش حسرت سے گلشن غمخیزی انکے رشک افکار سے ایسا جلجلا کر گیا اور سکا پیکر فقط غمخیز آتش سے متکون ہوا تھا اور سبحانی اذکی حسرت کمال سے ایسا رویا کر گیا اور سکی بنیائی چشم فقط غمخیز آتش سے بنی تھی زلالی انکے چشمہ نہر کا تشہد لب اور ابوالاسحاق العمید انکے خوان استعداد سے نعمت ملک خاقانی اس خضر و معنی کی کثر رعیت اور خضر اس بادشاہ سخن کے آگے سرگرم خدمت ملات کلام سعدی انکے خوان فیض کی ملک خوار اور شیرینی زبان حافظ انکی نعمت مقال سے روزیہ وار رنگینی معنی سے صفی کو گل رنگ اور طراچی فکر سے کاغذ کو زنگ کرنا خاصہ اسی جن طرار سخن جری اور نقاش معینہ نہر وری کا ہے اگر الفاظ ثقیل سے گرائی اور ٹھاسے تو کوہ کاہ کا حکم پیدا کرے اور اگر سخن میں منات صرف کرے تو دوق بیاض مدد مر مر سے جگہ سے نہ بے غم انکا معنی روشن کی تر آوش سے فوارہ نور اور عبارت پاکیزہ پاکیزہ کیفیت سے شراب انور اگر اس سخن طراز کے کمال استعداد کو جو حرف و شمار سے افزون ہے خاموشی بیان کرے اول چاہے کہ ملکہ عقل خالص سے عاریت مانگے اور زبان قلم تقدیر سے مستعار ہے میں ارادہ کرتا ہوں

کہ اس حضرت کے وصف قیصر اور ہمارے پند یہ کہ وہ دفتر کتاب میں درج کروان اور عقل فریاد کرتی ہے کہ ہر گاہ
 میں اس نقد میں جو ہر اور امداد و مدد فیاض کے ساتھ جب اس امر کا مقدم کیا کارکنان باہر گاہ ہال سے کی استعداد کا
 غنہ سنا اور سنی ادب کی سرزنش حاصل کی تو باہر میںہ نقدمان عقل و محوش کس شمار میں ہے فی الحقیقت مگر وہ ملک
 اپنے تین جہاد و مقصد و بین داد یا تو ہوس حق السع یعنی شاہباش کی متوقع ہوئی اور حال یہ ہے کہ دشوار بندہ
 فکر ملک و قیصر یا بان انصاف طبیعت کے آگے حوصلہ افزائی تو کیا خجالت نہ رسائی اور طغیہ ناحقیت بینی و سرافکندگی
 جگہ نہ بیگی منوری نے پیچ کہا ہے کہ کسی کہ عمدہ تناسل کے بیرون نیاید چرا اول العزیز و عارف نہ نماید بہتر یہ ہے کہ فکر
 کو اس اندیشہ حال سے باز رکھے اور اپنی نارسائی کا پردہ ناکرے یہیت بامی است بعد بندہ پستی و ان پاست
 نہ لغزوت زمستی و نام نامی اور اسم سامی انکے والد ماجد کا بعد امد بیگ خان تھا آپ اثرک سے ہیں اور سلسلہ آپ
 کا اثر سیاب و شمشک تک پہنچتا ہے آپ کی بزرگ بلو قیون کے عہد میں بسبب اسکو کہ وہ انکے بھجنس میں ہو گئے فرائض والی
 رکھتے تھے جب بلو قیون کی عمر سلطنت کا دور نام ہوا انکے ابا و اجداد نے سرفراز میں نومن اختیار کیا اس حضرت
 کے جدا اجداد نے بد مشفق سے ایک امر سہل پرندری شکر رنج ہم پوچھا کہ نہ بدین تشریف لائے اور لاہور میں
 الملک کے رفیق ہوئے اور اود کے تباہ ہونے کے بعد دار و دہلی ہو کر سلطان محمد کی سرکار میں ہر شہتہ ملازمت کو ہاتھ
 میں لا کر سلسلہ جاگری کو استحکام دیا حضرت مدوح کے والد ماجد دہلی میں منولد ہوئے اور میں بشو و نا حاصل کی کبھی
 سبب سے بود باش الہی و انیتار کی اور حضرت مدوح کو دادہ شہتہ کہ کن رشفت اور آغوش مملکت میں
 پانچ برس کا چھوڑ کر خراب بغم کے گامگشت کی طرف متوجہ ہوئے آپ کے چچا جیفی نصر امد بیگ خان کا اس عہد میں
 میر جھٹکی طرفت اکبر آباد کے صوبہ دار تھے انکی پرورش اور تربیت میں مصروف ہوئے جب ہندوستان میں لغز
 حکام انگریز کیا ہوا نصر امد بیگ خان لاڈلیک بدار کے رفیق ہو کر چار سو سوار کے ساتھ اسے اعادی بادیا کے ساتھ
 گھر گھر جنگ رہے جنرل بیگ صاحب اس کار نمایان کے صلہ میں دو پانچ ہزار نہانات اکبر آباد سے اونکی میں جات
 تک جاگیر میں عطا کیے پھر انکے ساتھ پانچ سو کے بعد جو تھانہ میں پریش آیا و جاگیر موافق قرار داد کے ضبط ہوئی اور
 جاگیر کے عوض میں اس حضرت کو واسطہ نقدی مقرر ہو گئی بہر دان سے بسبب پائش طبعیت اور میل خاطر کے شاہجہان
 میں تشریف لائے اور اس معاش پر تناعت کر کے گوشہ نشینی اختیار کی ہے اور بہترین شغل آپ کا اس عالم
 تھائی میں سخن سنجی اور معنی پروری ہے حق یہ ہے کہ جان سخن پرست و سر معنی پر بار احسان رکھتے ہیں ہر دایہ و ہر
 دین شکر اور ہر حرف زبان سپاس ہے انکی نعمت نہ یہیت کا راقم خرم کو جو اعتقاد انکی خدمت میں ہے اسکا بیان

نه قدرت تیر تیرین ہے اور نہ اعلا تیر برین آسما ہے اور چونکہ دلمار ابد لماراہ باشد آن حضرت کو بھی شفقت
 راقم کے حال پر ہے کہ شاید اپنے بزرگوں کی طرف سے کوئی مرتبہ اسکا مشاہدہ کیا ہو گا مین اپنے اعتقاد میں اس کے
 ایک حرف کو بہتر ایک کتاب سے اور ایک لکھلکے کو بہتر ایک گلاڑ سے جانتا ہوں اور اگر دیکھا گیا تو تو ہی بھی ہی ہے خوا
 از حال ان لوگوں کا جو آپ کی خدمت بابرکت سے مستفید ہوتے ہیں اور جو اگر انادہ آپ کو حاصل کرتے ہیں انکو
 منتقم جاکر بھی خبر و دان حافظ میں محفوظ اور ہی مندوق میاض میں امانت رکھتے ہیں اسطر کے مضامین علای پر مستفید
 یاس خرد از خرد افراہم آگے ہیں اور چونکہ ایشل مبداء و بنائش کے آپ کی طبیعت فیض مہبت نسبت نخل سے مبر ہے آپ کے
 اودن جو اس پر ہمارے اعلیٰ میں پیکہ درین نہیں آرسے نہ نطقش کہ بدست جان نوانا چون باوہ خرد فرزدی و دانہ
 آپ کا جو اہر خانہ نفائس سخن حدیثا سے افزون اور طرف مصہ سے بیرون ہے ایک دیوان نقباء و غریبات کا قیس ہے
 زیادہ مرتب اور منطبع ہوا ہے اور اسی طرح سے تیر اور ایک کتاب پنج اہنگ نام نہایت فواید عیلید پر مشتمل قریح و
 بندرہ جزو کے آپ کے نتائج فکر سے و کہ نتیجہاں معنی رس کے واسطے معنیات عظمیٰ اسو جو اور ایک شوی مشتمل و بر غزوات
 خفرت رسالت دست گاہی ختمی نہای مسل اند علیہ وآلہ وسلم کی اگرچہ ہنوز نامام ہے لیکن پھر بھی قریب بندرہ سولہ جزو
 کے ہو چکی ہے انشا اللہ تعالیٰ جو وقت انعام کو بھیجے گی گلہ سبز نرم اجاب ہو گی راقم نیا و تبر کا کچھ نظم اور کچھ شعر
 اس کتاب میں لکھ کر یہ نظر ارباب شوق کرتا ہے تاکہ معلوم ہو کہ نظم کس رتبہ کا ہے اور شعر کس نشان کے ساتھ

آر ایٹش گفتار در ظہور و غور و نموداری و صبح

دیکھ کر شگ سیا شکار روزگار بہ باز خواست خاتم سیمائی کلوی اہر من شب در ہم اشتر و آن رخشندہ گوہر زردانی
 را بدان روشنی کہ تو چندیاری آفتاب است از دیا شش را آور دکھ از زندگی را کہ بختیخو خزان خواب برگ بار فرود بختیخو
 ہنگام کشائش نو بہار فرزند و قدح و شبیشہ بجانہ را آب رفتہ بجوی و غار آلودگان شبانہ را رنگ پریدہ بروی
 باز آمد تو جو پریدہ ماسے خلعت کہ بر روسے آفاق فرو ہشتہ بود از دیان برداشتند ز شاد وانی از نور بدان و رازی
 کہ پسنای گیتی را زوگر و در جہان برافروختند و سحر نوز و قیبا نہ بر کشاد ب ط با شب از جنب غمیبا نہ و روشنت کلیم
 سسر و زین انفس ز مرین اورنگ و چون خواست کہ لوامی جہانکشا بہ تیغ مہنت کشور افروز و تخت لشکر بیان لہجہ شہ
 ہمداری راہ تبارج گنج گوہر برین صلا زوگر و نگری ادب اش گرسد چتر لوامع سحری آتش فتنہ بدان در گرفت کہ
 کاہنی نادر و امی تکما یگان شہنم تیر و ان در سبزو دیہا رفت لباس فیروز می دشکار نہ بہر ذمی فستان نور را در کشادہ
 دوزہ ذرہ را با ناز و کجائی وقت انسان باوہ روشن و در او تو خاکت پر دوزخان کہ آبروی حافی آشنائی و طالع روز

شمار یارش بود هم بدان در دو سایه که محبت تقسم در آن صلاهی عام بوی رسیده سینه‌ی آغاز نو سایه با اینهمه که در کوفته
از روشنی و در بهشت هم از اسباب شوکت جهانگی حضرت نور بهشت خفا که اگر اینها تیرگی باقی بنگیزد شد پروانه
منزلی طلمت شنب یکدام بدادند که گشتند و گفتند که با مدادان که شب روان سپهر

نقد جان بافتند در ره مهر	دشست زرد از میان بر خاست	از سر کوچ پاسبان بر خاست *
بستگی روی تافت از دور	رفت پیوند باش از سر	کرد از راه کار و اناجست *
کوین کون مرغ ترا شیا جنت	در نهانهای سوز و گداز	دل زانده رست و شمع از کار *
مهر انایه فردغ و فراع	خونهای غبار شمع و چراغ	گشت شمع و چراغ مسر خانه *
نوزده سر کرد رقص پروانه	نوزده دسان خویشتن آرای	کوسرین یار که نکایین پاس *
پیش از آن دم که دست در دست	رست و باز خافر دشتند	شاد باغ را بخیره گری *
نازه گردید رسم پرده دری	مادران محمد بگوشه باغ	افتد چشم نمیبازد از آن *
بر لب آب جوهر آیین	درد و دایه خود اندر آینه	چرخ نیزنگ ساز شعبه زای *
کرده از زانغ آشکارهای	تیرگی از میان کنار گرفت	دار پر روشنی قرار گرفت *

صبح صادق برات نور آورد * روشنی برده سرور آورد *

محقق در نجوم طلمت شب

هنگامی که روشنی روز که جان جهانی زنده یاد دست از هنگامه روی بر تافت و تاریکی شب که نموداری انجم خشنود
با دست بر آفاق دست یافت آفتاب جهاناب را روزگار یکدازی سه آمد اخیل خیل خفاش از هر گوشه و کنار بر پل
اندراشد شب باز سپهر پس از آنکه در آن سیاهی پرده بر افراشت * بازی جبار پس آن پرده نمودار ساخت
شام آمد و رفت سر پابوس خیال * بر تخت شمیشت کاوش خیال * از گردش گونه گونه اشکال نجوم *
گردید دماغ و هر فائوس خیال * بدل گشتن خرام تدر و دایه * بیان انشائی پروانه پرسوخته و پر زویشم
افروخته بینوایان روشنما سان باغ و در آشیانه و چراغ رسیدن گنهای چند از دو دمان پروانه پیران استن
خبر در روز و سیر و غنچه و دندانهای رنگی شب برین آینه و چهره و دست * سپاه رنگبار پلشک در دم و نوغی
بشاده و غوغای یوم پنجشنبه و در خفتن ریخت و روان گرفتار و مظهری در درمیداری بطالع مان کامکاران
پس پرده سر بر آوردن و دشیرگان شوی نادیده آسمانی و فر و خفتن کشف و در بان ریخته و چمن بیکد

خاک گرد اوری داغ و دلفک خوا
در کش کش صوغم کسله روان از تن
گر تیغ در کان بر آتش ط کند نیست
در شینه بستی که یکدست لبش را
زهی شگفتگی دل که از جبین جداست
چشم بد دور چه خوش تویم که بر تو
که بنده خوبی او خوبی خداوند است
در از می شب و دیداری لمن نمیدانست
عسس بماند و شتر در حرم سرافقت است
نه بدر حبه شتر از نه بجا مانده رهاو
بیچاره باز داد می تشنگی گرفت
بروی مسبد که از دوق استخوان شتر
خاکم را که آدمی هنوزم برایشه در نظر داشت
میان غائب را رفته تراغ شد ست
گرفتیت خون نه در دلم چون کجاست
حق آن گرمی نه خانه که دارم پیشان
همین در شماره فرسخ
نمان من دل نمنی آید کرد و نه نموند
داوه ز یاد می بر لب که نایا دیدید
ای آنکه از غم در بهیم نمی خرس
بنوعی گفت می آیم که میدانم همه آید
در بغل دشته نمان ساحت خاک است
دستی نداشتست بخون که فردا برود

میر بخدا ز تن مایه جفا می نویسی
اینکه من نمی برم هم زنا توانی ناست
زرت عشقم ز فیض بنیوالی حاصل است
کار در بر پیمان می در شکر آب است
در دور و عن بجران و کد رمی ایام
نفس سوخته در سینه برایشان شکوه
شد نماز از مازکی چندان که رفتار کند
ز بخت من خبر آید تا کی خفت است
عاجت آقا به درویشم ز یاسی بجران
سوختم یک ندانم به چه عنوان سوخت
خود آدین قدح می نوش مسالی تو
باز تیزی بر داز بسل افتاد است
نشاد هم طلب از آسمان نه شوکت است
بیایه لایه که سببان قوت غیبی است
اه از شرم تو ناکامی بازو دباشش
ای که در نرم تو مانم به چراغ دم سحر
کفیل پوشش خودم دقت می نیم عیب
نمفتد ام که مرا کار با فلان افتاد
مازم باهتیار که گزشتن از گناه
زبان بایه باز گوی که پیش از تو بود
لبخنی هم داند و گرسش گدوم
نترسید که گاهم زده متف مانند
یک گریه پس از ضبط و دمه گریه جادو

ان شکوه که غافل دلد از نازک است
از دوست میل قرب بگشتن غنیمت است
آهجان تنگ است دست من کیل از نازک
رسید تیغ توام بر سر دز سینه گشت
تا خود از شب چه بجا مانده همان شد
اگر نه بر من از بهر خود غریم دار
تا زین باش بکوی غیر رسیدن شد
غمت بیشتر بخون زمان به بنگه خلق
دل به بیرون مهر و دقت نام سوخت
رهنواں چه شده شیر به غالی که کرد
که آخر از طرف تست گرجایی هست
کینه خلق مان از مرمر زبا افتاده ام
قدح دباشش با قوت باده که عجبی است
هیون دین نیست دست از خدا ترس
در تلافی پایمه و دفا مسخ
فام من براه مرده دمن
بشطر آنکه ز یک قلزم فزون ندید
ست عطای خود کند فی بایه مست
باد گیران ز غم و دبا از غم و ربود
چو عیش از دعه چون باور غم نام نمی آید
برم از غم زدی را که خرن تو شود
مارانود مهنی و او را بنود مبر
تا غنی این زمره تو ام را بگو بر د

بوسل لطف باغزارہ قتل کن
 کہ تپیدن دل افکار بر ہم نرسد
 بر خویشین بختی گشت مگر خودانی
 و عا کیند که نومی ز امتحان بنود
 نازم فریب صلح که غائب نکوی تو
 تخم از لاغری صد خرده بر موی گیر
 بدین قدر که بے نرگنی دمن بکیم
 ی مکیه قدح بود فریم به سبود او
 بی دوست ز بس خاک نشاندیم میر
 عینی خیال اندر دواغی بگلبر
 مطرب به غزوانی و غالب سحاح است
 دان سینہ سودن از تیش خاک نشاندیم
 رقیب یافته تقریب رخ پیاسودن
 گیرم که نو داز گشت در یار کیند کس
 مفت یاران دمن که رسا و گیاهی شد
 در سوره نوحه خوان و به نرم غراب رقص
 همدن ملک به ترخم و لم مشت رقص
 از یزد بسجان چند کس در کشتن گشتیم
 گیرم امر و روی کام دل آن حسن کجا
 ز باره بگرم در دهن مناد و عقیق
 گیرم تو شرمندہ آرم بنباشم
 حم اسد اللہ دم اسد اللہ
 از اویم بخوای و در سم کزین نشاندیم

کدوک تشنه بود آب چون ز سر گذرد
 می به نداد کن عرض کز این جو به ناب
 دارم دلی که دیگر تاب جفا ندارد
 بی خواب همانا سارے ملبد
 تا کام رفت و خاطر امیس دار بر د
 دلم در کعبه از تکی گرفت آوازم
 تر از یاد خوشین چه ناید کم گرد
 ز قیابی رسم سولش دود چون آرم
 صد چشمه داشت بدان را بگذر بر
 باله خود آغایه که در باغ بگنجد
 ساقی من و آفات می از حلقه جبر
 برنی که جاننا سنجی دل از جفا سرفروش
 ترا گفت که از نرم سرگران بغیر
 پیچید خود در دشت من پیشین بین
 در غریبی مردن از جور باز آوروش
 پا دامنش پر دنا بجای دیگر گنجد
 آخر به پرستی بسز او ده است شتر
 زمین دود زین شراره که در سینه من است
 اجز نا کامی سی سادہ گشت لطف
 نمای رخ لاکه بدعوی نشسته ایم
 تا رفیق مهر تو ز دل چون رود ز دل
 بخشش خداوندی که فرغ از غرور
 باله خود چنان که بگنجد به جند تو

دوری و در زوران شمشیر شمشیر
 پیش این قوم به شورش را بجز غم نرسد
 به اتفاقات نگارم چه جای عقبت است
 شکایتی که زانینست ہم به ما دارد
 سرت گروم اگر گاهی نزاکت در میان
 که بمن دعوت تجار نمای بند و بچین
 ساقی ز گرم بر و برینه ز مسجد
 اجنوا می که دانی دود بر میخ و از کاغذ
 از خمد و سقر ناهید دود دست که دارم
 سر دی که گشتش بختی تو در سر
 هر گز به این پس نازکی رخ ماند و چرخ
 شونی که خوشتر بجای دست از جفا کش
 نایافته بارم به نازان چه شکیبم
 تشبیه من هنوز به بختون نگردد کس
 فرسوده رسامی غریزان نزد کار
 غالب بر من که دوست جسان و بدین
 بهی چه خوش باشد دی تشن پیشین در
 سازم سپر که زبسان غورم در رخ
 حریف تشنگی لب به پر ره گفتم
 در غلوی که دوق نداشت شود ملاک
 غالب نام آورم نام نشاندیم بر سر
 هم سوش میشی ده هم می تو نگار کن
 فحلت لکر که در حیت نام نیافتند

بجز روزہ درست بھبھا کٹھوہ	باہیچ کا فزین ہمہ منتی منیرود رباعی زہنا رشوز رمت حق یا یوس چون دروہ پیار باقی بہت ہنوز	اسی شب برگ من کہ تو فز دای سیتی ہمش درگز آتش جنم حق را شادم کہ سبار لاو باقی بہت ہنوز
---------------------------	--	---

در کیش توکل غم فردا کفر است | بکر و زہمی دوسبار باقی بہت ہنوز

اشعار ریحیت

کا دکا دخت جاتی نامی تنہای بوجہ سخت مشکل بجز کہ یہ کام ہی آسان کی میسے قیل کے لکھد ایسی جفا سوتہ زخم کی برہنی ہلک ناخن نہ بڑھاؤ گی دربای معامی تنگ بی ہو چنگ باد آگیا مجھ تری دیوار دیکھ کمر فامد کے آتے آتے خط ایک اور لکھ کوٹ جہان نذر دینی بھول گیا افسوس گدا سمجھ کے وہ چپ تنہا مری خوش آج خدا کر دے تجھے بونا کمون شب کو کسو کی خواب میں آیا نہ کوین ہکو جینے کی بھی امید نہیں زندگی اپنی جب اس شکل ہو گزری تبا کھینچا جی جھڑاوتی کھینچا جاتی	صبح کرنا شام کا لانا جو ہی شیر کا تازہ زندگی میں مرگ کا کٹکا لکھا ہای اوسن و دلشیمان کا پیشمان ہونا دای کر گیا تر الفان محشر میں ہونا میرا سر دامن بھی تر سوا تھا ہاں ہی بہا ہی بوسہ ملی کیوں کر ہی میں جانتا ہوں جو وہ لکھیں گے جو بیت جلا سے گزرتے بار تشرہ خون سے اوجھا اور اوٹھ کی قدم نہی پائیاں منڈ گین کھولتے ہی کھولتی کھینچاں دکھتے ہیں آج اوس سبت ناکرینگی منہ مرنے پہ ہو جسکی امید ہم بھی کیا یاد کر نیکی کہ خدا رکھتے تھے گرچہ جیڑے نہ تھے داخل پردہ دار ز عشق	تھی نوا موز قنا بہت دشوار لہند اوڑھے پیشتر ہی میرا رنگ رویتا دوست غمخواری میں میری ہی مڑوٹکا آج تک توبہ توقع ہو کر دان ہو چکا سر سوڑا وہ غالب شوریدہ مالکا غالب کو جانتا ہو کہ وہ نیمان نہیں میں اور خط وصل خدا ساز بات سے رکھوں کچھ نہی بھی فرگان غولشتا ظالم مری گان ہی منہ مغل بچا یار لائی مری بالین پر اوسی پرشت کتے میں جیتے ہیں امید پہ لوگ نا امید اوسکی کھینچا جائے نقش کروا کو تصویر پر بھی کیا ہاڑ پر ہم ایسے کھوی جاتے ہیں وہ بایا
---	---	---

سیا تنگ میری گزرا ہی ہو وہ خوش ہو کہ بس | زمان گرین دکن نوشا عین دلچا دنگ

نواب محمد ضیاء الدین احمد خان بہادر نیر خشان شخلص سلمہ افندہ

سبار انروز دولت و اقبال بانی بیانی جاہ و جلال مہر سپہر ملک باگی آسمان اقتدار سی موریر جہ والاہمی

کردن مدار می زبده بلند پایگان آفاق نو بہار گلشن اخلاق نقل بند حدیث تحت بلند چین پیرا سے مراتب ارتقا
مسند نشین دولت خدا و عظمت نفاذ اقبال ترا دو بگاہ عمائد روزگار و جہدار اکین شہر و دیار مرجع اہمال
عالم و آب جہان نواب محمد فیض الدین خان بہادر نیر نشان تخلص دام اجلہ انکی رفعت شان کو سانسے بلند
آسمان کی کمر سے پستی زمین سے اور انکی حشمت و اقبال کو آگاہ سکندر اور دست گاہ دارا اونی ہر مرتبہ بند
کین سے دورے انکے آسمان کے بسبب بلندی کے دور سو فرد زان ہین عوام کی نظر میں کوکب آسمان ہین فلک
نے دایر غلامی انکا انجیدیش فی پر جلایا اوسنے عالم ہین اقبال نام پایا ابر نیسان انکی گہر بارمی سے عرق آکو افعال
اور دریا انکی جو سے مالا مال اگر انکے بحر کف کو سمن کو آب دلوین مانند کل کے زردار ہو جاوے اور اگر انکی
سحاب عشرت سے لالہ کو سیراب کرین مانند یاسمن کے میدان غفر آوے انکی سخاوت نے صدق ہوئی ہے
جرم سے وریا میں عرق کر دیا اور انکی جو دے فیض دوار چھپانے کو گناہ سے کوہ بخشان کو سنگسار کیا ذرہ اگر انکی
راسے سے استمانت کو کریگ زمین چشمہ خورشید کو موج زن ہو مر اگر انکے خلق سے مدد چاہے موسم خزان
ریشک گلشن ہو و دولت کنی بد دولت بلند پایہ اور اقبال انکے اقبال سو رفعت صریحہ انکی کثرت جو دے قارون اپنی استیلا
سے حیران اور انکی افراط بخشش سے ابر نیسان اپنی بے مایگی پر گریان انکی سخاوت کے دور میں حاتم کو سہمی گنا خور
استرازا اور انکی شجاعت کے خاصو رستم کو شجاع ٹھہرانا کلام ظرافت استماع سے انکے خندہ لطف سے نایاب
اقبال انکے عزیز سے درخشان سخاوت اور انکی طبیعت جیسے موج اور دریا لطف اور انکا فرائض جیسے خضر اور
آب بقا انکے حیات کرم نے حاتم کو سر گرم دریوزہ کیا اور انکے انعام عام کو خیر کو سرمایہ جو دو کرم دیا انکے
گرمی غم کے آگے سرعت آسمان خاک کو افسردہ تر اور انکے اخلاق کے سانسے بہار خزان سو پر مردہ تر انکی تہنیر
مصاف اعدا ارغوان کار اور انکے لطف سے نرم اجاب زعفران زار سبحان اللہ انکی رفعت مرتبہ آسمان سے
ہم پہلو اور انکی رسائی تدبیر تقدیر کے ساتھ ہم باز و لطف سخن سے نفس انکا رشتہ گوہر اور مصافی عبارت
سے کلام انکا موج کوثر سخن کو اس صاحب قدرت کی زبان سے وہ رتبہ حاصل ہوا ہے کہ اگر ہر حرف کو جوہر
وہ حرف کن کا ہو تو لائق ہے اور کلام کو اس والا قدرت کی طبیعت سے وہ پایہ ہم پہنچا کہ ہر نکتہ اوسکا
الہام سے اور ہر دقیقہ اوسکا کشف سے فائق ہے مضامین غزل کی شوخی بغیر غرام آہو اور عبارت کی
مشائت بلند و تبارک کی اوضار سے مشابہ ہے موبو بہار طبیعت کی گلفشان اور نسیم نفس کی نمل نشان
فکر انکا مثل ملائک کے آسمان پیا اور اندیشہ انکا مانند عاے مستجاب کے ناعش رسا سبحان اللہ

بله بایانی غیظ و خفا کی اس مرتبه میں کوثر کا ذکر سامنے آ رہا ہے اس لئے کہ اس کی سبب غصہ و حسد کی وجہ سے
 کہ اگر کوثر کی نسبت بلند تمام عمر سیاحت کر کے فتنہ و آشکارا نمود اور بدوس نار سادہ اور بیخ غلام سپہ پاسچی ہے کہ افغان
 خیز بن اسی دریا میں دست دیا مایسے اور اسی محراب میں قدم رکھے کہ مرادست بیخ روان لیکن نام است بلند و چگونہ
 آب رود از شیبہ سوی فراز بہتر یہ ہے کہ اس وادی ناپیدا کناری میں قدم نہ رکھے اور کچھ احوال دولت استعمال کو
 یہ سبیل اجماع ہے آپ خلافت الرشید بن نواب جہانیاں باب گردون جناب شہنشاہ القاب نورزادہ نواب احمد بخش
 بہادر مرحوم دلی میں سرور و پرہیز کر سکے کہ اور علاوہ قربت و تہ کے نسبت تلذذ کی مرزا اسد اللہ خان غالب تخلص کیا
 خدمت میں کرکھی ہیں کمال تو یہ اور نہ تو کلام کا سخن تھا بلکہ ہم پایہ و اور نہایت علوشان و فکر نگار فطرت سرمایہ کالات
 اور پھر دست خلق کا بندہ حال ہو کر اور کو خلق جوئی و تعبیریں تو یہاں پر قائم کو اس کر کردہ و کرکے یہ روزگار کی نسبت پیشینہ اس و کمال
 انخاص ہے اور دعویٰ اتحاد پر نازان اور اس قدر اہل کمال کی طرف سے کچھ کترین زیادہ پر ماسم الطاف اور
 مراجع اعطائے اسطر سے مبذول ہیں کہ زبان تقریر کو نہ طاقت سخن ہو اور نہ باریبان احقر اس کتاب میں کچھ نظم
 اور کچھ نثر افشاں میں کہ تہا ناگہ معلوم ہو کہ سخن کو انکی مسجع والا سے کس قدر اعتبار ہے اور کمال کو انکے فکر بلند و کمال

تقریباً دیوان ریختہ مرزا اسد اللہ خان غالب

جہانگیر دہلی بلانا طور کہ ایست از قدسی خالو اوہ فکر سہر بردہ گرم جلوہ گری و لا بائی خرام محبوبہ الیت مقصود از رخ
 برداشتہ وہ ان کی کہ پر بردہ درانہ نور پردہ درمی و یوسف تافت حور اثر اذان معانی در دمی روشن روش
 و جہان زار ایست جہان کاہ حیران باختہ ہوش و پشاد پر برداشت مانند سپہر نور تابت گوہر آگین و خورن
 شہر سامیت بارانہ شکن صد گارخانہ چین و فروغانی چراغیت بری بردانہ و سہادی پہلی بہت حرز
 باز دمی خزانہ و گوی ویکامیل نوال مکی فراخ سماطی منادہ بہت و اگر سہ ہشتان سخن ماصلا سے عام در
 داوہ و بیت و تقدس و بدایت کہ یکید شش بہت فہم درست داوہ اند و در شش براہم بندان فزادہ
 دل کشادہ و نہ تافت یک سمتان زار بندان خیال در دمی چین سماطی و از تکی بہت بے نالیش نقشبای بلہ
 پشت دست مانی دار و زرنگ بر زمین سہی و صفی ازین اوراق برہمنی بہت بید خوان و ہر ورق ازین کتابت بی
 بہت استادان و آیت خانہ ایست گیتی نا و بیوقوفہ کہ ایست معنی و پروگیا نند جلا نشین سراق مریم کرداری
 شوخ چہانہ بردہ در تراز شاہان بازار سی و بہت ستانند تو مگر دل و ازاد گانہ با در گل و عشاق یکسختانہ
 مایل و سادہ بیکرانہ گلابی دل و باروت پیشکا نند ہر و فن و برہنی گوہر اند باہل سکین و سندر مانند ظلم

ننگ اندر سینه پاشش و بر شنگ اندر چینه منفرجه هم بستر چینه و هم پوست نخره باوه آشتا مانند سیه مست
از خود ترنگان با شکلیا که دست و بندی همانا شنبی گری کرده و دلی نثر او ان اندر همانا پرورد و مان و مان
ترسم که آنچه سرودم زخمه باشی و همانا منتحب و دیوان اردوز بالست ریخته کلاک مسیحی فرنا ب خدام قسطنطین
و انشاس اسطرلاب بنفش و جوهر آینه آفرینش و معیار نقد گران با یکی و معراج سلیم بلند با یکی و قمران
مسلمه و معنی پروری و فرمان فرمای گیدان نخوری و گیتی خدایگان نو آیین نگاری و جهان سالار نازده
گفتاری و روان نجش کالیدون گسری و نیای فرمای چشم دیده وری و فرزند لوامی شوکت خلیفه
فرزند جبرائیل دود و آله و آیه ناسخ شهرت هداستانان و سرخیل انجمن نکته دانان و سخن از خیاش

معانی راز فکرش سر بلند تا	سریر خامه اش لب و لیرین	بهشتی غنایان را صغر است
مبین فرزند آبا سعه علوی	بهین گز و روح القدر عالی	جهان را بیدار تیغ آموزگار است
کوزین معنی شناس روزگار است	سر و سر و نشه شیدا بیابان	درین فن انتخب از همزبانان
بجوانگاه مسمی که تاز سعه	فلاطون فطرتی حکمت طرزی	بکلاش برینش گنج معانی
چو آب انوری در درویش سعه	زم صبا می سخن سرشار گشته	درف از فکر او گلزار گشته

موجود گشت صافی منشش سوخته خوی فرد سیده کنش بزرگ نهاد با کوزه گوهر فرشته سرشت آرزوم گستر
کین گوار مهر پر و خورشید فروغ کیوان نرنگو منش نگوه ستایش ستاس کشور معنی راوه خدای سرتا
و فاعله ست دیده مادل چاد مروت درک تصور روح مجسم عالم جان و جان عالم والا حسب عالی انب
سعی و می و پسین و خورشاد اش حضرت چارمین دستور اعی استادی مرشدی مولای انی مرزا اسد الله
بهادر غالب اللهم کل الکلام بدو بوجه لقاء و حصل المرام بحیثیه لقاء و نورش آیین نیازگ سر محمد مبارک الله
نیر از ویر بار والای اندیشه است دران اندیشه سید و کلماتی ندر رسبک اندران سنجیدی که این گرامی از
راوه علما که یگان یگان خلقت الصدوق و دو مان بمنبر بل بالوالا بای مضامین و لیرین است به تعلیم و آموزش
مکوا زید شناس بر انگیزد و این از زنده جوهر بار که هر یک از ان سیمین ساعد شخص فرو باره و فانی
بیکر هوشش را گوشواره است بر شمشه پیش طاق شناسای بر او زنده باری کار ساز از و بزرگ را از ان
سپاس کو درین زمان سینه مقدسه چهره به نبویه علی صاحبها النصل النجات و اکمل الصلوة بکیزار و دوست
و نجه و چار رسیده آن و برین پس و دلشین آرزو مبساعت روزگار است بنهار و قلا و نوبی بخش

بیدار خوشتر از آن که منجم استم روی گرفت نهاد کامی در دل جاگزید و اندوه نرد و گرد آوری بدرفت
چون باحصای افرادین همایون میخند شتافتم بکلی اشعار شعری شعار غزل و قطعه و رباعی یک هزار
و هشتاد و اند بافتم الا با تو انا هو شاعر موشی و شتوا گوشان گوشای بر شا همراه شناخت فردائی نیکو معانی
باید رفت نه در سوز و سیاه زنی خرد بر قلمت ابیات گرفت چنانکه خود آن والا آموزگار در گزارش این
پنجار به پارسی نامه خویش تق در برده سازان گفتار خود می سراید آری راست میفرماید شعر گویم
مانا باشد نغمه غائب به چه غم گریست اشعارین اندک به از من یاد کاری و برای بگران نیکو معانی

اشعار فارسی

بس است لعل خدا باستان مرا	بیاض صبح مرده چشم انتظار مرا	مکن ملاک که شادم بنار دای خوش
بر دمی من بکش چشم اعتبار مرا	منو تیره چو شب دمی روشن سپهر	خاک سالی سر نخوت غبار مرا
دلش بخت جوهر کار نامی بزم	و فایده به از فرد واد کار مرا	کنی نه گردم بخت خبری بفرست
خواه در شب بچران تنی کنار مرا	بوجه ز روی رویم شمر و از عشاق	روان داد ز کامل العیار مرا
نموده سستی بی برگی من خجسته	بکیست نیست چو پایم ز در و ز کار مرا	فرشته خوش نبود عیب جوی اتم
ز رسم دراه نوای کاتب بار مرا	ز تیره روزی آشفتنگی مر بخوری	بسج خال رخ ذلیف چشم بار مرا
کشود و گریخت زلفی دلی در آن بستم	که داده اند درین جبر اعتبار مرا	اگر نیایدن دوست مانده دارد
سقید هر چه شد چشم انتظار مرا	سرمی دشور و دشور دلی و لغو تصور	فلک ز پهلوی تیر نگار مرا
و عده فرمود با بادی ویرانه ما	چشم ماحلقه زنجیر در خانه ما	و عده روز با عیش شبگاه بغیر
آه از تیرگی ناله روزانه ما	اشک ز موج بود زاده دریا کو	طرفه کاستن در با شده در دانه ما
نیر اشب بغیر رخ ز غور شیدا ما	خادرستان شده هفت کاشانه ما	خوشی می برد جواب عدم قصه خمر
افسانه دوازده شب بامی نار ما	اسرار خجسته مظهر برون فساد	افتاد جام می ز کف عرشه دار ما
چانه و کف دلی و دل مشاه در کف	بهر دای لغزش پای ایامیست	جام شراب بر کف و نوشین بچهر
دیگر حق بگو که ترا اناست نیست	نیر نقاب گزاف کند از خوش نسیم	و چه باده ادن موش و اوست نیست
می نر می ز راه نمیشی	ای فلک تیر در کان نیست	دید که اشک نیر در بار بار
بر سر دم ابر و در فشان نیست	در شبستان سینه از لب نم	شع روشن هر استخوان نیست

گرست و در کشته افزون باد
خواهم که بخیر نشانی نام بگر خود
چون آمده ایم از عدم آسان بود
در باب بیک بوسه گلبرگ تر خود
دل میشکنی که بکلمان از شکن های
تا دوست بر بنوخه نراند ز در خود
شکسته طوفان کلاه و کشته نبد قبا
که بوی خون ز رخسار هر اسب آید
بعد دعوی در عبادت مایه و زند
دانش آغایه که در باغ نوانم داند
و جلد و حلقه گهر شکسته چشم سندان
بهر این گرمی بازار و کاظم داند
نیز اندر شب تاریک بحسب عریان
مسکنت از دم هر سید کلاه و شمشیر
گور سیدم بجرم ایک سپاس انعام
نه چنین بود که هست و نه نیانست
رستن نیکو از طرف فرازم بود
شرف و در دهری که با شمشیر
که در خاک تر سر پاسبان سوزد
خندیدن از تو بوده و از ناگرستن
تا خوانده تر ستم آنگاه ای نیکو بانی
او مانده محو می من از ناگرستن
زین پس ایضا کوشم و سوزم

هر چه بر من ز در پستان نیست
بپیچیده بخارم سواد رگز و دست
پیچودن رای که بود بی سبب خود
رخشمن کن هرزه چه بندی بی قشقم
طرف کلاه کج بسر خود بسر خود
که و انودم و دپیچ جسد شکن را
چه بخود و انبت میگر اسب آید
کاسی از رخت خوابی که نام داند
تا سبک قدر شد مریط گر نام داند
تا شکسته نفس تن ببحاج اودان
تا در افتانی نیسان بنزبانم داند
ریشک بر دامن من تا بنز و صفی هر
ماه از دشمنه و از سپید گاه نام داند
بر عرق ریزی به غافل و بجه گران
بچنان شکر خدا و روز بانست که بود
تا آفتاب از روی چون خورشید و بر
آگهی می باشد از چشمی که بر در داشت
بعد ازین بر خود دشمن مفتون مغایرت
شد غلط چینی که من باز دیده ترا شتم
در نظم که به جانزه کزنک و بی چشم
تا که ز نامم را دم افش اگر بستن
تا ان بر چشم قیس نه خارج از جاست
فرسوده شیوه ایست به نام اگر بستن

نشانند ز سوز جگر دم و دوش بر خود
آن به که ز کم نام هم از چشم تر خود
خواهم که بر من نام تو در رنوع و نام
بر دیده دران عرض کن دل کمر خود
نیز گزرا ز رشک و بر نام و دشمن
که بوی نافه رشک تیار می آید
گر بر دی گل امر در تیر دیده گسسته
بالشی از بر سپهر نشانم داند
کشت آنگونه که ز دوسو و توان بر دند
و ز رضای ملکوتی طیب انهم داند
دست در غارت کالای خودم داند
خامه بچون خرقه خواب چکانم داند
رفت و دوری که بپای زدی نام بود
بچنان زخم گلزننده زناست که بود
روزش هر یک گونه بنام شد
دیدم آمد دولت که شمع از خیر و از خودم
این سر شوریده بر پشت تو خوش آمد
نادمی و در ابد لم بر در بار داشت
اندم که بخش چشم و دمان که در دانه
زین بعد ما و از همه اعضا که بستن
من مانده محو می دمی و گر کبر ده کم
بر مرقد طهر لیس اگر بستن
و ده نگار این دغوش آینه تابان عمر

نوش داروی حیانت با خونم شاد فرقه با ده کشتانی که ز صاحب نظر که سپهر آمده در نقش زر بر دم شاد راه روگ سه دم خفته برست پیریل جور تر اکران کجا شوق مرا کنار کو شبهه شرم بر شافت کشمکش نیافزار پای بر آبله گیاره و پانکار کو پای و قطع ره شوق ز سر بایستی جگر دیدن این رسم مجرب بایستی دید چون مرده بنا جاری بن طوطی از دل زارم ازین بیش خبر بایستی	داد از برشش خوبان دم تو دلج جات ساکتین می ناب آمده جام جم شان تا زخم آتشی بچرخ آه مرا شدرار کو مرد فرغ جوی را کادش غار کو بر لطمه نبرد کس شمع و چراغ بدست شوق زیاده جوی را حسن سبزه کار نیم خسته بای را ز عرفات سوی بر بگذر از بای ز سر قطع نظر بایستی داد از ان رنگ که بر پرشش داد و دام صورت ز معالازگ سبتر بایستی پرده دل گر کشود می چه غمسته	که نلک باش جرات بودم هم شاد گوش کن از عشاق بر شان تا دم انجمن باب دیده انکسار تا سستینه از روی من به چرخ سخت تنم ز سوز عشق سوخته افروز ارجمه دشت روزگار داشت تا بر دبدوش خویش هر خفته چند از زخم مجرب پیش که برداشته رخت هر خون که بیدار داند بایستی هست آو بخفته این کسوی شاد لارستانی موز می چه غمسته
---	--	---

راه غلط کردم و کجوبت دوم اگر بدرت جبهه سود می چه غمسته

رباعی

از کوری خود برون نور عقرب من نیز عیشم نه اصغر عقرب نیشی زده پهای غیر عقرب نیر از شب طلوع بدرین بود بر مرد رسد از تو چشم نمی نه بهر شع کاش نه روی من زینا به	از مقدم سر و چشم در یک شب فرخندگی زبان قدرین بود
--	---

استعاره

ممنون نیستم برق و سموم شرار کا بهر کجگاه دیده حونا به باز کا توق ارض بکوبیده ضعیف توان بین یدان خوف شسته و خطر باستان بین صرت بین چون که نوک غره فخر بین کیار شک صبح بین نهاد میان بین	رکنا به حکم جلوه بین عاشق تبار کا آنگو نین بوالهوس کوهستان خوش کار کل او سکو که گری به قدم کاشان بین گر اندام بین ستم و جور یار کو کینتی بین گر عکرمین تو کو چون غم فغان بین باس بر صفت ایام گذشته خوش بین	جب اسپه شغل سودا غن بین باز احسان بر صبه جبهه به دستم زار جب چاه او آورده لیل که آب کا شوق زیاده جو کو میری بی گران هر دو ست صدق و حق و دهن بین گوش هر چه بیدار گوش و لای
---	---	--

<p>نکل گئے۔ من سے وہیں بڑبڑا ہوا۔ چھینٹ کر چلی جائے جو مغرب میں دارالافتا کمان رہی پنجاب میں کیا لفٹ از کتاب میں سے زاہد بیچارہ آئی ہو تو اب حد سے بغیر کی ساقیہ بھوسہ بھال حسین تیری غصہ نے ایک دم میں کیا کسی صورت میں زوال میں کیا سوچے تو فرشتہ کا جن گزرتا مرزا پر سن کا ادو خوف و غم رخشان جوا آئی ابھی کی کوئی خون روا جلی کیا خون کا دھوا جی جاگ یکسہ مرا اگر بیان ہے منقرض تر اگر بیان ہے سینہ کا جاگ کرنا سکھایا بتنا ہوا اپنی کو ہر غصہ کھلا باجو نغمہ گامی و مذاق اپنی میں کسان تو پھر</p>	<p>بجز مشکون کو کوئی گونہ زیاب نہیں کوبہ کو دیر سے چلیٹا ہر شہر بیز میں مست جمع مکملہ افسانہ میں سے سادہ نامہ دوسرے کی لکھیل رخشان ہوئی جو تک غم و جزب بیز شب نہ آئی جو اپنے وعدہ پر مردہ مدد نہ رساں حسین طالع بد سے نیر رخشان بیت الغم و شمع خدا کا یہ گونہ آنسو اگر جھڑکتے نہیں لیکن آہ گوم آنکھوں میں آگ کوئی لخت جگر نہ بعد ایک عرصہ آئی تو جمل ہوں کو پھر دل کا محضر مرا کر بیان ہے رات سینہ و سینہ کا ملا مبارک ہر مرا اگر بیان ہے نقش بر سنگ چھایا اپنا مقدر عوض زہر نہ کیوں قند ہی کھایا کیے ایکے کل تیر پر رخشان کی نہ آیا کیے</p>	<p>بتنے ہوئے سر اور تھی جو تیری ہو مستون کو کیا تیرے خطا و صواب میں پیری و نفسی میں نہ نوانم کی کہ باتا نہیں یا تیرا گریہ کتاب میں مگر گونہ کا ہے خیال نہیں گزرے کیا کیا نہ احتمال نہیں ولین غم میں معنی باقی اپنی ہی گھر میں ہے وہاں ہمیں چلک خرام ناز سے بر بار و دھڑ جو تجھے جھڑا ت کہ مینہ نامہ بر نہ برکے نوید ہیں قتل و سب کو کس آنکھیں پتھر لانی ہو میں اونٹنی پتھر لاغری میں بریدہ ناخن سے کہ مضر مرا اگر بیان ہے جو تصور دیر اوس غافل نہ کہ ہر گز خوش ہوں تیرے کا نہیں لاکھ ڈالیا کچھ بوالہوس اور بی ہوئی کرتا خوش</p>
--	--	---

نواب زین العابدین خان بہادر عارف تخلص

نتان مدلیقہ دولت بانی مہمانی حضرت بلبل چستان مخموری ملوٹی شکرستان معنی پروری مہر سہر کال
روشنکار آفتاب سن سچ معنی پناہ مہر پرورد کمال دست گاہ بلند پایہ رفعت سر پایہ رکن نایب جہاد و شہادت
معراج عروج اہبت و زبدہ اگر کہیں روزگار فروہ ارباب دولت ملک و دربار قبل جہان مقبول جہانیاں نواب
زین العابدین خان بہادر عارف تخلص مختلف رشید نواب غلام حسین خان بہادر بن شرف الدین نواب فیض الدین

خان بہادر سہراب جنگ مرزا اسد اللہ خان غالب کی خدمت میں عشق سخن بہم پہنچائی ہے اور تحقیق فغان
علمی اور نفیشت محاورات پارسی و ہند کی خدمت فیض منقبت میں کی ہے باوجود ناز و نعم ثروت کے
اس نہیں محنت و مشقت کو اس درجہ تک پہنچایا کہ عرق سی سے دامن گرداب ہو گیا اور کتبیں مجیدہ
فی الحقیقت اس نہیں وہ کمال حاصل کیا کہ شعر سے زیادہ قدیم یعنی میر و سوز و اوقاف و حکیم اگر اس زمانہ میں ہوتے
بیشک اس زبدہ اہل کال کے سامنے زانو سی شاگردی نہ کرتے غزل وہ کہ ناز و انداز شوق کا نہ مکتہ بر جان خدا
کرتا ہے اور قصائد وہ کہ جاہ و جلال سلاطین کا ہر لفظ پر شمار ہوتا ہے جب مضامین عاشقانہ غزل میں خیر
ہونے میں ہر اثرہ کے دہن سے آہ زار آسمان تک پہنچتا ہے اور جب وصف معشوق و مہین او ہوتا ہے
تو بات حروف سے اشارہ ابر و ابر چشم سے غمزہ و جلو پیکتا ہے مضمون سوز غم سے کشش ہر حرف کی شکل
جوالہ اور معنی رنگین سے ہر لفظ رنگ گل ولالہ بہار زمین میں سخن سبز و اوراق میاں رنگین اور زمینہ بین بان
قلم ستان اور خط ثرو میں اگر نرم کا حال لکھا ہوا اثرہ و نغمہ سنج ہوا اور اگر غم کا ذکر کیا ہر شکن کا غذا کاشانہ
در و درخ بن گیا بیت کر خار نوشت در دل ختم خلیدہ در گل نگاشت بر سرخ و دست شکفتہ فی الحقیقت
کمال کی علامت اس سے زیادہ کیا ہوگی کہ شاگرد پر استاد کو ناز ہے اور کیون نہو کا نکی وضع جدید و اسلاف
کی کہ نہ طرز و ن کو آب عرق سے رہو دیا و مضامین بیگانہ لے طبیعت اہل علم کو اون طرز و ن سے مطلقاً نا آشنا کر دیا
اب وہ روزگار ہے کہ ہر سمت میں کمال و دہر اس صاحب سخن کا بلند ہے بلبل اگر زمین میں کچھ بولتی ہے یا غزل کا
عاشقانہ اس زبدہ کال کی بڑہ کر جانتی ہے کہ او کے اثر کے وسیلہ سے گل کو مہربان کرے یا زمرہ اسی قدر
ارباب معنی کی شاکا و قف زبان کہتی ہے قمری کو زمرہ کو کر سے اسی سخن سنج کی تلاش مطلوب ہو اور زکریا
کو چشم باز رکھنے سے اسی صاحب کال کا اثر غفار طبیعت کے مرغوب ہے نغمہ منقبت بے نہایت ہے اب غزل
و د کلمہ پر اکتفا کر کر جب شعر لکھتا ہوں تاکہ حقیقت انکے کال و دہر کی اہل شعر پر واضح ہو جاوے ۔
ابن مارہ صہ جلال بکشا + دیباچہ صہ خیال بکشا +

اشعار رحمت

سخت شرمای میں نانا نہ سمجھتا تھا کہ	چیز نامتنا کوئی شکوہ عیب کرتا	دلین و دہری پہ نہیں لکھ کچھ گزندہ
کیا یہ نیام ہے تری تیغ نگاہ کا	ہنی اس تدبیری او کو کیا شب عجب	کچھ کہا اے کہ وہ جامہ سے باہر ہو گیا
نہ آئے سامنے میری گریہ نہیں آتا	جمع ہوا و سکے سامنے کچھ نظر نہیں آتا	لکھتے وہ عین نامہ سمجھ میں نہیں آتا

<p>کیا اور ہمارا کوئی بہت نام نہو گا دیوانگی میں غیر خودیوں خاک گایاں بقول ہو تو کیا ہو ہماری دعا میں اسی انداز پر شعری جو قیامت آئی زندگان سے زیادہ ہو دامن بھی مگر بند ہو جاتے ہیں غیری سے تباہی کے کوئی ستم اٹھائے تمھارے کانٹ جکے طالع میں ہو جو کچھ وہی لٹا ہے سانس لینے کی جو گرفت میں ہو تباہ مائیک وضع پر خون و ام قذاب کیا لطف ہو شب کو اور کھانا تیز تازک ہو ایک عداوتی مشکل و توڑنا صبر برب دلین کمان ہو میر جو ہوا تیر</p>	<p>گر ازل میں مجھ کو تیر مانگے کا اختیار اب ماننا ہے کون برا میری بات کا دفر شوقی جاتا ہوں اگر آگے میں ہے خدا کو بھی کہیں کیا تری زنا پسند انکھانے کی خارزہ پہ نونگ کس کو بھیجا کیجے پیغام زبانی موقوف جان تمھارا ہے نکو نام کیا کچھ بول عقل ہر ان خمیر مجھ کو یوں خواہی کینج لہ میں رکھتے ہو راحت کی امید صدی مہری زمانہ نہیں انقلاب شوقی ہوا کا شیوہ تو کھلتا نہیں ہوں خفا دل لگا کویت نا میں کو نہ تو روزن کوئی سنیہ میں نہ بیادوں کا</p>	<p>تھری کی عمر اور شیخانہ کی خدمت مانگتا عارف شراب بہر معوی نہیں نصیب مجھ کو معوی نہای بہر ہنگام گستاخ دی ملکوجان اور کیا ہمسے زر عزیز وہم کرتے ہیں جو آتے ہوئی ہمارا کواہر ہو یوں جو چیز کی بھی برا بدستگیر ہم مری جاتے ہیں ملکوجان تو ہیں ملک خوف و جھنجھٹ میں کہیں نہ بڑھائی عمر عارف مگر زمین کے تلے آسمان میں عطیہ میں اور ملکوجہ نہایت بد کا ہوش گو وہ کیک واسطے ہوں اضطراب میں عین ہوں بنیاب و تون کو مگر نہ وہ بیکار دل سے ارمان مری کچھ تو کو تو کھر نکل</p>
--	--	---

نہ نقل مجھ کو جینک کروں غیر کو نقل کہ شرع میں مجھے دینا نہ خون تلچہ

نواب غلام حسین خان بہادر تخلص جو سلمہ اللہ تعالیٰ

محمی واسم سخوری بابائی بناسے ہند پروری خلیفہ حدیقہ معنی پیرایہ مور تگر لفظ طرازی و عبارت آرا سے
 بلبل خوش بوجہ گلزار کمال طوطی خوش سخن شیکر زار حلال زبکہ از باب و دولت و اما فی شمت قدوہ اصحاب
 ثروت و خدا و ندان مکنت یگانہ جان و فرید اوان نواب غلام حسین خان بہادر تخلص جو سلمہ اللہ تعالیٰ
 غلام حسین خان بہادر بن شرف الدولہ نواب فیض اللہ بیک خان سہراب جنگ طبع معنی آفرین اور
 فکر و شواہر گزین رکھتے ہیں اور شکستہ عارگو ہر نثار سے فکر بلند اور اندیشہ عالی چپے لجا سکتے ہیں الفاظ و قریب
 اور نکتہ ہے باریک اور تشبیہات لطیف اور استعارات غریب اور تمہیدات دور آہنگ اس انداز سے
 انکے کلام پاکیزہ و عبارات شستہ ہیں و دیکھی گئیں کہ اگر سماع بی اختیار و بعد کر سے تو کچھ بعید نہیں طبع
 انکی نومی و دیران سے نازک تر اور فکر انکا بالائی خوش قدان سے بلند تر اس کالات ظاہری و معنوی

پر خلق و مسلم کا مرتبہ ایسا بیان ہے کہ اور کچھ بیان نہیں ہو سکتا اس کیلئے اس روزگار کی ذات اقبال آیات کو جامع
مندیں کیا جا رہے ہیں کہ باعتبار سال کے جوان اور باعتبار کمال کو میر ہے سچان اللہ زبان کو بار اور قلم کو تاب نہیں
کو دفتر اوصاف حیدرہ سے ایک حرف لکھ سکے چند شعر انکی ترانچ طبع سے درخشاں ہو کر ہر ناکہ بند کی انکار پر دلیل ہوں

اشعار رنجیت

قد ہستی ہو رہی غیر ممکن تھی بدین سکھارو دیکھتے ہیں صورت نہ آدم موجود ہوں میں سامنے تو فتح و فوج بت پرستی کرتے کرتے بدین بھی بھڑک	آج دم دیکھ اہل کو ہو گئے آزاد ہم گھر سے نکالنا ہے اگر مان نکال لیتے جو جو ہمارے دلیں ہے ارباب کا لیے گدا ہوئے ہوئے پھر تھے میں اب بام بام پر	ہیچتا ہو کھینچو پنج بے محمودہ تصویر یار ناخن کی جھپٹن میری جان نہال می خستہ جان صحبت سے تیری آتش نگہ ہو گیا انسا تو ہوا ہے سر سے مالون کو اکثر سے
---	---	--

نواب ذوالفقار علی خان متخلص باور

سختور شیرین زبان نواب ذوالفقار علیخان متخلص باور سیٹھ نواب حیات علیخان کے پوتے معتمد الدولہ نواب
احمد علیخان کے پردے نواب یعقوب علیخان کے چو بھائی تھے شاہ ولی خان وزیر احمد شاہ بادشاہ کے اور
بادشاہ دہلی کی جانب سے منصب قلیہ داری شاہجہان آباد سے سہرا فرستے چونکہ باب گرمی نگر دیتری مسج
کے آتش زبان واقع ہوئے ہیں اور متخلص بہت مناسب پڑا ہے الملی سم با سملی ہیں حضرت اسد اللہ خان
غالب کے ارشد ملازمہ سے ہیں اور فکر سار رکھتے ہیں بہ چند شعر انکی عالمی فکری پر دل حسین

اشعار رنجیت

میری ستانی نو کام اس جو ایک جگہ شکوہ کرنے کی کیا محسوس ہے	جو ہیں شون تو نوگر و ش آسمان کو بڑو ہوئی ناخوش زبان دیکھا جو محبو	شکر و دان زبان کہتی ہے زندگ غمزہ نے گویا خلف کی
--	--	--

جناب مولوی عبداللہ خان متخلص مع علوی عظیم اللہ

زنگ ندای آئینہ معنی نمای سخن زنگ افروز صفائی تازہ واقعات کمن جلوہ دہ عالس انکار بلند آرائش گل کار حافی
ار حبت دم آغوش شاہد مضامین و در ہکنا رنگار لطائف حضور صفائی خندہ اسرار ابد و از ان واقف سر اسرار علم
نظر باز حسن صفائی منادی جلوہ افروز محفل ملک نزادی آئینہ دار کلمات صوری و معنوی مولوی عبداللہ خان
متخلص معنوی چ سن شریف اچھا چالیس ہے اور کماں ناہری و باطنی ہزار سے متجاوز تھا اگرچہ اصل میں
موتی سر پایا تھا لیکن چونکہ ایام طفلی سے بود و باش حضرت شاہجہان آباد میں رہی تھی گویا میرہ بی بی تھا

تھا بسبب استعداد خدا داد و کرم خیزین دلی کی جو خصوصیت خاصہ قدر نامزدی و دلی بن اور چونکہ فن فارسی میں خواہ باعتبار انشا و نظم و شعر و نحو
اعتبار و رسم و تدوین کے در اولت کمال و پیشوئی وفات بہت رہی تھی اس میں کو نسبت و شہرت باقی تھی اگر اعتناء دلی سے
دور اور جد و رشک ہو خالی ہو کر اس زبدہ ارباب کمال کا حال کیا جاوے اور تہہ سخن پر نظر کیا وے تو معلوم ہو کہ زنا
تقدس آیات اس صاحب استعداد خدا داد کی کیا ہو ہر قدر تھی کہ پر کار و در فلکی بعد ہر اگر روش کے بھی ایسا
نقش پیدا نہیں کر سکتی اگر نظم ہے رنگین تہا ز گل ہے اور اگر تر ہے ملبوس تہا ز گل ہے کاغذ کی جانیں کا بسبب شگفتگی معانی
کے کل سے خندان تہا ز گل بسبب زنا و دلکش کے سر سے خندان تہا ز گل زنگی مضامین سے موج سبزہ سیراب
اور زلفا و بسبب کیفیت معنی کے قطرات شراب زبان قلم ترانہ ماسے شیرین سے بلبل اور اوراق سفید فلک ز
زنگین سے برگ گل بلبل اگر ان سے تعلیم نہ پاتی شیوا بجان نوتی اور فری اگر ان سے فیض نہ لیتی سچ خوان نوتی
اسکے معنی نازک سے غوی و بران نخل اور ان کے مضامین پاکیزہ سے مزاج لطیف سبحان مفضل زبان جس کمال کی کیا
کرے چاہیے کہ قدر و قدر کے اور فکر میں بن میں اہل کر سے غالب ہے کہ ایک عمر تک اوس میں او بجا رہے اور حال ہے
کہ جلد سانی سے زمانہ خجیل مزاج روا نہیں رکھتا کہ ایک دم بھی ایسے کار شریف میں معروف ہو کر نہ رنگ مانا تا کر
ایک مدت گذرنے سے کہ شایمان باد سے بامید تلاش معاش دل برداشتہ ہو کر پورب کی طرف تفرغ لگے اور
وہ ان کسی انگریز جلیل القدر نے کمال قدر دانی سے انکی صحبت فیض موصیت کو مستحیات عطی سے جانکر اترام کیا کہ
چندی اوقات کو اس صحبت میں صرف کر کے اتفاقاً گئی جینے کے بعد انکو اوس سے مفارقت کا اتفاق پڑا اور
جو کہ فن طبابت میں غیر سبھا اور بے بیچارہ سمجھے تھے اوس نواح میں اکثر آدمیوں نے انکے علاج کی برکت سے اطمینان
صعب ہو گیا پائی اور وہ ان کے باشندوں نے انکی ابو و دہاش کو غنیمت سمجھا اور یہاں کہ کس طرح یہ نعمت غیر متہمت
سے بنواوے اور سیطرہ کے ایک رئیس نے انکی خدمت میں ہجرت کی اور بعد امتحان کے جب دیکھا کہ بہانہ جوئی لطیف
شافی حقیقی یہہ چاہتی ہے کہ مرہٹا سے جان بلب نصیب کے انھاس مفتوح قبا سے کی برکت سے جان نازہ باوین امرار
کیا کہ نظر بہرہ ذاتی اگر اور جگہ ان موقع دروغ میں بڑے بیگانگی نان جو بن یہ فضل نہایا وے جو کہ خلق طبعی اور
کرم جلی انکی طبیعت فیض موصیت میں مستغرق تھا اوس رئیس کی رفاقت اختیار کی اور غربانسا کین کو انکی ذات
کالات سمات سے ایسا فیض ہوا کہ نفس عیسوی کو اگر اوس پر رشک ہو تو کچھ عجیب نہیں جو کہ فلک دوار زمین جانتا کہ
ایسے افراد کامل صغیر روزگار پر چند سے موجود ہو کر موجب استفادہ خاص و عام رہیں ۱۲۶۲ھ ہجری میں عالم باقی نظر
راہی ہوئے اور انکی تاج وفات بعضے انکیا نے یہہ پائی تمارتخ علوی کہ چواوند کو کس داد سخن ۶ جون

اور سیدہ کس ایفر یا دینن : ناگزیر جهان رشت آقامت بر لبست : ماتف لقا قتا و نبیا و نحن : نظم و نثر ان و صفویا
بر بست یا دگار سے تقریباً پانچ سو تیر سو تری اور پچھتر فارسی اس کتاب میں مذکور کرنا ہوں تاکہ ارباب الفنا
کو معلوم ہو کہ کون کون سی عبارت اس نظم سے ہے اور نثر اشارت اس نثر سے

نظم عربی

یا اہل بیت اضعوا نقد الجواہر کلب الذمام ہی ام رحم و واسع اصحی بسج من حکم صبا و اد کفیت امان و لوا جد	نشرت شان من حرم فاولنا بلوا و کلب بلغت ہم بر حمتہ من کر ائم قالت مددک و لکن طام ان ترک الحب من لوم لا ائم انہ لم یسبیت و صوت المائم	مذلت لشی نے ماتقویت ار جو بک عفو الجرام بیت عتیق و صاوی خنیلہا عاد الحب بفتح الحرام کلب لجیب عیب لعا شق
--	--	---

قمر فضلی و جراح و کلت سان بر لیتی سیلا مضارات المیزاس و انذرت الفراس لا تشرح میانی و اذنت نوافی
الی البارع الکامل البدر الملاح و امار العلوی سمار السعوی عقیوب کنان الجمال سیوب میدان
الکمال باسط الیدین و عطاء غامض العینین جیا و ابی النفس منی الشماکلی شدید الباس سید الفضائل و اذنت العبادات
بالاحسان و السامع و کشف العادیات فی ریان الشفاعة له سابقہ فی الکلیات و حادثہ فی الریاستہ بہ الاتراب بکر و دناقی
الافاق و ذکر اوشت

قطب

لا زال عذبتہ سولہ متحرکا و اعلیت نری الحو و مقرر و سی الکباشن القوم مین رکوبہ قد فقت معنایا بلوا و اد المشرب	یوم العطار و یوم حرم القصب قام الیرا با حوہ مستدینا ملقی الا با و بی فی موخر ققیب و انما لعلین باہ لا سری	و لستان العطر و دون حکمتہ لجوبیم کما الصائین لم شرب و در الواعفین نہ بان فاشخص لا یتبر عن کوکب
---	--	---

شیخ المیرا من مائزہ نوال و اسماعیل من حسین عوہ و نیایج افضالہ علی الجبر فی الاعصار و لی الجبر فی الاثار و احسنانا
و سان و اکثر و نفا و منان و دو و مثله فی الجود و غر من بغیثہ افوق و اما الحاتم فاما الاخبار بواک الفوق و غیب الظفر
سید الکونین حاجی المرمن الاشرافین صاحب السطوہ و الصوہ و الخیر نواب محمد مصطفی خان بجا در رفع الدکعبہ

و اما در چون فصلک العیون من تسلیم منی علی المولی الفضال السید الفاضل الباسح الباهر الحاق الماهر صلی الله علیه و آله و سلم
 مصودا و سعاد الخیر من نزل فی فقا را لکم نزل المطر من العیم بدرا لمتة صدر را نشو لعیة بحال ویر الا نشان نهر الفضل فی نبوع
 الاحسان منی محمد صدر الدین خان حرری العشرین من المادی الا دی

نثر فارسی از صحبت نامه

در روز غلشهای جبرین بغرض من گریه میسبح و دیده و آفتابی دوران قنایه زربین خورشید باطلانجی دایره افق
 و پیش کشید پیشکاران عرق غایت بخش دست به تیرگی آب غسل بر آوردند از عنوان عنوان شبنم و در بارگاه
 و گل بیلا سرخاب بدست بیداشت شربت و شانه در آب کرد و چنار به دلاک دست بر آورد و منجیه لاکیه از دست کشید
 و بهار آفتابی که بدوش رسید بجای با صلح خط عافیتش سوی طلبید و موسی به شوق نوزده ماهیدن دست از بغل
 بکشید و جنگ ازین نشادی که بادی انداخت آب کشی آب خود را روشن ساخته آب پوست انداخته غیغی آب از را بر
 بدوش بوسید و تنگ با شین با بوسش لب لباب سنگ خویش ندید با خرامان و دامن کشان که غایب در آمدن باغی از زبان بلغم بید

رباعی

ای چو در تو ملامت ده مر بانی یاس	ز نو آ و درون کن از بر خویش لباس	از مهر تو آتش بیل حمام است
	در شوق تو آب گشته در دیده لاس	

از آتش گریه با طعنه اگر دانی سوزی تا نشان گلزار و دید و دنیا و نامه قیامی محراب را بر قامت سرو آزاد برید لبهای
 بغرض و وزی المغان چمن سوزن بخت از تجویزین بر آورد و بر آذری شستان با سماهی چکر تاب نور سید گلان
 گلشن از گل کوزه صد کلیر و پر آب کرد و ازاده و لان جبده تقطیع و فارغ بالان تغییر لباس از همه بریده بر غلاف
 یاران لباسی از ته دل بساط طاف انداختند و مرغان خوش الحان و هر گوشه غنچه نوروزی بلند ساختند و
 راه جامه دران بزرگی ستر کرده که گل جامه بر تن در دیده سربای خود را گوش سازد و قمری باصول فاخته نشین
 بلند ساخت که منویر باند از ثار رش صد لغت دل باز سینه بیرون نه اندازد و سار بالحنی تنگ رفتارت این نغمه
 سیر زنگ را بآهنگ راست گوشتن بنوایان دایره خورشید انداخت

غزل

باز بر آتش گل باد صبار و دامن	باز بر خاک چمن و بخت هوادر حدق	نایب کرد و گریه خورشید و فوج
دو وقت در بر تن اشجار و گریه	آب بکشد و چو از خدمت گلزار کمر	باد است و وقت شبنم که پرستار من

صبح آن کمال کاشت زنده بربط که انجم بر سر کار و در گاهی روین چیت آخر که آن لاغری در بخاری بوسه از مایه لب از جام در مطربین شیشه بندگی کند شش سانی شیرین خنجر دیگر بچین آندره انگشت کن نخ ان و بر تاقص کز افتادن	ایرینشت که بار و بسوای گلشن وقت آن شد که کون نایه چمن کین درند از فین مدار و جیال در تن ای حرفان چمن و حشر شبایت بلبله سوره سبوت و سبوجانین بلبلان رنگ صدای که بود به کار خشک دامن شده زندی و درم خاک	صبح پاست که کلاسه چمن خندان ایران و ای که تیر او شش از مهرین گر نه از غرطرب تن بفرید بر خویش بید گردید چمن فریه و زنگس بکن از بی تنیت عیش فرمان و دنان بلبله و دیگر چمن زاهد شیشه گردن خوش خوش کن آتش سیاه از آفتاب
--	---	---

بشت دستی زنده بر رخ آندره و من و قاصه طاموس رفتار طوطی منقار

بهر بر و پذیر این زانه نازه را آورده گوش عرب و عجم ساخت

اشعار فارسی

و ناپیشت سحر کمال تو ام کند ار شبی که آتش بهر آن فرخت داغ مرا اسیر عهد غم ای خزان عیش بود خار چشم تو خانی کند ایام مرا اسیر تلخی ز نعت جان بسجل ما ز آب تیغ تو گو با سر شسته دل ما لغیب حاصل نیست گر من خیر بق فرزداد نفس بسج شمع محفل ما غم شدنگ قرارم و دور یک روان و گر نه تنگ لبیدن خواست بسجل ما گر حجب نماند است بر نیمه در آویند ارباب تماشا ز خریدار نماند که بر رخ و گد بر غره خوب توانست	درون سینه نمان داشت عشق کمال فلک ز اختر برین سپند بر و درخشان که گرد باد بود آستین جریان مرا دل ز کم گنجی نای او بر است نگر من ز رنگ رخ می کند لرزان ز هزار غلزم خون یک چشم و تشنه لبیم قضا به گردش چشم کست محفل ما به فتنه گری ننگامه طرب داریم شکسته تر شود دامن کس که بکند دل ما ستم غریبی و علوی خراج دانی بود این تو قدم اندازده رفتار نماند و انجم ز دل ساده که خوش کرد و غم و اعط دل من سحر و زمار نماند	خواست غارت دست زانه باغ مرا که بوی مشک بر لبان کند داغ مرا ولی و گردش چشمش خدا نگردد که نیست رنگ شکستن بهار باغ مرا ایر قاصد دشت و ششم علوی که زهر چشم تبان می تراود ازل ما گذشت عمر در آمد شد وجود و عدم لغیب برق شود کاش جل جلال ما دل شکست ستمای زلف او یارب بروی آب مگر ساخت عشق منزل ما اشکم رود از دیده و مقدار نماند آن کن که کسی میباید و بیکار نماند یا مکتب زنجیر گو با سخن زلف
--	---	---

و یوان گام که گل از خار نداند	بنیامین بنیاد بگستان	این ساد و دلگونی ره گلزار نداند
غیر آید و صد راز پر سر ز مگاست	سپن بامنت این جلد که گفت از نداند	جان بطلب در بندل نیم نگاست
نقصان خود و سود خسر بد از نداند	دشوار که ای قوی بخش می علوی	مردن بسر کوی نو دشوار نداند

جناب مولانا مولوی امام بخش صہبائی تخلص سلمہ اللہ تعالیٰ

زنگ زد اسے آئینہ مخوری معقل ہرات معنی ہر دسی بخندیدہ لکات صورتی پردہ کشاے حسن جلال معنوی مجاز
 طراز نازہ بزم افروز جامد سبب اندازہ ساقی تھلکہ سخن ہر اسی مولوی امام بخش تخلص صہبائی نسب آپکا والد ماجد
 کی طرف سے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک اور والدہ شفقت کی جانب سے حضرت غوث الثقلین سید ابوالقادر
 میلانی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے کالات ظاہری اور جلال باطنی اور حسن خلق اور حاکم الامور میں پسندیدہ
 خالق و مقبول خلائق میں خلق نوش آپکا آئینہ بہار اور اوضاع حمیدہ آپ کے محمود روزگار میں فرمان میں ایسی
 جامعیت کے ساتھ کہ کوئی نفر سے گزرا ہے اور طرفہ یہ ہے کہ فنون متعارف مخوری مثل تحقیق لغت و اصطلاحات
 زبان درسی اور توفیق مقامات کتابی اور تکمیل عروض و قافیہ و دستگاہ فن معاد غیر مابین اب کمال ہم پہنچایا ہے
 کہ ہر فن میں یک نئی کسنا چاہیے۔ بیست پذیرفتہ از ہر فن سے روشنی و جدا گانہ در ہر نشی یک نشی
 شروع کتب اور رسائل قواعد زبان فارسی اور رسائل علم عروض و قافیہ اور دنیا جو آپ کے ریختہ تلمذ تراکت رقم
 ہیں ایسے نفائس مقاصد اور جلائل مطالب پر مشتمل ہیں کہ مستعان فنون مذکور کو اون فوائد جلیلہ کا حصول
 بعد ایک عمر دراز کے بھی منہ سے خصوصاً رسالہ تجنیہ رموز کہ صنعت معادین آپ کے خامیہ منی طراز سے جلوہ پرداز
 ہوا ہے ہر چند رسالہ متعدد اس مہذب اساتذہ سلف سے یادگار ہیں لیکن جو کہ شرح ہر کار رہن روزگار است
 صلیں کمال کا ایک گنجینہ تقدیر میں سر مہر امانت تھا اور اوں پیشوایان فن و دقیقہ بانی کو اس طرز انداز سے
 سوائے ارایش سہل کے نصیب نہیں ہوا تفصیل سہل مجال کی یہ ہے کہ وہ رسالہ مشتمل ہے ایک معامی شرح پر
 کہ شرح و متن دونوں ہی کی تمام طبع فیاض سے ہیں وہ بیست با اعتبار ظاہر کے سوائے چند کلمات معدود جو
 ظرف جو متعارف ہیں گنجائش پذیر ہو سکتی ہیں اور کیا کہنی ہے لیکن اگر چشم بصیرت سے دیکھا جاوے وہ بیست
 ایک عالم ہے جلوہ داسے ہر ارد و ہر راز سے دیدہ فرمایا کمال ہے ارباب دانش اہل خرد و پڑھا رہے کہ فن معاد
 اصول شانزدہ گانہ سے زائد نہیں رکھنا لیکن فروع مشکثہ اور شعب متوافرہ او اس سے استمداد مقررہ اور شعب
 ہیں کہ عرف و شمار و اداسکی گنجائش سے عاجز و ربون ہے اس بیست نے باد جو ایسی تنگ غریبی کے اور سن

وہاں کو پہنچی آغوش میں چھپا ہے نبی ذیل بیان اعمال میں یہ بھی ایک بیعت مثال ہے اور اس سے تین طرح کی
 مختلف اسامی استخراج ہوئے ہیں اور ہر نہ تریہ ہے کہ استخراج اسکا نہایت سہولت و سبب تکلفی کے ساتھ ہے
 اگر انصاف باران سخن ہم کی طبیعت سے گوش گیر نہ ہو تو ارشاد کریں کہ اس کیفیت کے ساتھ کوئی رسالہ عمدتاً
 اس دم تک کس صاحب استعداد کی پرودہ فکر سے جلوہ گر ہوا ہے اور ایک رسالہ جو اہر منظم نام شمل باجیات پر
 ہر رباعی سے ایک نام نامہ سے باری غرضانہ کا استخراج ہوتا ہے باوجود دلالت اعمال حمای کے معنی شعری اس
 لطف کے ساتھ ہی کہ ناز و انداز و خیال و نغم و نوشت واد سے آگے طبع عشاق جو نہر کوں پر سے رہتا ہے سو اسے
 اس کمال کے شرف و نظم زبان وری سے خبر و گیر ہاے متعدد و ملوین شریابی کہ شریا و سپر شمار ہے اور نظم ایسا کہ
 جو اہر او سپر فرد ایک شعر جابر یا پنج ضرور کی سہمی بریزہ جو اہر سلطان عمد والی عصر محمد سراج الدین بہا ورشاد علیہ السلام
 ملکہ و سلطانی کی مدح میں اس کی کتاب کی ساتھ ریختہ نظم نزاکت رقم کی ہے کہ اگر نثر و حد و حدیم عمدی چشم پوشش
 نواز کے جلوہ گاہ و بین سے شریا نور الدین طووری کو ہرگز بردہ خفا سے جلوہ گر نہ کریں اور طووری کو اوسکو عمدی میں شریا
 بہا وین اور ایک انشا سے مکاتیب نہایت متانت عبارت اور دلالت معانی کے ساتھ ہے کہ انشاد و سکا بطر تر شریا
 بیدل علیہ الرحمہ ہے اور نظم میں غزلیات کثیرہ اور تعداد متعددہ بعضے بطر منقذین اور بعض بطر شریا نرین نہایت لطیف
 عبارت و کمال حسن معانی کے ساتھ موجود ہیں الغرض حاظہ کیلئے محاسن و جماد کا اندازہ تقریر اور حاظہ تحریر سے
 افزون ہے انکے نظم و نثر کے الفاظ لائمی شاموار اور معانی یا قوت ابداری کی برابر کی کرتے ہیں نظم کو ادھین کی عبارت
 انشاد سے تسلیق کوئی میسر اور صفیہ اویندین کے معنی رنگین کے فیض سے بساط کل کا ہر سر ہر دائرہ طراوت معانی
 رنگین سے ساغر مل اور ہر سطر رنگینی مضامین سے شاد گل ان کالات پر علم ایسا ہی خلق و بسا ہی زبان انکی رق
 نسخہ اخلاق اور سینہ کا صندوق خزان دفاق ہر چند اس سر کردہ ارباب وفاق اور اس سر جلیب کو کاران باق
 اور راقم میں سر شریا محبت و اخلاص ایسا استحکم ہے کہ گویا دو قالب میں ایک جان جاری و جاری ہے اور یہ
 امر دال ہے اس بات پر کہ ذکر او صاف حمیدہ اس بجائے روزگار کا شاید نتیجہ افراط محبت کا ہو لیکن راقم نے مراتب
 دوستی و مدارج اتحاد کو اس مرتبہ پر کچھ مدخل نہیں دیا اور جو کچھ بیان و اتمی تھا اوس کو لکھا مگر نہ محبت کا انتہا یہ
 تھا کہ جو وقت انکی جماد و اوصاف میں زبان کھوتا اور شریا بنقاب میں نظم کو اتھین لینا شاید سوالات محشر کے
 جواب کی تقریب ہی ایک دو لمحہ کے واسطے زبان کو اس دکر سے باز رکھتی اور صدمہ زلزہ قیامتہ نظم کو ایک دو
 دفعہ ہاتھ سے گرا دیتا جو کہ اوصاف نفس الامری ہی غیر متناہی ہیں اور ان کا حصہ ظرف اعدا و انتہائی تر

بوی حال است باغرض اگر محبت او سنگ میان سے عاجز نموزبان گوشتین کا و مانده اور تسلیم چوبین کا فر خود و هوا کما سن به ناگزیر
انہیں ایک دو کلمہ پر نجات کر کردی اوست کلام بلاغت نظام سے بطریق یاد کا اسکے درج کتاب کرتا ہوں۔

متر از رنیرہ جو اسیر

نوع را با خداش چون موج و دریا ہم آغوشی و بر رگی را با سرش چون دفت و آسمان گرم جوشی مینش و در پیشش چون
ریش در حساب و معاد ریش چون بر تو در آفتاب و ام قضا را با مشایعت امش اندیشہ پابر تر نیقاد و
اندازہ قدر اور مقابلہ بخشش سرشته حساب از دست و اوان رفعت از سر بلندیش با ملک ہندوش و فرغ افروزش
با تاب ہم آغوش مہابت را از بشت تانی جلالتش جرات شیر انگلی و سیاست را از دستبازی ترش اندام و گردن
لنی جاد پریشانش چون معاد آئینہ و مروت درویش چون می در آئینہ و دیار اندر مش گوہ در گنجہ و معاد
را از جو دشند در خرنیہ از ریش بے فاصلہ اش موج در باد و دست دراز کردہ و در فراہم آوردن گوہ نامہ پست
از انعام متوازش جملہ فراخ و امن رنگی و صلا آرد و مجید و مسیح از غور شیدانش در دل فر دشت غیرت خمیر انوار و فینہ
و شام از شوق خون و جگر انداختہ رشک را از دار بیلہ سبز اسرار گنجہش گل با شگفتی غلامش بگر خوار از
بلبل و گلشن با رنگی مبعش اسفندہ تر از ہم بے بل طغیہ و ازہ موکب سعادت کو کیش و دست منزل پریشہ و از انوار
استقبال و لغت تو جہ را با تشریف یاتش ہیای پیشکش تماکت اقبال بجلالت خوبی گل را و صحت رضاہ شاد
مغفل تفسیر خود و جسمات موزنی سرور او و معرہ قامت خوبان معرہ تقریر فرمودہ وقت فکرش در یافتہ گوی
جسم نرگس از باس محبت الہا و چمن جگر داشتہ اندر رنگی زبان سوزن بلحاظ پیدا غمناک بلبیل نا توان و آہ
پنداشتہ فی قلم در نقش نوارہ معینا سہ نگین و سادگی کاغذ در پیشش جیش عینک و در بین با لطف کلاشن ہم
بلبل ناز زلع و با خوبی و رشخ خوبان پاسہ کلاغ نظم انصاف را حرف شمشیرش مقطع و قیصدہ عدل را سخن شیر
مطلع تیزش در برابر غنکش چون سہم گاہ اعلیٰ از ترکش بر نیاید و کان رستم در جنب کبادہ اش چون
حلقہ قامت ضعیفان ز زمین نماید تیغ ابر و در پیشش شمشیرش در نیام بکار مبارزہ کار خورہ و دست سہزاد و وعدہ
کنندش از بقید بی با دبندہ جنگ از مای کہ متعن قواعد نرم را از کترین جا کرش یاد کردہ و بختیاری کہ کند
کوسن فہم را چرم از لعلش برودہ شبتانش از ساغر عرب غیرت گلشن دیوارانش از نای عشرت رشک چمن ابل
وفاق را چہرہ از عرفان زار مدش از عرفانی و در باب اتفاق و رنج از عرفان ملائمتش زعفرانی شمشیرش
سستی اعدا برق و تالار اعدا بلطنہ کوشش زرق و رہواسہ عرصہ جیش بند رنگ پریدہ دشمنان مرد شتاب

تا قبح جلوه گردد در فضای زرش از زبان رسیده اسد عالم ارواح در نظر از مدغم گشتن گاه و آسمان را اندیشه جبین شیر
مضطرب میگردد و از احوال کندش بای نوبین را بیم گذارشن شست بر خود می جنبانند خندش آنسوی فلک گذران
از تیر آه مکنندش بیکان تر از نگاه باندی مرا ترش نغذنا رطلال و نعت مدارش سلم با هم کمال فلک را از ربه
بخشش معرج بلند با یکی محیط را از دستگاه جودش اعتبار گران با یکی وصف علوم نغزشش در طوبی و سخن سرانیش
مرف سدره المنتهی از نعت سده بارگاهش فرق کترین چاکر فلک سا از بلندی پایه آستانش بای اونی خادم
عرش بیابان الیاسه غریب نوازشش معینا ه نادریل سخن فرزد و جاده نفس قیاب و از آوازه نغمه منی ایش مضامین
بیگانه شمارد کاغذهای شایع علم سرا با اضطراب توانائی را از نسبت سرخوایش در برون نام شیر رود بر کم کشیدن
و خستگی را از نشاب و آتش در تصور بال با بر خود چیدن

شفتابی که از لبس جسد	گذارد بای بر فرق بلند	فلک بای که از دلالی قدر
نکاه در انده بر پیشانی بدر	ملک قدری که از وی بودش شای	طرازش حبه در فضل سلم
نیشش گرز بر پستک خار	گشت در بندش آید چون بشاره	شیر را نه و اگر بر سر زد و
چو کاغذ سنگ خار را بسوزد	پوشش بر صفت غرض زنده از پوش	گر زیار و در سوران خرگوش
فلک گفتی سپه خود را عددیش	هلال از نعل تو برین زو بر دیش	بسط تیغ نیز ز نیت حرفت
ز خون و شمشاد رنگ شجرت	ز تیرش زخم اعدا نام صور	برنگ چشم عاشق گشته ناسور

نور شمع بکف نارسیده بفرق و شمشع هموار رسیده

اشعار فارسی

بارب آن کن بچون دل می توانا	که شود بال بری ناز مستانه ما	مسن بر خود غلط عشق نظر بغیر
شمع داغ است ز خود داری بر دانا	هستی ایل نوا و قف شتاب گشت	رفتن رنگ بود شمع بکاشته ما
طرز کان بت برنج کعبه روان هم خندد	دست و در گردن غیرت ز جانا نانا	کن آشنائی لب و دسر حرت قنایا
از بهر باد و آتش ساز بن شراب را	رنگ رخ جو گل بر پر و از میسرند	دارم خزان رسیده بهار شب بیدار
دارد از تر زمین چین موج خنده ات	یک رنگ کرده ناز تو لطف و عتابا	آرزو ز که شرمه لطفش چه میکند
رحمت نمکده است بفرده اصحابا	چون شمع آرمیدن عمر است اضلاع	دارد در روز رنگ بهارم شباب را
و جدت نه بر ارمیوه فتاده است	در دیر و کعبه رنگ عذاب و ثواب را	صعبا یار و دوست رحمت نگاه کن

کجسوت به شارب گناه و لواط را
مشق جنون مکرده بود ای مستم
آتش منتی زیر لعل آه سر و ما
صبا فی از غمهای فلک تم نمی زیم
جنون بغض خزان می کند بهار را
یونگ لاله در آغوشتن نو بهار نیست
ریبکی می خداه و دور کس را مرا
فلک با تم یاران رفته صبا فی
آتش از غمهای من سر زده سالام
بوی پیر این اگر جاره گرد آید وقت است
محرم خورشید گشتم با خسان کم ساختم
عیش عالم نیست باب من در ماتم زخم
فی ملک بروم بزیم و فی بر هم ساختم
نیست صبا فی جو جام هم نعیم گوید
چشمی چندین لطف خواب پریشان
در سینه آتش شعله بر دیده دیاموم
بزنگدانی دشمن چگونه خرسند است
یاد آور که کس محرم اسرار نبود
عشق آن خانه خراب است که بکار نبود

آرام از طبع جهان شد زود ما
ای گرد باد بادل صحرای زود ما
چون سحر بار خاطر عالم نبوده ایم
ای کاش بر بخدر زندی از آه سر و ما
چنانکه باده در ناگور نیست با دو نام
ز دست داغ دل آسوده روزگار مرا
هر آنکه دیدم از دیدن خویش باور من
سپر و داغ دل و چشم اشکبار مرا
آتش بود که جز کعبه نباشد تنگش
دل بی بیانی غم دیده کنانم سوخت
مردم و در چشم مردم عالمی با یک بند
در غم بود نشاند هر با غم ساختم
کفر و کیشم سپاس نیست دیدار دوست
می ز خون دل کشیدم خویش را هم ساختم
نارم به کار کشی رقت سید کار کشی او
هر شعله و زرخ آفرین هر موج و لغزش
کبیر من مست گرد از اضطرابم نه
حسن را جلوه گره جوش خمریدار خود
عشق و حسن از غمورانه قدر آفرودنم

خیزد خزان عالمی از رنگ زرد ما
صبر صبر صبر صبر صبر صبر صبر
تکین داشت خنفسی رنگ کرم ما
چه گل که در کف پاش گذر خار مرا
بر کجا که تویی نیست عجب را مرا
بنوا خاطر کوکب را نمی ارزم
بحر غم که بدل نیست غیر یار مرا
شد دل جلوه گاه حسن قد و جانم سوخت
برق آن کفر که در غم زانما سوخت
بهر چشم خویش را فارغ ز عالم ساختم
من بگرشتم جو فتم منم بر هم ساختم
رنج و راحت هر دو بی درد و مشقت بود
جلوه در هر رنگ دیدم گردنم ساختم
دارم ولی دیوانه شد داغ عیان بعل
هم راه ایمان میزندم کرده تکران بعل
بحیرتم که چو از من بگریز راضی نیست
کشتوق و لعل بیت بدوست ماند است
چیده برداشت گردن بویف و گاهی خرد
ورنه رنج من داد آن همه بیار بود

فصلت از جلوه مطلوب انرا در مجرم
دیده که نه یوسف شد و بیدار نبود

معیت از حواجر مشطو هم عمر نیر

خورشید بخورش داشت زین پیش گمان
چون قصه آفتاب رویش گفت
کاین خورشید نیاروده نظیرش بخیان
خورشید را رخ جو خوشی را نام نشان

میگانه زمین نگار جادو و فن من و از نیل خرم دست شد دشمن من همچون مید و غیر اشک بر دامن محبت و دامن دیگر ز دامن پشیمان
ویر و حمله است و چون وید و جمع چون جمع غیر اشک اجتنای نقطه و دامن که را حمله باشد بر نیز دای مجید که در دامن
مجموعه عین مملعه شود و چون اکنون دامن نای مجید باشد دامن دیگر عبارت از راسه مجید و دیگر خواهد بود و چون راسه مجید و دیگر
در اول با و تخمائی و از کید عزیز صورت نماید و اول یا سه تخمائی و در آمدن راسه مجید از غیر آن است که دامن زدن عبارت
است از چیدن دامن بر کمر

حشش که بزنگ ماه الفربنی بی چون خورمینی اگر کمر بستی بی آخر ازان شوخ بین نام اندازش بی راگو نام هر خوش ترانی بی
آخر از شوخ عرض است وان نام بود و اگر دوزان گونه نبی مثل آن حمله است و دوازده عدد دانست که هست است
دند سه آن و چون آنرا هر دم فردن غمبتی اول آنرا شنید و بدیند که حرف باشد و دیگر آنرا شنید بدیند و غرض شود باطل است

چون رفت ز خلوت کج که آن یار به نمود و غم از نظر مشرق ویدار به دیدیم از شوق نابدل گرد و دراز به گردید چو از وراق آفتاب آخر کار
از دور آرد و به خواست از دور و شکیل از آرزوست و چون بگرد و آست نمود و در محلی بی هست راقی شد و آفتاب که عین مکتوبی باشد
خواست یعنی یا آن برل باج هست از غمشد

بارب گنم زبکه از دافرو دیکه گفتی لا تقصود باسم زدود آری نابی شد کسی نش از شرم و با عفو تو از دید: خبر از نیک بود
را از تعلیل بافته و حرفی از غنی از حاصل شده یعنی بلافاصله عفو حرف را راست عفو شد از آن و بدید که عین عفو است از نیک شود و خود کرد

آن اصل اگر چه جهان فرزند پوست و اما زانفسر سید دل و حاضی خوست و گزینف و در دهن نعلبان پیش و گنیزم لب آن همه که کوان بن برادست
زلف جیم است و دهن اندران نیم و لب ان حرف جیم است چون هم برج بهایه نجی کبر سید و دوازلف لب ایچنه زلف برادست حرف
بها است چه لام که نشیند بر زلف دارد و بر حرف بها است آن گرفته شود و مجب فلان سر رود

حق

حالم جویشی آن تنگتر آشفست و ادواست که مغرب دل از دیگر وقت به چون دیده خشم آن نام عیاری و در میان نمودن گرفت
وید خشم صاوت و مثل آن صاوت یعنی ملکوتی و تمام آن صاوت ملعونی دور آید آن باعتبار نهاده آن که بهشت صاوت
و صاوت بدست و در این نقطه همان زبان صاوت که الف است که در پس هر گاه و نقطه بر الف آید صد گرد که فاف است
و بهشت صاوت ماند و آن حرف است و آخر که دال است بهشت اسم حق منصفه و هر چه است

باطن

گر در شب ماه آن شده حرفی جان به از پرده نماید رخ خوشید نشان و از یکبه نمودن شود از شمشیر از ارباب رابطه نماید چه جلال
از ارباب رابطه نماید چه جلال گفته و تبدیل حرف را که در اول رابطه است بنون خواهد بود و از عبارت نماید چه جلال و امر و آنست که
آن نون در آخر رابطه باشد چه هر گاه از ارباب به بیند جلال در مغرب نماید پس لفظ باطن صورت مبدد

مالک الملک

آنرا که در داغ عشق نقدی انداخت و در کتب عقل نشسته باید سوزت شد با هر دلم دل در دست به آخر کتاب شش حرفی آفخت
باقلب شد با گردید مردان آن است و هر یعنی کل قلب شش گشت و لقلب شد دل گردید و لم قلب شد دل گردید و آخر
این همه حرف حرفی از کتاب که کاف باشد بنویس و مالک الملک بدرست

خود الجلال والا کرام

آن دل که جو خوشید مصفا و از روشنی باوه و صبا دید و بر گیر که دانه دل جلال و اگر در دوره مانده کار دل را دید
بر گیر که دینی مثل دو که و است و نه که است دل پس ال باشد و ال شد و لفظ جلال اگر که دینی نور و الجلال شد و در تمام
است و راقی نه یعنی لا و کار که دل ان حرف است که که را باشد پس الا کرام شده

ایام بخش اسم مصنف

در در و صفت ای لایق غیب به خوشید و مکرش و در دعوی الک به بر ارباب نوبه عباد که حق تکریم یا ان نرم خود نمایان مثل شب
باقی تیره است و از ان کرام مراد است پس ایام شود و در میان مغلوب شب که بخش است حرف خای مجر که نرم لفظ خود و تصور این شود

صبا بیانی مخلص مصنف

داغ دل تست لا که گون صبا بیانی به پاک مجرب کل جنون صبا بیانی به دل به در دیده تا صبا بیانی شگفتی آخر کوی دل است خون صبا بیانی
چون به قلب شود و به کرم و آن در دیده یعنی صبا و صبا و در آخر که و ال صبا بیانی است بی گواهی بی بدل کن که صبا بیانی شود

مولوی محمد حسین صاحب		
ایلیل شافخار سخوری مولوی شکرستان معنی بردری مولوی محمد حسین صاحب شاکر رشید مولوی امام بخش صاحب نام کتب مشہور و منقوط فارسی امین کی خدمت میں تحفہ کمال اور مشق سخوری بھی ابھرنے کے انتظامات و ہم کو پانی تھوڑا مقامات اور توفیق رموز مکتوم کتب متداولہ خوب طرح سے کی ہے لغت و اصطلاح فارسی سپر لکچر اور زبان و سوری کا شیخ کمال سے انشاء نظم و ثریا و دست گاہ کامل رکھتے ہیں یہ چند شعر بطریق یادگار لکھ کر دیدار باب شوق و ہوا		
اشعار		
دور آب شکوہ مای کلم کلہا ہائی ناز کرباشد حیرت چشم نقابی آفتابش را ہر روی ماہ تابان بزم ویرانی آید شید و غنیمت سحر سازین خوش را چنان ضعیف انداز غم تن بزار مرا بجلوہ آئی حیرت بر در کار مرا	سرہ گویا میکند چشم ترانہ ز حیا ز شوقش حد پیش فرسودہ دل از نظر آید نیدلم کہ از رخ بر کشید ز شب نقابش را کمتر عمر من حال این دل صدمہ پر پیش کہ بار خاطر من میکند غبار مرا بیاوردی او خلوت و رنج و دلم	ندارد تابش بدین حسن بی شریا رم آہو منان در کف سپیدہ اضلاعش را مگر در دیدہ تر گس سپید و رخسارش را بخاموشی سپار و بھجر آن بد خویش را تو نیز چارہ حرمان نیتوانی کرد میں خیال تو با دیگر سی چہ کار مرا
چنان ز غزلش نمودم کہ کلام ابرم ک		
میر تقی علی شاعر		
ایں مولوی عبدالقادر بہ برے خاندانی اور آباد اجداد انکے ہمیشہ صاحب اعتبار رہے چنانچہ مولوی رحمت اللہ کو انکے عبدالعلی تھے اوستا تھے محمد شاہ بادشاہ کو اور انکے برنامہ مولوی اشرف صاحب تاد عالمگیر کتب خانوں فر تحصیل کتب فارسی اور مشق سخن مولوی امام بخش صاحب نامی سے کی ہے فکر و خوش اور سلیقہ کتب والی ہوا چھار لکھے ہر جملہ اسکے خط و تالیفات ایسا خوب لکھتے ہیں کہ ان کی کتب شہادت سے ابروی شاہدان میں جگہ پر اشارت اور ان کو سر معین سے تر گس نشا و قدون چمکنا ت ہے الف کی راستی کے آگے سر و کا قد خیدہ اور بے کی خوبی کے سانسو لب خوبان و دندان حیرت سے گنبدہ چشمہ ہے کاب حیات سے بزرگ صغیر تحریر کا رنگینی رقم سے گل نیز دندان من و دنانہ نین سے شرمندہ اور کامل سبیل موبان و بنالہ میہ کا بندہ یہہ کمال کا متعفی تھا اسل م کا کہ انکو خوشنویسوں کو ذیل میں لکھتا لیکن سخوری کی مناسبت سے شعر کی ذیل میں انکے نام معلوم ہوا یہ چند شعر انکی خوشنویسی پر لکھ کر دیدار عادل ہیں		
اشعار		

جان کہ شود وصله عشق تار نہ کہ سوز لہ تواند شدن شرحی شمع بیان بزنش گفتم آخر بند و گنخت بچیدر	ہست و رویہ من بایہ طوفانی چند وران دادی کہ فرستم کس نقاشی بکشد چو شوارہ است کان بند و زبان بکشد خون دل از چشم سیر نریم بکار بستم	جسبان بندم بزرگان تنہا سبب چشم را صبا و دیکست غنقا آتشبان بن نمیداند و انہا ہمینہ دارم لا زرار کہ بستم
---	---	--

جناب محمد مومن خان مومن سلمہ لہ قلعائے

زنگ زو اسے آئینہ سخن دانی مصقل مآرت نکستہ رانی مومی مر اسلم کال نا حی کا و نقل انفصال سلوہ دہ و عر اس ضابطہ تہذیب
و سادہ کالات بلہ اندازہ بہرست نشہ سخنوری نظر باز شاہد معنی پروری غواض محیط تہذیب آشتیا محرم تحقیق سیراہ پیلے
محاذ پسندیدہ حلیہ طراز الملواری گزیدہ خانہ پر واز چوہ خلق محمدی نظر آرا سعادت ازنی وادیدی گمانہ جہان محمد مومن خان
مومن شخص لکھ کالات کا اندازہ صرف شمار افزون اور محیط تعداد کی پروانہ معنی تازہ و ساقابلہ الفاظ میں جان انہ اور
انفاس عبسوی و معنی پروردہ کو تازہ تر از گل اور سیراب تر از زل کرنا ایک شیوہ جو خاصہ سی سخن بنج معانی چاہہ کا کہ جو غوغا
ضربہ سے الفاظ درمی کو گوی وری اور لکھی شانت بلعم سے سخن پر بحثہ ایوان رنجیہ اگر سیرہ کہا جاوے کہ شیرینی زبان الفاظ اور
نمک سخن سعدی اور شانت تر اکیلا نوری اور شانت الفاظ خانی اور آریانی عبارات ابو الفضل سند بنی اور از لکھی معانی
کمال الدین اصفہانی اور سوا اسکے جو خوبی صفت شعرا سے کیسے ساتھ مختص ہے سب لکھ کلام جو نظام میں صرف و حق
شناسی اور مرتبہ دانی سو بہت بعد اور نہایت دور از کار ہے حق سیرہ کو اقسام ازل و سکو انہیں کے توان استعداد و
منصب سیرہ چینی اور انہیں کے دیک کال و دلیقہ چاشنی گیری و طایا کہ ہے زبان رنجیہ میں کال بعد انفاض و حاصل
ہے کہ سودا کو انکے خویش کے رنگ سے جیون اور میر رنگ کلام کی شجاعت و سرمد میں سہنگون سخن گوئی کو بعد از عجز و بجزایا
اور شعر نے انہے مرتبہ ملک کا پایا نکات سخن اور دو قائل فن کے قلم سے اسطر آگر و زمین سے ابر سے باران لطافت لکھی
طبیعت اور فروغ انکے نمینہ میں ایسی جو میسوا آئینہ بن صفا اور شہر قہرین نور شید زشان ایات انکی مثل حیت ابر و بار
انتخاب اور انحصار انکے مانند مصرع زلف جمہ و آب و تاب سخن نگاہا و وصف پر گوئی و کراکت و معانی و ذکر کلام باوجود
عالی دیوان رنجیہ کا شتمل ہر اصناف سخن اور شعبہ فن پر غزلیات سے لیکر تا مخمسات و مسدسات اور فرہ و کیکار و عجا
و قضاات چہرہ نظر ہے اگر وہ عاشقانہ ہے ہر حرف و سکا گزہ و تصویر آہ ہو اور اگر انداز مشوقانہ کا بیان ہو تو ہر دایرہ
او سکا ایک چشم سر ہے سادہ سادہ ہر قصہ گاہہ الحاصل کلام بلاغت نظام الکاح و شمار سے افزون و جمہ تنوی اور قصائد
مستعد اور انکے شہر با عبارات متین و با مضامین رنگین اگر سب کو تفصیل لکھا جاوے ایک دفتر ہو جاوے ایک

یہ کفایت کر کے جمعہ شہاد کی غلطی لکھتا ہوں تاکہ ارباب شوق کو اس سے استفادہ ہو۔

ز قلعہ فارسی بخیرت حکم

ای مرگ بدو در چار و ات و در آزار / خبر ششم تبان کسی ندیدم بمیرا

گر رنجہ کنفی قدم ہے استغفار

حال برآور ترار شنیده و لعل اسباب سید و لبی پر بخت کشادون این عقد کشاد و گامی بطریق عبادت نهادن در
براه تعین نهاد چون راز پنهان پنهان نماند و با سرگرمی سرگشته زبان بزم است و اگر چنین
وصایا بر لب اگر هم نفس البین حوالب انجام و در نهادهای مرغی عشق بخت مجرور سر مشقول نیست و دعوی بیار و در چند
حجت از لغت ان مقبول نیز که هر کس را به اصابت قرن بجان و داری وصال بجز در جهان عاشق کشان به خانه کز آن
اور و درین حال هم شرح احوال مفصل طالع بهر قوه خواهد بود و شعل و م شکاری نیست بعد از هم با کمال
دوست نگه ساری توان نمود فی الجمله گردان کشی اخلاط اربعه سرگوب این دو در نیم جلدت و در پیشانی نواس خسته اشکال سته
ضروریه را ضامن قار و در تنی وزنگ کاهی دلیل گذارش تن بوزناب هر جس است و نفس علی از یاد کردن حکایت سلیمان
و بلقیس افسانه مضد لیلی باعث غلبان دم است و حکایت جوی شیر شیرین سپید همچنان بر طوب و بلغم نشله
زردن آتش شوق راحی لشفته نام برده ام و دیگر سوزی حرارت عشق را به شخص تب محرقه غلط کرده ام صدم درین نوشته
سرگرافی است و شقیقه بفر و گردانی خصایب آنکه سر از لاحت بخت نگون نتوان بر داشت و فراتش از آنکه در درگاه
انارغ انجین میهن نوزاران باید که موش نیان از اثر آثر خاسه طبعیان ست و آفته التخیل خیال تقرب قیاس و دار
همه دم هم گرم گشتن سپهر ناخواب است و سه بر مان خرم روز سیاه و شب تار ناخواران میگریم شرم نظر بین باشد
کثره بر طالع وون بخندم دال الکاب چنین بود و سه غراب بر عاشق مرام است سبات همان خودی دام خیال طالع ابل
ایلیما باشد و بوش آمدن خون مورث ابو بلقیس یا کالوس رنج و دلا غیرت بلوس لاس رستی رسیدن غلبه عشق
چشم بلوه گاه و فرست سکت مروت رسیده و گردان از فرمان ایلیما پیرین ثبت تشیع و کز از گردیده قوه زبان کج
از غم زلف سخن گفتن حذر روح خاس و از صحبت اوصاف را شفق رفته به اختیار بر لے اشتیاق خیالات
بحر تگریمین صحبت زبان و عشاق کان بر فرمان از رنگه نذر و بر داطران از ضبط دم سر و سبل از ناله غریز
بر چشم گذاشتن شعر الهنگب تصور برگشته در کان گنداشتن مفره عین ناخن بخار است به سلاق تراوش لایه و ناله
دل از دیده خربار ز نزل کما بهر گریستن متبوق القصر مین ولی با بر لب تن بهین از کمال با انصورتنا سپید مرآت خوشتر

از سرگرمی یا تسبیح لغای نام برتبه گلگشت بهشت آفرین گوی نه سر لب گزین از دست ترش ابروی شهواش فخته
از گرمی تقریر شقاق اللسان از ناله ناله الماس تاثیر بطلان الذوق از غم و عطف خوردن خنقا راز دل بر زبان نیاوردن
سوال بهانه جواب نصیحت گرفت از دم فغان ناله دشنه اثر عسل بلع در فرو بردن جرعه تیرید و قروح المری از ناگواری
لقمه ناله سرید علامت شوم برستی نمیتوان خفت جفاف اللسان باین ترند باینه ناله هیچ نتوان گفت خار خار شست
گردید با عشت خفقان تشنه کامی ناله وصال با عطش مغرور تو امان عشتی از ضعف دل هست و صعیف دل از تشنگش
شوق تاب گل هوای لعلم از کباب بیکر جویع کاذب خوردن و خنجر حامض بکله تر نفس روی بلبلیا و درین تبویع و
غشایان از بزمی رشک اعداست و اختلاج معده در خوا پیش نیم خورده و در با اندر زهراب بجران است و دفع
آن از کثرت حسرت خوردن می ترسم که تنگ ظرفی ما سار بقا بر دات کیوس کشد و از تفاوت نازیب اندک ناکم که سر
نمیشی یا لایاوس نه اینجا تو بیخ است که در روی اول بپای پیوسته میم اشتهاست که بعد پیوسته آب باقی نشد بپای نجات است
نفس برینا و درده ام ریگ در شانه فرا هم گردیده و با متلاسه جزون اگر رنگ طفلان نخورده ام حصه کلبه نین از کباب به
رسیده سر کشی فریبوس خضر حکایت یار است و بر خود بالیدن فقی باراده کون و در بدن اغیار و جمع اطفال جربان
ملاقات و عرق النسا با بر یازدن از التفات نیت تو ام متعین نابدست و پاکشیده و با فر سلامت اعضا ریاست
المقا پذیرام حرارت غریبی قلب نامغر استخوان رسیده انکار و ق آخرین درجه جعل هر کباب کارم داده بحران هر روز زهر
بلوه ناله به شکام است و علت خامنه ندیان آتشک خواب ادا ناله بهیچان ببقام در چنین وقت که ملک الموت نشتر بر کباب
سپیده و میخ فزایدان تعدیم فایم عبادک از عرش برین بالاتر برد اعشال کافور کباب اوده و بجار تحت و قابو نشد
خیاط کربان کفن درید چاره فرما ناله ناله ناله گور را غش نمنا باز کرد و لوحه گزبان داوید از صلوة جنازه
از جواب غفلت و کثرت تراست و دعای مغفرت از صغیر نوم جانفزا تر عاشقان زمیندار زمیندار و لب تلخیز
و استغفار بکشتا غفر اندلین قال یا زتاب رشک ملائک بدر رخ اندازند و تو بر جنازه مومن اگر نمانی و اسلام

اشعار فارسی

چسان بر ناله ام گوش میهند بیدیدید	محبت بای بنیان و شکایت تا رسید را	خوش نیست دور که خنجر و در افتاب
از سر نیامد چسان خراب راه	اشب عین کوی تو ام چون بود و شو	فریاد من نموده خنده در خواب را
هم تاب و صلی نیست من به نصیب را	خود دشمن خودم تشنایم قیاب را	گرم بر حال خودم آمد و طوفان آورد
کرده آینه خراب اینی کار خانه را	از کف دشمن گرفتسم جام را	سے شناسم گردش ایام را

سرخش گرای داور محشر داری
از سایه خود نیز خدایکند مشب
با کفر و آستان کلبه ترا چکار
گنجی حکایتی دشیندم درین بخش
نریب لطف نهانی خود که چو کس
برین جهان آمده شاید دوسه نیز
کو دست که یکبار ز نرم بر دل شین
دیگر زنی گل بد خود بد خود
سالما باز بکنار دست می ورزد
ز آنجمله کی که جمال با شنب
خوش اندم که چون شکوه غمی زین
چشم آنم که گاه غلط انداز کند
سبحراری اگر امنیت چه فایده بین
کجاست تو سلام از دل آرد و رسد
بیاد طاعت مقبول را به تعابری
بروز و عده جباران و بادلیان
فی سجود را مقبول دنی سلام بر او
حسرتی بیجا ساز خواب عدم جز آنم
سخن بهر ربط گوئی مسرتی کیکنی
میتوانی که تلافی ریشخند کنی

مومن مومنم اگر در مسلمان و ریا
دشمن معان که کرده دایم اثر داشت
مومن بدین بهانه نشستن بر پایست
نواهم شب وصال تو خندیدان اقتدر
ز بزم زاندر دشتیم بر آستان گنج
بانا توانی گفت از دست رفت بود
آن دشت که صد بار ز دم بر بگذرود
فزون ز زلف کشته خط سینه تو در
خل من شاد اگر یکدور با نماند
شید که ناز تو انار نیداشت روا
تو بر غیر من ز ناز و حسرتی در دامن نبرد
جای رحم هست بران مهمل سکین این
آسمان از پی آوردن محل بود
خاکم بس که عاشق کارافتاده ام
خلل کار و عاقل مستجاب انداز
جواب طعنه حرمان و طعنه ناکامی
رایگان بود اینک عمری جا بران داشت
مرغشید که ای خبر بدی یکی نیدارن
همین بود و این هم بود چون بزم بگذر
حسرتی مرداگر فایده است بهیت نیز

و صل است اگر شمع کشم چه میخور
این نیکو من با من ملک داغ گوشت
دستی شب که گوشش بر پس لب او افت
کاغذ زبانه خند و فغاند بلای مسیح
مومن آنهنگ حرم کردن پیدا جان
چاک زردم بچین که اگر کس نوزد
پامال نداشت شدم از عصبه بلیل
بریده و میش غلغله نبر که تو غیر است
صد پدیده جردی دوست بهتند
لاجرم از ستم در امانم دادند
پیلوی غیر بر پیش کشم بجای کفایت
نیم جانی ترش باشد و قاتل برود
رستان تو چو سناک فرستد بیخام
حاکم که بار قیامت چار و دو
شب فراق بکتاب گل شیر کتم
هر یک پس است که معشوقه نازن و ارم
ظلمت شب برقرار و صبح پاینده
میدانم که این مرم این دو بر نذرین
ای که لوح از رخ تو ترش و میش مرا
که دل غیر با این واقعه خور سگد گشتی

کو شین رونمایی جمالت نمی شود مارا چه ادوا که شرور را می کشند

استعاره ریحیت

ای هر که که پیوستی بهای آید / که گاه است او سخته سوگ عدوی نهان / تا او دس بر حق جهان خور بر آید

آدمی کا نہیں مقدور بجانا دلکا	شکل مانند زری اور ہر ہا منوں ہونا	اسے جو گرمی ہنگامہ جلانا دلکا
میری ناگامی سے فلک کو حصول	خون لپا تو میرے گہو تر کا	نقش تخیل غیر کو اوسنے
اوسکو ہنگام قسم یاد آیا	خوبی بخت کی بیان عدد و	کلام ہے حیدر اوسی سنگر کا
آب مرتے تو میں پر جیوی بن آئیگی	کیا کروں تمہا میرے دل میں بیکار	اوس سے میں شکوہ کی جاہنگر
تیری مہر کو بیٹھو تو بجان دیکھا	کوئی بجان جہان میں نہیں لنگر	شیفہ صمدیر جوانی وہ سنگر آیا
نہ لکھتا تھا غم کا سے عشق	بارے کو کچھ بیکار نہ پندار	ہر طرف کو بھی ننگ نہ سرگان آئی
وعدہ بھی کیا وہ کہ وفا ہو نہیں سکتا	کیب طالع خفیہ تو دیا اور پائی	جواب نامہ بے مدعا کیا

گوہن بادشاہ نے سوئے دیا قلعہ شہر کو رستہ رنو ہو دینا

جناب نواب محمد مصطفیٰ خان بہادر حسرتی و شیعہ سلسلہ احمدی کے واسطے

مسند اسے جاہ و جلال زریب و سادہ مکت و اقبال عہدہ اراکین دولت اسوہ اساطین جنت بانی الہوان رفیع النیان
ایوان خانی موسس اساس ہند پادشاہ الامکان ہے جس کی اسے طالع بلند صلیقہ مرزا سراج ازبند شراب زلال ہر شیعہ بلذاتی
خدیوہ و ملا صاحب مرتبہ عالی صیقل افکار سیادت اذنی مورد افکار مرادم کم نیری بغض شناس شخص سخن لمبی و سخن دانی توان
دلان پر وہ مکہ منجی و مکہ رافی حکم کرم عطا و در قلم پرستم توان نواب محمد مصطفیٰ خان بہادر ریختہ میں شیعہ اور فارسی زبان
حہ فی محقق کرتے ہیں اگر انکی جاہ و جلال و شہرت و اقبال کی طرح لکھوں کہ باریاں بارگاہ کے اندیشہ کو ماننے بارے اور اگر
انکی شہادت و خانی اور جرات جلی کے اوصاف و اگر گروں اس تختین توان کی بہت شیری سے فکر لرزہ بہشت ہیں پندنا
اور اگر بالفرض ان سب چیزوں سے مانعہ اور ٹھاکر چاہوں کہ نہ اسیت مقام سے ذکر سخن وری و منی پروری ملا کروں
تاکہ بسبب فی الجہاد رست کے خاتمہ تاحر الیاس کچھ ملے ان کے کو جب اس جگہ قدم رکھا برصغور بہت کو اوس
درجہ بلند پر یکھا کہ لکھ کر عرض باین ہمہ سر بلند ہی اوس دورہ سے ہزار پائے نیچے تھا اور طائر بلند پر واز سر ہر ہر
کے پر واز کے بعد و نامتک پہنچ نہ سکتا تھا اندیشہ و تاد اس بلند پر وازی سے عاجز اور اس لاری سے نہ توان ہو کر
ایک سید ہے رستہ پر برپا یعنی کچھ احوال سعادت و اشتغال اس حضرت کا لکھ کر جانتا ہے کہ اپنے تین روشتاس
اہل سخن کے یہ زبیرہ اراکین روزگار خلف المرشدین اعظم الدولہ سر فرار الملک نواب مرتضیٰ خان بہادر مخضر
جنگ مرحوم کے اور باعتبار کمالات ظاہری اور کمالات باطنی کے مفر خاندان اور مشرف و دودمان میں خاں افکو
و دروازہ کی سعدان نہ لکھ سکے اس کے آستان کان گھر اگر ایسی زبان کو اس کے بھر کف سے ایک نم حاصل نہونی

خوہر بارینو اور اگر اقباب کو اس کے چہرہ شگفتہ کا فیض نہ ملتا حال اس کے اثر سے گلزار سنو تاباں راو کے خلق سے نکلت
آئینہ اور موج گوہر اس کے بحر عطا سے طوفان خیز ہے شجاعت کے اگر مصوڑہ طرازی کے وقت انکا نام سے تصویر رسم بین
رزہ پر مجا وے اور عجب عدالت کے اگر انکی سحر کے وقت نوشیروان کے نام لینے کا راہ وہ کرین زبان کو اس حرمت
سے تنگ آوے بلند باگی شہمت و جاہ کا وہ عالم کہ عاقل و دوزگار اس کے خاک استان کو بہ اثر بلج دار اجاستہ بین اور ہر
سلام جواب کو بہر خلعت دارا علی سے سچے بین اور خلق و علم کا وہ حال کہ احوال ہر خاکسار جب تک نظر شفقت سے
نگہد سے نہیں مراحم کو نام تمام اور نہ تر لطافت کو اگر تصور کرے بین سبحان اللہ تک تعالیٰ خلق عظیم کا منہ اس سے نہاؤ
ہو محال ہے و تعلق باطلاق اور اس سے بڑھ کر ہونا وہم و خیال باوجود ناز و نفہ غروت کے شوق سخن کو اس سے تیرہ چوڑا
ہے کہ شلم تردد سے بین آسودہ ہوتا اور فکر تلاش سے بلبلی کی جمع خوانی اور قمری کی مضیغ بیانی انین کی تسلیتی
گوئی سے مستفاد ہے الحق پلید فصاحت کا اور بیہ سرمایہ بلاغت کا خدا داد ہے اگر رنگینی مضامین کے گل کو رنگ اور
عبارت کی لطافت گوہر کو آب نرے بلبلی کا عشق کامل اور بلج سلاطین کی زیب تمام نو مصرع غزل شعلہ اہ عشاق
اور بیت فتویٰ ابروی خوبان افاق اشخاب اس کے کلام بلاغت نظام کا استعمال پر سرمایہ فرحت بابا یغیر اور شاعر

رقعہ بنام جناب مرزا اسد اللہ خان خاں

اے اوز نفس خامہ مشکین، تم کوچہ نشین کہ در جہے نبل با و مبارک ہو و دودا نامہ والا آلود باثر ترہ شاد و نشاط
شعری شادانہ ازاد اعتبار خویش بگرہ تم عدم تہذیب و نشر و انتہا تم آن سینہ را بیک امین نورا پناشت و این دل با یک
سحر فروغ شید گین ساخت ان پیچ و شوق نمود و این کستی و دانش افز و دربان سرم کہ بارہ از وصف ہما یوں غلم و
نجمتہ تر تم کہم کہ عرصہ سخن فراخ است و طبع من جلاک یکد و شہ جولان شوخ را وقت بہت دے تر رسم کہ پیش
اغراق گوید و دیگر کشین غلو جو اند و نازند کہ گو مر را مفر ماہ ماہ گفتہ شود چہ غلو کہ دام اغراق کو اند بود کل را ز گنہی دوی
بہت دل را تو سے و دزدی اگر انجہ و دانست بر لب آید چرا شگفت ناید با بلبلہ انڈر ز شاعرانہ دیگر نرم کہ چنین بگریز آئنا
یا دوست سخن سادہ و سیر تک میگزارم کہ در بار نامہ مستان بدستین بنام او تو شیخ یا فتدعان و بان طرفہ فرج و جہا
در بار گاہ مبدی فاض نصیب نکتہ بلند حضرت کہ نہ بین کہو کہ صدرہ دیدہ ام تشہیف نام و دیگر بہت و تشہیف دیگران
و دیگر عرفی مطالب را در بین زمین نظمی بہت و ہم شمارانظمی این دیگر بہت دان و دیگر سیرابی معنی در سخن عرفی سکھ
ولی لفظ شگفتہ کوشا و بی الفاظ در گفتار طالب بیاست اما معانی آنہ کہا جاتا چنین فقرہ کوئی ذنا وہ سنجی و خوش
صاحب افتادہ بہت و لبس خوش گفتہ آگہ گفتہ کہ کم افتد چنین نکتہ بروا کہ نہ نازند و نصف دہنی بہم کہ نازند

گیرا وفتش انتر که افرو ده عیج مرا گرم کفار ساخت تا این خورشید از رخسار زدیوه بدل رفت دل خیال انفس در آتش گشت کز آ
 دیده بشکامه گریست بلند آوازه کرد و در راه و در سم ابر بهاری ناز و نگر و از بقیرای زلفتش دلاز بیانی بر نداشت بخیر و مشک
 نیز نرید میدانم در مجلس اجمار و هم از انسون باطل زدن نه رواست اما چه کنم چکیده دل هست و ترا دیده و بگره زلفتش نیز نرید
 از جفاست لاجرم غنا و ادب را میسکنم و لب بکلام اشتها میکنم

سوره دیگر

خورشید پایه صاحبان شبی اندیش جهان بیان فرزند خلک فرامید تا نظری بر خوب و زشت کیتی تواند انگشت از ذره ماهر و از
 خان ناکل همه لیسر بسره و زگر گریست نه گریستی بی حضور بلکه بدیسه را در لباس نظری جاوه گر ساختن فارگی آید
 هر چند اگر بر عکس نفی هم به نیروی حدس خدا و بر اینشتانی و بیجا و حرام یقینا دی اما پاس زبان بندی کوته نمایان
 و بجا آورد و فرمان خرم با نظری پیاش فرمود و شکیده ورق در تنو نماید که بزرگ سینه خرم مطرح صد نظریش و در سه
 دیبا نهفته خرفی بود که گوهر یکده نقطه هوای دینش بدل و در بین پیچید چون انیز خیس این پایه و ریاضی که دیو خرم
 هیچکس بگریه شاهد نازین و آتش و طبعه سپیدار بود و چه برسی از شتر آیف و ملائیک که هر یک از ان بشکاه فتح و دلالی شفی
 داشت و هر که لام نظری فری و دل آرا سه جوری بود و از فردوس فرود آمده یابری نقاب از رخ برگرفته ملی از نیل
 منامی که با دوستی هم از رخ و کلاسه که با محبت هم نه با باشد و نشود و نشد گوهری باین تابانی و اختری باین خشناسی
 منظور گشت خورشید پیش فو نور شب تیره شناس و از راه کتر برین محیط در جنب جزر و مد طغیانش شبنم گریه از انان
 گوئی اگر که بر توی از فو زش در یاد هم شعله آدنگان و دو دیم بر و دبل اگر لعه از ان تجلی کسب کند آتش کلر اجم معلوم است
 شناسد تا از ان ناطقه شیمی شکین نه باست اگر هم بخونستی خود را در چشم ملی نوافل شمار و تا از ان شکرستان زوئی بجا
 تو نیست گوهر بر و زیستی شیرین و از ان حریف پندار قد که سخن چون نگاه بود و انگشت دریافت برین از ان که در زلزله
 سیدستان آگهی کشده گرد و مبط این نور دوم و این تجلی او دلی و افتاد و لب پاسفت و تارانه شادمانی بر کرد
 و زمره فطالند آوازه گردانید و از فوئی در زش این فرخ شبنو از خدا سه درخواست و پیش آورد و ضوابط
 و رسوم آبراجدی تا تر خواسته اند و آمد روشنی پذیرفت که علاوه علاقه معنوی مراسم موری را و از انیش بدارج
 اتحاد و دستگا سه و دیگر است لاجرم سکار شناسد گشت میداند که مراتب عطف است را سه مایه و کلاست حضرت
 مخدوم با بیگو نه زلت خواهد بخشود و دل آزد و در مسیح حریف است که نمی گله از و دوری سه و دلی مانی کند
 اما بی بی نسبت است چنانکه مجبور هم سخی در سیم دامید و در این مایه جرات را بر و از یک خیزه بدیت

حسرتی تو نامه آری من چاه طلب + زود بر بال کبوتر نبرد کتب مرا

والسلام

اشعار فارسی

خنده چه خوش شویو ایست از چشم قناری مرغ بسمل شده را هم سر بره از می خواه را شوق نظر باز می بین می تما سور را گرمی نهنگانده افغانم سوخت آغاز محبت است ای چشم یا تجلدم برد با بجهان حور یار آه از تیغ و رشک و تندی آید جان دشمن در خانه بود از خانه بیرون از خدا خواستی دشمن خواهم نگینم بدل آشتی شعار ترع عمر کوتاه داده اند مرا که پیش کعبه ام از طوفان غافل صعتم طعن تقدیس ملاک میزد امروز فکر کار من ای کار ساز کن خنده به شوق الغم یار مرا بر جتم توبه بر لب رفت باران آمده	لذت دیگر بود ز خم ملک سود را دم جان پر و تو هر چه که دارد و اینم که درین معجربانی قدر اندر نمی است بر طوطی پر شکن چه نازی نه گام تراوشن مگر نیست جانم بلب رسیده و چشم بر راه است آرزو می بریده ام که پیر کس یا فلک آدم نداند غیبه را داند از حسرت شد او چه خط مشتی کو مایه بسیداد کو گوشه غم بود و راز چه باک مردم و شکاکش آسان کردم منهاس قبولت همه تقصیر شدم گر بپای نازنین تو رنجید میایم یکشد و بختم جان ز پی نثار کو ای چشم چه دیدی از لگا هوش	کار هست نه باندازه طاقت باشد از ادب گر چه بگویم که عاجزی است سخن آمد و آورد تفاوت دارد آختر دلم شکسته تر نیست و افغانی که دهنم را گذارد و من دارم ز عمر رفته امید و فامروز تو خوش کردی بوی من خوش تر از دانه یا حدیث مردم را می خط و اگر پیش تو نام ز جو می دهم سر فرستم بر سر بازار عشق پای آن صدم آخر چه بگویم تو رحم بر بازوی جانان کردم نزد احد ز ناله عشرت گذار کن از دور بر بنانه مومن نماز کن جوشش رحمت کار بر مانگ کرد بی وعده در انتظار چو سنی
--	--	--

اشعار رنجیت

خود هوگی ایچو اندین تر پسته کی شب وصل کنشای کرسه غلم و ده بد نام سوا گلچه خیر عبت شکو جانان حبیب	گو چین بود لگو میج آرام سبویا عشق کیون دین جان شوق که کیون یا من حرمان کو میری حاجت طلبا	منقوشن ل غلق سوبه پنه کو فنی پیشمنی و شکافی مشو به اجاب سنین گذری این مبری خاک پیوسته
--	--	---

<p>فتنہ اور تمنا ہے گرد لب کاروان نین اور سببت کی ابتدا ہے جوانی مراد ہے بیچارگی سے جان بڑھی کسی غمگین کہتے ہیں نگو ہوش ندین اضطراب وہ ہی خطا دوسنے بھیج دیا کیون ہوا اسی آہ آسمان میں عیش زخمہ گزشتہ نہ قمرض دیتے ہو بوسہ مستعد محو کہا دوسبت سے مرزا ہوں تو مومن شیفہ تو بھی دل زار نے سو فیذا تاب بوسہ کی کسو شیفہ وہ دین بھی اگر نہ خدا دوست ہمارا بھی سبب بن جائے یکسو غل اسی خوشنویان صبح رہا ذکر کل اور ہر باب کا + کیا حال تھا ہے ہمیں بھی تو تبار شب موم کر لیا سحر آہن بنا لیا + شکایت کو دوسنے سنا بھی سنیں ہوا اگر سے ٹکڑے کر بیان عیث خیر جو گذری سو گذری پر بھی چٹا دوس کل پشش ہیں میں عیث کی نظر</p>	<p>لگ جاے شاید اکوہ کوئی خوش فراق مومن کو جو اور فتنہ آخر زمان عین کہو لا جو دفتر گلہ تباہ زبان کیسا سارے گلہ تمام ہوئے ایک جہا بین پیہم مجھو پاسے صدمہ پر دم دوا دڑا ناہو ندین نزل بلا کیشتر سنو اگر غفلت سے باز آیا جفا کی + کہا میں کیا کردن مرضی خدا کی + بک غار محبت میں ہو اکام اپنا کر چکی کام یہاں لذت دشنام اپنا دل زار کا ماجر کیا کیوں + یہ ہے دلت اونکے شکر خواب کا پیسے صبر آرام کی جان پر + بوجہ کوئی شیفہ اف ان نہیں نا مشاطہ کا قصہ رسمی سبب بنا دیں کہلا غم پر زار پہنچاں عیث + جاتر ہیں اور بیع کی طاقت نہیں مگر خط دیا تو نامہ برنے او سکون نہ ملے دشمن کہیں گے انو انکو نہ شیفہ</p>	<p>ناصح ہی کوئے آو گر افسانہ ان سوز تاثیر صبر میں نہ اثر اضطراب بین + گذری شبصال ستم کے سائیں دو نو کا ایک حال ہے یہ مدعا ہو کار مومن خدا کو یوں گئے اضطراب بین بیوں پہ جان تو ایسی بھی کہاں بدیدہ ملائی کی بھی عالم نے تو کیا کی + شب عیثان نے کہا قصہ گیسوی راز پوچھتے ہیں ملک الموت تو انجام اپنا سودا زودہ سکتے ہیں ہوا شیفہ سنا فساد ہے مشورہ صباب کا + محبت نہ ہرگز قربانی گئی + + مری جان بے صبر دے تاب کا تم لوگ بھی غضب ہو کہ دیر یہ اعتیا دوسنے ہی کیا کر کو بھی پرفتن بنا دیا نہ سمجھا سکتے مجھ کل نہ صبح + یہاں میں آپ وہ مجھو ناچار دیکھ کر کیا ہو سکے گی علاج اپنا شیفہ اوسکی گلی میں آج فتنان قدم نہ ملے</p>
---	---	---

نواب محمد اکبر خان بہادر سلمہ قلعہ قاسم

تخلیہ حدیقہ جنت منورہ نال گلشن طالع بلندی معارج معارج اقبال صاعد مرصعہ جادہ و جلال سہیلہ و دار فلک کار
 فرمے ملک چاند و دوران نواب محمد اکبر خان اکبر خلع کہیں بہادر نواب محمد مصطفیٰ خان بہادر کی طبیعت تمام
 رسا اور ذہن نہایت جودت کے ساتھ رکھتے ہیں ہر چند فکر سخن کی طریقت کم متوجہ تھے ہیں ایک بہت خوش خلق و خوش خلق

خونچر محمد مومن بنان مومن سے کی ہے ہر نہایت اونکی مشغول رنگین سے دکان کلاہ و شمشیر مصرع ادعا ان کی کیفیت سے
بنیاد سے بادہ سرخ و شمشیر لکھن خونچر سے خط و خان نخل اور غریب سطور سے سنبھل جنت مشغول یہ چند شعرا و شاعرانہ لطیف با دکار
نور احباب ہوتے ہیں

اشعار ریختہ

<p>جہان کو تو دیکھو کہ نیا مالہ آتش بن چکا باکو فلک اندھ سوراخ فرین کے ساتھ شعلہ لپٹ گیا انفس آتشین کے ساتھ دیوان رسم اختلاط سے انکار وغیرہ تھا</p>	<p>اندر لیلی کو کیا ہو جب تیری فریاد فرخون سیر بہشت کرتے ہیں ہم حور وین کے ساتھ ہم مر گئے اور اوسنی بھانا کہ مر گئے یہاں جان ہی محل گئی اجنبی نہیں کے ساتھ</p>
--	---

ملفوظات مولانا ابوالکلام آزاد

نیت نراین واس ضمیر

سخن سنان سخی اساس محو جلوہ شد بدیکتہ وافی نظیر بآرائش معانی صاحب ملیح روشن و احکامیہ نہایت ناز و جلیس
متخلص بغیر و قائل سخن سے کای آگاہ اور فزون شتی میں صاحب دست و لوازم مخموری مثل بیان سخی جلیح عرض
و قوافی سے ماہر اور خفا بای روز نہر تاجہ اساس صاحب کمال کے سامنے فاہر زبان فارسی میں ہم نظم مقبول ہم
و نشیر دیکے خام معنی طراز سے جلوہ گر ہے اگر نظم ہے مثل نظم جو اس کے مقبول طبائع اہل ہنر اور اکثر ترنہ ہے مانند ترنہ و
منظور اہل نظیر ہر مصرع انکار شک مصرع زلف خوابان اور ہم بہت غیرت بیت ابروی محبوبان رنگینی عبارت کی لطیفی
گل سے بالاتر اور صفائی الفاظ صفائی گوہر سے والاتر یہ چند شعر اوں کے لمبوی فکر اور رسائی ملیح ہر اول ہیں

اشعار فارسی

توده شونجی و تبسم بنزار باز کمر درون	من بجز و جانفشانی ز سر بنزار کمر درون	شعب تبر خوارانت چه غم از سر بنزار
بیک آه بنیوانم و در صبح باز کمر درون	جو خوار ز در آرد چه خوش است ساقی	بی جام با ده دستی هوس در کار کمر درون
بمختبش ندامم خبری ز کفر و ایمان	نه خیال مبت پرستی نه سازگار کمر درون	نوا که کوب رسخی ز جفانشان نباید
بخوار از دعا جاننت ز سر بنزار کمر درون	چه دوا ضمیر عظیم که در و جانیش کمر درون	که نمیتوان عللاجی غم جان گذار کمر درون

میر نظام الدین مرحوم متخلص بمہنون

فرید عرصہ و حیداد ان مصداق الشیخ و تاملنا فی الرحمن جلوه طہ از معانی بکر زنگ زو اے آئینہ فکر خلیفہ حیدر اقی انکار بلند

اور فرستہاں مضامین از جنہوں کا امتحان بلحاظ نمودن ہر نظام الدین تخلص بمضمون خدایت ملک الشعراء میر تقی میر سے
پیشہ گاہ خلافت و بارگاہ سلطنت دارالاسناد سے مخاطب پنجاب نگر الشعراء خن بن ایک طرز نمازہ کو ایجاد اور آیات
بلند و محافی از جنہوں سے آباد کیا تنانت کلام اور صفائی عبارت اور تازگی مضمون اور غرائب تشبیہ اور نوئی احتیاج
جیسے اس سر کردہ اہل کمال کے سخن میں موجود ہے کسی اہل فن کے سخن میں تصور بھی ہے الٹی ریختہ کو فارسی اور اردو کو
دری کر دینا نہ ان کے قصیدہ کے سامنے قصائد قدما کو رتبہ ہے اور نہ ان کی غزل کے آگے غزلیات خاشرین کو مرتبہ ہے
اور ان کے سخن کا گوہر از بار اور ہر لفظ ان کے کلام کو دلیوی شاہوار طبع بلند و ان کی درباری دفعا سے اور خامہ مضمونی طراز
ابر گوہر بار مہر بہت فیض تحقیق سے مرتبہ اس نگار در کار کا مستحق ہے اس سے کہ کلام ان کی تشریف میں کچھ لکھے یا زبان
ان کی توصیف میں کچھ لکھے بے تکلف تشریح بدین اشعار کے باب میں جالبہ نویس اور نگار گہاں بی چیز غرض مضمونی کے دیکھو
عنایت ان کی فانوس عرصہ بین برس کا ہوتا ہے کہ اس جہان ناپایدار سے رخت بھر کو بانڈہ کو پای جنت ہوئے
کسی شاعر نے یہ دو شعر ان کی تاریخ وفات میں بالکل تماشیح میر مضمون از جہان بگذشت دوزخ عالمی و زندگی را
از محلات ابو دھم محلات و سرچسب فکر بردم گفت ناگہ میر عقل و شاعری شیرین زبان شہزاد تاریخ وفات و ہر جہاں شعر
ان سے بطریق یادگار لکھتا ہوں تاکہ معلوم ہو قنات عبارت اوسے میر جو ان اشعار میں ہوا و مفاد وہی جو جوان لکھی آثار میر

اشعار

بر اما نیست مرے دیکھنے سے کیا تو نے خجاری جہنم کو کس دہان ناہتہ میں جنشیں محل کے غنا و ہنر دل گرفتہ نہیں سنین میں ہما سنا لے لیا بوسہ تو اسے دین کیا کیا کچھ کم رنگ بسمل جو نہیں تا کفن کا ممنون قضا فی حکو دیا کیا فہر دل غضب صورت ہوا ان آباد کیا کرات بس نماز و آزمائی ہو چکی صلح کیسے بس لڑائی ہو چکی	متعین حق نے ایسا بنایا تو دیکھنا قرآن نازش میرے دیکھ کر گہا ور نہ بہان کس کو سر ابلہ فرسائی تھا صعق تک کیا کیا نہ محکومتی ہما جہاں ہی جہاں بیان گنہ سے بھی زیادہ ہوا تو میر کا بدگانی سے دور اور نہ لیا تیرا جو نام سودہ بھی نذر کا ہشت و شوش ہو گیا یوں تو ہی وہ فرشتہ غور لیکن دلبر دن سے نا تھا پائی ہو چکی تفاوت قامت یار اور قیامت میں ہو چکی	اور ہی شوخ و شکر گرد ہو رہا کی نہیں گردن پر کسی خون ہے اس گنہاں کا غمن کی گریہی بالیدگی جو تو ۶ خبر رات رکھ کر روبرو صفحہ تری تصویر کا بتیابی دل قبری شید و کی کمان جا دیکھنا بوسہ کی خاطر میں لے لیا لہنا نیند تھی دکھائی صورت زریست ہے ذرا آدمی کشی کا شوق دات توڑی حشر متن دلین بہت میرا منتہی لیکن جہاں دوسرا نہیں لکھا
--	---	--

شاہ نصیر رحمۃ اللہ علیہ

یگانہ سخن سبجان نذر کار فرید عصر و جہد قدرون داد اور پاک سناد و سمانی خمیر میان شاہ نصیر رحمۃ اللہ علیہ شعر اوتھدیم
 شاہجہان آباد سے تھے شہر ریختہ کو بلور صائب مدعا تھا اکثر فرماتے تھے شکل مینوں کی طرف حسین سخن طرائف کو قدم کھنا
 دشوار ہو تا بیشتر توجہ کرتے اور حق یہ ہے کہ اون مینوں میں سیر غزل قریب بقصد بل و غزل نگہ کرتے اور اکثر آیات غزل بیت
 الغزل ہوتی یاد جو واسکے کہ علم شعر سے بہرہ کم تھا لیکن جن مینوں میں وہ قدم رکھتے اور اونکو بزور لبسج خدا داد سہرا بھام دیتے
 درجیان کمال کو مجال ہوتی کہ او میں جرات کرین اکثر ریختہ گو یاں شاہجہان آباد نے کہ اپنے زعم میں کوس لیل المکی کو بلند آور دے کہ
 بہن او اہل مالین و دین سے تمیز کیا تھا کجہد مت شوق کمال کو بوجہ کار کسی بیاختہ او کہیں غزل شیعہ پر مستعد ہوئے اشعار آبدار
 اس پیشہ و سخنوران روزگار کے دولاکھ سے زیادہ ہیں اور یہی بیاختہ و اغراق ہے مدعا آدمی جو کچھ بچا سنتے تھے
 اور متغیرب مشاعرہ صرف او میں سے غزل کو لیتے تھے ہر ایک دیوان اپنے اپنے نام کا مرتب رکھتا ہے اپنی زندگی
 میں ترتیب دیوان کی طرف توجہ نہ کی اور فکلی افات کے بعد مہراج سنگ نامی ایک شخص نے اود کا شاکر دے ہے جہد راتہ رات
 جمع کر کر ایک دیوان ترتیب دیا ہے اس پر پچاس ساٹھ جہد سے کم نہیں دو بار لکن میں تشریف لیکے اور سامی و تر قی
 مصحفی اور اثا اللہ خان کے ساتھ بساط مشاعرہ آراستہ کیا تین بار جہد آباد کو لگے اور دمان کے رئیس نے نہایت قدر دانی تو
 ہر بار ہزار روپیہ کا سالوک کیا خصوصاً راجہ چند لال نے کہ اوس سرکار کا مختار کل اور دروغن فہم اور قد شاس اہل کمال تھا
 اس بزرگ کو مالالان کر دیا تیسری بار چونکہ تیرا دنگا وہن کی خاک سے تھا شاہجہان آباد کو آنا غیب ہوا اور اسی سہر میں بین
 زفات پاکر مدفن ہوئے اونکے انتقال کو آٹھ سات برس کا عمر ہو تا ہے ہر چند اس قدر زخیر وہن سے قدری کا لکھنا آتا
 نازیا ہے لیکن احترازاً عن اللفظ باینین چند اشعار پر کفایت کی جاتی ہے

اشعار ریختہ

پشت لب پہ تیرے خطریں اسیا فرادیدہ و شمع ہے تیری جان کا لونا کمان و تیر منظر رابطہ تھا مجھ اوس سے روح تھی کسی یہ دنیا و حق نام میں بند مجھ کو نہ اوس رخ روشنی جہان کی نظر اس دوستی کو انبی بالا و ملاک رکھو	موندہ تو دیکھو کچھ ماقوت رقم خان اپ قیامت آپ کا قدا و سکے دلپذیر ہوا جب اوسنی آپ کو کھنچا گیج نہ ہو قدم نہ کہہ میرے چشم پر آب کو گھر میں گھٹا میں جان پر سو بار جہانیاں دوز دیکھو دلیں کیوں جگہ اس آہ بی تاثیر کو	نخلی تھی دم تیرے زنی سنگ و آواز چھری سے سر و چین ہوا فقیر ہوا خود بخود طاق سے شہید ہو گرا اوساقی بولاری فوج کا طوفان جابک گھر میں سب نے لاؤ راہ و دم سے نفاق رکھو حسین بجان بھی انور گھٹا ہوا آتش کو
---	--	---

مید عالم اور اسکے خط بننے دکھایا ہے	کہ جبکو دیکھ کے عالم نے زہر کھایا ہے	شوق نظارہ تیرا کچھ کے لایا تھا اسے
کچھ تھی تیرے کچھ پادین سلاسل بھاؤ کا	دیکھتے تھے جو ادھار کر تیرے کیا کرتے تھے	ایسی ایسا نہ تو تھا پر وہ مکمل بھاری
دولایا مول بھلا زعمی چلیا تھر سے	تیری کچھ کاٹھ گروہ میں ہو تو سودا بھر	جنہیں لب لبیب نہاست ہو کجی اوٹھم
آج ایک بات میں تم رنگ مجا تھر سے	دل یہ کہتا ہے کہ مت یاد تباں دلو او	چھ پٹیکار سے پھر آب فراد دیکھیں گے
درپردہ انگلیہ سے لڑتی ہوا سے		
انارنگہ کو رشتہ ہے چاک قنات سے		

شیخ ابراہیم ذوق النخاطب بہ خاقانی سنہ

شاہ کشور سخوری مالک رقبہ ملکات یعنی برورنی والی طبع و تکلیف و اکال ہو سس اسس فضل انفعال جامع قاتل و قاتل
 مشکلات سخن قاتل کلام زب کو کلاسے نام مزجے آرب ارباب شوق شیخ محمد ابراہیم ذوق خمدہ ارسنادی سلطان محمد غورانی
 الدین بہادر شاہ سے منازاد و پرشکاہ سلطنت سے خطاب خاقانی سند سے سرفراز ہیں شوق سخوری اسن بھوکو بھینی
 ہے کہ کوئی بات اس صاحب سخن کی غالب ہے کہ یہ راہ دزن سے سحرانوی کی برگو اور غور شکوئی دلی ہی اور تصانیف دینے
 ہی خول گوئی میں سعدی و حافظ و قصیدہ بین الوری و خاقانی مثنوی میں غلامی کو اگر اس سخن کو کی شگر دی سے فخر ہو تو
 کچھ عجب مینن شمار سنگا شمار گوہر شمار کا پیر عالم انیب کے اور کوئی مینن کر کے کا و قیدہ سخنان روزگار بی بیجا سکے تین
 کہ جبکہ کلام وحی نظام فخر مشق مینن اور شرف متاخرین مینن ہو اسکی ذات خالق الہی کات نبی نوع مینن کس قدر فضل و شرف
 رکھتی ہوگی اسقدر جامعیت کہ فصاحت عبارت اور منات تراکیب اور تازگی طرز اور بارت معنی اور غلبت تشبیہ و حسن
 استعارہ اور خوش اسلوبی کتا یہ اور لطف تلحج اور پاکی الفاظ اور تکرار کلمات اور لبست قافیہ اور شست روایت نظم
 و نثر کلام اور حسن آغاز و انجام ایک جاسے مینن معجز مینن مشق مینن سے متاخرین تک کسی اور نثر و شکر کو حامل مینن ہوئی
 اگرچہ اصناف سخن خصوصاً غزلیات اور تصانیف سے دفتر و دفتر ہے اور ہر شعر نقطہ انتخاب سے مینن لیکن اس مختصر کا مصلد
 باب مینن لانا کو انکو درج اوراق لکھ کر ارباب شوق و اہل فضل کی خدمت مینن گذرانوں اسواسطے مشق و موندہ از سر مینن
 چند شعر مد نظر شائقان کمال کے کرتا ہوں :

اشعار منتخبہ

ہم مینن اور سایہ تیری کو چہ کی دیو اور فنا	کام جنت مینن ہو کیا ہے گنہ گار و فنا	محبوہ شہب بھری ہو ڈلکی جو ن روز خضر
مجھے یہ کہد کہ کبر از آسمان نیلینا	مذکور تر سے بزم مینن کسان مینن آتا	بزدلو ہمارا انیس مینن آتا مینن آتا
کئی ہے خیر فانیل سے برہ گلو میرا	کئی جو مجھے کوے تو پیٹے لہو میرا	لبون بوجان عبث ہو منظر و خوش گلیا

اگر چہ کہ کبھی آیا تو ہم جانیں کہ اب آیا
 یا تھو تو لکھا پڑا تھا یار کے شمشیر کا
 پر ضعف سے ہاتھوں میں قلم اور قلم کی
 ٹھہری ہو ادنیٰ آئینہ کی میان کل جہاں
 بے لگان و ہم کی وار و نین لقا تاج بار
 مگر کبھی ہر سبھی تعارف چہ نہ آئے میں
 کیا جاؤ گیا لکھ دیا دوسرے کا اضطراب
 ہاں نامل دم ناوک ننگہ خنوب نین
 پر وہاں رقیب ہو تو جنم سے کم نہیں
 عبت تم اپنا رکاوٹ سے متناہی ہو
 در نہ ہے نہ تو ہر طرح گوارا ہو
 حضرت زندان خون نیر و رکھو گوارا
 موت پر ترقی ہے اجل کو بیان ملک ہو
 قطرہ قطرہ آنسو جسکے طوفان غم خان ہو
 سو بھی اگر تاسر خرگان جیسا بھی ہو
 وہ اپنی سینه میں ہے آہا تین کی رود
 پہلی تھی بر بھی کسی پر کسی کی ان لگی
 لستے ہیں لوگ موت تو سب جی جا کر
 کر کے میں ضبط بند ہی کیوں دیکھو
 جو شکر گریہ کا مہر ہے کہ جو جی جا کر
 دہن کا لکیرا کیا ہر ہی غائب ہو کر
 یہاں نہ تھانہ تو ان میں کہ جہاں کے جہاں

تامل کی جو ذوق تپیدن دیکھتے کیا ہو
 زخم پر زخم سے میرے کارگر اچھا ہوا
 دل تو لگتے ہی لگتے گدا حوریات عدل سے
 ای جان برب اندر تیری ہو کیا صلاح
 نین تیر کو پیدہ بنتی پڑے سر کو پیکتی ہین
 بیو نابو چھ ہے کیا دیر ہے لہذا زمین
 وہ خانہ ہے بر سر کی سوقت آئی دیکھنا
 اہمیں چھاتی مری تیر دن کی جیسی خوب
 دیکھا دم نزع دل آرام کو
 وہ لب برائے ہنسی دیکھو مسکرتے ہو
 تو جان ہے ہماری اور جان ہو تو نہیں
 غرورہ غار دشت پہر تو امیر لکھا ہے
 وہ نہ آئی رات ہو قصہ کی سخت نقتہ کے
 پارہ پارہ دل ہو صبر فودہ تو وہ حسرت
 زخمی ہون ہوا ہون تری درویدہ لہر
 کہ سبق دیکھو تو فی ان راسخ ہو جا
 الفت کا نشان جب کوئی مر جا ہی ہو جا
 پر تیری پاس دوسرے کوئی لکھا ہی ہے
 زخم دل پر کیوں مری مر ہم کا استخوان
 چادر آب روان موندہ پر مری ارمال کا
 نلک کیا فتنہ سارہی میں جو چشم نہ
 اوٹھاوی مور لاشہ کو ہمارے دست کران

کہ ایک ذبح کر نیکانین قاتل کو مہربان
 لکھیں اس خط میں کہ ستم اور نہ نین
 باغ ہستی سے جلا ہون کی بیان ہو کر
 جمید کیا پاتی ہو جو دیکھو تو لکھی پاس
 نہ دل چھوٹے ہوا دوسکو اور نہ ہم دل چھوڑے
 خط پڑھو اور یہی وہ ہوا پہنچ دیا بین
 جب کہ اوت عام میری اوترا کتھو کو تو
 اوس روز دش کا کھر خوبت ہو سو آ
 عید ہوئی و ذوق و فی شام کو
 کھاؤ پیئیں کی قسم کھا ہی ہے تبہ بن ہو
 ایمان کی کیر ہے ایمان تو خوب کچھ
 کون دقت احوال کو لکھو گھر کی ہو
 بیگیا آخر گھر زخم کھر لگاتے ہوئے
 منت پر گشتہ دیکھو ایک ننگہ کی تھی
 جانیکا نین چر مری زخم جگر سے
 ننگہ کا دار و تعادل پر پیر مری جان لگی
 بہ در و سر الیسا ہے کہ سر جی اوتو جا
 خور کھر جاگ جگسو کھر کھر سن اسنے
 مشک لکھنے لگا ہے تو کیا لڑکی ہو جا
 زبان پید لکھون جون آسیا ب نہ جان
 اگر تعابیر بھی لکھ سورتہ و کھر لکھان
 صراط عشق پرانے کھر نہایت قدم میرا

حافظ عبدالرحمن خان احسان

سخن پنج دقہہ گزین معنی رس خروہ بین گانہ جہان فرید اداں حافظ عبدالرحمن خان احسان استاد کتابی نہایت
 اور تحقیق مصطلحات نہایت ریختہ گوئی گو کمال اور زبان اردو کو نہایت جہاں بنیاد ساتھ ستر برس کی مشق سخن الٹ
 کرتی ہے کہ کیا ملکہ اصناف سخن میں ہم پر جو بجا ہو گا صنعت تہذیب و اشتقاق بیشمار کو کلام بلاغت نظام میں متحمل
 اور حق یہ ہے کہ ان صنعتوں کو اپنے سخن میں اچھی طرح سے نبھایا ہے بلکہ علی بن شہر سلاطین ابن عرب کے شاگرد ہیں باوجود
 صنعت پر ہی کے سخن میں ہنوز شوخی جوانی کی موجود ہے جو چند شعر اسے بطریق یادگار لکھتے مانتے ہیں

اشعار ریختہ

کمان وہ گریہ و خوار وہ جان بدست بنا
 و گریہ یاد تھیں مجھ کو شکایتیں کیا کیا
 سخت نادانی کی احسان لکھا عاشق ازل
 پانی پہ ٹھہری کہ نہ کہ بستر سیاب کا
 یار دسہون کو میر سے گریبان کی لکڑ

ایک سو طرح کا صدمہ اس درمیان دیکھا
 گلے لگتی ہی جتنی گلے لگوں ہوں گے
 مائے عالم تیری جوانی کا
 جو وہ مرید اکید بای عاشقان
 پر اپنی چشم پوشی دیکھتا جا
 ناصح کو مومنہ کو ان کے کوئی نہ سی گیا

وہ دن سو میں جدا ہوں اور کس کس
 کیا کام ہمیشہ بنائیں رہتا
 میں تو اوس نوجوان پر غش ہوں
 میر کہتا ہے کہ سوسے کوئی وانا دل کا
 میرے قسم ہی اس بند آئی تو اب

نوشہ نویسیان

جناب سید محمد امیر سید احمد تھاکے

سید جناب سادات کبار میں غلط اشتقاق کو اس جزو زمان میں انکی قلم کی صلاح و ترقی مثل صورت ثانی کے دوبارہ زندہ کیا ہوا ہے
 مروف کا انکو اوصاف جسدہ کو فکر میں سراپا دیاں اور رسالت الفاظ کی انکی محاذ جمید کے بیان میں سراسر زبان انکی خوشنویسی
 کو دور میں سید عماد کی خوش تھلی پر اعتماد نہیں رہا اور انکی معافی کے زمانہ میں غائب شدہ ہو گیا باوجود کہ در پیش
 پنجاہ اور بکیتی میں کوئی انکا فی نہیں جیسے ہاتھ انکا ایسا سبک ہو کہ انکو ایک آن میں ہزار حرف لکھنا اور پھر اس حرفی کی سادہ گوئی

جناب آغا صاحب

یہ صاحب کمال شاعر و شہید ہیں سید امیر صاحب جو صرف کو اور اس فن میں ایسا کمال ہم پر جو بجا ہو گا استاد کو انکی کمال پر کمال ناز ہے
 اور اس فن کی تکمیل کو سبب بنوا ساتھ سلف و متاخرین ملا وہ اس کمال کو فوج کشی میں بھی اتنے ان روز گام کو سیفت لکھ
 ہیں باوجود اہلیت اور صلاحیت ایسی کہ جو کیا بنائیں اور وہ اتھاہ کو انجو استاد کو حقیقت کبھی میں خامہ و زبان کی جہاں نہیں لکھ

میرزا عبداللہ سیگ

شاگرد ہیں سید محمد امیر صاحب مدوح کے آنکے رتبہ کو مستقیق نویسی میں لیا انا صاحب کے کوئی نہیں پہنچ سکتا سوائے اسکے اہلیت اور سعادت مندی جو اسکے فرا جہ میں ہے تم دوزبان کی طاقت نہیں کہ اسکا بیان کرکو

امام الدین احمد خان

فرزند ارجمند ابوبدیر الدردلہ خواجہ زین العابدین خان بہادر مصلح جنگ اور مستقیق نویسی میں شاگرد ہیں خود عبدالرسول قندھاری سلمہ لد تعالیٰ اور سید محمد امیر صاحب موصوف کے ہاتھ انکایں قابل ہے کہ تو بڑی سی محنت اور زماں قلیل میں ایسے اقران انشاں و فصیل بہت لکے

محمد جان صاحب مرحوم معذور

شاگرد میر کلن خوشنویس ہے بدل اور خوش ظلم ہے ظہر تھے جب تک بہہ فدیجات میں تم انکے سامنے کسی خوشنویس کے یا سلمہ دم مرحوم نہ تھا عرصہ چند وہ میں برکات ہو تا جو کہ روح پر فتوح کو عالم غامبی و سرائیکہ اللہم غفر فی دہ

آخوند عبدالرسول قندھاری سلمہ لد تعالیٰ

یہ زیدہ اہل کمال متوطن ہیں قندھار کے اور عرصہ چند سال سے بود و باش شہر شاہ جمان آباد کی اختیار کی ہے اور اس خاک پاک سے اپنی بستگی بہرہ بخانی کہ گویا بیچ کے ساکن تھا اور جب تک کہ ایک نظم دل کو بھلا دیا خود مستقیق و شیخین علیہ السلام

حافظ گل خان صاحب معذور

خط نسخ میں درست اور دیکھانہ اور شہور زمانہ اس خط کو شان یا قوت پر لکھتے تھے بلکہ یا قوت کو انکے سامنے یا قوت ہر دار کی مانند کچھ قدر نہ رہی تھی عرصہ چند سال سے عالم باقی کی طرف حرام کیا انا خود و ناما الیہ راہمون

میر امام الدین سلمہ لد تعالیٰ

خط نسخ میں استاد ہیں سلطان عصر حضرت ظل الدین میراج الدین محمد بہادر شاہ کو اور خط نسخ کو تاضی کی شان پر لکھتے ہیں اور بالفاظ زبان خلعتی پر ہے کہ اس شان پر ان سے بہتر کیا اس سے انیس میں بھی لکھتا تھا ہے

مولوی حیات علی صاحب معذور

خط شکستہ میں وہ کمال بہرہ بخونیا تھا کہ انکے ہر حرف کے خم و پیچ سے زلف و بان شکستگی دوام کرتی تھی اور خط مستقیق میں ایک شان خیانتی کی تھی اور طرفہ یہ ہے کہ اس شان کی مدد لکنا میں مختصر اور مطول و کئی قلم اعجاز رقم سے علی ہوئی ہیں کہ ہر حرف و دن کنا بون کا ایک قطعہ شمار میں آتا ہے قدرت خدا کی ہے کہ ایسے نزد

کمال بھی صفحہ روزگار پر بہم پہنچے ان امید عالی کل شیء قدیریت دراز مہوی کہ اس جہان فانی سوار ہی ہو

زندگى شما گناه است

خط شکستہ میں شاگرد شہید بنے مولوی صاحب ممدوح کے اور بعد ازاں حضرت کے ان سے بہتر شہر شاہجہان
میں کوئی نہیں ہوا اور اب ہے چھ سات برس کا عرصہ ہوا کہ جہان فانی سے راسی ہوئے۔ + +

بدرالدین علی خان مہرکن

خط استیقامت گفتگو بین شاگرد و پیر صاحب مدد و کم دارد و برین گفتگو بین تمام شیخ و نشان پیر این سر کرده عمل کمال کافیست و شیخ سر حکایت است که

مصوران

علامہ علی نقی

مصور ہے مثل و مانند و پیکر آرای بی شبہ و تلیف و تخیلی از رنگ مانی آنکے نقش سادہ کے مقابل تجل اور آج بیک
کار نامہ ہزار او کی سیاہ قلم کے سانسے مشغول نقاشی سہارے ہر جید تصویر چمن کی علمی شقائق اور سفید
تہہ نستر سے بنائی انگڑوہ و نقش و نگار کے آگے رونق پنائی ایسا قادر اس فن میں صفیہ و زکاء پر
نین پیدا ہوا کہ دیدہ و رنگس کی تصویر پینا اور زبان سوسن کا نقش گویا جاسکتا ہے غچہ او کی چمن تصویر کا
بویا اور مرد و چشم اسکے مرقع ترین آشنادیدہ مور کے پردہ پر کرہ عالم کی تصویر اس طرح بنائی کہ گمنام
رصد نگار و دش افلاک و اوضاع کو ایک بہ کو بغیر لادین مشاہدہ کر سکے تہیں اور فقط مہموم پر نقشہ کون فضا
کا ایک گھنچا ہے کہ فکر حکیم استعمالہ اجسام اور تکون موالید اور حصول ترکیب اور تغیر فصول کو کا اچھی درس ہے
وہ بافت کر سکتا ہے گل کی ترمی اور خار کی درشتی کو ایک تصویر سے مشہور و حو ان کی حرکت اور نباتات کا لونا و فضا

فیض علی خان

کہیں برا و حق تعالیٰ میں غلام علیجان موصوف کے مافی الکافم بند و صدق دار اور تہواؤ کی طرح کاجرہ نہ گناہ شیعہ کی تنبیہ
کی بنہم انفر و آواز آتش آنکھ نقشہ کی عالم سوزاں لیکہ نزل صلح و دفعی کی طرف بہت بائیں ہے جا ہمارا کی انور
سے تائب ہو کر نقطہ نقوش کائنات پر قناعت کی سحجان و اندراس کام کو اس طرح سے سر انجام دیا اور سب کو دلایا

بالفراغ پھونچا یا کہ بیان اوسکا احاطہ تحریر سے باہر ہے

مرزا آقا شاهرخ بیگ

فن تصویر میں نہایت کامل اور قرآن و اشعار سے اس کام میں گوستہ سبقت لیکن فرہ چشم و اگر انکا موقوفہ بنے
بجائے اور بیاض گردن پر ہی اگر انکا صفحہ ہو تو تیرا ہے کل نقشہ اس کتاب کے فیض علیان موصوف اور لکھی
استغانت سے مرتب ہوئے ہیں کام ان نقشوں کا نمونہ کی صنعت کا ہو

محمد عالم

اوسناد فن وادرس ہر کو کو خالی سو آگاہ وقت قدیم کی تصویر عید ہی اس سرگردہ اہل کمال کی علم کو چھین سکتی ہو اور کی جان ہیز

ارباب موسیقی

ہفت خان

بار بر انکاش کرد کہیں اور نیک اسکا کمینہ کترین یہ زبیرہ کلا سے روزگار اس مناعت میں اپنے عہد میں کس
لمن الملکی مارتا تھا سب ارباب نغمہ اسکے نام سے اپنا کان بکرتے تھے وخر بد کے گانین اس کا نظیر نہ تھا اگر تانین
زمرہ ہوتا مارا نوسے شاگردی نہ کرتا اور اگر بر جو بادرا حید جیات میں ہوتا خط غلامی لکھ دیتا ہر خد اطراف عالم سے
روسا دوی الاقتدار اور راجہ ہاسے عالی تبار نہایت آرزو سے بلین زرخیر خط لکھ کر تمنا کرتے تھے کہ جیسا
کمال قصد وون کی ملازمت کا کرے باستغانت استغانتے خدا واد جو ارباب کمال کے لازم ذاتیہ سے ہے
تمام عمر اذکی طرف ہوضہ نکلیا اور دی سے قدم باہر نہ لکھا جو نغمہ سدا کہ عمارک دور دست سے مدعی سن فن کا ہو کر
دار و شاہجان آباد ہوا اسکی ایک تان کے سستے ہی تہ تال کی خبر ہی نہ سہی اور اسکے قدم کی خاک کو پانی
انکھ کا کل الجواہر بنایا حضرت بابرکت شاہ محمد نعیر صاحب رجوم سجادہ نشین خلافت حضرت خواجہ میر درد علیہ
الرحمہ کے سامنے خا بر رسم سترہ کے دوسری اور جو بیسویں ہر مینے کو مجلس نغمہ گرم کیا کرتا تھا اور درود پڑھ
اسکی الحان وادوی سے مست ہو جاتے تھے اور از بسکہ در و باطن اور لذت فقر کی چاشنی اس سستی الاوتیا
کے کلوی حال میں پہنچی ہوئی تھی اوس نغمہ کو ایک اور ہی کیفیت بہم پہنچی تھی اور یہ کلام مولوی محمد علی
شہنوازی چون حکایت میکند و از جدائی ناشکایت میکند کہ نہشتیان تا مر ابریدہ اندہ از غیر مرد
دزن نابیدہ اندہ اسی ماہر کامل کے نامی لگو کی شایین صادق آتا متوا عہد چند سال کا ہوتا ہے کہ اس

عالم عنقریب ہوا قطع نام کیا اور نرم حبت میں خزان ہوا

راگ رس خان

فن بین نوازی میں یکتا سے روزگار اور یگانہ شہر و دیار و سکی بین کا ہر تار شیرازہ کتاب معرفت تھا

جیسا کہ خان فرخ نے منہ اپنا پیش کر کے تھا تو اس سے صاحب کمال بین نوازی میں اپنا نظیر کر کے تھا تو اس سے صاحب کمال خان کو سامنے
دوسری اور چوبیسویں حضرت موصوف مرحوم کے روبرو ہی محبت بین نوازی سے کوشش شوق کو مننون اور سامعہ
منگوا کر ہون کر تا تھا چند سال گزری کہ عالم غانی جو عالم بانی کی کوری ہوا

میر ناصر احمد

والدہ کے سادات عظام سے تھے اور اتفاق زمانہ سے بہت خان مرحوم موصوف کی دختر باختر سے منسوب ہوئے
چونکہ اس صاحب کمال نے اپنے نانا سے مرحوم کی صحبت میں رشد و بلوغ ہم پہونچا یا اسکے فیض تربیت سے فن
موسیقی میں کیتا سے عمدہ ہو گیا وہ مغفور فرخ نے سرانگی میں مشہور روزگار بنایا کیستہ سے زمانہ نغمہ سرائی اور بین
نوازی و نوین نغز و روزگار ہوا اور ان دونوں کاموں کو ایسا کیا کہ گوش اہل روزگار نے کس ترانہ سے
ساقین کو فراموش کیا اور کلاسے دہر کو یہ اعتقاد ہے کہ حبیبان چیرون کو انہوں نے بتا سادہ سلف کو
بجائ نہ تھی کہ اس کے عشر عشر پہی تھا وہ ہو سکتے اپنے نانا کی وفات کے بعد بدستور قدیم حضرت خواجہ محمد لغیر صاحب
مرحوم کے سامنے سہ بھی نغمہ سرائی اور بین نوازی اور بین و نو تار نیوین کرتے رہے اور بعد ان کی وفات کے
حضرت سراسر افادت حاشین شاہ محمد فیض غفر اللہ شرف خلف یادگار سلف مولانا بابا الفضل دانا موموئی کی
سے کے سامنے جولا کت سجادہ نشین خاندان موصوف بل سلسلہ کے واسطے الیق بین وہ ہی مجلس اس کامل کو دوسرے
فرین ہوتی رہی اب گردش آسیا سے کہ دون سے تقریب تلاش نرق نواح صوبہ اودہ کی جانب روانہ ہو گئے

بہادر خان ستانز

فرخ ستار نوازی میں یگانہ روزگار کے صدائے درجہ پور تقویٰ کا عالم ہم پہونچا تھے یہ فقرہ کہ فرخ از
طیران و آب از جریان باز دار وادی ماہر کمال کی ذات پر صادق آتا تھا پانچ چھبر کا عصر ہوا کہ عالم باقی کی طرف سفر ایشیا

رسمین ستانز

یہ صاحب کمال اشرف اولاد میان تان میں ہے جس سے تاراسکی ستار کی امان داد دی سے خبر تہی ہے چھ
راگ اور چھ بیس راگ کی اس کے تار ساز کے بال باندھے غلام و کنیز میں نواب فیض محمد خان دانی چھبر نے کمال قدروانی
سے اپنی ملازمت میں رکھا تھا اور بعد اسکے وفات کے نواب فیض علی خان مرحوم نے کہ بریدہ وراثت والی اول
ریاست کا پادشاہ بدستور قدر شعیاس اس زبیدہ گلای عصر کی کرتا تا اب جو وہ ریاست عبد الرحیم خان پسر نواز کے نام
پر منتقل ہوئی ہے یہ شعیاس بھی اوس صاحب کمال کی قدروانی میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت تھیں کہ تار و آفتاب میں

یہاں سے روزگار عرصہ عالم میں کم علیہ اگر ہوئے ہیں

قائم خان

دعوتِ سرکاری میں جسے مثل و مانند افشاگردانِ کائنات میں بر جو بادرسے کو خیالین نہیں لانا تھا عرصہ قلیل ہوا کہ شہنشاہ عالم نیر اوسکی وجود عشرت آموگہ قائم سربراہی

قائم خان

دعوتِ نوازی میں ایسا کامل تھا کہ مقامات و دوازدہ گانہ کاکہ کمال معنویت سے ہفت خوان ہرستم کا حال رکھتے ہیں اوسکے انفاس مجرہ اساس نے آسانی سے سر کیا تھا عہد آدم سے اس قسم تک ایسا ماہر پیدا نہیں ہوا اور اس زمانہ سے نفع صورت تک اسکے نظیر کا پیدا ہونا تصور نہیں عرصہ چند سال سے عالم فانی سے کوچ کیا ہے

گلاب سنگھ کیجاوجی

جامع تھا فنونِ شتی موسیقی کا نامہ اس صاحب کمال کا کیجاوجی کے بچانے میں ایسا طیار تھا کہ اوسکے ہاتھ کی ایک جہش میں سوراگ انھوں کے سانس پیر جاتے تھے اور ستار نوازی کو گویا سی نے از سر نو زندہ کیا تھا سوا اسکے جل ترنگ کے بچانے میں یہ طوطی رکھتا تھا عرصہ دراز ہوا کہ سفر آخرت کا افضیا کیا اویں جوانی میں غوغا مچا کر گئے تھے

سہ کار بیاہ اندک ست جات عمر در خورد کار بایستی

مکھو ایکھاوجی

بچاوجی بچانے میں کہتا ہے عمر اور بچانہ دہر اتفاق کہتے ہیں کہ جو صحت اسکے ہاتھ میں ہو نہ سلف کو عیم ہوئی اور نہ خلف الحمد کہ یہ کتاب تمام ہوئی اور دستِ قلم جو گردشِ دائمی اور گویہ داس سے فارغ نہ تھی آسودہ ہوئی فکر و تسکین اور طبیعت کو اندیشہ سے آسودہ گی ہم چوبی خدا کرے کہ مقبول طبع صاحب نظران پر ہر منو

صد شکر کہ این نگار خانہ بگرفت طراز جاودانہ تنہا نہ ہند را داست این را ناخوس ہزار بیکراست این

تقریر ایکہ جناب مرزا اسد اللہ خان غالب نے اس کتاب لکھی ہے

خراستارانِ گرمی ہنگامِ شبیں ماورائے دریں رنگ گردشِ رنگ بہنوی نوید کہ بین روزانہ رخاںہ را چہ وہ از تپتہ کیامہ نہ اند کہ دران مشکوف آئین کار کا ہر شمار شکر فی آئین کار بیکر آرایان دبیر و در آنا یہ پنجویں دی روی آور دہ دانگو نہ نزد ماندگے دست ہم داد کہ اگر سنجیر احمد آں گیری کو در پیکر کہہ مایہ پیکر کا پایہ پوینہ نایا سے را بر تارا اور پونہ

روی نیاز مافی و پشت دست نبرد از زمین نخواهد گشت همانا از کارخانه آن کارخانه مینویان نامه خواهد که شاد و دل
 تشبیه نازمست و آرامش گاه بری بیکران راز نگرفت شهر بارانست و سر نوشت و در کاران و در این فی بے
 نو که مرغ دست آموز دستا سستی بر و دیوار بیکرستان ز فرقه سیخ چو استی من که از تباہی دانش فاسازی
 خوی پیوند ارش و آرامش و راندیش بر تانم و دانا خود را بدشت از سومان تیر می گام آبله ساس و در بن کوه بیابان
 و مرغ پلنگ شور به پیامی نیندیشیدی از غوغی گز خشنود و بیافتمی سینر چون ز بنور خانه رخت مایه می رانشانگاه
 و دیده چون دلربایی پر واد خوانا به با سه قره و رخسار دهم سوز را فرود آمد بجای ایک و بر بده و گزانش لگن گزین
 نگارش بخواجه بیدار بختان غنوده بیکر و نشستن چای خداوندان اوزنگ و انفسر کشته سیخ میگوزم و بد انسان که
 در گلشت چمن بر کنار رخیا با نمانش کل دست سائی و کلید گز و زدنش نمانش ان گزشت یک یک راندیش نمی
 وادیز به پر چمنش نمانی انگار کشتان و خورشائی پیشش نمانی که بکفتان و کشور بند از زبان نکش نیم سخن از است
 که درین ستوده آیین راه سخن کشته کسی است که دل آزاده در بند هوای اوس بیست خوشا و نادول هنر دست گاه و فرخا
 کرد از گز کار آگاه مهر و زینک فراموش اهر من دشمن نروان و دست فرزانه با فر و فرنگ براد الدوله سید اوجا
 بهاد و عارف جنگ آن که خامه را و ز کارش اشمن زنده کردن نام بدان روش روانی داد که نام آوردان و در دوزخ
 رازنگی جاد وانی و او پیو و خوشی نختگی با خوشی از خوشی تری به آب لختی استوار تر و فرجام بجانگی مرغی با گوشتش
 از جانگی روشنی به مهر پاره آشکار تر با بختانش و نیست از فرز انگی به آیین مردمی و ناد و باننش همان مهری است
 از دلشینی به پیو ز خون نا سخن که پیوسته ابر فرسودگی مار و پودر نکت خوشین از کمر نمانی گسته خنده و دندان نما
 داشت بدست یاری این گرامی هنر در جامه خسروی و پیرایه لومی یافت آزاده مردم و فرید کار گز را را بهر آفرین که
 تا و روز و فرخنده گزارش که خبر گزاردن کردار پیشینان را فرودن آگاهی پسینا شیوه داشت پای گذشت آرا
 دست سخن راند که هم بر زنگان سپاس نهاد و هم آیدگان را آفرین گوی ساحت درین سنگفت آورد و کینه
 غائب بیلگی پوشش پلاس نشین که بدین منو دے بود که اکنون و در دهم اکنون بنور خوشین از نماندگان و درشت
 و آینه پیداست که خود از رفگان خواهد بود هر آینه از بیکر این رمبر که آورده شد و به نموداری این نشان که
 انگیزه اندر کردار بپندی و سپاس نیریری باز رفگان هم اندیش و در کردار ستان و آفرین خوانی با آیدگان
 هم نواست گوئی گفتار من در انجام این نامه هوش افزا رفگان را بشنودن آوازه دیر پالست و در نهایی نام
 است و آیدگان را به سرودن ز فرقه و دیر بایک و دیر بایک فرخ شادم کارش به فرخی انجام نیرفت و غلام

از جنبش آرام یافتن سینه به فرخی آگاه و شادی و تیر و اندران نه کام روا باشد که روان و شکر شیرین
بر دشمنی روشنائی خود که فرغ قره ایزدی است گم گویه دشوار گزار بندار سپیدی را از میان بهر کرانه برده و
دور ازین شاه را به بلادوی بر درمیخانه سستی فرو آورد و بگو که از می مردان کن آن حیاتان باره به غلام زین
تابه سیه سستی ان باوه روش انبوهی نمایش آرزو از هم باشد و نمودای می بود از پیش نگاه بر غیر و در آخر
رنگه باید دهنه از شادی بوی نه از مستی خامی ماند و نه از سستی نشانه به غالب بریدم از همه خواهم گزین سپس

کجی گزینم و بر ستم خدا س را

تقریر که جناب مولانا مولوی امام بخش صبا می فرماید کتاب یکصد

زنگینی معین صفی را رنگ نگارستان چین کرده و شادابی الفاظ کافه را تابانگی برده گل برده دل تادیده و کان
زنگ معانی چیده ام و سینه از زبان خوان الو ان سخن شنیده ام نه فکر از ترتیب مقدمات شعر می یک نفس فارغ نشستی
و نه اندیشه را از گرد اوری ساز شریک دم رشته گسیستن نفس تا رسالت صرف نده طریقیهای بیان و دهن حلقه نرمی
است و وقت ترانه زبان رشته انفاست و در گذر سته بندی را بهین افکار معروف و معانی توجه و صید و حیات معانی
معطوف همانا خیال استایش نگارین نام بلاغت نظام آثار العباد دید نام که نتیجه سخن طرازی خامه گوهر با معنی
آفرینی است که حن گلو نور معانی پرورد و کوشش طبع از حسیب دوست و جلو که ششوار معانی در پرده و گرد انگیزه های
افکار بلند و معنی زنگ چه کمال آب گوهر حلال تن نشین گوهر محیط و قار رسانش صبا می اعتبار آریا رنگش قبول اقبال
نخندند و انقضای فصل و اختلال دوده سیادت را از بلند با گلی گشتن فرقی بکنند و عرش سودن و خالوده نبات را از زلال
نیز از شش رفعت فلک افرا رودن زنگ بهار بریده معنی های نگیل است و مکتب گل آتش و اخلاق پوشش
عروج مراتب است اولین با یکسکه کاش و بلند می دارد حشمت ناز قرین در جلال و ان جلالش سخن برائی عدلش صبار
پیش گل بهر قمره نو اند و دیدن آتری لوک خار دامن نرا کشت ندر و میجویم انیزدی انفاش شعله از بالای شمع
بل اختیار رسد نو اند کشید تا شوی وضع به احتیاطش بابال پروانه بر خورد و مکنند فکرش طوق کلاف می غزلان
در سامی پالنگ اندیشه اش بر سکه گوی و تالق فرغ معانی بر تو شمی است از ناو صفا سینه اش بیرون
دیده و دشوخی کات برق بهلوت از برده لبها س اخلاقش در خنده مار و بود و انفاش صرف تعجب باقیه س
کارگاه سخن زنگ آینه سیم خاش در کار شوق سازی رنگینی با س جوی ادای شوی ناز در کسوت جنبش علمش
جلوه فردش نگاه بهر اری ناله نیاز از پرده حریر تلمش در خردش ترانه خمش با دعوی فصاحت با مینای طبل

حرفی است گلوگیر و زخمه بیانش بالاتر سنجی نوای قمری جوابی است و بلند و غرور کاری طراح خامه اش صوفی و من
 هزار صفر را نیز برده یک نقطه جلوه توان داد و وسعت و صمد دست کاشش تنگی طرف جناب را با کثافت وجهه هزار محیط
 مقابل تواند نهاد و نشود نمای ریاضین بهار با سنبلی ساسانی زبان تلش بر طبع ارباب نظر خورده و مکررات او را قیاس
 با تازگی عبارت نامد اش از نم شبنم عرق کرده و گنجینه خورشیدش چون لوح تقدیر مخزن جوهر اسرار و خامه اندیشه
 اش چون او امر قضا مقتصدی ظهور آثار کیم کثرت را از فیض صحبتش گری نه کلام چه و کثرت و هم وحدت از اثر
 تجریدش جامه ساز تعلیق است

بر غلام جم خط کشیش	بام در کبر با زینش	بهاش کج بخت کام داده	رفت بسیر دام داده
بر با کاش ز مهر پرانور	صد سجد و یک غار از دور	بر گرو سحر دولت او	نیشد فلک به قدرت او
بر مرقع مراتب کاشش	گرد و سپهر از جلالش	قعلی که چراغ دل فروزد	دین خلوت آب گل فروزد
ماید و برج غبارش از راه	تا گشت چراغ بهفت و نگاه	خورشید که نور بلندیش	بارست لبان از جبریش
سر سوره بر استانه او	تا مشرق فلک آشیانه او	رفت که بفرق چرخ ز کام	جست از در بارگاه او کام
طبعش که بهاد بد سخن را	گل کرده بهار صد چین را	آید به نواز خامه او	چون پرده کسان نامه او
کوک از نقشش چو پاک بلب	هر حرف بر بردای صفا	بپرده بزرگ چشمش	گلدسته صد چین با و راق

سپهر کمال را لوح و محیط انفصال را مون کوه آری غایم بلند و صله پهای مدارج از جند طراز منقذ و فاعتر جواد الدول سید
 احمد علی خان بهادر که کام و زین چار باش منصب منفی این سواد بلند از جو و دوش بر سر بریه سلیمان نازش دارد و مانع اندیشه
 مینار و دنگ اندر ده را بپوشش می آرد اگر گردلغیب بزرگ ایمنه انصاف نباشد و رنگ آفرین اعدسان نقش بل
 اعتبار می نرشد راه این تحقیق و تامل شکافت و طبع عزمین مترل توان یافت که سایه پروردگان کاشش قدس
 نامه شود جاده خیال خود کرده اند جای نفس راست کردن به ازین سترل آسایش بکفت بنا و رده اند قدرت
 و هم در ایجاد و طبعش دامانده تر از سعی بالوس جرات تصور و سداغ مثلش نارسا تر از بای مجبور بس نهرین
 را با شکفتگی جبارش بزرگ برگ بی دست از شبنم در زیر دندان حسرت و دلار با انگینی معانیش بر دماغ حکمی
 است و فروخته دامن زمینای غیرت طره سنبلی با کاشش رنگ سطرش چون موی در پیماب و موج منبره از
 باو غیرت ر قوش چون موج آب و اضطراب رسته خط و مش از طراوت الفاظ رنگ ابری است طوفان
 خیزد رینه حرورش از بر تو معنی تابش برقی است آتش انگیز معنای او را قش از سیاحت معنایین آینه

دست نهاد و باطن صفاتش از فروغ معنی صبحی از چهره خورشید نقاب کشاید
 زود و طوفان فزونی متن سازد و لایحه بی نظار گیان و سادگی کاغذش را چون جبهه دلبران خط و حال ترسم آراستن تکلیف
 شکلی بی تماشایان اثر پروردگان کلماتش در ذکر فاش نفسان کتب عدم خون بالایی پرده چشم عبرت نگار
 و نشان جودش در نوحه خاک بر سر گردگان زیر زمین بگرگاد و حوصله نیکین دست گاهان از رنگ نگاران کرده تصویر
 از رنگ پرده شادان دست بطرح گل برده اند و بعلی خون عاشقان رنگی بساط قلم و انعام لاله سرود نگاه و در تکیه
 نقابش کشیده ای تا رود کفن عبرت گیر و نظر در سر خط برش از حسرت پیری خاک گوزن بدید **بیمش نموی**

کرده ارجمند شعله	از رنگ بریده نفا ره	مهر زده او که تابان دور	از داغ دله گرفت مینور
را نقطه که از کز کشاوند	صد نقطه بر ورق نماند	تا حریفی ازین کتاب نبرد	دل خون شود و بخاک نبرد
نایک قشربخون نگارند	بر صفحه دل جنون نگارند	هر کس کتابش نظر داشت	در خامه جکده و جگر داشت
چندین دل شعله بر شکستند	سماطرح سر بر نفس بستند	رنگ از رخ شادان بریند	تا نقش خیم بر پوشیدند
خیمه محسرت شکر خوب	در مغربش حرف محراب	باشد بکف غم دیدن ان	چون ساعری بدست رند
سهرت نقش بر ورق است	یا لطف نگار در کف دست	صد لطف بهر کشودن او است	چون بند قبا کشودن او است

عجز تمنائی آئینه احوال صعبانی از اتعانت شفقت نگارن بی بهره نخواهد بود که بهار را می این حلقه از جگر به
 تا رنگهای نگاه لطف زنگ پریده عمر نال زانده آنکه باز گردانیده که ریاض و س از غیرت رنگ بستن داغ بر دل
 صورت و دال نذر و از شرم بهار بخیر انش چهره و غیره زود نقد و مراتب الطافش خوش محاسبه بر رشحات به این باندن محضر
 مایه اخفاش تنوع محیط و ظرف جاب گنجانان تا باده در ساغر انگور از رسم آفتاب ریزد و پر تو خورشید انش
 از پرده آئینه انگیزد و کرنی نگاه مهرش زبم افروز ازل دفاق و شعله سورت قمرش جانور را باب نفاق یاد د

تقریظ که جناب مولانا محمد صدر الدین خان بهادر فی اس کتاب پر گیتی عمر

خدا یا ازان کج یا کج نشان	که گم گشته اند را و اوجان	کنم یاد هستی ازان کج بار
بعاظم و جلیل و شریف	زرد و کومر ان فوزنده کج	کنم به وقت پیران و بنار کج
بزرین کبیر می تو نیم شکست	طلسمی که بر کج بر دیر بست	کنم چه چشمان دامن اهل فن
که از دولت دیده دامن	الانجنت نظر از گردان خواب نیز	کنون خاک دلی هست انجین
سوی کج آباد و دلمو اشتاب	اگر گفته است جوان کان گوشت زاده	کجانی کجا معصنه عینوس

که از زده دار و سر دشمنیست
 بمن ده که آتش ز نذر درلم
 که بر بنون شود زان دل شد تو
 از ان باده خام جلمی کشم
 که ناهش بود چرخ بگرد لقب
 در دل دارم از پنج پر کنده پیش
 سر شکم برور شک بر پشت من
 همین است آیین باغ جهان
 در آغاز بود و در آخر نبود
 که آن را رستم کرد بحسب کمال
 که بود است و در تن بهش منفی
 رسامش اندیشه اوسیم
 به اندیش را گوز حسرت بیدر
 تو آیین او بهسار باب فن
 کسین حلقه در گوشش آمد بها
 صفای خیزد از جوهر سینه اش
 ذکار را بجان فکرش قسم
 قسم زد کتابی بار و زبان
 بگیتی طبع از نو انجخته
 دیده بپوش عمارت جان
 خط زو بر آرزو مانی کشید
 هانا است و در ان بکام بهشت
 ستاند ز لعل نکوبان خراج

بیاساقی اسی مایه حسن و ناز
 بچو شد محیط شدر از گلم
 می تاب و در جام جانم کشم
 ز گردون و دون انتقاعی کشم
 چگویم که بر من چهارفت است
 جگر ریش و دل ریش هم سینه ریش
 همین است آیین این تیره کار
 که اول بهار است و آخر خزان
 بجاش کنی اگر بعیرت نظر
 فرو سپیده و فیهک فرخ خصال
 نوید اگر خامه از راس او
 خیالش مداد اسی طبع سقیم
 مبین سیوه باغ هستی پوش
 طرب بخش همچون شراب کمن
 دل او ز آینه شفات تر
 زمره زو ناخواسته آینه اش
 مجاست کان را کسی رو کند
 در آثار و احوال پیشینان
 شد آثار و سلیقه زنا بود بود
 ز اجماع او شعر و ملی روان
 از و سر و هنگامه نو بهار
 و دیگر جواب سلام بهشت
 نو از زده جان چو زلف دراز

می ساغر افروز سینا که از
 نویسم و در ان فقه ابیات چند
 چمن زار گور نفاست کسب
 کزین سست بیان نیلی سلب
 صدا مد اگر یک بلارفته است
 ز بختم رو و ز زبان با سخن
 ترا مید صلیح از مدارش مد
 همین است آیین چرخ کبوتر
 نظر کن در ان نامه نامور
 نکرده فزون ربه اش نهضی
 شود و نخل این سدا پای او
 شده اش او در دلم جامی گیر
 پستند حق پرستی و شکر
 بحسب صبا خلق او ناه بار
 بصافی ز آب گهر صاف تر
 ضمیرش بدرک و رسائی علم
 قبولش اگر سید احمد کن
 نشانهای رسم کمن ز بخت
 مگر ساخت نشان و سر جو جو
 نقوشش که شلش آنی کش
 سراپای او چون سدا پای
 نظر سومی او سوز دل را عالا
 چو تقریر از زاده و محسن طرا

